عمران سیریز

ڈینجر پرنس

ظہیر احمد

ڈینجر پرنس

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز ملتان

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں' بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
----------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ ،ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------- سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 170/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

محترم قارئین۔
السلام علیکم۔

میرا نیا ناول "ڈینجر پرنس" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ بالکل نئے اور انتہائی دلچسپ انداز میں لکھا گیا ایک خصوصی طرز کا ناول ہے جو آپ کے اعلیٰ معیار کے اعتبار سے انتہائی بہترین ناولوں میں سے ایک ہے۔ اس ناول کو میں خصوصی طرز کا حامل اس لئے قرار دے رہا ہوں کہ اس ناول کی جگہ اس ماہ آپ کو میرا پچھترواں ناول "ڈائمنڈ مشن" ملنا تھا جو طوالت کی وجہ سے تاخیر کا شکار ہو گیا ہے۔ یہ ناول بھی اپنی مثال آپ ہے۔ جو آپ کے دلوں میں یقیناً گھر کر لے گا۔ اگلے ماہ آپ کو انشاء اللہ ڈائمنڈ جوبلی نمبر مل جائے گا جسے پڑھ کر آپ کی طبیعت باغ باغ ہو جائے گی اور آپ مجھے اس قدر طویل اور اعلیٰ معیار کا حامل ناول لکھنے کا کریڈٹ دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ 'ڈینجر پرنس' کس اعتبار سے خصوصی ہے اور اس میں نیا پن کیا ہے یہ تو آپ ناول پڑھ کر جان لیں گے۔ اس سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے اعتبار سے کم نہیں ہے۔

حسنین علی شاہ، کوٹ نجیب اللہ، ہری پور سے لکھتے ہیں۔ یہ میرا عمران سیریز کے لئے پہلا خط ہے۔ میں گزشتہ تین - سالوں سے آپ کے ناولوں کا مستقل قاری ہوں۔ اب تک آپ کے ناولوں کو ایک سے بڑھ کر ایک پایا ہے۔ خاص طور پر آپ کے ماورائی ناول

مجھے بہت پسند ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ جلد سے جلد میجر پرمود، عمران اور کرنل فریدی پر ناول لکھیں اور انہیں کسی ماورائی ناول میں اکٹھے دکھائیں۔ اس کے علاوہ یہ بتا دیں کہ صرف میک اپ کے ذریعے کسی دوسرے انسان کی کاپی کیسے کی جا سکتی ہے۔

محترم حسنین علی شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ تینوں اہم کرداروں، عمران، میجر پرمود اور کرنل فریدی کو کسی ماورائی ناول میں واقعی اکٹھا نہیں کیا گیا۔ میں نے آپ کے اس آئیڈیے کو نوٹ کر لیا ہے۔ انشاء اللہ اس پر جلد کام کروں گا۔ رہی بات کہ میک اپ کے ذریعے کسی انسان کی کاپی کیسے کی جا سکتی ہے تو اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ اس ایڈوانس دور میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ایک انسان کو دوسرے کی نقل کرنے کے لئے پریکٹس اور انتہائی محنت کرنی پڑتی ہے اور خصوصاً تربیت یافتہ افراد کے لئے کسی دوسرے آدمی کی نقل یا کاپی کرنا مشکل نہیں ہوتا جس کی مثال آپ کو جدید دور کی موویز میں بھی مل سکتی ہے۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ کا نگہبان ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

یہ ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا مالک نوجوان تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی نقاب تھا۔ آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ جس سے اس کی شخصیت مکمل طور پر چھپ گئی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک راہداری میں آگے بڑھ رہا تھا۔

راہداری کے اختتام پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ یہاں کئی لفٹیں کام کر رہی تھیں۔ راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ نقاب پوش نے ہاتھ بڑھا کر ایک لفٹ کا بٹن پریس کیا تو چند لمحوں بعد لفٹ کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ لفٹ خالی تھی۔ وہ لفٹ میں داخل ہوا اور اس نے ٹاپ فلور کا بٹن پریس کر دیا۔ ٹاپ فلور بیسواں فلور تھا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا اور لفٹ خفیف سے جھٹکے کے ساتھ اوپر اٹھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ کو ایک بار پھر خفیف سا جھٹکا لگا اور وہ رک گئی۔

لفٹ سے باہر نکل کر اس نے ادھر ادھر نظر ڈالی۔ باہر ایک اور راہداری تھی۔ یہ راہداری بھی خالی تھی۔ اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔ راہداری کے اختتام پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ اس طرف سپاٹ دیوار تھی۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکالا اور پھر اس نے ریموٹ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن کے دبتے ہی ایک ہلکی سی آواز پیدا ہوئی اور دیوار کا ایک حصہ سائیڈ دیوار میں گھستا چلا گیا۔ سامنے ایک بہت بڑا ہال دکھائی دے رہا تھا۔ ہال میں ہر جانب مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ مشینوں پر بڑی بڑی سکرینیں نصب تھیں۔ ان سکرینوں پر مختلف مناظر تھے۔ کسی سکرین پر شہر کی سڑکوں پر دوڑتی بھاگتی کاریں دکھائی دے رہی تھیں۔ کسی سکرین پر ایئر پورٹ کے مناظر دکھائی دے رہے تھے تو کسی سکرین پر مختلف اداروں اور کمپنیوں کے دفاتروں کے مناظر تھے۔ ایک بڑی سکرین پر ایک ہال نما کمرے کا منظر تھا۔

اس ہال نما کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی جس کے گرد کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کرسیوں کی تعداد کسی بھی طرح بیس سے کم نہ تھی۔ ہر کرسی کے سامنے میز پر ایک مائیک لگا ہوا تھا۔ ان کرسیوں پر تین مختلف اطراف میں تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جو بالکل خاموش اور ساکت دکھائی دے رہے تھے جیسے انہیں کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر ان کرسیوں پر ہی پتھروں

کے بتوں میں تبدیل کر دیا ہو۔ ان تینوں کے سامنے بڑے بڑے بریف کیس رکھے ہوئے تھے۔

نقاب پوش آگے بڑھ کر اسی مشین کے سامنے بیٹھ گیا جس میں خالی ہال دکھائی دے رہا تھا۔ نقاب پوش نے مشین کے چند مخصوص بٹن پریس کئے اور اوپر کی طرف لگا ہوا ایک راڈ دبایا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے منظر صاف ہو گیا۔ اسی لمحے سکرین تین مختلف حصوں میں تبدیل ہوئی اور ان تینوں حصوں میں ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کے چہرے کلوز ہوتے چلے گئے۔ ان تینوں افراد کی نظریں بھی اسی سکرین کی جانب تھیں شاید دوسری جانب سکرین تھا اور اس طرح وہ ایک دوسرے کو براہ راست دیکھ رہے تھے۔ ان تینوں نے مختلف رنگوں کے لباس پہن رکھے تھے لیکن ان کے چہروں پر بھی نقاب تھے اور ان کی آنکھوں پر بھی سیاہ رنگ کے چشمے دکھائی دے رہے تھے۔

ان تینوں نے جو نقاب پہن رکھے تھے ان پر ایک سے تین تک نمبر لکھے ہوئے تھے۔ نقاب پوش نے قریب لگا ہوا بٹن دبایا تو مشین کے ایک حصے سے ایک مائیک ابھر کر اس کے منہ کے پاس آ گیا۔

”خوش آمدید۔ بلیک ماما آپ تینوں کو بلیک ماما ہیڈ کوارٹر میں خوش آمدید کہتا ہے“...... نقاب پوش نے سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے مائیک میں کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی کرخت اور سرد تھا۔

"تھینک یو بلیک ماما"...... ان میں سے ایک آدمی جس کے نقاب پر نمبر ون لکھا ہوا تھا، نے انتہائی پر خلوص لہجے میں کہا۔

"کیا آپ تینوں کو یہاں پہنچنے میں کسی وقت کا تو سامنا نہیں کرنا پڑا ہے"...... بلیک ماما نے اسی انداز میں کہا۔

"نو بلیک ماما۔ ہم نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ اور پوری حفاظت کے ساتھ یہاں پہنچائے گئے ہیں"...... نمبر ٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ آپ سب کو بلیک ماما ہیڈ کوارٹر پسند آیا"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ یہ ہیڈ کوارٹر نہیں انتہائی شاندار محل ہے۔ بہت بڑا اور عظیم الشان محل جو آپ کے ہی شایان شان ہو سکتا ہے"...... نمبر تھری کہا۔

"آپ تینوں کے اصل نام اور اصل چہرے اس لئے چھپائے گئے ہیں تاکہ آپ ایک دوسرے کو بھی نہ پہچان سکیں۔ آپ کو مخصوص نمبروں کے نقاب الاٹ کئے گئے ہیں۔ آپ انہی نمبروں کے توسط سے مجھ سے کھل کر اور ہر موضوع پر برملا بات کر سکتے ہیں"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ ہم سمجھ سکتے ہیں اور ہمیں آپ کا یہ محتاط انداز بے حد پسند آیا ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہماری پہچان آپ کے سوا کسی اور کو نہ ہو۔ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اس کے

بارے میں ہر طرح کی معلومات خفیہ رکھی جائیں اور اس بات کا بھی کسی کو علم نہ ہو کہ ہم آپ سے کس سلسلے میں ملنے آئے ہیں"...... نمبر ون نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو ہر قسم کا تحفظ دینا بلیک ماما کی ذمہ داری ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"تھینک یو بلیک ماما"...... ان تینوں نے بیک وقت کہا۔

"آپ تینوں میرے پاس جس کام کے لئے آئے ہیں کیا آپ اس کا معاوضہ لائے ہیں"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ ہم معاوضہ لے کر آئے ہیں"...... ان تینوں نے کہا۔

"کیا آپ جانتے ہیں کہ میں کام کن شرائط پر کرتا ہوں"۔ بلیک ماما نے کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ اور سرد پن بدستور موجود تھا۔

"یس بلیک ماما۔ ہمیں آپ کی شرائط کا علم ہے اور ہم ان شرائط کی روشنی میں اور آپ کے بتائے ہوئے معاوضے کی ادائیگی کے بعد ہی آپ سے اپنا کام کرانے آئے ہیں"...... نمبر ون نے کہا۔

"وری گڈ۔ آپ تینوں کے کام کر دیئے جائیں گے۔ آپ اپنے بریف کیس میرے آدمی کے حوالے کر دیں"...... بلیک ماما نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

بٹن پریس ہوتے ہی سکرین پر دکھائی دینے والے ہال کا دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے ان سے بیگ لئے اور واپس خاموشی سے چلا گیا۔

"ہمارا کام کب تک ہو جائے گا بلیک ماما"...... نمبر ٹو نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"بہت جلد تمہارے کام سر انجام دے دیئے جائیں گے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لیور نیچے کر دیا۔ سکرین اچانک تاریک ہو گیا۔ سکرین تاریک ہونے کے بعد بلیک ماما نے چند لمحے کچھ سوچا اور پھر دوبارہ سکرین آن کی اور مختلف لیور گھمائے۔ اب سکرین پر ایک اور نقاب پوش دکھائی دے رہا تھا۔ بلیک ماما کی نظر جوں ہی اس نقاب پوش پر پڑی اس نقاب پوش نے اپنی گردن خم کر دی۔ اس نقاب پوش کے نقاب پر سیاہ رنگ کے شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

"بلیک ٹائیگر"...... بلیک ماما نے سکرین پر نمودار ہونے والے نقاب پوش سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ نقاب پوش یکلخت چونک پڑا اور فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنا سر جھکا لیا۔

"یس بلیک ماما"...... بلیک ٹائیگر نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس مرتبہ ہمارے پاس تین کام ہیں جن میں سے دو کام

دوسرے سیکشن انجام دیں گے لیکن ایک کام ایسا ہے جسے تمہارا سیکشن ہی سر انجام دے سکتا ہے"...... بلیک ماما نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما"...... بلیک ٹائیگر نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں ایک اہم اور انتہائی خطرناک مشن سونپ رہا ہوں جسے تم نے ہر حال میں اور جلد سے جلد مکمل کرنا ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ بلیک ٹائیگر اپنا ہر مشن تیزی سے اور کسی بھی سچوایشن میں پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ آپ حکم کریں۔ میں اس مشن کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"کیا تم پاکیشیا کے معروف سائنس دان سرداور کے بارے میں جانتے ہو"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ میں اسے بخوبی جانتا ہوں۔ وہ ایک ذہین اور انتہائی قابل سائنس دان ہے جس نے پاکیشیا جیسے ترقی پذیر ملک کو بہت جلد سائنس کے میدان میں آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا ہے اور اس نے پاکیشیا کے لئے انقلابی ایجادات کر کے پاکیشیا کو سائنس کی دنیا میں ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لا کھڑا کیا ہے"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ وہ واقعی ایک ذہین اور انتہائی باصلاحیت سائنس دان ہے جس نے قلیل مدت میں پاکیشیا کو سائنس کی دنیا میں انتہائی ترقی دی ہے اس نے پچھلے سال بین الاقوامی کانفرنس میں یہ اعلان کیا تھا کہ وہ ایسی گیس بنانے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے ذریعے ہوا کی نمی کو ٹھوس شکل دے کر بطور ہتھیار استعمال کیا جا سکتا ہے"۔ بلیک مامبا نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں بلیک مامبا"...... بلیک ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سرداور ہوا میں موجود نمی کو ایک مخصوص گیس کے ذریعے انتہائی گرم پانی میں تبدیل کر کے اسے ایسی تیزابی شکل دینا چاہتا ہے جس کا ایک قطرہ بھی کہیں گرے گا تو وہ چیز ایک لمحے میں جل کر بھسم ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ ان ہاٹ ڈراپس سے فولاد کی بنی ہوئی چیزوں کو بھی ایک لمحے میں پگھلایا جا سکتا ہے۔ کسی بھی علاقے کو مارک کر کے وہاں موجود ہوا کی نمی کو ایک جگہ اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر اسے گیس سے مخصوص انداز میں بھاری چٹانوں کی شکل دے دی جاتی ہے۔ نمی تیزابی شکل اختیار کر کے بارش کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور پھر جب یہ رین برستی ہے تو ہر طرف تباہی و بربادی پھیلا دیتی ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو نہایت خوفناک ایجاد ہے۔ اس سے تو میدان جنگ میں زبردست تباہی پھیلائی جا سکتی ہے اور اس سے میدان جنگ

میں تمام آلات کو ناکارہ اور جلا کر بھسم کیا جا سکتا ہے"...... بلیک ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ناکارہ ہی نہیں میدان جنگ میں بھاری چٹانیں گرنے سے ٹینکوں اور اسلحے کے ذخیروں کے ساتھ ساتھ میدان میں پھیلی ہوئی فوج کو بھی آسانی سے کچلا جا سکتا ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ پاکیشیائی سائنس دان کی یہ ایجاد تو واقعی یونیک ہے اور انتہائی خوفناک بھی۔ اگر وہ ایسی گیس بنانے میں کامیاب ہو گیا تو اس کی ایجاد کے سامنے دنیا کے تمام ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بھی ناکارہ ہو کر رہ جائیں گے۔ پوری دنیا میں موجود ہوا میں نمی ہوتی ہے۔ وہ کہیں بھی گیس کے ذریعے ہوا کی نمی کے بلاکس بنا کر وہاں تباہی اور بربادی پھیلا سکتا ہے"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ گیس بے رنگ اور بے بو ہو گی جسے دنیا کے کسی بھی علاقے میں فائر کیا جا سکتا ہے۔ کسی کو اس گیس کے پھیلنے کا پتہ بھی نہیں چل سکتا اور اچانک آسمان سے بڑے بڑے اور بھاری بلاکس بن کر گرنا شروع ہو جائیں تو سوچو کہ ان بلاکس سے کس قدر بھیانک اور ناقابل تلافی تباہی پھیلائی جا سکتی ہے۔ دنیا میں کسی کو اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ گیس کہاں سے آئی۔ ہوا کی نمی کے بلاکس کیسے بنے اور کیسے ان بلاکس کی بارش شروع ہو گئی۔ سرداور نے اس گیس پر مسلسل کام کیا ہے اور اس نے ایک ایسا سیٹلائٹ

سسٹم ایجاد کر لیا ہے کہ وہ ایک کمرے میں بیٹھ کر دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوا کی نمی کو کنٹرول کر سکتا ہے اور ان کے چھوٹے بڑے ہزاروں بلاکس بنا کر ان بلاکس کو بڑے سے بڑے شہر پر برسا کر اس شہر کو صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"اوہ۔ تب تو واقعی اس ایجاد کے بعد پاکیشیا سائنس کی دنیا میں پوری دنیا کو پیچھے چھوڑ گیا ہے۔ اس ایجاد کے سامنے تو سپر پاورز کے ایٹمی اور ہائیڈروجن بموں کی ویلیو بھی ختم ہو جائے گی"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔ اس کے لہجے میں تشویش کا عنصر تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ سرداور کی اس ایجاد کے سامنے ایٹم اور ہائیڈروجن بموں سے لیس سپر پاورز ممالک کی طاقت زیرو ہو کر رہ جائے گی اور پوری دنیا پاکیشیا کی ہاٹ واٹر کی معترف ہو جائے گی اور پاکیشیا پوری دنیا میں سرفہرست آ جائے گا جس کے سامنے ایکریمیا سمیت کوئی بھی سپر پاور سر نہ اٹھا سکے گی"...... بلیک ماما نے کہا۔

"ہاٹ واٹر"...... بلیک ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ سرداور نے اپنی اس یونیک ایجاد کو ہاٹ واٹر کا نام دیا ہے اور واقعی یہ خاموش طاقت ہے۔ ایسی خاموش طاقت جو اچانک کبھی بھی اور کہیں بھی برپا کی جا سکتی ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے بلیک ماما"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"میں تمہیں یہی مشن دے رہا ہوں۔ سب سے پہلے تمہیں سر

داور کو ہلاک کر کے ہاٹ واٹر کا فارمولا حاصل کرنا ہے۔ اس کے بعد فارمولا تمہیں لے جا کر کافرستان کے حوالے کرنا ہے۔ فارمولا کافرستان کے حوالے کر کے ہمارا ان سے کیا ہوا معاہدہ پورا ہو جائے گا لیکن اس کے بعد تمہیں کافرستان سے بھی یہ فارمولا اڑانا ہے۔ جب یہ سارے کام ہو جائیں گے تو پھر میں فائنل مشن کی کال دوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ فائنل مشن پر مجھے خود بھی کام کرنا پڑے کیونکہ میں ہر حال میں فائنل مشن کو کامیاب کرنا چاہتا ہوں"...... بلیک ماما نے کہا۔

"لیس بلیک ماما۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"تم جلد سے جلد پاکیشیا پہنچنے کی تیاری کرو۔ اپنی معاونت کے لئے سپیشل گروپ ساتھ لے جاؤ"...... بلیک ماما نے کہا۔

"لیس بلیک ماما۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے"۔ بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"کچھ پوچھنا چاہو تو پوچھ سکتے ہو"...... بلیک ماما نے کہا۔

"لیس بلیک ماما۔ ایک سوال ہے"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"پوچھو"...... بلیک ماما نے کہا۔

"کیا مجھے سرداور کو خاموشی سے ہلاک کرنا ہے یا..."...... بلیک ٹائیگر نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ بلیک ماما کی تنظیم کوئی معمولی تنظیم نہیں

ہے۔ یہ انتہائی طاقتور، منظم اور فعال تنظیم ہے جو ہر کام ڈنکے کی چوٹ پر کرتی ہے۔ بلیک ماما کی تنظیم نے آج تک کوئی بھی کرائم خفیہ طور پر اور چھپ کر نہیں کیا ہے"...... بلیک ماما نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس بلیک ماما۔ سوری بلیک ماما"...... بلیک ماما کی غصیلی آواز سن کر بلیک ٹائیگر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی ہے۔ دوبارہ ایسی بات کی تو تمہیں سانس لینے کا دوسرا موقع نہیں ملے گا"...... بلیک ماما نے غرا کر کہا۔

"یس۔ یس بلیک ماما"...... بلیک ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

"سرداور کا ہاٹ واٹر فارمولا حاصل کرنے اور سرداور کو ہلاک کرنے کا پہلے تم باقاعدہ اعلان کرو گے اور پاکیشیائی سروسز اور ایجنسیوں کو اس بات کے لئے مجبور کرو گے کہ وہ سرداور اور اس کے فارمولے کی حفاظت کے لئے جو حفاظتی انتظامات کر سکتے ہیں کر لیں اس کے بعد تم اپنا مشن مکمل کرو گے لیکن تمہیں بلیک ماما سینڈیکیٹ کی اس روایت کو ہر صورت برقرار رکھنا ہے کہ بلیک ماما کی تنظیم کسی بھی صورت میں ناکام نہیں ہوتی اور اپنا ہر مشن ہر صورت میں مکمل کرتی ہے"...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ آپ بے فکر رہیں۔ بلیک ماما کے نام سے

پوری دنیا کی ایجنسیاں اور سروسز کانپتی ہیں۔ آج تک بلیک ماما کی تنظیم اپنے کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی کبھی ہو گی۔ پاکیشیا میرے نزدیک ایک پس ماندہ اور انتہائی کمزور ملک ہے۔ اس ملک کی ایجنسیاں اور سروسز میرے راستے کی دیوار نہیں بن سکتیں۔ اگر کسی نے بھی میرے راستے میں آنے کی کوشش کی تو میں ان دیواروں کو ایک لمحے میں تباہ کر دوں گا اور لاشوں کے پشتے لگاتے ہوئے اپنی منزل پر پہنچ جاؤں گا"...... بلیک ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ تمہارے پاس ماسٹر کمپیوٹر میں پاکیشیا کی تمام سروسز، ایجنسیوں اور خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تفصیل موجود ہے۔ میں تمہیں چند منٹ دیتا ہوں۔ مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق تمام رپورٹ چاہئے"...... بلیک ماما نے تحکمانہ لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ میں آپ کو جلد ہی کال کرتا ہوں"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے"...... بلیک ماما نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین کا بٹن پریس کر کے سکرین آف کر دی۔ سکرین آف ہوتے ہی اس کی بائیں جانب کی دیوار اوپر اٹھی اور وہاں پر سکرین دکھائی دی پھر اچانک ہی اس میں بجلیاں کوندیں اور وہاں پر بھی ایک نقاب پوش دکھائی دیا۔ اس نقاب پوش کے نقاب پر سرخ رنگ کے شیر کی تصویر

بنی ہوئی تھی۔

"ریڈ لائن حاضر ہے بلیک مامبا۔ حکم"...... اس نقاب پوش کے لب ہلے اور ہال میں آواز گونجی۔

"رپورٹ"...... بلیک مامبا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"ریڈ لائن کا مشن مکمل ہو گیا ہے بلیک مامبا۔ ساگان میں بغاوت کامیاب رہی۔ ہم نے ساگان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا ہے۔ چونکہ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے اس لئے ہم یہاں سے واپس آنے کی تیاری کر رہے ہیں"...... ریڈ لائن نے کہا۔

"گڈ شو۔ مجھے تم سے اسی کامیابی کی توقع تھی ریڈ لائن۔ میں جانتا تھا کہ بلیک مامبا سینڈیکیٹ کا ریڈ لائن گروپ اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہو سکتا"...... بلیک مامبا نے کہا اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھی تھیں۔

"تھینک یو بلیک مامبا"...... ریڈ لائن نے کہا۔

"سیکنڈ مشن کا کیا ہوا ہے"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"سیکنڈ مشن بھی مکمل ہو گیا ہے بلیک مامبا۔ ساگان کا سائنس دان ڈان جنو ہمارے قبضے میں ہیں اور ہم نے اسے لاسٹ سیکشن کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ وہ وہاں پہنچنے ہی والا ہو گا"...... ریڈ لائن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔ ریڈ لائن میری توقعات سے بڑھ کر کامیابیاں حاصل کر رہا ہے۔ میں تم سے اور تمہارے سیکشن سے بے

حد خوش ہوں"...... بلیک مامبا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو بلیک مامبا۔ آپ کی تعریف میرے لئے سند ہے"۔ ریڈ لائن نے بھی جواباً مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لعل مین کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... بلیک مامبا نے ایک بار پھر سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"لعل مین بھی اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا ہے بلیک مامبا لیکن اس کے ساتھ ایک بری خبر بھی ہے"...... ریڈ لائن نے کہا۔

"بری خبر۔ کیا مطلب۔ کیسی بری خبر ہے"...... بلیک مامبا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"لعل مین اپنا مشن مکمل کرتے ہوئے ہلاک ہو گیا ہے"۔ ریڈ لائن نے کہا تو بلیک مامبا چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ واقعی میرے لئے بری خبر ہے۔ بہت بری خبر۔ لعل مین تمہارا بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ بلیک مامبا کا ایک اہم رکن تھا اور وہ انتہائی تیز، ذہین اور شاطر انسان تھا"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ وہ ہلاک ہو چکا ہے لیکن مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس نے اپنا مشن پورا کر لیا تھا اور اس نے اپنا مشن پورا کرتے ہوئے اپنی جان دی ہے"...... ریڈ لائن نے کہا اس کی آواز رندھ گئی تھی۔

"مجھے لعل مین جیسے جانباز کی ہلاکت پر شدید صدمہ ہے لیکن تم

فکر نہ کرو وہ وقت دور نہیں جب اس دنیا پر بلیک مامبا کا قبضہ ہو گا۔ پھر تمہیں تمہارے بھائی کی اس قربانی کا صلہ عطا کر دیا جائے گا"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"تھینک یو بلیک مامبا"...... ریڈ لائن نے کہا۔

"طعل مین نے وہاں سے جو قیمتی دھات کراشیم حاصل کی تھی وہ کہاں ہے"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"وہ لاسٹ سیکشن کو روانہ کی جا چکی ہے بلیک مامبا"...... ریڈ لائن نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اب تک کی لاسٹ سیکشن کی سپیشل رپورٹ کیا ہے"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"لاسٹ سیکشن میں اب تک دنیا کے کئی چوٹی کے اور نامور سائنس دان جمع ہو چکے ہیں بلیک مامبا۔ انجینئرز نے لائٹ گن تیار کر لی ہے۔ اب صرف اس فارمولے کی ضرورت ہے"...... ریڈ لائن نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ میں نے بلیک ٹائیگر کو اس کام پر لگا دیا ہے۔ جلد ہی وہ پاکیشیا جا کر ہاٹ واٹر کا فارمولا حاصل کر لے گا"۔ بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ جیسے ہی فارمولا لاسٹ سیکشن پہنچے گا ہمارا سیٹ اپ مکمل ہو جائے گا اور بلیک مامبا کے پاس دنیا کا سب سے پاورفل اسلحہ آ جائے گا جس کی مدد سے بلیک مامبا پوری دنیا پر راج

کر سکتا ہے"...... ریڈ لائن نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ اس دنیا پر صرف اور صرف بلیک مامبا ہی راج کرے گا۔ پوری دنیا کو بلیک مامبا کے سامنے جھکنا ہو گا اور اب وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے جب ساری دنیا بلیک مامبا کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گی"...... بلیک مامبا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یس بلیک مامبا"...... ریڈ لائن نے کہا۔

"اور کوئی بات پوچھنی ہے تو پوچھ لو"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"نو بلیک مامبا۔ میں جلد ہی اپنے سیکشن کے ساتھ واپس آ کر رپورٹ کروں گا"...... ریڈ لائن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... بلیک مامبا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی سکرین تاریک ہو گئی۔ اسی لمحے مشین پر پہلے والی سکرین دوبارہ روشن ہوئی اور اس پر بلیک ٹائیگر دکھائی دیا۔

"ہاں بلیک ٹائیگر کیا رپورٹ ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"بلیک مامبا میں نے پاکیشیا کے بارے میں مکمل رپورٹ حاصل کر لی ہے۔ بادی النظر میں پاکیشیا کی طاقت دو افراد کے ہاتھوں میں ہے"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"دو افراد۔ کیا مطلب۔ کون ہیں وہ"...... بلیک مامبا نے چونک کر کہا۔

"ان میں سے ایک سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ ایکسٹو کی شخصیت انتہائی پراسرار ہے۔ اس کے بارے میں پاکیشیا کے صدر تک کو علم نہیں ہے۔ وہ نقاب میں رہتا ہے نقاب کے پیچھے اصل چہرہ کس کا ہے یہ کوئی نہیں جانتا۔ ایکسٹو کی پاکیشیا میں پاکیشیائی صدر سے بھی زیادہ اتھارٹی ہے۔ جب وہ میٹنگ ہال میں جاتا ہے تو پاکیشیائی صدر کو بھی اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہونا پڑتا ہے جبکہ اگر ایکسٹو پہلے سے ہی میٹنگ یا کانفرنس ہال میں موجود ہو تو اس پر یہ پابندی عائد نہیں ہوتی کہ وہ صدر مملکت کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو۔ ایکسٹو کے حکم کو حرف آخر مانا جاتا ہے۔ سیکرٹ سروس اس کے تحت کام کرتی ہے اور ایکسٹو کے حکم پر اپنے ملک کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتی ہے۔ دوسرا آدمی عمران ہے جس کا پورا نام علی عمران ہے جو دنیا کا انتہائی شاطر اور ذہین ترین انسان ہے لیکن بظاہر وہ احمق بنا رہتا ہے"۔ بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"علی عمران"...... بلیک ماما نے علی عمران کا نام سن کر خونخوار بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ علی عمران کا نام لیتے ہوئے اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو گئی تھیں۔

"یس بلیک ماما"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"علی عمران کا نام اور شہرت میں نے بھی سنی ہوئی ہے وہ واقعی

میرا اور میری تنظیم کے لئے سب سے بڑا دشمن ثابت ہو سکتا ہے لیکن اس بار اس کا مقابلہ بلیک ماما سے ہوگا اور میں عمران کو ایسی بھیانک موت سے ہمکنار کروں گا کہ اس کی روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی۔ اس کی موت اتنی بھیانک اور دردناک ہو گی کہ اس کے بعد کوئی بلیک ماما سے ٹکرانے کی جرأت نہ کر سکے گا"۔ بلیک ماما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما۔ جب تک علی عمران زندہ ہے۔ یہ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو ہمارے راستے کی دیوار بن سکتے ہیں۔ ہمیں اپنا لاسٹ مشن مکمل کرنے سے پہلے انہیں ہر حال میں راستے سے ہٹانا ہو گا"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں جلد ہی ان کا کوئی نہ کوئی انتظام کر دوں گا۔ ایکسٹو اور عمران کی زندگیوں کا آخری وقت آ گیا ہے۔ اس بار وہ بلیک ماما سے نہیں بچ سکیں گے"...... بلیک ماما نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے"...... بلیک ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم فی الحال آرام کرو۔ کوئی مشن سامنے آیا تو میں تم سے خود رابطہ کر لوں گا"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما لیکن کیا آپ مجھے پاکیشیا مشن مکمل کرنے کی اجازت دیں گے"...... بلیک ٹائیگر نے رک رک کر کہا۔

"نہیں۔ پہلے میرا ارادہ تم سے ہی یہ مشن مکمل کروانے کا تھا لیکن عمران کا نام سن کر میرا ارادہ بدل گیا ہے۔ میں عمران کی موت کو یقینی بنانا چاہتا ہوں۔ عمران جیسا ذہین اور شاطر انسان تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم اس کے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ اس لئے میں نے پاکیشیا مشن کے لئے ڈینجر پرنس کا نام تجویز کیا ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"اوہ۔ یس بلیک مامبا۔ واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کرنے اور انہیں ان کے انجام تک پہنچانے کے لئے وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اس جیسا طاقتور اور خونخوار انسان شاید ہی اس دنیا میں کوئی اور ہو"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔ ڈینجر پرنس کا نام سن کر اس کے لہجے میں بھی خوف ابھر آیا تھا۔

"وہ صرف خونخوار اور طاقتور ہی نہیں انتہائی شاطر اور ذہین بھی ہے۔ پوری دنیا میں اس کی ذہانت کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ڈینجر پرنس کا تو نام سنتے ہی دنیا کے بڑے بڑے ایجنٹوں کے بھی پسینے چھوٹ جاتے ہیں اور ان کی ٹانگیں کانپنا شروع ہو جاتی ہیں"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں نے اسے عمران کے مقابلے پر لانے اور پاکیشیا مشن سونپنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ مشن اس کے شایان شان ہے

اور مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر بہت جلد یہ مشن مکمل کر لے گا"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ ڈینجر پرنس کے مقابلے میں عمران پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ عمران کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو بھی ہلاک کر سکتا ہے۔ اس کی طاقت اور ذہانت کا مقابلہ کرنا عمران اور ایکسٹو کے بس کی بات نہیں ہے"...... بلیک ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔ تم میرے اگلے حکم تک ریسٹ کرو تب تک میں ڈینجر پرنس کو پاکیشیا مشن کے لئے تیار کرتا ہوں"...... بلیک مامبا نے کہا اور اس نے بلیک ٹائیگر کا جواب سنے بغیر مشین پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سکرین تاریک ہو گئی اور اس کا سسٹم خود بخود آف ہوتا چلا گیا۔

عمران نے کار سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے مین گیٹ کی طرف موڑی اور پارکنگ کی طرف لیتا چلا گیا۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر کار کا انجن بند کر کے وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں کار سے نکل کر باہر آ گیا۔

عمران نے اس وقت عجیب و غریب میک اپ کر رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال لمبے اور جھالر دار تھے۔ اس کے چہرے پر موجود داڑھی بھی بے حد لمبی اور دودھ کی طرح سفید تھی جو اس کے سینے تک بڑھی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں بچی بچی سی تھیں جن پر اس نے نظر کا گول شیشوں والا چشمہ لگا رکھا تھا اور اس کے سر پر ترکی ٹوپی تھی جس کا پھندنا اس طرح ہچکولے کھا رہا تھا جس طرح کچی سڑک پر چلنے والی پرانی کار ہچکولے کھاتی ہوئی بار بار اپنا رخ بدلتی ہے۔

اس کے جسم پر سفید رنگ کا لمبا چوغہ تھا۔ سفید رنگ کے ہی

چوڑی دار پاجامے کے ساتھ اس نے پیروں میں سلیم شاہی جوتی پہن رکھی تھی اور اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک چھڑی تھی۔ وہ شکل وصورت سے قدیم حکیم ظاہر ہو رہا تھا۔

عمران کے منہ میں پان تھا جسے چباتے ہوئے سرخ رنگ کی رالیں اس کی باچھوں سے لکیروں کی شکل میں نکلتی ہوئیں اس کی سفید داڑھی کو رنگین بنا رہی تھیں۔ کار سے نکلتے ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ کمر پر رکھا اور ساتھ ہی اس کی کمر جھکتی چلی گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ لاٹھی ٹیک کر اس طرح لنگڑاتے ہوئے چلنے لگا جیسے بچپن میں وہ پولیو کا شکار ہو گیا ہو اور اس کی ایک ٹانگ چھوٹی اور ایک بڑی رہ گئی ہو۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہاں کسی کو نہ پا کر اس نے کمر سے ہاتھ ہٹا کر دو انگلیاں اپنے ہونٹوں پر رکھیں۔ دوسرے لمحے اس کا منہ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑا اور پھر اس کی دونوں انگلیوں کے درمیان سے اس کے ہونٹوں سے سرخ رنگ کی پچکاری نکلی اور سائیڈ میں کھڑی ایک سفید رنگ کی کار کے دروازوں کو رنگین کرتی چلی گئی۔ عمران نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنی اس حرکت پر کسی کو نہ دیکھتا پا کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتا ہوا ایک بار پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر لنگڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے مین گیٹ کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ دروازے کے سامنے ایک دربان کھڑا تھا جس نے

کاندھے پر مشین گن لٹکائی ہوئی تھی اور اس کی بھاری مونچھیں اس کے سارے چہرے پر پھیلی ہوئی تھیں۔ دربان کا سر گنجا تھا۔ اس کے گنجے سر کی وجہ سے اس کے چہرے پر موجود بھاری مونچھیں عجب بہار دکھا رہی تھیں۔ عمران اس کے پاس آ کر رک گیا اور پھر وہ آنکھوں پر لگا ہوا چشمہ درست کرتے ہوئے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دربان کو دیکھنے لگا۔ دربان بھی حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم سچ مچ گارڈ ہو یا تمہیں کسی نے پکڑ کر سزا کے طور پر دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے"...... عمران نے دربان کی طرف حیرت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بلغم زدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو سیکورٹی گارڈ ہی ہوں بڑے میاں۔ آپ کون ہیں"۔ دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنی آنکھوں کا علاج کراؤ گنجو میاں۔ کیا میں تمہیں کبوتر دکھائی دے رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"گنجو میاں۔ میرا نام گنجو میاں نہیں شیر داد ہے"...... دربان نے منہ بنا کر کہا۔

"پہلی بار ایسے شیر کو دیکھ رہا ہوں جس کی مونچھیں بھی ہیں اور اس کا سر بھی گنجا ہے میں تم جیسے گنجے شیر کو داد کیسے دے سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے تمہاری اوپر کی منزل خالی ہے جو اس قسم کی

باتیں کر رہے ہو"...... دربان نے کہا۔

"میں اوپر والے خانے سے نہیں زبان سے بات کرتا ہوں اور میری زبان روانی سے چل رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ یہاں کس سے ملنے آئے ہو"...... دربان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس بوڑھے کے منہ نہ لگنا چاہتا ہو۔

"میں تمہارے عزب مآب جناب شیر، ٹوٹے دندان، بہرے کان، دردمندان شہزادہ چارلس سے ملنے آیا ہوں"...... عمران نے شاہانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"شہزادہ چارلس۔ کون شہزادہ چارلس"...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہی جس کی توند بڑھی ہوئی ہے۔ جس کے چہرے پر ہر وقت اٹھارہ بجے رہتے ہیں جو روزانہ اپنی منکوحہ سے پٹ کر آتا ہے اور جس کی پتلون ڈائریکٹر جنرل کے سامنے ڈھیلی بلکہ گیلی ہو جاتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آپ شاید سوپر فیاض صاحب کی بات کر رہے ہیں"...... دربان نے چونک کر کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"لگتا ہے اس کی پہچان ہی اب اس کا نام بن گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہچان۔ نام۔ کیا مطلب"...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نہیں سمجھو گے چھوڑو اس بات کو۔ یہ بتاؤ کہ سوپر صاحب اپنے دفتری خانے میں موجود ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"دفتری خانہ نہیں۔ وہ اپنے آفس میں موجود ہیں"...... دربان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اسی سے ملنے آیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کس سلسلے میں"...... دربان نے پوچھا۔

"سلسلہ تو میں اسی کو بتاؤں گا۔ تم نے یہاں کون سی میری رپورٹ لکھنی ہے جو مجھ سے حوالداروں کی طرح پوچھ رہے ہو"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس کا منہ باقاعدہ چل رہا تھا اور باتیں کرتے ہوئے اس کی باچھوں سے ایک بار پھر سرخ رالیں باہر آنی شروع ہو گئی تھیں۔

"جب تک تم مجھے بتاؤ گے نہیں کہ تمہیں سوپر صاحب سے کیوں ملنا ہے میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا"...... دربان نے اس کی سرخ رالیں دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران نے کمر سے ہاتھ ہٹایا اور پھر اس نے دو انگلیاں منہ پر آ گئی۔ دوسرے لمحے انگلیوں کے درمیان اس کا منہ سیٹی بجانے والے انداز میں کھلا اور وہ دربان کے ارد گرد دیکھنے لگا جیسے وہ پچکاری مارنے کے لئے جگہ تلاش کر رہا ہو۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کر رہے ہو بڑے میاں۔ یہ سرکاری عمارت ہے۔ یہاں تم اس طرح بے ہودہ انداز میں پچکاری نہیں مار سکتے"...... دربان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا دوسرے لمحے اس کے منہ سے سرخ رنگ کی پچکاری نکلی۔ دربان نے پچکاری سے بچنے کے لئے دائیں طرف ہٹنے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور اس کا سفید اور بے داغ لباس سرخ چھینٹوں سے رنگین ہوتا چلا گیا۔ اپنا لباس خراب ہوتے دیکھ کر دربان کا چہرہ بھی سرخ ہو گیا۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے بڑے میاں"...... دربان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے تو کچھ نہیں کیا ہے۔ میں تو پچکاری مارنے کے لئے جگہ تلاش کر رہا تھا تم درمیان میں آ گئے اور پچکاری تم پر برس گئی لیکن دیکھو اس پچکاری نے تمہارے لباس پر کیسے خوبصورت نقش و نگار بنا دیئے ہیں"...... عمران نے بھولے پن سے کہا۔

"تم نے میرا سارا لباس خراب کر دیا ہے پاگل انسان"۔ دربان نے غصے سے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ نشان ابھی تازہ ہیں جا کر انہیں دھو لو۔ اگر خود نہیں دھو سکتے تو لباس اتار کر مجھے دے دو۔ میں سوپر سے کہہ کر اپنا اور تمہارا لباس ایک ساتھ ہی دھلوا لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ تم سپرنٹنڈنٹ صاحب سے اپنا اور میرا

لباس دھلواؤ گے"...... دربان نے چونک کر کہا۔

"ہاں تو کیا ہوا۔ وہ یہاں سپرنٹنڈنٹ کی نوکری کرتا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ پارٹ ٹائم میرے فلیٹ میں بھی کام کرنے آتا ہے۔ میرے گندے کپڑے، برتن دھونے کے ساتھ ساتھ وہ میرے سارے فلیٹ کی صفائی بھی کرتا ہے۔ میں نے اسے اپنے سارے محلے کی صفائی کا ٹھیکہ بھی دلا رکھا ہے اسی لئے تو میں اسے سوپر فیاض نہیں سوپر فیاض کہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سوپر فیاض۔ یہ سوپر کیا ہوتا ہے"...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا جواب تم سوپر فیاض سے ہی جا کر لو وہ تمہیں آسان لفظوں میں سمجھا دے گا۔ میری انگریزی تھوڑی سی کمزور ہے۔ اس کے پیٹ میں درد رہتا ہے اس لئے مجھ سے کھل کر نہیں بولی جاتی اس لئے میں تمہیں سوپر کا ترجمہ نہیں بتا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ بتاؤ تو سہی آخر تم سوپر فیاض۔ میرا مطلب ہے کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب سے کیوں ملنا چاہتے ہو"...... دربان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی باتوں سے زچ ہو گیا ہو۔

"میری کاؤ گم ہو گئی ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ دربان شاید پڑھا لکھا نہیں تھا اس لئے وہ کاؤ کا مطلب نہ سمجھ پا رہا تھا۔

"یہ کاؤ کیا ہوتا ہے"...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ہوتا نہیں ہوتی ہے"...... عمران نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا ہوتی ہے"...... دربان نے سر جھٹک کر کہا۔ اگر اس بے چارے کو علم ہو جاتا کہ کاؤ کا مطلب گائے ہے تو وہ یقیناً اپنا سر پھوڑ لیتا یا پھر عمران ہی کے گلے پڑ جاتا۔

"یہ بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔ جو گھاس کھاتی ہے اور سارا دن دھوپ میں کھڑی رہ کر سر ہلاتی رہتی ہے اور پھر بھی کسی سے شکوہ یا شکایت نہیں کرتی"...... عمران نے کہا۔

"مطلب تو بتا دو کاؤ کا"...... دربان نے کہا

اس کا مطلب صرف تمہارا سوپر فیاض ہی جانتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں سوپر صاحب کو جا کر تمہارے بارے میں بتا دیتا ہوں تم مجھے اپنا وزیٹنگ کارڈ دے دو"۔ دربان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"وزیٹنگ کارڈ تو نہیں ہے میرے پاس البتہ پرانے زمانے کا راشن کارڈ ضرور موجود ہے۔ اگر اس سے کام چل سکتا ہے تو بتا دو میں ابھی جا کر اپنے گھر کے کباڑ خانے سے ڈھونڈ کر لے آتا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شناختی کارڈ ہے تمہارے پاس"...... دربان نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"رجسٹریشن والے کہتے ہیں کہ ابھی میری عمر شناختی کارڈ بنوانے کی نہیں ہوئی اس لئے انہوں نے ابھی تک میرا شناخت نامہ جاری نہیں کیا ہے اور نہ ہی میں نے بنانے کی کوشش کی ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو دربان اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگا۔

"نہ تمہارے پاس شناختی کارڈ ہے اور نہ ہی وزیٹنگ کارڈ۔ میں صاحب کو کیا بتاؤں گا کہ ان سے کون ملنے آیا ہے"...... دربان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں کون کہہ رہا ہے کہ اس سے جا کر کہو کہ اس سے کون ملنے آیا ہے۔ تم مجھے اس کے پاس جانے دو میں خود ہی اسے اپنی پہچان کرا دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"تم اپنا نام بتاؤ"...... دربان نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"میرے ماں باپ ابھی میرا نام رکھنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ اوپر سے ان کا بلاوا آ گیا اور وہ میرا نام رکھے بغیر اس دنیا سے سدھار گئے تب سے میں اس دنیا میں بے ننگ و نام ہی گھوم رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"بے ننگ و نام۔ اس کا کیا مطلب ہوا"...... دربان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اردو لغت میں اس کا مطلب بے شرم، بے حیا اور بدچلن کے ہوتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو تم ایسے ہی ہو"...... دربان نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے کب کہا کہ میں بے شرم، بے حیا اور بدچلن ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ تم بے ننگ و نام ہو"...... دربان نے اس سے باقاعدہ بحث کرنے والے انداز میں کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ میں بے ننگ و نام ہوں"...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو کہا تھا تم نے"...... دربان نے کہا۔

"کہا ہو گا۔ مجھے یاد نہیں"...... عمران نے ہوا میں ہاتھ لہرا کر مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

"اپنا نام بتاؤ ورنہ میں تمہیں سپرنٹنڈنٹ صاحب سے ملنے کے لئے نہیں جانے دوں گا۔ سمجھے تم"...... دربان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں سمجھا"...... عمران نے کہا۔

"تو سمجھ جاؤ اور اپنا نام بتاؤ"...... دربان نے کہا۔

"مجھے حکیم ابن حکیم ولد عبدالحکیم ترکنڈی عرف چھوٹے حکیم شربت والا کہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ کیسا نام ہے"...... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسا بھی ہے۔ میں نے بتا دیا ہے۔ اب جلدی جاؤ۔ تمہاری بک بک کی وجہ سے کھڑے کھڑے میری ٹانگوں میں تشنج ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اگر میں اپنی ٹانگوں پر کھڑا نہ رہ سکا تو تمہیں مجھے اپنی گود میں اٹھا کر سوپر فیاض کے پاس لے جانا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم یہیں رکو۔ میں صاحب سے کہتا ہوں کہ کوئی حکیم ان سے ملنے آیا ہے"...... دربان نے بری طرح سے زچ آتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران پھر کچھ کہتا اس نے دروازہ کھولا اور تیز تیز چلتا ہوا اندر چلا گیا اور عمران منہ چلاتا ہوا ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پھر کسی کو وہاں موجود نہ پا کر اس نے وہاں دو تین پچکاریاں مار دیں۔

ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا عمران فارغ دنوں میں ہر وقت فلیٹ میں پڑا رہتا تھا اور وہ جب بھی فلیٹ میں ہوتا تو سلیمان بے چارے کی ہی شامت آئی رہتی تھی لیکن ان دنوں چونکہ سلیمان اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا رہ رہ کر بور ہو گیا تھا اس لئے اس نے آج خصوصی طور پر بوریت دور کرنے کے لئے میک اپ کیا تھا اور سنٹرل انٹیلی جنس بیورو پہنچ گیا تھا۔ اس کا ارادہ ظاہر ہے سوپر فیاض کو ستانے کا ہی تھا جو کافی عرصہ سے اس سے نہ ملا تھا۔

سوپر فیاض سے ملنے کے بہانے وہ اپنے ڈیڈی سر عبدالرحمن

سے بھی مل لیتا تھا جن کی جھڑکیاں سن کر اس کی طبیعت ہشاش بشاش ہو جاتی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں دربان واپس آ گیا۔

"حکیم صاحب تم کہاں سے آئے ہو۔ صاحب تمہارا نام و پتہ پوچھ رہا ہے"...... دربان نے رو دینے والے لہجے میں کہا اس کی شکل دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ سوپر فیاض نے اس بے چارے کو اچھی خاصی ڈانٹ پلا دی ہے۔

"اپنا نام میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ دوبارہ نہیں بتا سکتا کیونکہ میں خود بھی بھول گیا ہوں کہ میں نے تمہیں اپنا کون سا نام بتایا تھا۔ البتہ پتہ نوٹ کر لو۔ ان سے کہو کہ میں بمقام دائیں بائیں، ڈاک خانہ خاص نامعلوم۔ حیران محلہ، پریشان منزل، روڈ آس پاس تحصیل گڑبڑ، ضلع ادھر ادھر سے آیا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ کون سا پتہ ہے"...... دربان نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"بڑا پیارا اور خوبصورت پتہ ہے۔ تم جاؤ اور بتاؤ اپنے صاحب کو بلکہ تم یہاں رکو اب میں خود جا کر اسے اپنا نام و پتہ یاد دلاتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ دربان اسے روکتا عمران تیزی سے دروازہ کھول کر غڑاپ سے اندر داخل ہو گیا۔

"ارے ارے۔ بڑے میاں رکو۔ میری بات سنو۔ بڑے میاں"...... دربان نے اس کے پیچھے لپکتے ہوئے کہا لیکن عمران اب بھلا کہاں رکنے والا تھا۔ وہ لنگڑاتے ہوئے بے ہنگم انداز میں

دوڑتا ہوا راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر سوپر فیاض کے
آفس کا دروازہ کھلا دیکھ کر وہ تیزی سے اندر داخل ہو گیا وہاں کوئی
دربان نہ تھا۔ اندر سوپر فیاض میز کے پیچھے گردن اکڑائے شان سے
بیٹھا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ بوڑھے کو اس طرح اندر آتے
دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

"ایک منٹ۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں"...... سوپر
فیاض نے رسیور میں کہا اور پھر دوسری طرف کا جواب سنے بغیر اس
نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"فرمائیں"...... سوپر فیاض نے عمران کو سر سے پاؤں تک
دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"فرماؤں گا فرماؤں گا بہت کچھ فرماؤں گا برخوردار۔ پہلے مجھے
اپنا پھولا ہوا سانس تو بحال کر لینے دو جو تمہارے سانڈ جیسے پلے
ہوئے مونچھوں والے گنجے دربان کے آگے بھاگنے سے پھول گیا
ہے"...... عمران نے بڑے بوڑھوں کے لہجے میں کہا۔

"بیٹھیں"...... سوپر فیاض نے اس کا بڑھاپا دیکھ کر قدرے
ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ فرش پر بڑے اطمینان
بھرے انداز میں بیٹھ گیا۔

"ارے ارے۔ میں نے آپ کو فرش پر نہیں کرسی پر بیٹھنے کے
لئے کہا ہے"...... سوپر فیاض نے اسے فرش پر بیٹھتے دیکھ کر کہا۔

"اوہ اچھا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا
اور پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر لنگڑاتے ہوئے آگے بڑھا اور میز کے گرد
گھومتا ہوا سوپر فیاض کے سر پر آ کھڑا ہوا۔

"میں نے آپ کو کرسی پر بیٹھنے کا کہا ہے محترم اور آپ میرے
سر پر آ کھڑے ہوئے ہیں"...... سوپر فیاض نے اسے گھورتے
ہوئے کہا۔

"آپ کرسی چھوڑیں گے تو ہی میں اس پر بیٹھوں گا"...... عمران
نے کہا تو سوپر فیاض ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو کیا آپ میری کرسی پر بیٹھنا چاہتے ہیں"...... سوپر فیاض
نے کہا۔

"آپ نے خود ہی کرسی پر بیٹھنے کا کہا ہے اب یہ میری مرضی
ہے کہ میں بیٹھنے کے لئے کون سی کرسی منتخب کروں۔ میری کمر میں
لنک ہے اور مجھ سے ہارڈ اور چھوٹی کرسیوں پر بیٹھا نہیں جاتا۔ حکیم
عبدالقدوس چیچک والا نے مجھے نرم و گداز اور آرام دہ کرسی پر بیٹھنے
کا مشورہ دیا ہے اور یہاں یہی ایک آرام دہ کرسی ہے جس پر آپ
براجمان ہیں۔ آپ کرسی چھوڑیں گے تو ہی میں اس پر آرام سے
بیٹھ سکوں گا"...... عمران نے کہا۔

"یہ کرسی میرے لئے ہے۔ آپ سامنے بیٹھ جائیں"...... سوپر
فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

"کچھ دیر کے لئے آپ مجھے اپنی کرسی پر بیٹھنے دیں اور دوسری

کرسی پر آپ بیٹھ جائیں۔ میں جب آپ سے اپنی بات فرما دوں گا تو پھر میں خود ہی آپ کی کرسی چھوڑ دوں گا۔ ویسے اس زمانے میں ایک بار جو کرسی پر بیٹھ جائے اسے کرسی چھوڑنے میں کافی وقت ہوتی ہے لیکن پھر بھی میں زیادہ دیر آپ کی کرسی پر نہیں بیٹھوں گا"...... عمران کی زبان چل پڑی۔

"ہونہہ۔ آپ خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کر رہے ہیں"...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ وقت ہوتا ہی ضائع کرنے کے لئے ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں آپ"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ میں اس وقت بے حد مصروف ہوں۔ بتائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... سوپر فیاض نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خدمت۔ ہاں۔ میں آپ سے خدمت ہی کرانے کے لئے تو آیا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ میز کی دوسری طرف آیا اور پھر سوپر فیاض کے سامنے بڑے اطمینان بھرے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیسی خدمت"...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

"خدمت تو خدمت ہی ہوتی ہے جیسی بھی ہو۔ آپ سرکاری ملازم ہیں اور عوام کے ٹیکس سے آپ بڑی بڑی تنخواہیں وصول کرتے ہیں اس لئے عوام کا حق ہے کہ آپ سے اپنی خدمت کرائے۔ اب یہ عوام کی مرضی ہے کہ وہ آپ جیسے سرکاری آفسروں سے کیسی خدمت کرانا پسند کرتی ہے۔ میں بھی عوام کا حصہ ہوں اس لئے میں بھی آپ سے اپنے حصے کی خدمت کرا سکتا ہوں چاہے وہ جیسی بھی ہو"...... عمران نے نان سٹاپ بولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ بتائیں تو سہی کہ آپ چاہتے کیا ہیں"...... سوپر فیاض نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ بوڑھے کی حماقت آمیز باتیں سن کر اب اسے واقعی غصہ آ رہا تھا۔

"میں یہاں فرمانے تو نہیں عرض کرنے آیا ہوں"...... عمران نے اس بار رونی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اچانک غم کے تاثرات پھیل گئے تھے اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی رو پڑے گا۔

"جو بھی سمجھیں۔ میں آمد کی وجہ جاننا چاہتا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"تو کیا پھر میں فرما دوں۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ میں عرض کر دوں"...... عمران نے ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ میں منتظر ہوں"...... سوپر فیاض نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں۔ میری بات غور سے سنیں۔ یہ کسی کی زندگی کا سوال ہے"...... عمران نے اسی طرح رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"زیادہ تمہید کی ضرورت نہیں۔ اب آپ بتائیں"...... سوپر فیاض نے خشک لہجے میں کہا۔

"برخوردار اگر مجھ میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہوتی تو میں تمہارے پاس کیوں آتا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ واقعی سوپر فیاض کو پوری طرح سے زچ کرنے کے موڈ میں ہو۔

"اب آپ اپنا مسئلہ بتاتے ہیں کہ نہیں"...... سوپر فیاض نے غصے میں جل بھن کر کہا۔ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس بوڑھے کو اٹھا کر باہر پھینک دے۔

"مسئلہ اصل میں سلسلہ سے نکلا ہے اور اس کا ہم قافیہ جلسہ ہے اور ردیف۔ اوہ معاف کرنا برخوردار۔ میں دوسری جانب نکل گیا۔ ہاں تو میں تمہیں یہاں اپنے آنے کی وجہ بتا رہا تھا"...... یہاں تک کہہ کر عمران نے سوپر فیاض کی جانب تائیدانہ نظروں سے دیکھا۔

"ہونہہ۔ جو کہنا ہے کہہ دیں۔ میں اب آپ کو مزید برداشت نہیں کر سکتا"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جب جب۔ بتاتا ہوں۔ وہ دراصل۔ وہ وہ......" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ بات کہاں سے شروع کرے۔

"کیا دراصل۔ بولیں۔ کیا کہنا چاہتے ہیں آپ"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"وہ وہ۔ میں۔ وہ......" عمران نے اسی انداز میں کہا تو سوپر فیاض نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ایسی کون سی بات ہے جسے کہتے ہوئے آپ اس قدر ہچکچا رہے ہیں"...... سوپر فیاض نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"بہت اہم بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو بتائیں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"مجھ میں اس طرح وہ بات بتانے کی ہمت نہیں ہو رہی۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے کان میرے نزدیک لائیں اور میں وہ بات آپ کے کان میں بتا دوں"...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ آپ کو جو کہنا ہے ایسے ہی کہیں"...... سوپر فیاض نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے آپ کی مرضی"...... عمران نے منہ بسور کر کہا۔

"فرمائیں۔ لیکن اب تمہید کی ضرورت نہیں"...... سوپر فیاض نے بارعب آواز میں کہا۔

"مم مم۔ میری گم ہو گئی ہے"...... عمران نے رندھی ہوئی آواز میں کہا تو سوپر فیاض چونک پڑا۔

"گم ہو گئی ہے۔ کیا مطلب۔ کیا گم ہو گئی ہے"...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ"...... عمران نے اس بار کسی کنواری دلہن کی طرح شرمائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا انداز دیکھ کر سوپر فیاض آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

"وہ وہ کیا۔ آخر آپ بتا کیوں نہیں رہے ہیں"...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بتا رہا ہوں۔ وہ دراصل میری وہ گم ہو گئی ہے۔ مم مم میرا مطلب ہے میری گائے"...... عمران نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض جو اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا اس کی پوری بات سن کر بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا آپ نے۔ آپ کی گائے گم ہو گئی ہے"۔ سوپر فیاض نے اس بار چیخ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"جی ہاں۔ سیاہ رنگ کی گائے ہے۔ جس کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں ہیں۔ اس کے سر پر چھوٹے چھوٹے سینگ بھی ہیں۔ وہ دن بھر گھاس کھاتی ہے۔ ہرا ہرا گھاس کھانے کے باوجود وہ دن میں دو بار دودھ دیتی ہے اور......" عمران کی زبان ایک بار پھر چل پڑی۔ اس کی بات سن کر سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ یکلخت غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

"تم ہوش میں ہو"...... سوپر فیاض نے غصے سے دھاڑتے

ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں پوری طرح ہوش و حواس میں ہوں لیکن شاید میری گائے کے ہوش گم ہو گئے تھے جو منہ اٹھائے نجانے کس کے ساتھ اور کہاں نکل گئی ہے"...... عمران نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس"...... سوپر فیاض چیختے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ میری گائے کا نام شٹ اپ اور نانسنس نہیں ہے۔ اس کا نام مونا لیزا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یو نانسنس۔ تم جانتے ہو کہ تم اس وقت کہاں ہو اور کس سے بات کر رہے ہو"...... سوپر فیاض نے اسی طرح غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں اپنے محلے کے سوپر فیاض عرف کدو میاں سے بات کر رہا ہوں جو روز میری گائے چرانے کے لئے کھیتوں میں لے جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کا جسم غصے کی شدت سے کانپنا شروع ہو گیا۔

"تم حد سے بڑھ رہے ہو نانسنس۔ میں تمہاری عمر کا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ اس انداز میں بات کرنے والے کو میں گولی مار دیتا ہوں سمجھے تم"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کون سی کھٹی والی یا میٹھی والی گولی"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اٹھو۔ فوراً اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... سوپر فیاض نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

"معاف کرنا برخوردار۔ میں جس کرسی پر ایک بار بیٹھ جاؤں اس کرسی سے میرے لئے اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ میں کرسی سے چپک جاتا ہوں یا کرسی مجھ سے چپک جاتی ہے"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"میں تمہیں شوٹ کر دوں گا نانسنس۔ اٹھ کر یہاں سے چلے جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت"...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ آہستہ بولو ورنہ گلا خراب ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

سوپر فیاض نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنا منہ بند کر لیا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اچھا کیا ہے تم نے جو اپنا منہ بند کر لیا ہے۔ یہاں مکھیاں اڑتی پھر رہی ہیں۔ تمہارا کھلا ہوا منہ دیکھ کر وہ اندر گھس جاتیں تو خواہ مخواہ مفت میں مجھے تمہارا آپریشن کرنا پڑ جاتا"...... عمران نے کہا۔

"آخر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... سوپر فیاض نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"یہی کہ میری گائے ڈھونڈ دو۔ صبح سے میں نے اس کا دودھ

بھی نہیں دھویا ہے۔ دودھ نہ دوہنے کی وجہ سے میں چائے کا ایک کپ بھی بنا کر نہیں پی سکا ہوں۔ ایسا کرو کہ تم اپنی فورس کو میری گائے ڈھونڈنے پر لگا دو اور میرے لئے یہاں چائے کے آٹھ دس کپ منگوا دو تاکہ جب تک میری گائے نہ مل جائے میں اس وقت تک یہاں بیٹھا چائے پی پی کر اپنا غم غلط کرتا رہوں"...... عمران نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"میں تمہیں گائیں ڈھونڈنے والا دکھائی دیتا ہوں کیا"...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"گائیں نہیں۔ صرف ایک گائے۔ جس کا نام مونا لیزا ہے"۔ عمران نے کہا تو سوپر فیاض غرا کر رہ گیا۔ وہ چند لمحے عمران کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا رہا پھر اس نے میز کے نیچے لگی ہوئی کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ باہر گھنٹی بجی اور دوسرے لمحے ایک اردلی اندر داخل ہوا۔

"یس سر"...... اردلی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم کہاں تھے نانسنس۔ یہ تم سے پوچھے بغیر میرے آفس میں کیسے داخل ہوا ہے"...... سوپر فیاض نے عمران کا غصہ اردلی پر نکالتے ہوئے کہا۔

"اس سے کیا پوچھ رہے ہو سوپر۔ میں بتاتا ہوں۔ میں اپنی دونوں ٹانگوں پر چلتا ہوا اور اس لاٹھی کو ٹیکتا ہوا بڑے اطمینان سے تمہارے آفس میں داخل ہوا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اَپ یو نانسنس۔ میں تم سے بات نہیں کر رہا"...... سوپر فیاض نے دھاڑ کر کہا۔

"یہ شٹ اپ اور نانسنس کا مطلب کیا ہوتا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تمہارا سر ہوتا ہے"...... سوپر فیاض نے اسی انداز میں کہا۔

"اوہ اچھا"...... عمران نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"اسے یہاں سے اٹھاؤ اور باہر پھینک دو ابھی اور اسی وقت"۔ سوپر فیاض نے اردلی کی طرف دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو برخوردار۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے جو تم مجھے اس سے اٹھوا کر باہر پھنکوانے کا صریحاً ناجائز حکم صادر کر رہے ہو"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تم سے کہہ رہا ہوں نانسنس۔ اٹھاؤ اسے اور باہر لے جا کر پھینک دو ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ نانسنس"...... سوپر فیاض نے عمران کی بات ان سنی کر کے اردلی سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... اردلی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"ایک منٹ رکو پیارے۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ مجھے سوپر سے ایک دو باتیں تو کرنے دو پھر میں خود ہی اٹھ کر چلا جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو اردلی وہیں رک گیا۔

"میں اب تمہاری ایک بھی بات نہیں سنوں گا۔ تمہارے لئے بھی بہتر ہو گا کہ اٹھ کر چلے جاؤ ورنہ میں تمہیں جیل بھجوا دوں گا جہاں اس بڑھاپے میں تمہیں باقی ساری عمر چکی پیسنا پڑے گی"...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چکی پیسنا پڑے گی یا چکی میں آٹا پیسنا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض تلملا کر رہ گیا۔

"تم جاتے ہو یہاں سے یا نہیں"...... سوپر فیاض نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم گائے کو ڈھونڈ کر اس کی اور میری دعائیں حاصل نہیں کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے کسی کی دعاؤں کی ضرورت نہیں ہے"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"سوچ لو۔ دعائیں لینا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ چائے اور سینڈوچز منگوا کر میری ہی دعائیں حاصل کر لو۔ اگر تم ناشتہ نہیں کراؤ گے تو میں یہاں سے اٹھ کر سیدھا جوشٹن کلب چلا جاؤں گا جس کا جنرل منیجر جوشن ہے۔ اس سے مجھے بس اتنا ہی کہنا پڑے گا کہ سوپر فیاض نے ریگم بار سے چھاپہ مار کر جو ولائتی شراب کی بوتلیں قبضے میں لے کر اسے سپلائی کی ہیں ان کے بارے میں ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمن کو علم ہو گیا ہے اور انہوں نے شراب کی ساری بوتلیں فوری طور پر مال خانے جمع کرانے کا حکم دے دیا ہے۔ سر

عبدالرحمٰن کا نام سنتے ہی جوسٹن کے ہاتھ پاؤں پھول جائیں گے اور وہ ساری شراب کی بوتلیں میرے حوالے کر دے گا اس کے بعد میں شراب کی بوتلیں کسی اور کلب میں لے جا کر بیچ دوں گا اور پھر ان بوتلوں کی کمائی سے ناشتہ بھی کر لوں گا لنچ بھی اور ڈنر بھی۔ اب کیا کرنا ہے یہ تم خود ہی سوچ لو"...... عمران نے آگے کرتے ہوئے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر سوپر فیاض کا رنگ زرد پڑ گیا۔ وہ حیرت اور خوف بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی جو تم سن رہے ہو۔ اگر تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آئی ہے تو کوئی بات نہیں۔ میں سر عبدالرحمٰن کے پاس جا کر تمہارے اس اکاؤنٹ کا نمبر بتا دیتا ہوں جس میں رافٹ کلب، جاسم بار، ایبا گون گیم کلب کے مالکوں نے ماہانہ وظیفے کے طور پر بالترتیب دس لاکھ، بیس لاکھ اور پچیس لاکھ کی رقمیں جمع کرائی ہے"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اب ہوائیاں اڑنا شروع ہو گئی تھیں۔ وہ عمران کی جانب ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے عمران کی بجائے اس کے سامنے کوئی مافوق الفطرت ہستی بیٹھی ہوئی ہو۔ اسی لمحے اس کی نظریں ایک طرف کھڑے اردلی پر پڑیں جو حیرت سے منہ پھاڑے اس کی

طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو نانسنس۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ جاؤ۔ گٹ آؤٹ"...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا تو اردلی بوکھلائے ہوئے انداز میں پلٹا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"میرے لئے اور سوپر فیاض کے لئے کولڈ ڈرنکس لاؤ۔ میرے لئے ایک بوتل کافی ہے البتہ سوپر فیاض کے لئے دو تین بوتلیں لے آنا کیونکہ کچھ ہی دیر میں اس کی طبیعت اور زیادہ خراب ہو جائے گی اور اسے یقیناً کولڈ ڈرنکس کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور ایک خود بھی پی لینا"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن اردلی نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہ تھی۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"تت تت۔ تم کون ہو"...... اردلی کے جانے کے بعد سوپر فیاض نے عمران کی طرف متوحش نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے حکیم ابن حکیم ولد عبدالحکیم ترکنڈی عرف چھوٹے حکیم شربت والا کہتے ہیں اور میرا پتہ بھی نوٹ کر لو۔ بمقام دائیں بائیں، ڈاک خانہ خاص نا معلوم۔ حیران محلہ، پریشان منزل، روڈ آس پاس، تحصیل گڑبڑ، ضلع ادھر ادھر"...... عمران نے کہا۔

"آپ کو میرے خفیہ اکاؤنٹ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا اور آپ کو کس نے بتایا ہے کہ میں نے ریگم بار سے شراب کی بوتلیں اپنے قبضے میں لی تھیں اور انہیں جوسٹن کلب کے منیجر جوسٹن کو

فروخت کر دیا ہے"...... سوپر فیاض نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تو کیا مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ نے کل خود جا کر مارشل کلب کے مالک جناب ہیڈرڈ سے بیس لاکھ روپے فقط اس لئے وصول کئے تھے کہ وہ اپنے کلب میں کھل کر شراب اور منشیات فروخت کر سکے اور کھلے عام جوا کروا سکے۔ اور اپنی نئی نویلی گرل فرینڈ مس ریٹا جو آپ کو ایک کلب میں ملی تھی اور جس نے خود ہی آپ کی طرف دوستی کے لئے دست شفقت بڑھایا تھا اور آپ نے فی سبیل اللہ اس کا ہاتھ تھام لیا تھا اور پھر آپ نے بیس لاکھ کی خطیر رقم مس ریٹا کو کلیکشن فورٹ میں شاپنگ کرانے میں خرچ کر ڈالی تھی"...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض کو سچ مچ اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"خاموش ہو جائیں۔ خدا کے لئے خاموش ہو جائیں آپ کو ان باتوں کا علم کیسے ہوا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"اگر آپ کو میری باتوں پر یقین نہیں اور آپ ثبوت چاہتے ہیں تو میں آپ کو ثبوت بھی فراہم کر سکتا ہوں۔ ابھی لیں۔ ذرا مجھے فون کرنے دیں"...... عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تشریف رکھیں محترم۔ مجھے اعتبار ہے"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنے قریب رکھا ہوا فون سیٹ مزید اپنے قریب کھینچ لیا تا کہ عمران اس کا رسیور نہ اٹھا سکے۔ اس بوڑھے کی اتنی معلومات پر وہ حیران رہ گیا تھا اور اتنی حیرت

کے جھٹکوں سے وہ بدحواس ہو کر رہ گیا تھا۔

"اعتبار ہے تو ناشتہ"...... عمران نے کراہ کر کہا۔

"وہ بھی آ جاتا ہے"...... سوپر فیاض نے مردہ سی آواز میں کہا۔ اس کا سارا غصہ کافور ہو چکا تھا۔ اسی لمحے سوپر فیاض کا پی اے ایک فائل اٹھا کر اندر داخل ہوا۔

"برخوردار چائے کے ساتھ سینڈوچز لے آؤ"...... عمران نے پی اے کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو پی اے چونک پڑا اور حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

"سر"...... پی اے نے حیرت سے سوپر فیاض کی طرف دیکھ کر کہا۔

"برخوردار۔ ایک چھوٹا سا مگر انتہائی اہم ثبوت میری جیب میں بھی موجود ہے۔ کہو تو میں اسے لے جا کر جناب عزت مآب سر عبدالرحمن کے حوالے کر دوں"...... عمران نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بوکھلا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"نہیں۔ نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ رہنے دیں اور تم کھڑے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ جاؤ چائے اور سینڈوچز لے آؤ"...... سوپر فیاض نے پہلے عمران سے اور پھر پی اے کی طرف دیکھ کر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں سر۔ یعنی کہ میں لاؤں یہ سب کچھ"...... پی اے نے

گڑبڑا کر کہا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ یہ معاملہ پیش آسکتا ہے۔

''ہاں۔ تم۔ کیوں تمہیں یہ سب لاتے ہوئے شرم آتی ہے یا تمہارے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگی ہوئی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے ایک بار پھر جیب میں ہاتھ ڈالنے لگا۔ یہ دیکھ کر سوپر فیاض ایک بار پھر بوکھلا گیا۔

''جہانگیر حکم کی فوری تعمیل کرو''...... سوپر فیاض نے چیخ کر کہا تو پی اے اس کا غصہ دیکھ کر یس سر کہتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

''اب آپ سوپر صاحب تیار ہو جائیں''...... عمران نے جہانگیر کے جانے کے بعد کہا۔

''تت تت۔ تیار۔ کک کک۔ کیا مطلب''...... سوپر فیاض نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری گائے ڈھونڈنے کے لئے''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر گائے''...... سوپر فیاض نے غصے سے کہا لیکن اسے خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہو جانا پڑا۔

''جی ہاں گائے۔ میری گائے صرف تم ہی ڈھونڈو گے برخوردار۔ کیونکہ یہ شاہی نسل کی گائے ہے''...... عمران نے کہا اور سوپر فیاض صرف اسے گھور کر رہ گیا۔

''میں نے تمہیں پہچان لیا ہے''...... سوپر فیاض نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''پہچان لیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں مجھ میں گائے دکھائی دینے لگی ہے''...... عمران نے کہا تو سوپر فیاض نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔

''بس کرو عمران''...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ کون عمران۔ کہاں ہے۔ کدھر ہے''...... عمران نے اصل آواز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تم پر شروع میں ہی شک ہو گیا تھا۔ میرے آفس میں اس طرح اونٹوں کی طرح سر اٹھائے تمہارے سوا کسی اور میں گھسنے کی ہمت نہیں ہو سکتی ہے''...... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اونٹ۔ تم نے مجھے اونٹ کہا''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''اور کیا کہوں۔ گدھا کہتا تو تم برا مان جاتے''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے عمران کو اپنی کلائی میں ضربیں لگتی ہوئی محسوس ہوئیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کا ہاتھ تیزی سے گھڑی کی جانب گیا اور پھر سوپر فیاض کے چونکنے یا غور کرنے سے پہلے وہ گھڑی کا ونڈ بٹن باہر کھینچ چکا تھا۔ بٹن کھینچتے

ہی اس کی کلائی پر ضربیں لگنا بند ہو گئیں اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
''کیا ہوا''...... اسے اٹھتے دیکھ کر سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔
''میرے پیٹ میں گڑبڑ شروع ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ میں پیٹ کا درد مٹانے کے لئے تمہارے سر پر طبلہ بجانا شروع کر دوں میں چلتا ہوں۔ میں نے جو ناشتہ منگوایا ہے وہ تم کر لینا اور خود کو طاقتور بنا کر ابھی سے میری گائے کی تلاش شروع کر دینا۔ ورنہ میں تمہارے دوسرے کارنامے معلوم کرنے کی جستجو نہیں کروں گا کیونکہ تمہارے یہی کارنامے ہی تمہاری عظمت کے لئے کافی ہیں۔ میں کل اسی وقت دوبارہ آؤں گا لیکن اس وقت تک میری گائے تمہاری میز کے قریب بیٹھی ہو اور عمدہ اور تازہ گھاس کھا رہی ہو''...... عمران نے کہا اور اپنی گول عینک اتار کر صاف کرنے کے بعد دوبارہ ناک پر جمائی اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سوپر فیاض نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے مضبوطی سے منہ بند کر لیا۔
عمران جاتے جاتے دروازے پر رکا اور پھر اس کی طرف مڑا۔
''میں تمہیں اپنی گائے کا حلیہ تو بتانا بھول ہی گیا ہوں۔ جلدی سے اس کا حلیہ نوٹ کر لو تاکہ اسے ڈھونڈنے میں تمہیں مشکل پیش نہ آئے۔ گائے کی عمر تقریباً ڈھائی سال ہے۔ رنگ کوے جیسا کالا اور اس کا چہرہ اتنا ہی معصوم جیسا کہ تمہارا۔ شراب سے مخمور آنکھیں، مستانی چال، خم دار کمر، جلد کے بال ایسے ملائم جیسے شیو کا

برش۔ اکڑی ہوئیں چار عدد ٹانگیں اور ایک لمبی اور حسین لڑکی کی زلفوں جیسی دم ہے البتہ اس کا جسم بے ڈھنگے انداز میں پھیلا ہوا ہے، ستواں ناک اور رال ایسے ٹپکاتی ہے جیسے کوئی پہاڑی چشمہ بہہ رہا ہو۔ تعلق اس کا مغل شاہی خاندان سے ہے۔ اس لئے کہ شہنشاہ خرم خان نے اس کے دادا کو کھایا تھا اور اس کی ماں ان وحشی قبیلوں میں رہ کر آئی تھی جن کی ملکہ نے برطانیہ کی ملکہ کے سامنے فخر سے کہہ دیا تھا کہ اس کی رگوں میں بھی انگریزی خون دوڑ رہا ہے کیونکہ اس کے دادا نے ایک انگریز کرنل کو بھون کر کھایا تھا۔ تم سمجھ رہے ہو نا برخوردار''...... عمران نے سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن سوپر فیاض کو خود کو گھورتا پا کر اس کے ماتھے پر تیوڑیاں پڑ گئیں۔
''برخوردار۔ تم نہیں ڈھونڈتے تو اب سر عبدالرحمٰن ہی تم سے گائے ڈھونڈوائیں گے۔ تم کیا جانو اس کے بغیر مجھ پر کیا بیت رہی ہے اس کے غم میں میں نے کل بھی کر یلے نہیں کھائے کیونکہ اس کا چھلکا اسے پسند تھا۔ ہائے میری نئی نویلی گائے''...... عمران نے روہانسے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے باہر نکل گیا اور سوپر فیاض جس کا سانس اس کے سینے میں اٹکا ہوا تھا عمران کو باہر جاتے دیکھ کر اس نے زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا جیسے وہ میلوں بھاگتا ہوا آیا ہو۔

عمران سنٹرل انٹیلی جنس کی عمارت کے نچلے حصے میں بنے ہوئے ایک واش روم میں پہنچ گیا اور اس نے اندر آتے ہی دروازہ لاک کیا اور واش روم کا نل کھول دیا۔ ساتھ ہی اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور پھر اس نے ڈائل کی سوئیاں گھمانی شروع کر دیں۔ ڈائل کی سوئیاں جیسے ہی دو کے ہندسے پر آئیں اسی لمحے ڈائل کا رنگ سرخ ہو گیا اور اس میں ایک بار پھر تھرتھراہٹ ہونا شروع ہو گئی۔ تھرتھراہٹ ہوتے ہی عمران نے فوراً ونڈ بٹن اندر کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور“...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”یس۔ حکیم ابن حکیم ولد عبدالحکیم ترکنڈی عرف چھوٹے حکیم شربت والا بمقام دائیں بائیں، ڈاک خانہ خاص نا معلوم۔ حیران محلہ، پریشان منزل، روڈ آس پاس، تحصیل گڑبڑ، ضلع ادھر ادھر بول

رہا ہوں۔ اوور“...... عمران نے اصل آواز میں کہا۔

”بلیک زیرو بول رہا ہوں عمران صاحب۔ اوور“...... دوسری جانب سے بلیک زیرو کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”تو بولتے رہو۔ میں نے تمہیں بولنے سے کب روکا ہے۔ اوور“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”آپ اس وقت کہاں ہیں۔ اوور“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے جنرل واش روم میں۔ اوور“۔ عمران نے جواب دیا تو اس کی بات سن کر دوسری طرف بلیک زیرو خاموش ہو گیا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ عمران کی بات کا کیا جواب دے۔

”کیا آپ تھوڑی دیر کے لئے یہاں آ سکتے ہیں۔ اوور“۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”یہاں کہاں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”دانش منزل۔ اوور“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیوں کیا ہوا۔ کیا تم نے دانش منزل میں میری دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا ہے۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب میں اس وقت بے حد سنجیدہ ہوں۔ اوور“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن میں اپنی گائے گم ہونے کی وجہ سے بے حد رنجیدہ ہوں۔ اوور“...... عمران نے کہا۔

''گائے۔ کیا مطلب۔ اوور''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔
''میری ایک حسین وجمیل اور قیمتی گائے گم ہو گئی ہے جس کی
رپٹ درج کرانے کے لئے میں سوپر فیاض کے پاس آیا تھا لیکن
اس نے میری رپٹ درج کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ میں صبح سے
اپنی گائے کا دودھ دوہنے اور اس دودھ کی چائے بنا کر پینے کے
لئے ترس رہا ہوں لیکن کسی کو میری حالت پر ترس ہی نہیں آ رہا۔ نہ
کوئی مجھے میری گائے ڈھونڈ کر دے رہا ہے اور نہ ہی کسی نے صبح
سے مجھے ایک کپ چائے کا پوچھا ہے۔ اوور''...... عمران کی زبان
ایک بار چل پڑے تو پھر بھلا رکنے کا کیسے نام لے سکتی تھی۔
''عمران صاحب پلیز۔ اوور''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو
نے پریشانی کے عالم میں کہا۔
''میری گائے کا نام پلیز نہیں مونا لیزا ہے۔ سویٹ مونا لیزا۔
اوور''...... عمران نے کہا۔
''آپ کی مونا لیزا میں ڈھونڈ دوں گا پہلے آپ یہ ٹیپ سن لیں
پلیز۔ اوور''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم
میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا دوسری طرف سے
ایک ٹیپ چلنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحے خالی ٹیپ چلتی رہی پھر
اس میں سے ایک بھاری آواز سنائی دینے لگی۔ اس آواز کو سن کر
عمران چونک پڑا اور پھر وہ پوری توجہ کے ساتھ ٹیپ شدہ آوازیں

سننے لگا۔ ٹیپ میں جو الفاظ بولے جا رہے تھے انہیں سنتے ہوئے
عمران کا چہرہ چٹانوں کی طرح سخت ہوتا جا رہا تھا اور اس کے
چہرے پر غصے کے تاثرات پھیلتے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں
ٹیپ ختم ہو گئی۔
''آپ نے سنا سب کچھ۔ اوور''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔
''ہاں سن لیا ہے۔ تم نے یہ ٹیپ کہاں سے حاصل کیا ہے۔
اوور''...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔
''یہ ریکارڈنگ خاص طور پر دانش منزل کے پتے پر کوریئر کی گئی
ہے۔ ٹیپ کے ساتھ ایک پیغام بھی تھا۔ اوور''...... بلیک زیرو نے
کہا۔
''کیسا پیغام۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔
''پیغام میں لکھا گیا ہے کہ ایسی ہی ریکارڈنگ پاکیشیا کے تمام
اعلیٰ حکام کو بھی بھیجی گئی ہیں اور یہی ریکارڈنگ پاکیشیا کے الیکٹرانک
اور پرنٹ میڈیا کو بھی بھیجی گئی ہے تاکہ ان کا پیغام پورے ملک کی
عوام کو مل جائے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا۔
''تو کیا اس پیغام کو الیکٹرانک میڈیا پر نشر کیا گیا ہے۔ اوور''۔
عمران نے پوچھا۔
''جی ہاں۔ پاکیشیا کے تقریباً تمام نیوز چینلز پر اس پیغام کو بار
بار سنایا جا رہا ہے۔ اس پیغام کو سن کر پاکیشیا میں عجیب سی سنسنی اور
خوف پھیل رہا ہے۔ اس پیغام کو شاید اسی لئے اہمیت دی گئی ہے کہ

یہ پیغام انٹرنیشنل تنظیم بلیک ماما کی طرف سے دیا گیا ہے جو دنیا کی انتہائی طاقتور، فعال اور خطرناک ترین کرمنل تنظیموں میں شمار ہوتی ہے۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہونہہ۔ تو اب بلیک ماما نے پاکیشیا میں بھی کام کرنا شروع کر دیا ہے حالانکہ اس تنظیم کے دائرہ کار صرف یورپ اور ایکریمیا تک ہی محدود تھا۔ اوور‘‘...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

’’جی ہاں۔ جس طرح سے یہ اعلان کیا گیا ہے اس سے تو صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ بلیک ماما نے پاکیشیا کو بھی اپنے ٹارگٹ پر لے لیا ہے اور اس کا کوئی سیکشن کارروائی کرنے کے لئے یہاں پہنچ چکا ہے۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’لیکن یہاں بلیک ماما کا کون سا سیکشن آیا ہے۔ اوور‘‘۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’پیغام میں صرف بلیک ماما کا نام لیا گیا ہے۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ سر داور کو ہلاک کرنے کے لئے کس سیکشن کو یہاں بھیجا گیا ہے۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اب یہ مجھے خود ہی پتہ لگانا پڑے گا کہ یہاں بلیک ماما کا کون سا سیکشن پہنچا ہے اور اگر ایسا ہوا ہے تو پھر خفیہ ایجنسیوں کو اس سیکشن کی پاکیشیا آمد کی رپورٹ کیوں نہیں ملی۔ کیا وہ سب آنکھیں بند کر کے سوئے ہوئے تھے۔ اوور‘‘...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

’’بلیک ماما کے سیکشن ہمیشہ خفیہ طور پر اس ملک میں پہنچتے ہیں جہاں انہیں اپنا کوئی مشن سرانجام دینا ہوتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے جس مشن پر کام کرنا ہوتا ہے اس کے بارے میں وہ تفصیلات جاری کرتے ہیں۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’وہ ایسا کر کے اپنے مشن کا اعلان نہیں کرتے بلیک زیرو بلکہ وہ اس ملک کی تمام ایجنسیوں اور سروسز کو چیلنج کرتے ہیں جس ملک کے خلاف انہوں نے کارروائیاں کرنی ہوتی ہیں۔ اوور‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’جی ہاں اور اب ہمیں بھی بلیک ماما نے چیلنج کر دیا ہے کہ وہ پاکیشیا کی تمام ایجنسیوں اور فورسز کو آگاہ کرنے کے باوجود اپنا مشن پورا کریں گے۔ اوور‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’ہمیں جلد سے جلد کوئی ٹھوس قدم اٹھانا ہوں گے ورنہ بلیک ماما اگر اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی تو ہم ملک کے نامور اور ذہین ترین سائنس دان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور پھر ان کا ہاٹ واٹر کا فارمولا اگر وہ بلیک ماما کے قبضے میں چلا گیا تو وہ اس کا استعمال صرف اور صرف اپنی طاقت بڑھانے اور اپنی جرائم کی دنیا کو مضبوط کرنے کے لئے کرے گا اور پھر شاید دنیا کی کوئی بھی طاقت اس خطرناک تنظیم کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔ اوور‘‘...... عمران نے کہا۔

’’جی ہاں۔ یہی سوچ سوچ کر تو میرا بھی سر دکھنے لگا ہے کہ اگر سر داور کا ہاٹ واٹر کا فارمولا ان کے ہاتھ لگ گیا تو کیا ہو گا۔

اوور"...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں ہر حال میں بلیک مامبا سے سرداور کو بھی بچانا ہے اور ان کے فارمولے کو بھی محفوظ کرنا ہے تاکہ بلیک مامبا کسی بھی طرح اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یہ سب تو آپ ہی کر سکتے ہیں۔ اسی لئے تو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ یہاں آ جائیں۔ اوور"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تھوڑی دیر تک پہنچ جاؤں گا۔ تب تک تم ممبران کو میٹنگ کے لئے کال دے دو۔ میں پہلے سر سلطان سے ملنے جاؤں گا اس کے بعد سیدھا میٹنگ ہال میں پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میں آپ کو یہ تو بتانا بھول ہی گیا تھا کہ سر سلطان نے بھی آپ کو کال کیا تھا۔ انہیں بھی یہ پیغام مل چکا ہے اور وہ بھی اس سلسلے میں بے حد پریشان ہیں۔ اوور"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ان سے ملاقات کر کے جلد سے جلد پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو چند مزید ہدایات دیں اور اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

عمران واش روم کا نل بند کر کے باہر آیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کی کار سیکرٹریٹ کی جانب بڑھی جا رہی تھی۔ ابھی اس نے ایک

فرلانگ کا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ اسے بیک مرر میں ایک تیز رفتار جیپ دکھائی دی۔ جیپ سوپر فیاض کی تھی جسے وہ خود ڈرائیو کر رہا تھا۔ سوپر فیاض کو دیکھ کر عمران کی رگ ظرافت ایک بار پھر پھڑکنا شروع ہو گئی۔ اس نے چند کلو میٹر تک کار کو نارمل رفتار سے بھگایا اور پھر ایک کراسنگ پر پہنچ کر اس نے تیزی سے کار گھمائی اور پھر بریک لگا دی۔ بریک لگتے ہی کار نے ایک ترچھا کٹ کاٹا اور سڑک پر ترچھے انداز میں رک گئی۔

سوپر فیاض نے زور سے بریک لگائی اور پھر سوپر فیاض کی جیپ بھی عمران کی کار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ عمران نے اپنی گردن کار کی کھڑکی میں سے باہر نکالی۔

"برخوردار۔ ذرا ادھر آنا"...... عمران نے سوپر فیاض کی طرف دیکھتے ہوئے زور سے کہا۔ اب سوپر فیاض بے چارہ کیا کرتا۔ عمران کو دیکھتے ہی اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور عمران کے پاس آ گیا۔

"بولو۔ اب کیا کہنا چاہتے ہو"...... سوپر فیاض نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"برخوردار ماہدولت بہت خوش ہیں کہ تم ہمارے حکم پر فوراً ہی گائے ڈھونڈنے باہر نکل آئے۔ اسی خوشی میں ہم تمہیں ایک دن مزید رعایت دیتے ہیں۔ اب ہم دو دن بعد تمہارے دفتری خانے کا دورہ کریں گے اور اپنی صحت مند گائے کے بارے میں استفسار

کریں گے اور ہاں ہمیں اپنی حسین گائے کی ایک اور نشانی یاد آ گئی تھی اس لئے سوچا کہ ہم تمہیں اس نشانی کے بارے میں بھی بتا دیں تاکہ تمہارے لئے اسے ڈھونڈنا اور آسان ہو جائے۔ اس کی بائیں ٹانگ سرے سے ہی نہیں ہے۔ اچھا برخوردار فی امان اللہ''...... عمران نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔ کار اس رفتار سے اڑتی چلی گئی کہ سوپر فیاض اس کے گرد کو نہ پا سکے۔

عمران کی کار تھوڑی دیر بعد سیکرٹریٹ میں داخل ہوئی۔ کمپاؤنڈ میں کار روک کر عمران سر سلطان کے آفس کی طرف بڑھا۔ آفس کے دروازے پر چپڑاسی موجود نہیں تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ سر سلطان ایک بڑی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن عمران نے ان کی مسکراہٹ پر توجہ نہ دی۔

''السلام علیکم یا حضرت دوزخ حرام و جنت حلال''...... عمران نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

''وعلیکم اسلام۔ آؤ عمران بیٹے میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... سر سلطان نے بدستور مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

''عمران۔ کک کک۔ کون عمران۔ کس کا عمران۔ کہاں کا عمران۔ میں سمجھا نہیں حضرت''...... عمران نے اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے کہا۔

''تم عمران اور کون''...... سر سلطان نے کہا۔

''مم مم۔ میں لیکن حضرت میں عمران کیسے ہو سکتا ہوں۔ میں تو حکیم ابن حکیم ولد عبدالحکیم ترکنڈی عرف چھوٹے حکیم شربت والا ہوں''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''رہنے دو۔ تمہاری یہ حماقت میرے سامنے نہیں چل سکتی۔ تم اس حلیے میں مجھے پہلے بھی تنگ کرنے آ چکے ہو''...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے یاد آ گیا کہ واقعی کچھ عرصہ پہلے وہ اسی روپ میں سر سلطان سے مل چکا ہے۔

''آپ کی یادداشت کو داد دینی پڑے گی۔ میں تو سمجھا تھا کہ اس عمر میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور اس کی یادداشت کمزور پڑ جاتی ہے۔ اسے کل کا کھایا تک یاد نہیں رہتا لیکن آپ کو تو پانچ چھ ماہ پرانی بات تک یاد ہے کہ میں آپ سے پہلے بھی اس روپ میں مل چکا ہوں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اصل آواز میں کہا تو اس کی بات سن کر سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''تو تم مجھے بڑھا کہہ رہے ہو''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بوڑھے آدمی کو بوڑھا نہ کہوں گا تو اور کیا کہوں گا۔ کیوں کیا آپ خود کو اب بھی بیس بائیس سال کا نوجوان سمجھتے ہیں''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس

کریں گے اور ہاں ہمیں اپنی حسین گائے کی ایک اور نشانی یاد آ گئی تھی اس لئے سوچا کہ ہم تمہیں اس نشانی کے بارے میں بھی بتا دیں تاکہ تمہارے لئے اسے ڈھونڈنا اور آسان ہو جائے۔ اس کی بائیں ٹانگ سرے سے ہی نہیں ہے۔ اچھا برخوردار فی امان اللہ"...... عمران نے کہا اور کار آگے بڑھا دی۔ کار اس رفتار سے اڑتی چلی گئی کہ سوپر فیاض اس کے گرد کو نہ پا سکے۔

عمران کی کار تھوڑی دیر بعد سیکرٹریٹ میں داخل ہوئی۔ پارکنگ میں کار روک کر عمران سر سلطان کے آفس کی طرف بڑھا۔ آفس کے دروازے پر چپڑاسی موجود نہیں تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ سر سلطان ایک بڑی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لیکن عمران نے ان کی مسکراہٹ پر توجہ نہ دی۔

"السلام علیکم یا حضرت دوزخ حرام و جنت حلال"...... عمران نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"وعلیکم اسلام۔ آؤ عمران بیٹے میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... سر سلطان نے بدستور مسکراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

"عمران۔ کک کک۔ کون عمران۔ کس کا عمران۔ کہاں کا عمران۔ میں سمجھا نہیں حضرت"...... عمران نے اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے کہا۔

"تم عمران اور کون"...... سر سلطان نے کہا۔

"مم مم۔ میں لیکن حضرت میں عمران کیسے ہو سکتا ہوں۔ میں تو حکیم ابن حکیم ولد عبدالحکیم ترکنڈی عرف چھوٹے حکیم شربت والا ہوں"...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"رہنے دو۔ تمہاری یہ حماقت میرے سامنے نہیں چل سکتی۔ تم اس حلیئے میں مجھے پہلے بھی تنگ کرنے آ چکے ہو"...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے یاد آ گیا کہ واقعی کچھ عرصہ پہلے وہ اسی روپ میں سر سلطان سے مل چکا ہے۔

"آپ کی یادداشت کو داد دینی پڑے گی۔ میں تو سمجھا تھا کہ اس عمر میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور اس کی یادداشت کمزور پڑ جاتی ہے۔ اسے کل کا کھایا تک یاد نہیں رہتا لیکن آپ کو تو پانچ چھ ماہ پرانی بات تک یاد ہے کہ میں آپ سے پہلے بھی اس روپ میں مل چکا ہوں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اصل آواز میں کہا تو اس کی بات سن کر سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تو تم مجھے بوڑھا کہہ رہے ہو"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بوڑھے آدمی کو بوڑھا نہ کہوں گا تو اور کیا کہوں گا۔ کیوں کیا آپ خود کو اب بھی بیس بائیس سال کا نوجوان سمجھتے ہیں"...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس

پڑے۔

"بیٹھو"...... سر سلطان نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا"...... عمران نے ان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کس بات کا جواب"...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔ ان کے چہرے پر سوچ و تفکرات کے سائے امنڈ آئے تھے اور وہ گہرے خیالوں میں کھو گئے تھے۔

"یہی کہ آپ نے خود کو اس عمر میں بیس بائیس سال کا نوجوان کیوں سمجھنا شروع کر دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے نانسنس۔ میں بوڑھا ضرور ہو گیا ہوں لیکن میری یادداشت کمزور نہیں ہوئی ہے"...... سر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

"تو پھر آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں نے آپ کو بوڑھا کیوں کہا ہے"...... عمران نے کہا اس کی سوئی ابھی تک سر سلطان کے جملے پر اٹکی ہوئی تھی۔

"حماقت ہو گئی مجھ سے جو میرے منہ سے یہ بات نکل گئی اور وہ بھی تمہارے سامنے"...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اسے حماقت تو خیر نہیں کہا جا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا کہا جا سکتا ہے"...... سر سلطان نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ سوچنا پڑے گا کہ کیا کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے معصومیت سے کہا تو سر سلطان اسے گھور کر رہ گئے۔

"کہاں تھے تم"...... سر سلطان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس سے پوچھا۔

"وہاں جہاں خود کو میری اپنی بھی خبر نہ تھی"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب یہ کہ میں خود بھی نہیں جانتا کہ میں کہاں تھا اور کیا کر رہا تھا۔ اصل میں جب میں دن کو جاگتا ہوں تو آنکھ کھلتے ہی میں آغا سلیمان پاشا کو چیخ چیخ کر آوازیں دینا شروع کر دیتا ہوں اور میری آوازیں سن کر آغا سلیمان پاشا سمجھ جاتا ہے کہ مجھے بیڈ ٹی کی ضرورت ہے۔ وہ میرے لئے فوراً بیڈ ٹی لے آتا ہے جسے پیتے ہی میرے دماغ کی ساری بتیاں روشن ہو جاتی ہیں۔ بتیاں روشن ہوتے ہی میری یادداشت بھی کام کرنا شروع کر دیتی ہے اور مجھے سب یاد آ جاتا ہے کہ میں نے پچھلے روز کیا کیا تھا اور آج میرے کرنے کے لئے کون کون سے کام ہیں۔ لیکن ان دنوں میری یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔ مجھے یاد ہی نہیں رہتا کہ میں نے کل ناشتہ، لنچ اور ڈنر کیا بھی تھا یا نہیں اور آج کے دن کے کیا پروگرام

ہیں۔ کس سے ملنا ہے اور کیا کیا کرنا ہے اور اس کی وجہ کمبخت آغا سلیمان پاشا کا نہ ہونا ہے جو آبائی گاؤں گیا ہوا ہے اور میں پچھلے کئی روز سے اس کی دی ہوئی بیڈ ٹی سے محروم ہوں۔ آپ خود سوچیں کہ یادداشت کی کمزوری کی وجہ سے میں بھلا آپ کو کیسے بتا سکتا ہوں کہ میں کہاں تھا، کیا کر رہا تھا اور کیوں کر رہا تھا"۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"بس ہو چکی تمہاری بات مکمل"...... سر سلطان نے اس کی لمبی چوڑی تقریر سن کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ابھی بہت کچھ کہنا باقی ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو پکے راگ اور بھیرویں بھی سنا سکتا ہوں"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"نہیں۔ رہنے دو۔ مجھے تمہاری بھیرویں اور بے سرے پکے راگ سننے کا کوئی شوق نہیں ہے"...... سر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

"تو کیا شوق ہے آپ کا۔ بتا دیں تاکہ میں آپ کا وہ شوق ہی پورا کر دوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران پلیز۔ میں پہلے ہی پریشان ہوں اور اب تم الٹی سیدھی ہانک کر مجھے اور زیادہ پریشان کر رہے ہو"...... سر سلطان نے زچ آتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ آپ اور اس عمر میں پریشان۔ کیوں۔ کیا آنٹی نے آپ کو کسی اور خاتون کے ساتھ دیکھ لیا ہے"...... عمران

نے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ یہ کیا بکواس ہے"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے جناب۔ حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ بڑی عمر کے لوگ اکثر اسی بات پر پریشان پائے جاتے ہیں کہ ان کے دوسرے گھر پہلی بیویوں کی نظر میں آ جاتے ہیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"میں بلیک مامبا کی وجہ سے پریشان ہوں نانسنس"...... سر سلطان نے کہا۔

"بلیک ماما۔ میں سمجھا نہیں"...... عمران نے جان بوجھ کر اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"بلیک ماما نہیں۔ میں بلیک مامبا کا کہہ رہا ہوں۔ تم نے اس کا اعلان سنا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"کون سا اعلان"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"میرے سامنے بننے کی کوشش نہ کرو"...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں تو پہلے ہی بنا بنایا ہوں مجھے بھلا دوبارہ بننے کی کیا ضرورت ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران ملک اس وقت شدید خطرے سے دوچار ہے۔ بین الاقوامی تنظیم بلیک مامبا نے پاکیشیا کو چیلنج کیا ہے۔ اس کے چیلنج سے

پاکیشیائی حکومت میں ہلچل سی مچ گئی ہے اور تم جانتے ہو کہ بلیک مامبا بین الاقوامی طور پر کس قدر خطرناک، طاقتور اور فعال مجرم تنظیم ہے اس نے ایکریمیا، یورپ، کرانس، کاغڈا اور جن جن ممالک میں چیلنج کیا ہے اسے پورا کر کے دکھایا ہے۔ آج تک دنیا کی کوئی ایجنسی اس بات کا پتہ نہیں لگا پائی ہے کہ بلیک مامبا تنظیم کا تعلق کس ملک سے ہے اور اس کا چیف کون ہے۔ بلیک مامبا تنظیم کے نجانے کتنے سیکشن بنا رکھے ہیں جن میں اس کے ایجنٹ کام کر رہے ہیں اور بلیک مامبا تنظیم کا جو بھی سیکشن دنیا کے کسی ملک میں وارد ہو جاتا ہے اس ملک میں تباہی اور بربادی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"جب تک بلیک مامبا کی تخریبی کارروائیاں ایکریمیا اور یورپی ممالک تک محدود تھیں اس وقت تک اس تنظیم کی قسمت اچھی تھی لیکن اب پاکیشیا میں آ کر اس تنظیم نے اپنے پیروں پر کلہاڑا مارا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جو جان بوجھ کر اپنے پیروں پر کلہاڑے مارتا ہے تو اس کا کیا انجام ہوتا ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے بیٹے۔ پاکیشیا کو تم پر فخر ہے لیکن موجودہ حالات میں۔ اچھا خیر تم پہلے یہ ٹیپ سنو"...... سر سلطان نے ٹھہری ہوئی آواز میں کہا۔

"ٹھمری اور بھیروں کے علاوہ میں ہر قسم کا میوزک سننے کے

لئے تیار ہوں۔ سنائیں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے میز کی دراز سے ایک ٹیپ ریکارڈر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے آن کر دیا۔ ٹیپ ریکارڈر سے وہی آواز سنائی دی جو بلیک زیرو نے اسے سنائی تھی۔ بلیک مامبا کی طرف سے باقاعدہ اعلان کیا جا رہا تھا۔

"دنیا کی عظیم تنظیم بلیک مامبا پاکیشیا کی تمام فورسز، ایجنسیوں، سیکرٹ سروس اور اعلیٰ حکام کو متنبہ کرتی ہے کہ بلیک مامبا کا ایک سپیشل سیکشن کل دن کے وقت دس بجے پاکیشیا کے نامور اور ذہین سائنس دان سرداور کو ہلاک کر دے گا۔ یہ اطلاع اس لئے دی جا رہی ہے کہ پاکیشیا اپنی پوری فورس استعمال کر لے۔ سرداور کو کہیں بھی چھپانا چاہے یا اس کی حفاظت کا جو بھی انتظام کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ پاکیشیا اگر چاہے تو بلیک مامبا سے سرداور کو بچانے کے لئے سرداور کو زمین کی گہرائیوں یا پھر خلاء میں موجود کسی مصنوعی سیارے میں بھی لے جا کر چھپا دے لیکن بلیک مامبا کا سپیشل سیکشن اس تک پہنچ جائے گا اور سرداور کی موت ٹھیک دس بجے اس کے سر پر وارد ہو جائے گی اور بلیک مامبا کا یہ بھی اعلان ہے کہ سرداور نے پاکیشیا کے لئے جو ہاٹ واٹر ویپن ایجاد کیا ہے۔ بلیک مامبا اس کا فارمولا بھی لے اڑے گی۔ پاکیشیائی حکام یا فورسز اس فارمولے کی حفاظت کا بھی انتظام کر سکتی ہیں۔ سرداور کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ ان کی ایجاد کا فارمولا حاصل کرنا بلیک مامبا کا مشن ہے اور

بلیک مامبا اپنے ان دونوں مشن کو مکمل کرنے کے لئے میدان میں اتر آئی ہے اور بلیک مامبا کا ایک سیکشن جس کا سربراہ ایک طاقتور، ذہین اور انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔ بلیک مامبا کا یہ سیکشن جب اپنی کارروائی مکمل کرے گا تو یورپ اور ایکریمیا کے بعد اب ایشیائی ملکوں کو بھی بلیک مامبا کی طاقت کا علم ہو جائے گا۔ بہت جلد وہ وقت آئے گا جب پوری دنیا بلیک مامبا کی مٹھی میں ہو گی اور پوری دنیا کو بلیک مامبا کے سامنے اپنا سر جھکانا پڑے گا چاہے وہ کوئی عام ملک ہو یا سپر پاور۔ ایک بار پھر پاکیشیا اور اس کی تمام فورسز کو مطلع کیا جاتا ہے کہ کل ٹھیک دس بجے پاکیشیا کے سائنس دان سرداور کو ہلاک کر دیا جائے گا اور اس کا فارمولا ہاٹ واٹر اڑا لیا جائے گا۔ پاکیشیا کے پاس ابھی بہت وقت ہے۔ اگر پاکیشیا سرداور اور فارمولے کی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن بلیک مامبا کا دعویٰ ہے کہ پاکیشیا اپنی کسی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور بلیک مامبا کا سپیشل سیکشن اپنے مشن میں ضرور کامیاب ہو گا''...... ٹیپ سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے مشین بول رہی ہو یا پھر کسی روبوٹ میں آواز فیڈ کر کے یہ پیغام نشر کیا گیا ہو۔

''اب بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ بلیک مامبا تنظیم کے بارے میں کون نہیں جانتا۔ کون ہے جو اس تنظیم کی طاقت اور خون ریزی سے واقف نہیں ہے۔ اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے یہ لاشوں کے

پشتے لگا دیتے ہیں۔ ہر طرف آگ خون کے دریا بہا دیتے ہیں۔ یہ انتہائی خطرناک اور باوسائل تنظیم ہے عمران بیٹے''...... سر سلطان نے پریشانی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ہر رات کے بعد دن بھی طلوع ہوتا ہے اور دن کا اجالا تاریکی کو نگل جاتی ہے''...... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

''اس تنظیم کو کسی جگہ ناکامی نہیں ہوئی کیونکہ وہ انوکھے طریقوں سے اپنے کام کرنے کی عادی ہے''...... سر سلطان نے اسی انداز میں کہا۔

''پھر کیا ہوا۔ آپ کیوں گھبرا رہے ہیں۔ ہر فرعون کے لئے موسیٰ ضرور ہوتا ہے۔ پاکیشیا میں بلیک مامبا نے اپنے مشن کا اعلان کر کے اپنی تباہی کو دعوت دی ہے اور میں آپ سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ بلیک مامبا نے پاکیشیا میں آ کر اپنے پیروں پر خود ہی کلہاڑا مارا ہے۔ اس تنظیم کو پاکیشیا سے ایسا سبق ملے گا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی۔ میں بلیک مامبا اور اس کے اس سیکشن جو سر داور کو اغوا کرنے اور ان کے فارمولے کے حصول کے لئے یہاں آیا ہے نیست و نابود کر دوں گا۔ میرے ہوتے ہوئے وہ کسی بھی صورت میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے''...... عمران نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ سر سلطان مزید کوئی بات کرتے اسی لمحے ان کے سامنے میز پر پڑے ہوئے ڈائریکٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس فون کا تعلق پی اے سے نہیں تھا۔

"ایک منٹ"...... سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"سیکرٹری خارجہ سر سلطان بول رہا ہوں"...... سر سلطان نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ڈی پی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

"ڈی پی۔ کیا مطلب۔ کون ڈی پی"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈینجر پرنس"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ڈینجر پرنس۔ کیا مطلب"...... سر سلطان نے کہا اور ان کے منہ سے ڈینجر پرنس کا نام سن کر عمران چونک پڑا۔

"علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) جو خود کو احمق اعظم کہتا ہے اس وقت آپ کے سامنے بیٹھا ہے۔ آپ میری اس سے بات کرائیں۔ میرا نام سن کر وہ یقیناً چونک پڑا ہو گا"۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو سر سلطان حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا۔ آپ میری طرف ایسی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا فون ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"میرا فون۔ کیا مطلب۔ لیکن میں نے تو اپنی منگیتر کو آپ کا

نمبر نہیں دیا تھا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی ڈینجر پرنس ہے جو تم سے بات کرنا چاہتا ہے"...... سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور رسیور عمران کی جانب بڑھا دیا۔

"ڈینجر پرنس۔ مطلب خطرناک شہزادہ۔ لیکن میرے جنگلی جنوں اور دیوؤں نے تو کوئی شہزادی اغوا نہیں کی ہے پھر خطرناک شہزادے نے مجھے کیوں فون کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ یہ لو بات کرو"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے ان سے رسیور لے لیا۔

"لیس علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے سرد سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"کس سلطنت کے پرنس ہو تم بھائی اور کس عمران سے بات کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا لاؤڈر آن کر دیا تھا تاکہ سر سلطان بھی ان کی باتیں سن سکیں۔

"مجھے سلطنت بلیک ماسبا کا شہزادہ کہتے ہیں۔ میں اس سلطنت کا سب سے بااختیار، طاقتور اور ضدی شہزادہ ہوں۔ ایک ایسا شہزادہ جس کے سامنے تمہاری حیثیت پرکاہ جتنی بھی نہیں ہے"...... دوسری

طرف سے ڈینجر پرنس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مجھ سے کیا چاہتے ہیں شہزادہ حضور''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں نے تمہیں صرف یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ تم اس بات کو جاننے کے لئے بے چین ہو گے کہ بلیک مامبا نے پاکیشیا میں سرداور کی ہلاکت اور ہاٹ واٹر فارمولے کے حصول کے لئے کس سپیشل سیکشن کو یہاں بھیجا ہے اور اس سپیشل سیکشن کا چیف کون ہے۔ بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس کوئی بھی کام چھپ کر نہیں کرتے ہیں۔ یہ تنظیم اور اس کا ہر سیکشن ہر ملک میں ڈنکے کی چوٹ پر کام کرتے ہیں اور ہر جگہ اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ کر آتے ہیں''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''اطلاع دینے کا بہت بہت شکریہ۔ کچھ اور بھی کہنا ہے تو وہ بھی بتا دو۔ میں سن رہا ہوں''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''بس میں نے تمہیں یہ کہنا تھا کہ تمہاری زندگی کے دن گنے جا چکے ہیں۔ سرداور کی ہلاکت کے بعد ہم تمہارے بھی ٹکڑے اڑا دیں گے''...... ڈینجر پرنس نے گرجدار لہجے میں کہا۔

''کیوں بھائی میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم اپنا مشن مکمل کرنے کے بعد میرے ٹکڑے اڑانے کا بھی سوچ رہے ہو۔ میں نے نہ تو تمہاری بکری چوری کی ہے اور نہ ہی میں نے تمہاری کالی

شہزادی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم شاید ہماری تنظیم کے کارناموں سے واقف نہیں ہو ورنہ ایسی باتیں نہ کرتے''...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری تنظیم کے تمام کارناموں سے اچھی طرح واقف ہوں لیکن پاکیشیا آ کر تم نے اور تمہاری تنظیم نے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار لیا ہے''...... عمران نے ہنس کر کہا تو دوسری طرف ڈینجر پرنس غرا کر رہ گیا۔

''یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کس نے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارا ہے۔ بہرحال بلیک مامبا کی طرف سے تمہاری حکومت کو الٹی میٹم دیا گیا ہے کہ تمام فورسز اور ایجنسیاں سرداور اور ان کے فارمولے کی حفاظت کے لئے جو انتظام کر سکتے ہیں کر لیں لیکن اس کے باوجود نہ صرف سرداور کو ہلاک کر دیا جائے گا بلکہ ان کا ہاٹ واٹر فارمولا بھی اڑا لیا جائے گا اسی طرح ڈینجر پرنس بھی تمہارے سامنے یہ اعلان کرتا ہے کہ تم اپنی حفاظت کے لئے جو انتظام کرنا چاہو کر لو جہاں چھپنا چاہو چھپ جاؤ اور اپنی جان بچانے کے لئے جو کر سکتے ہو کر لو لیکن میں تم تک پہنچ جاؤں گا اور جیسے ہی میرا اور تمہارا سامنا ہو گا تم دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں تاکہ بعد میں تم یہ نہ کہہ سکو کہ میں نے تمہیں کوئی موقع نہیں دیا تھا''...... ڈینجر پرنس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھ لو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سامنا ہونے پر تمہاری لاش اٹھانے

والا کوئی نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''تم بے فکر رہو۔ میری لاش کسی بھی صورت میں نہیں گر سکتی اور تم جیسے پدی کے ہاتھوں تو بالکل بھی نہیں''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''اپنی طاقت پر تمہیں ضرورت سے زیادہ زعم معلوم ہوتا ہے''۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ زعم ہے مجھے اپنی طاقت کا۔ مجھ جیسا ذہین۔ شاطر اور طاقتور انسان اس دنیا میں اور کوئی نہیں ہے''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔ اس کے لہجے میں غرور کی جھلک تھی۔

''غرور کرنے والے کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ لگتا ہے تمہارا آخری وقت آ گیا ہے جو تم اس طرح بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میرا نہیں۔ تمہارا آخری وقت آیا ہے عمران۔ یہ تمہاری بدقسمتی ہے کہ بلیک مامبا نے مجھے ڈینجر پرنس کو پاکیشیا مشن پر بھیجا ہے۔ میں یہاں اپنا مشن بھی پورا کروں گا اور اس کے ساتھ میں تمہیں بھی تمہارے انجام تک پہنچاؤں گا یہ تم سے ڈینجر پرنس کا وعدہ ہے''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''تو پھر ایسا کرو کہ مشن کو فی الحال سائیڈ پر کر لو اور پہلے مجھے میرے انجام تک پہنچا دو کیونکہ تم اپنا مشن اس وقت تک مکمل نہیں کر سکو گے جب تک تمہارے سامنے عمران نام کی ایک فولادی دیوار ہے۔ اس دیوار کو توڑ کر ہی تم اپنا مشن مکمل کر سکتے ہو ورنہ

نہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ تمہاری بھول ہے عمران۔ میں تمہارے ہوتے ہوئے پہلے اپنا مشن پورا کروں گا اور اس کے بعد تمہاری باری آئے گی اور اطمینان رکھو۔ ڈینجر پرنس جو وعدہ کرتا ہے اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں شایان شان موت سے ہمکنار کروں گا۔ تمہاری موت دنیا کے لئے عبرت کی باعث ہو گی''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''خوشی ہوئی تمہاری باتیں سن کر۔ تو پھر کب مل رہے ہو مجھ سے''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''بہت جلد۔ بس میں بلیک مامبا کا مشن مکمل کر لوں اس کے بعد تمہاری باری ہے اور تمہیں زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا''۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔

''پھر تو مجھے بہت انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ جب تک میں ہوں تم سرداور اور ان کے فارمولے تک کسی بھی صورت میں نہیں پہنچ سکو گے''...... عمران نے کہا

''ویل ڈن۔ تم سے ایسے ہی جواب کی توقع تھی۔ بہرحال میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم کس طرح سرداور کو مجھ سے بچاتے ہو''۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ میدان بھی سامنے ہے اور گھوڑا بھی تیار ہے۔ دیکھتے ہیں زندگی اور موت کی اس ریس میں کس کی جیت ہوتی

ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"یہ جیت ڈینجر پرنس کی ہوگی اور تم میرے سامنے دم بھی نہ مار سکو گے"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"بہرحال میں تم سے اتنا ہی کہوں گا کہ تم نے اور تمہاری مجرم تنظیم بلیک مامبا نے پاکیشیا کا رخ کر کے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے اور یہ ایسی غلطی ہے جس پر تم میں سے کسی کو بھی پچھتانے کا موقع نہیں ملے گا۔ اس کے علاوہ تم بھی سن لو اور اپنے گروگھنٹال کو بھی کہہ دینا کہ اس کی تنظیم کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس نے خود ہی آگ میں ہاتھ ڈال دیئے ہیں تو جلنے کے لئے تیار ہو جائے۔ گڈ بائی"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا کہہ رہا تھا"...... سر سلطان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"وہی جو آپ نے اپنے کانوں سے سنا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"یہ تو بہت برا ہوا ہے عمران کہ بلیک مامبا نے سرداور کو ہلاک کرنے اور ان کا فارمولا اڑانے کا اعلان تو کیا ہی تھا لیکن اب اس تنظیم کا ایک ایجنٹ تمہیں بھی ہلاک کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے"...... سر سلطان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"جو ہونا ہے ہونے دیں۔ میں ان کی گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس نے پاکیشیا میں قدم رکھنے کا سوچ کر اپنی قبر خود کھود لی ہے اور اب میں بھی انہیں قبروں میں پہنچانے کے لئے تیار ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سرداور کا کیا کریں۔ کیا انہیں ان کے فارمولے سمیت وقتی انتہائی حفاظتی انتظامات میں کسی خفیہ جگہ منتقل کر دیا جائے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اس کا فیصلہ میں خود کروں گا۔ آپ یہ سب مجھ پر چھوڑ دیں۔ میرے ہوتے ہوئے بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس اپنے ان مکروہ عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ سر سلطان اسے روکتے عمران نے انہیں اللہ حافظ کہا اور تیز تیز چلتا ہوا ان کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

عمران نے تیزی سے کار کمپاؤنڈ سے باہر نکالی پھر اس کی کار نہایت تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف رواں دواں ہو گئی۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ اس کے ہونٹوں پر یکلخت ایک انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے بیک ویو مرر میں سیاہ رنگ کی ایک کار کو دیکھا تھا۔ یہ کار سیکرٹریٹ کے باہر موجود تھی اور جیسے ہی عمران کی کار سیکرٹریٹ سے نکلی تھی سیاہ کار اس کے پیچھے لگ گئی تھی اس کا مطلب تھا کہ اس پر باقاعدہ نظر رکھی جا رہی ہے اور سیاہ کار والے اس کا تعاقب کر رہے تھے۔

عمران نے کار کو جان بوجھ کر سڑکوں پر گھمانا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں وہ کنفرم ہو گیا کہ سیاہ کار اسی کا تعاقب کر رہی ہے کیونکہ وہ جس طرف جا رہا تھا سیاہ کار مخصوص اور مناسب فاصلہ رکھ کر بدستور اس کے پیچھے آ رہی تھی۔ عمران چاہتا تو اس کار کو کسی ویران سڑک پر لے جا کر اسے گھیر سکتا تھا لیکن اس نے کار کے فرنٹ پر سرخ رنگ کا ایک زرد اسٹیکر لگا ہوا دیکھ لیا۔ اس اسٹیکر پر ایک سیاہ فام آدمی دکھائی دے رہا تھا جو گلوز پہنے پنچ مارتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نشانی کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ یہ کار کس کے استعمال میں ہو سکتی ہے۔ عمران نے احتیاطاً کار کا نمبر نوٹ کیا اور پھر اس نے اپنی کار کی رفتار بڑھا دی۔ سپورٹس کار کی تیز رفتاری کے سامنے سیاہ کار کی بھلا کیا وقعت ہو سکتی تھی۔ عمران نے چند ہی لمحوں میں اسے ڈاج دے کر اپنی جان چھڑا لی اور پھر وہ کار لئے دانش منزل پہنچ گیا۔ دانش منزل پہنچ کر اس نے کار پورچ میں کھڑی کی اور پھر وہ کار سے نکل کر تیز تیز چلتا ہوا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"مل آئے آپ سر سلطان سے"...... سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں مل آیا ہوں ان سے اور ان کی موجودگی میں میری ڈینجر پرنس سے بھی بات ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ڈینجر پرنس۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ ڈینجر پرنس"...... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بلیک ماما کے سپیشل سیکشن کا باس جو یہاں سرداور کو ہلاک کرنے اور ان کا ہاٹ واٹر کا فارمولا حاصل کرنے آیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن آپ کو کیسے پتہ چلا کہ بلیک ماما کے سپیشل سیکشن کا باس ڈینجر پرنس یہاں مشن مکمل کرنے آیا ہے"...... بلیک زیرو نے اسی طرح سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے خود مجھے فون کیا تھا"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سر سلطان کے آفس میں ڈینجر پرنس سے فون پر ہونے والے تمام بات چیت کی تفصیل بتا دی جسے سن کر بلیک زیرو حیرت زدہ رہ گیا۔

"حیرت ہے۔ ڈینجر پرنس کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ سر سلطان کے پاس موجود ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میری نگرانی کی جا رہی تھی۔ نگرانی کرنے والوں نے ہی ڈینجر پرنس کو بتایا ہو گا کہ میں کہاں ہوں اور بلیک ماما ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے ان کے لئے سر سلطان کا فون نمبر حاصل کرنا بھلا کیا مشکل ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن ڈینجر پرنس نے آپ کو دھمکیاں دی ہیں۔ یہ تو واقعی انتہائی تشویشناک بات ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کس بات کی تشویش ہے تمہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ کوئی بھی مجھے دھمکیاں دے گا تو میں اس کی دھمکیوں سے ڈر کر کہیں چھپ جاؤں گا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کو احتیاط کرنی چاہئے وہ کسی بھی وقت اچانک آپ پر حملہ کر سکتے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"بلیک مامبا ایسی تنظیم نہیں ہے جو چھپ کر وار کرے۔ ڈینجر پرنس نے مجھے للکارا ہے اور وہ جب بھی مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا میرے سامنے آ کر کرے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر اس میں مزید بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی تھی۔

"ممبران کہاں ہیں"...... عمران نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر آ چکے ہیں۔ باقی ممبران بھی کچھ دیر تک پہنچ جائیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر کو کال کرنی شروع کر دی۔

"یس۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر۔ تم کیپٹن شکیل کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور سر داور کی رہائش گاہ کی نگرانی کرو اور وہاں تمہیں جو بھی مشکوک آدمی دکھائی

دے اس کے خلاف سخت ایکشن لو۔ اسے تم وارننگ دیئے بغیر گولی بھی مار سکتے ہو۔ اوور"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میری تنویر سے بات کراؤ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس چیف۔ تنویر بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسرے لمحے تنویر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تنویر تم عمران کے فلیٹ کی نگرانی کرو۔ تمہارا کام صرف نگرانی کرنا ہو گا۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ضرورت کے وقت تم صرف عمران کو رپورٹ دے سکتے ہو۔ اوور"...... عمران نے تنویر کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے چیف۔ اوور"۔ تنویر نے پوچھا۔

"ہاں۔ کیس کی تفصیلات جولیا کو بتا دی جائیں گی اور پھر وہ تمہیں اس کیس کی تفصیل بتا دے گی۔ اس وقت تک تم وہی کرو جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔ اوور"...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ اوور"...... تنویر نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں ابھی آتا ہوں"...... عمران نے کہا اور وہ تیزی سے آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ اس کا رخ ڈریسنگ روم کی طرف تھا۔ ڈریسنگ روم میں جا کر اس نے اپنا میک اپ واش کیا اور پھر ڈھنگ کا لباس پہن کر وہ واپس آ گیا۔

"سر سلطان کی جانب سے اطلاع ملی ہے کہ دو گھنٹوں کے بعد پرائم منسٹر ہاؤس میں اہم کانفرنس ہو رہی ہے۔ جس میں ایکسٹو کو شمولیت کی درخواست کی گئی ہے"...... بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے کہا۔

"ٹھیک ہے تم سٹرانگ روم سے بلیک ماسبا کی فائل لے آؤ"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک فائل تھی۔ اس نے فائل لا کر عمران کو دے دی۔ فائل زیادہ موٹی نہ تھی۔ اس میں چند پرنٹڈ پیپرز تھے۔ عمران نے فائل کھولی اور پھر وہ ان پیپرز کو پڑھنا شروع ہو گیا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا لیکن وہ جوں جوں فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے تاثرات نمودار ہوتے جا رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کا چہرہ نارمل ہو گیا اور وہ پہلے جیسا فریش دکھائی دینے لگا جیسے اس کے سر سے بھاری بوجھ ہٹ گیا ہو۔

"میٹنگ کتنے بجے ہو رہی ہے"...... عمران نے بلیک زیرو سے

مخاطب ہو کر پوچھا۔

"دو گھنٹے بعد"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں خود جا کر یہ میٹنگ اٹنڈ کروں گا۔ باقی ممبران جیسے ہی آئیں۔ فور سٹارز کو فوری طور پر ریڈ لیبارٹری کی طرف روانہ کر دینا تاکہ وہ ریڈ لیبارٹری کی نگرانی اور وہاں موجود سر داور کی حفاظت کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"اور جولیا۔ اسے کون سا کام سونپنا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"اسے ساری تفصیل بتا دینا اور اس سے کہنا کہ وہ ممبران سے لنکڈ رہے اور ان سے مسلسل معلومات حاصل کرتی اور انہیں ضروری ہدایات دیتی رہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آپریشن روم سے نکل کر وہ سپیشل پورچ میں آیا جہاں ایکسٹو کی مخصوص کار موجود تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایکسٹو کی مخصوص کار میں دانش منزل سے نکلا جا رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد عمران کی کار پرائم منسٹر ہاؤس میں داخل ہو رہی تھی۔ گیٹ پر موجود فوجیوں نے ایکسٹو کی کار دیکھتے ہی گیٹ کھول دیا اور سیلوٹ مارا۔ عمران نے ڈیش بورڈ سے سیاہ رنگ کا نقاب نکال کر اپنے چہرے پر چڑھا لیا اور آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگا لیا۔ کار پورچ کے اس حصے میں روک دی جو

صرف ایکسٹو کی کار کے لئے مخصوص تھا۔ عمران نے کار لاک کی اور کنٹرول پینل کا ایک بٹن دبا دیا۔ کار کے اوپر بجلی کی لہریں سی چمکیں اور دوسرے ہی لمحے وہ معدوم ہو گئیں۔ اب کار کے اوپر کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ جس وجہ سے اس کار کو نہیں چھیڑا جا سکتا تھا۔ کار کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد عمران آگے بڑھا۔ میٹنگ ہال کے گیٹ پر موجود فوجیوں نے بھی اسے سلیوٹ کیا۔ عمران سر کی خفیف حرکت سے ان کے سیلوٹس کا جوابات دیتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ میٹنگ ہال فل ہو چکا تھا۔ تمام معزز شخصیتیں آ چکی تھیں۔ اب ایکسٹو کے آنے کے بعد وزیراعظم کا انتظار تھا۔ ایکسٹو کو دیکھ کر تمام افراد اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ایکسٹو ان پر ایک نظر ڈالتا ہوا سر سلطان کے قریب موجود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایکسٹو کے آتے ہی ہال میں یکلخت خاموشی چھا گئی تھی۔ اب اتنی خاموشی تھی کہ ہال میں سانسوں کی آوازیں بھی بلند ارتعاش پیدا کر رہی تھیں۔ سب کی نظریں کن انکھیوں سے ایکسٹو کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ کیونکہ ایکسٹو کی شخصیت اتنی ہی پراسرار تھی اور اس کے ساتھ ہی قابل احترام بھی۔

تقریباً ایک منٹ کے بعد میٹنگ ہال کے سپیشل ڈور پر فوجیوں کی ایڑیاں بجنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر پاکیشیائی پرائم منسٹر باوقارانہ انداز میں چلتے ہوئے سرداور اور ملٹری سیکرٹری کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ ہال میں موجود ایکسٹو کے سوا تمام افراد پرائم

منسٹر کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

عمران نے سر کے ہلکے سے اشارے سے انہیں خوش آمدید کہا۔ وزیراعظم نے مسکراہٹ کے ساتھ ان کے احترام کو قبول کیا اور اپنی مخصوص نشست پر بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد چند لمحوں تک سکوت رہا۔ پھر پرائم منسٹر نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے لگے ہوئے مائیک کا بٹن پریس کر دیا۔

"میٹنگ کی کارروائی شروع کی جائے"...... وزیراعظم نے مدبرانہ لہجے میں کہا۔ وزیراعظم کے ان الفاظ کے ساتھ ہی عمران نے اپنے سیاہ لباس کی ایک جیب میں سے ایک انگوٹھی نکالی اور اس پر لگے ہوئے نگینے کو انگوٹھے سے پریس کیا اور اسے انگلی پر پہن لیا۔ کسی نے بھی اس کی اس حرکت کو نہ دیکھا۔ انگوٹھی پر موجود سفید اور نفیس قسم کے ہیرے سے سبز رنگ کی روشنی نکل رہی تھی لیکن اس کی لائٹ ایک انچ سے زیادہ نہ تھی۔ وزیراعظم کا حکم سن کر سر سلطان نے میز پر پڑی ہوئی فائل اٹھا کر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"قابل احترام پرائم منسٹر صاحب اور معزز ساتھیو۔ سب سے پہلے تو میں آپ سب کا اس کانفرنس میں تشریف لانے پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کانفرنس کا ایک نکاتی ایجنڈا ہے اور وہ ایجنڈا ظاہر ہے دنیا کی بدترین تنظیم بلیک ماما کے اعلان کے بارے میں ڈسکس کر کے اس بات کا فیصلہ کرنا ہے کہ سرداور جو پاکیشیا کا قیمتی

سرمایہ ہیں اور جن کی خدمات پاکیشیا کے لئے بے مثال ہیں انہیں کس طرح سے بلیک ماما جیسی خطرناک اور مجرم تنظیم سے بچایا جائے۔ جس طرح سے بلیک ماما نے سرداور کو ہلاک کرنے اور ان کے ہاٹ واٹر فارمولے کو حاصل کرنے کا اعلان کیا ہے اس اعلان کو ہم پس پشت نہیں ڈال سکتے کیونکہ بلیک ماما ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے جس نے ایکریمیا جیسے سپر پاور اور یورپ کے خلاف ایسی شدت پسندانہ کارروائیاں کی ہیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ ان شدت پسندانہ کارروائیوں میں بلیک ماما نے بے شمار کامیابیاں حاصل کی ہیں اور اب تک بین الاقوامی خفیہ اداروں کی رپورٹ کے مطابق اس بات کا پتہ نہیں چل سکا ہے کہ بلیک ماما کس ملک کی مجرم تنظیم ہے اور اس تنظیم کے کرتا دھرتا کون ہیں۔ اس تنظیم کے بارے میں جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ اس تنظیم کے بے شمار سیکشن ہیں جو الگ الگ ممالک میں کام کرتے ہیں۔ ان سیکشنوں کی تفصیلات کا بھی علم نہیں ہو سکا ہے اور نہ ہی بین الاقوامی خفیہ اداروں کو ان سیکشنوں میں کام کرنے والے کسی ایک مجرم کا بھی کوئی سراغ مل سکا ہے۔ یہ مجرم تنظیم بظاہر علی الاعلان کام کرتی ہے اور جس ملک میں بھی اس تنظیم نے مشن سرانجام دینا ہوتا ہے تو یہ تنظیم یا اس کا مخصوص سیکشن نہ صرف اس ملک کی انتظامیہ بلکہ بین الاقوامی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو بھی اطلاع کرتی ہے اور حکومتی اداروں کو چیلنج کرتی ہے کہ اس ملک کی سیکرٹ

سروس یا سیکورٹی ایجنسیاں جو مرضی حفاظتی انتظامات کر لیں لیکن وہ چیلنج کے ساتھ اس ملک میں اپنی کارروائیاں مکمل کرے گی اور ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اب تک بلیک ماما نے جن ممالک کو چیلنج کیا ہے وہاں انتہائی حفاظتی انتظامات اور سخت ترین سیکورٹی کے باوجود بلیک ماما کے سیکشن اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے بلیک ماما کے سیکشن انتہائی حد تک شدت پسندانہ کارروائیاں کرتے ہیں جس کے نتیجے میں ملک میں آگ و خون کا طوفان برپا ہو جاتا ہے اور آج تک بلیک ماما کے کسی بھی سیکشن کا ایک بھی مجرم نہ تو پکڑا جا سکا ہے اور نہ ہی اس کی شناخت سامنے آئی ہے"..... سر سلطان نے کہا اور پھر وہ جیسے سانس لینے کے لئے خاموش ہو گئے۔ اس دوران ہال میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔ سب خاموشی سے سر سلطان کی باتیں سن رہے تھے۔ عمران بھی خاموش تھا۔

"پاکیشیا کو بھی بلیک ماما نے ایسا ہی چیلنج کیا ہے اور بلیک ماما کا اعلان ہے کہ پاکیشیا سرداور اور ان کے فارمولے کی حفاظت کے لئے جو بھی انتظام کرنا چاہیں کر سکتے ہیں لیکن اگلے چوبیس گھنٹوں میں نہ صرف وہ سرداور کو ہلاک کر دیں گے بلکہ ان کا ہاٹ واٹر کا فارمولا بھی اڑا لے جائیں گے۔ ان ہنگامی حالات کے پیش نظر پرائم منسٹر آف پاکیشیا نے یہ میٹنگ کال کی تھی تاکہ آپ سب حضرات متفقہ طور پر اس کے سد باب کے لئے تجویز پیش کر سکیں

اور اس مسئلے کا حل تلاش کیا جا سکے کہ بلیک ماسبا جیسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے سرداور اور ان کا یونیک فارمولا کیسے بچایا جائے۔ میں آپ تمام حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ اس مسئلے کا حل سنجیدگی سے تلاش کریں اور پھر اپنے اپنے طور پر جو بھی تجویز دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔ آپ کی دی ہوئی تجاویز کو سامنے رکھ کر جناب پرائم منسٹر صاحب اور پھر جناب ایکسٹو صاحب آئندہ کے لائحہ عمل کو حتمی شکل دیں گے اور پھر جو تجویز قابل قبول ہو گی اس پر جناب پرائم منسٹر صاحب اور ایکسٹو صاحب دستخط کر کے اسے قانون کی شکل دے دیں گے اور پھر یہ قانون فوری طور پر پاکیشیا میں نافذ العمل کر دیا جائے گا"...... سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے چند رسمی باتیں کیں اور پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"یہ بات درست ہے کہ بلیک ماسبا انتہائی خطرناک اور انتہائی بے رحم تنظیم ہے جس کے قصے ہم ایکریمیا، گرانس اور یورپ میں سنتے رہے ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ اس تنظیم کا کوئی ایک بھی رکن آج تک نہ پکڑا جا سکا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی سراغ ملا ہے۔ یہ تنظیم انتہائی تیزی سے کام کرتی ہے اور جس ملک میں وارد ہو جاتی ہے اس ملک میں ہلچل مچ جاتی ہے۔ اس تنظیم کا نیٹ ورک انتہائی فعال اور وسیع ہے۔ یہ اپنے ٹارگٹس کو تلاش کرنے کے لئے جدید سائنسی آلات کا استعمال کرتی ہے اور زمین کی گہرائیوں میں بھی چھپے ہوئے ٹارگٹ کو تلاش کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ

بات بھی غلط نہیں ہے کہ بلیک ماسبا جو ایک مجرم تنظیم ہے نے بین الاقوامی سطح پر ہمیں چیلنج کیا ہے اور آج کے ہر چینل اور ہر اخبار کی بھی سرخی ہے کہ بلیک ماسبا نے پاکیشیا کو شدید مشکل میں ڈال دیا ہے اور پاکیشیا کے پاس ایسی سہولیات نہیں ہیں کہ سرداور اور ان کی ایجاد کو بچایا جا سکے۔ بعض انٹرنیشنل اخبارات اور میڈیا چینلز کا کہنا ہے کہ بلیک ماسبا کے لئے پاکیشیا کا یہ مشن انتہائی آسان مشن ثابت ہو گا اور انہیں سرداور کو ہلاک کرنے اور ان کا فارمولا حاصل کرنے میں زیادہ تگ و دو نہیں کرنی پڑے گی۔ اس لئے ہر طرف سے یہی کہا جا رہا ہے کہ پاکیشیا اگر بلیک ماسبا کے خون خرابے اور آگ اور طوفان سے بچنا چاہتا ہے تو پاکیشیا کو چاہئے کہ بلیک ماسبا کی کارروائیاں شروع ہونے سے پہلے سرداور اور ان کے فارمولے کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ اس طرح پاکیشیا کی سلامتی پر کوئی حرف نہ آئے گا اور پاکیشیا میں بے شمار قیمتی جانیں ضائع ہونے سے بچ جائیں گی کیونکہ اپنا مشن پورا کرنے کے لئے بلیک ماسبا انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کرنا شروع کر دیتا ہے"...... ایک خفیہ سرکاری ادارے کے سربراہ نے جن کا نام فرزند علی تھا، سر سلطان کی بات ختم ہوتے ہی اپنا بیان دینا شروع کر دیا۔ ان کی باتیں سن کر وہاں موجود تمام افراد کے چہروں پر غم و غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے اور وہ موصوف کو غصیلی نظروں سے گھورنا شروع ہو گئے۔

"تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ پاکیشیا، بلیک ماما کے سامنے گھٹنے ٹیک دے اور خود ہی سرداور جیسے عظیم سائنس دان کو ہلاک ہونے کے لئے ان کے حوالے کر دے اور ان کا برسوں کی محنت سے بنایا ہوا فارمولا بھی ان کے حوالے کر دے"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ پاکیشیا میں خون خرابہ نہیں چاہتے تو اس بات میں کوئی قباحت نہیں ہے"...... فرزند علی نے کہا۔

"ہونہہ۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہم نے یہ میٹنگ مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لئے بلائی ہے۔ اس لئے نہیں کہ ہم فوری طور پر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم بلیک ماما کی طاقت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں اور خود ہی سرداور اور ان کا فارمولا ان کے حوالے کر دیں"...... سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں ہمیں سرداور کو ان کے فارمولے سمیت کسی ایسی جگہ چھپا دینا چاہئے جہاں بلیک ماما تو کیا اس کا سایہ بھی انہیں تلاش نہ کر سکے۔ بلیک ماما کے بارے میں کچھ معلومات میرے پاس بھی ہیں وہ جس ملک کو چیلنج دیتی ہے ان سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اپنے دیئے ہوئے ٹائم فریم میں اپنا مشن مکمل نہ کر سکی تو وہ اپنا مشن ڈراپ کر دے گی اور دوبارہ اس ملک کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے گی۔ ہمارے پاس چوبیس گھنٹے ہیں اور ہم چوبیس گھنٹوں کے لئے سرداور اور ان کے فارمولے کو محفوظ کر

سکتے ہیں اس طرح بلیک ماما کا مشین فلاپ ہو جائے گا اور انہیں اس مشن کو ڈراپ کرنا پڑے گا"...... نیول کمانڈنگ آفیسر نے کہا۔

"لیکن ایسی کون سی جگہ ہو سکتی ہے جہاں سرداور کو ان کے فارمولے سمیت چوبیس گھنٹوں کے لئے رکھا جائے"...... آرمی چیف آف سٹاف نے کہا۔

"بہت سی جگہیں ہو سکتی ہیں جیسے اگر آپ سرداور کو فارمولے سمیت میرے حوالے کر دیں تو میں انہیں کسی ایٹمی آبدوز میں لے جا کر اس آبدوز کو ایسی جگہ چھپا دوں گا جہاں بلیک ماما کے ایجنٹس تو کیا کوئی سیلائٹ اور راڈار بھی اسے تلاش نہ کر سکے گا"...... نیول کمانڈر نے کہا۔

"نہیں۔ بلیک ماما کے پاس سائنسی آلات ہیں۔ وہ ان آلات کے ذریعے اس آبدوز کا پتہ چلا لیں گے اور پھر وہ اس آبدوز کے نظام کو ہلاک کر کے اسے سمندر میں ہی گھیر لیں گے اور سمندر سے سرداور اور ان کے فارمولے کو حاصل کرنا ان کے لئے مشکل ثابت نہ ہو گا"...... چیف ایئر مارشل نے کہا۔

"تو پھر ہم انہیں کسی ایسے سٹرانگ روم میں چھپا دیتے ہیں جس کے بارے میں چند مخصوص افراد کے علاوہ اور کوئی نہ جانتا ہو اور اس جگہ کی سخت اور بھرپور نگرانی کی جائے۔ اس طرف اگر چڑیا کا بچہ بھی آتا دکھائی دے تو اسے بھی نہ چھوڑا جائے"...... سیکرٹری داخلہ نے کہا۔

"نہیں۔ ہم سر داور کو کہیں بھی محفوظ نہیں رکھ سکتے ہیں"۔ پرائم منسٹر نے گمبھیر لہجے میں کہا تو وہ سب چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"وہ کیوں جناب۔ ہم انہیں محفوظ کیوں نہیں رکھ سکتے ہیں"۔ وزیر دفاع کے سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سر داور نے ریڈ لیبارٹری میں ہیومن چیکنگ مشین سے اوور آل چیکنگ کی ہے۔ اس مشین نے کاشن دیا ہے کہ ان کے جسم میں ایک سوئی جتنا باریک سائنسی آلہ موجود ہے جس کا لنک سپیشل سیٹلائٹ سے ہے۔ یہ کہیں بھی چھپ جائیں اس آلے کی وجہ سے انہیں سرچ مشینوں کے ذریعے آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا اور ان کی بات سن کر عمران بھی چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ یہ آلہ ان کے جسم میں کیسے داخل کیا گیا ہے"۔ سیکرٹری داخلہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس کا جواب سر داور خود دیں گے"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا تو سر داور نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے سامنے رکھا ہوا مائیک آن کر لیا۔

"جب مجھے اس بات کا علم ہوا کہ ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک ماسبا میری جان کی دشمن بن چکی ہے اور مجھے ہلاک کر کے میری ایجاد حاصل کرنا چاہتی ہے تو میں نے ان کے چیلنج کو ایزی نہ لیتے

ہوئے اپنی اور فارمولے کی حفاظت کے انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے۔ فارمولے کے ساتھ ساتھ میں نے ریڈ لیبارٹری میں انسان کی ایک ایک ہڈی چیک کرنے والی مشین سے بھی خود کو گزارا تھا۔ جب میں نے اس مشین کی ریڈنگ چیک کیا تو مشین نے مجھے ریڈ کاشن دیتے ہوئے بتایا کہ میرے خون کی رگوں میں ایک باریک اور انتہائی حساس سوئی تیر رہی ہے۔ میں نے فوری طور پر اس سوئی کو مارک کیا اور اسے چیکنگ اور سرچنگ مشین پر لگا دیا۔ کچھ ہی دیر میں چیکنگ اور سرچنگ مشین نے مجھے رپورٹ دے دی جس کے مطابق وہ سوئی نہیں بلکہ ایک ٹریکر ہے جس کا لنک ایک سیٹلائٹ سے ہے اور اس سیٹلائٹ کے تحت ہر وقت میری نگرانی کی جا رہی ہے۔ میں کہیں بھی چلا جاؤں۔ خود کو زمین کے نیچے چھپا لوں، سمندر میں اتر جاؤں یا خلاء میں چلا جاؤں تب بھی اس ٹریکر کے ذریعے مجھے آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے"...... سر داور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ ٹریکر آپ کے جسم میں داخل کیسے ہوا"...... چیف آف آرمی سٹاف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ٹریکر ڈائریکٹ خون کی نالیوں میں اتارا جاتا ہے۔ چند روز قبل میری طبیعت خراب ہو گئی تھی اور مجھے سپیشل ہسپتال میں لے جایا گیا تھا۔ وہاں مجھے چند مخصوص انجکشنز ڈیے گئے تھے۔ اسی دوران یہ ٹریکر میری کسی رگ میں اتار دیا گیا تھا"...... سر داور نے کہا۔

"تو کیا یہ پتہ نہیں چل سکا ہے کہ یہ آلہ آپ کی رگوں میں کس نے اتارا تھا۔ ظاہر ہے وہاں مخصوص ڈاکٹرز اور سٹاف ہوتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں کسی باہر کے فرد کا اندر آنا ناممکن ہوتا ہے"۔ نیول کمانڈر نے کہا۔

"سر سلطان نے تحقیقات کرنے کے لئے سنٹرل انٹیلی جنس، کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالرحمٰن کو سفارش کی ہے۔ وہ خود اس عملے میں تحقیقات کر رہے ہیں اور ابتدائی رپورٹ کے مطابق ہسپتال کے جس عملے نے میری ٹریٹمنٹ کی تھی ان میں ایک ڈاکٹر غائب ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس آلے کو میری رگوں میں اتارنے میں اسی کا ہاتھ ہو"...... سر داور نے کہا۔

"تو کیا یہ لوگ جانتے تھے کہ آپ بیمار ہیں اور کس ہسپتال میں ایڈمٹ ہیں"...... سیکرٹری دفاع نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ ان کے پاس یہ معلومات پہنچی ہوں گی تب ہی انہوں نے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا"...... سر داور نے کہا۔

"اگر آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کی خون کی نالیوں میں ایک ٹریکر ہے تو آپ نے اب تک آپریشن کروا کر اسے باہر کیوں نہیں نکلوایا"...... ڈی جی ڈیفنس نے کہا۔

"ٹریکر والو انتہائی باریک اور چھوٹا ہے اور وہ خون کی نالیوں میں ہے اس لئے خون کے ساتھ مسلسل میرے جسم میں گردش کر رہا ہے۔ وہ ایک لمحے میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے ایسی صورت میں

آپریشن کر کے اس والو کا نکالا جانا ناممکن ہے"۔ سر داور نے جواب دیا۔

"تو کیا یہ والو ساری زندگی آپ کے جسم میں رہے گا۔ اگر ایسا ہے تو پھر آپ تو ہر وقت دشمنوں کی نظروں میں ہی رہیں گے"۔ سیکرٹری داخلہ نے کہا۔

"اس کا حل تلاش کیا جا رہا ہے۔ میں اور میرے ساتھی کوشش کر رہے ہیں کہ اس والو کو میرے جسم کے اندر ہی تباہ کر دیا جائے یا کوئی ایسا طریقہ نکالا جائے جس سے یہ والو ڈی ایکٹیو ہو جائے اور بہت جلد ہم اس مقصد میں کامیاب بھی ہو جائیں گے"۔ سر داور نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن جب تک یہ والو ڈی ایکٹیو نہیں ہو جاتا اس وقت تک تو آپ کے سر پر تلوار لٹکتی رہے گی اور اس والو کی وجہ سے بلیک مامبا جیسی خطرناک تنظیم آپ کو آسانی سے ٹریک کر لے گی"...... ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا۔

"جی ہاں۔ جب تک یہ والو ڈی ایکٹیو نہیں ہو جاتا اس وقت تک میں مسلسل خطرے میں ہوں"...... سر داور نے کہا۔

"تب پھر آپ کو دشمنوں کی نظروں سے کیسے چھپایا جا سکتا ہے۔ اس ٹریکر والو کی وجہ سے تو آپ ان کا آسان ترین ہدف بن چکے ہیں"...... ڈیفنس منسٹر نے کہا۔

"اسی مسئلے کے حل کے لئے تو آپ سب کو یہاں دعوت دی گئی

ہے"...... سر سلطان نے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

"مسٹر ایکسٹو۔ آپ کیوں خاموش ہیں۔ آپ نے ابھی تک اس بحث میں حصہ نہیں لیا"...... پرائم منسٹر نے ایکسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو واقعی اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا اور ان سب کی باتیں سن رہا تھا۔

"ایکسٹو کو بحث کرنے کا شوق نہیں ہے محترم پرائم منسٹر صاحب"...... ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا تو وہ سب چونک کر ایکسٹو کی طرف دیکھنے لگے۔

"میں جانتا ہوں کہ عزت مآب جناب ایکسٹو کسی قسم کی بحث میں حصہ نہیں لیتے لیکن ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ آپ کے خیال میں اس معاملے کا کیا حل ہو سکتا ہے اور سر داور کو بلیک مامبا جیسی شدت پسند اور خطرناک تنظیم سے کیسے بچایا جا سکتا ہے"...... پرائم منسٹر نے مدبرانہ لہجے میں کہا۔

"سب سے پہلے تو میں سر سلطان صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ انہوں نے جب مجھے صورتحال سے آگاہ کیا تھا تو انہوں نے مجھے یہ بات کیوں نہیں بتائی تھی کہ ان کے جسم میں ٹریکر والو موجود ہے"...... ایکسٹو نے سر سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ایکسٹو کی بات سن کر سر سلطان بوکھلا گئے۔

"مم مم۔ میں معذرت چاہتا ہوں جناب ایکسٹو۔ اس ٹریکر والو کے بارے میں سر داور نے مجھے اس میٹنگ میں آنے سے قبل بتایا

تھا۔ اس سے پہلے میرے علم میں بھی نہ تھا کہ ان کے جسم میں ایسا کوئی والو موو کر رہا ہے"...... سر سلطان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر سلطان درست کہہ رہے ہیں جناب ایکسٹو۔ مجھے بھی اس والو کے بارے میں تب ہی علم ہوا تھا جب میں نے ہیومن چیکنگ مشین سے خود کو گزارا تھا"...... سر داور نے سر سلطان کا دفاع کرتے ہوئے کہا۔

"قومی سلامتی کے مسئلے پر آپ کو دیر نہیں کرنی چاہئے تھی سر داور۔ جیسے ہی آپ کو ٹریکر والو کا علم ہوا تھا آپ کو چاہئے تھا کہ آپ اسی وقت اس کے بارے میں سر سلطان کو آگاہ کر دیتے اور سر سلطان کو آپ نے اگر میٹنگ شروع ہونے سے پہلے ہی بتا دیا تھا تو پھر یہ سر سلطان کا فرض تھا کہ اس حقیقت سے ایکسٹو کو بھی آگاہ کرتے"...... ایکسٹو نے اسی انداز میں کہا۔

"مم مم۔ میں معذرت چاہتا ہوں جناب ایکسٹو۔ مجھے واقعی اس بات کا پتہ چلتے ہی آپ کو مطلع کرنا چاہئے تھا کہ سر داور کے جسم میں ٹریکر والو موو کر رہا ہے لیکن......" سر سلطان نے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"مگر کیا"...... ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھ سے غلطی سرزد ہو گئی ہے جناب ایکسٹو۔ آئی ایم سوری، رئیلی ویری سوری"...... سر سلطان نے تاسف اور شرمندگی سے

بھرپور لہجے میں کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ ایکسٹو غلطی کرنے والوں اور غیر ذمہ داری کا ثبوت دینے والوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے"۔ ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو سر سلطان کے ساتھ وہاں بیٹھے ہوئے تمام افراد کے رنگ زرد پڑ گئے۔ پرائم منسٹر بھی بے بسی اور پریشانی کے عالم میں کرسی پر پہلو بدلنے لگے۔ پرائم منسٹر کو بھی اس بات کی اجازت نہ تھی کہ وہ ایکسٹو کی کسی بھی بات کی مخالفت یا مداخلت کر سکیں۔ اس لئے وہ سر سلطان کی جانب ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"جی ہاں جناب ایکسٹو۔ میں اپنی اس غلطی اور غیر ذمہ داری کو قبول کرتا ہوں۔ اس کی آپ مجھے جو سزا دینا چاہیں میں حاضر ہوں"...... سر سلطان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے چونکہ فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی غلطی تسلیم کر لی ہے اور اس بات کا اعتراف کر لیا ہے کہ آپ نے غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے اس لئے ایکسٹو آپ کو پہلی اور آخری بار معاف کرتا ہے لیکن دوبارہ ایسی غلطی ہوئی تو آپ کو معاف نہیں کیا جائے گا"...... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"تھینک یو مسٹر ایکسٹو"...... سر سلطان نے سر جھکا کر دھیمی آواز میں کہا۔ ایکسٹو کے اس انداز پر ماحول یکلخت انتہائی گمبھیر ہو گیا تھا۔ کانفرنس ہال میں ایسی خاموشی چھا گئی تھی کہ سوئی بھی گر جاتی تو

اس کی بھی آواز سنائی دے جاتی۔

"اب اس صورتحال میں آپ کی کیا رائے ہے جناب ایکسٹو۔ سر داور کو مجرموں سے بچانے کے لئے کیا اقدامات کئے جائیں"۔ چند لمحے توقف کے بعد پرائم منسٹر نے ایک بار پھر اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"آپ کے خیال میں کیا کرنا چاہئے"...... عمران نے ان کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا ان سے سوال کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہی چاہتا ہوں کہ اگر سر داور کی حفاظت کی ذمہ داری آپ لے لیں تو مجھے اور یہاں موجود سب کو اس بات کا یقین ہے کہ دشمن چاہے کوئی بھی ہو وہ سر داور کا ایک بال بھی بانکا نہ کر سکیں گے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس مسٹر ایکسٹو۔ جناب پرائم منسٹر صاحب بالکل درست فرما رہے ہیں۔ سر داور کی حفاظت آپ کے سوا دوسرا کوئی نہیں کر سکتا ہے"...... ڈیفنس منسٹر نے کہا۔ عمران نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں اس انگوٹھی پر جمی ہوئی تھیں جس کا سفید نگینہ اچانک سرخ ہونا شروع ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ سب اگر اس بات پر متفق ہیں تو میں سر داور کو اپنی تحویل میں لینے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ان کی حفاظت کرنے میں فخر محسوس

کروں گا"...... عمران نے مخصوص بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ تو کیا اب ہمیں مطمئن ہو جانا چاہئے"...... پرائم منسٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کو پہلے کسی مرحلے پر ایکسٹو نے مایوس کیا ہے"۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میرا یہ مقصد نہیں تھا کہ میں آپ کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہوں۔ میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس مرحلے کے بعد ہمیں میٹنگ کے دوسرے مرحلے کو دیکھنا چاہئے"...... وزیراعظم نے قدرے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"لیکن دوسرے مرحلے کو انجام دینے سے پہلے ایک ضروری کام ابھی باقی ہے"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"کون سا کام"...... ان سب نے چونک کر کہا۔ عمران نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور یکلخت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھ کر کھڑا ہوتے دیکھ کر پرائم منسٹر اور وہاں موجود تمام افراد اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ تمام حضرات بیٹھ جائیں"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن......" سر سلطان نے کہنا چاہا۔

"میں نے کہا ہے نا کہ سب بیٹھ جائیں"...... عمران نے غرا کر کہا تو وہ سب یوں بیٹھتے چلے گئے جیسے مشینی روبوٹ ہوں۔ عمران

کرسی کی سائیڈ سے نکلا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ہال میں موجود پوری میز کے گرد راؤنڈ لگانے لگا۔ سب خاموش تھے اور ایکسٹو کی اس حرکت پر حیران تھے کہ ایکسٹو یہ سب کیوں کر رہا ہے۔ عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا پرائم منسٹر کی کرسی کے قریب آیا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا اچانک عمران نے پرائم منسٹر کے پرسنل سیکرٹری کی گردن کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوسرے ہی لمحے پرسنل سیکرٹری یکلخت کرسی سے اٹھ کر ہوا میں بلند ہوا اور عمران کے ہاتھوں میں گھومتا ہوا پوری قوت سے پرائم منسٹر کے سامنے میز پر گرا۔ پرائم منسٹر اور دوسرے افراد یہ سب دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

ایکسٹو نے پرسنل سیکرٹری کو میز پر گراتے ہی اس کی گردن کی مخصوص رگ پر انگوٹھا رکھ دیا جس کے نتیجے میں پرسنل سیکرٹری کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ میز پر ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں جناب ایکسٹو۔ یہ......" پرائم منسٹر نے حیرت اور خوف سے ملے جلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"بب بب۔ بچاؤ۔ مجھے بچاؤ"...... پرسنل سیکرٹری نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مسٹر ایکسٹو۔ پلیز"...... پرائم منسٹر نے غصے اور پریشانی کے

عالم میں کہا۔

"آپ خاموش رہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔ یہ میرا پرسنل سیکرٹری ہے"...... پرائم منسٹر نے اسی انداز میں کہا۔

"ہنہ۔ یہ آپ کا پرسنل سیکرٹری نہیں ہے"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ ہوش میں تو ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... پرائم منسٹر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں ہوش میں ہوں لیکن آپ کے ہوش و حواس رخصت ہو گئے ہیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم مم۔ میں جعفر حسین ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب کا پرسنل سیکرٹری"۔ پرائم منسٹر کے سیکرٹری نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"آپ بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں جناب ایکسٹو۔ میں ایسی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا"...... پرائم منسٹر نے کہا وہ انتہائی غصے میں دکھائی دے رہے تھے۔ یہ ان کی بے عزتی تھی کہ ملک کی تمام اعلیٰ شخصیتوں کے سامنے ایکسٹو ان کے سیکرٹری کی اس طرح بے عزتی کرے۔

"ہونہہ۔ جب میں اس آدمی کی اصلیت آپ کے سامنے لاؤں گا تو آپ کو میری اس حرکت کی وجہ سمجھ آ جائے گی"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ کون ہے جناب ایکسٹو"...... سر سلطان نے جو خاموش بیٹھے تھے، سپاٹ لہجے میں پوچھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران کی کوئی حرکت غلط نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اس ملک کی بھلائی کے لئے ہی کرتا ہے۔

"اس کا جواب یہ خود دے گا"...... عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سیکرٹری سے سوال کرے۔ سیکرٹری نے دونوں ہاتھ ایکسٹو کے سینے پر مار کر اسے پرے دھکیلا اور پھر اس نے ایک لانگ جمپ لگایا اور میز سے تقریباً اڑتا ہوا پوری قوت سے ایکسٹو کی طرف آیا۔ وہ پوری قوت سے ایکسٹو سے ٹکرا جانا چاہتا تھا لیکن وہ جیسے ہی ایکسٹو کے نزدیک پہنچا ایکسٹو کے ہاتھ حرکت میں آئے اور ایکسٹو نے اسے ہوا میں دبوچتے ہوئے کسی پنکھے کے پروں کی طرح گردش دی اور اسے یکلخت زمین پر پٹخ دیا۔ سیکرٹری جعفر حسین کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اس نے اٹھ کر ایک بار پھر ایکسٹو پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ایکسٹو کی ٹانگ چلی اور جعفر حسین تڑپتا ہوا الٹ گیا۔ اس کے گرتے ہی ایکسٹو نے ایک بھرپور ٹھوکر اس کی کمر پر ماری وہ بلبلا اٹھا۔ اس نے یکلخت اٹھ کر وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی لیکن ایکسٹو بھلا اسے کہاں جانے دے سکتا تھا۔ ایکسٹو نے اس کی ٹانگوں پر ٹانگ مار کر گرایا اور پھر اس کی بھرپور ٹانگ جعفر حسین کے سر پر پڑی۔ جعفر حسین بری طرح سے چیخنے لگا۔ ایکسٹو کی ٹانگیں مشین کی طرح

حرکت کر رہی تھیں اور جعفر حسین میں اتنی بھی ہمت نہ ہو رہی تھی کہ وہ اپنا دفاع کر سکے۔ چند ہی لمحوں میں وہ بے بس ہو گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں یکلخت ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر ایکسٹو نے جھک کر اس کی نبض چیک کی کہ کہیں وہ بے ہوش ہونے کی اداکاری نہ کر رہا ہو پھر اس نے مطمئن ہو کر ایک بار پھر جعفر حسین کو اٹھایا اور اسے ایک بار پھر پرائم منسٹر کے سامنے میز پر ڈال دیا۔ پرائم منسٹر کا چہرہ اب بھی بگڑا ہوا تھا اور وہ ایکسٹو کی جانب قدرے غصیلی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ایکسٹو نے جعفر حسین کو میز پر ڈالا اور پھر اس نے جعفر حسین کی گردن پر چٹکی سی بھری۔ دوسرے لمحے یہ دیکھ کر نہ صرف پرائم منسٹر بلکہ ہال میں موجود تمام افراد کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کہ جعفر حسین کی گردن اور چہرے پر سے ایک باریک سی جھلی اترتی جا رہی تھی اور جعفر حسین کے چہرے کے پیچھے سے ایک غیر ملکی کا چہرہ نمودار ہو رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں کے بعد ان کے سامنے ایک غیر ملکی پڑا ہوا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ"...... پرائم منسٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بلیک مامبا کا جاسوس"...... عمران نے کہا تو وہ سب بری طرح سے اچھل پڑے۔

"بلیک مامبا کا جاسوس"...... ان سب کے منہ سے ایک ساتھ

نکلا۔

"جی ہاں۔ میں نے اس میٹنگ میں داخل ہونے والے تمام افراد کو بغور دیکھا تھا۔ یہ جیسے ہی اندر آیا تھا میں نے اس کے چہرے پر موجود میک اپ چیک کر لیا تھا اور میں ایک بار پہلے بھی آپ کے پرسنل سیکرٹری کو دیکھ چکا ہوں۔ اس کی چال ڈھال اور اس کے قد کاٹھ میں مجھے خفیف سا فرق معلوم ہوا تھا اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ یہ جعفر حسین نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"آئی ایم سوری جناب ایکسٹو کہ میں نے آپ کو غلط سمجھا"...... پرائم منسٹر نے ندامت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ لیکن عمران نے پرائم منسٹر کا جواب نظر انداز کر دیا اور آگے بڑھ کر اس سیکرٹری جعفر حسین کی جیکٹ ایک جھٹکے سے پھاڑی اور پھر اسے بری طرح سے ادھیڑ دیا۔ جیکٹ کے اندر سے تین انچ چوڑی اور آدھ انچ موٹی لوہے کی ایک پلیٹ برآمد ہوئی۔ عمران چند سیکنڈ تو اسے دیکھتا رہا پھر اپنا منہ پلیٹ کے قریب کر لیا۔

"تمہارا یہ ساتھی تو میرے قابو آ گیا ہے ڈی پرنس۔ اس کے بعد تمہاری اور پھر تمہاری کرمنل تنظیم بلیک مامبا کی باری ہے۔ میں بہت جلد بلیک مامبا تنظیم کے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔ کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر دو۔ تمہارے اور تمہاری بلیک مامبا تنظیم کے دن اب گنے جا چکے ہیں۔ میں بہت جلد تمہیں اور بلیک مامبا تنظیم کو ختم کر دوں گا یہ تم سے میرا وعدہ ہے۔ ایکسٹو کا وعدہ"...... عمران نے

انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اپنی شرٹ کا کالر کھڑا کر کے اس کا رخ اس پلیٹ کی طرف کیا اور کالر دبا دیا۔ اس کے کالر میں سے نارنجی رنگ کی شعاع نکلی اور ہلکی سی سیٹی کی آواز ابھری اور اس پلیٹ پر پڑی۔ پلیٹ سے دھواں اٹھا اور دوسرے ہی لمحے وہ پگھلتی چلی گئی تو عمران مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی باقی سب بھی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان کے چہروں پر اب تک تحیر کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ سب کیا تھا جناب ایکسٹو"...... پرائم منسٹر نے ہکلاتے ہوئی آواز میں کہا۔

"بلیک مامبا تنظیم انتہائی باوسائل اور جدید ترین سائنسی آلات سے لیس ہے۔ انہوں نے پرائم منسٹر کے سیکرٹری کو قابو کیا اور میک اپ کر کے اس کی جگہ اپنا آدمی بھیج دیا۔ اس کی جیکٹ میں انہوں نے ایک ٹرانسمیٹر چھپا دیا تا کہ وہ ہماری یہاں ہونے والی میٹنگ کو سن سکے۔ مجھے اس کی جیکٹ میں پہلے سے ہی ون سائیڈ ٹرانسمیٹر ہونے کا علم ہو گیا تھا۔ یہ ایک ایسا ٹرانسمیٹر تھا جس سے یکطرفہ آواز سنی جا سکتی تھی۔ بلیک مامبا نے چونکہ سرداور کی ہلاکت اور ان کا فارمولا اڑانے کے لئے اپنا سپیشل سیکشن یہاں بھیجا ہے جس کا سربراہ ڈینجر پرنس ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ چال ڈینجر پرنس کی ہو گی تا کہ وہ اس ساری کارروائی کو خود سن سکے اور اسے اس بات کا علم ہو جائے کہ ہم سرداور کو چھپانے کے لئے کیا

انتظامات کرتے ہیں۔ میں نے جان بوجھ کر اسے ساری کارروائی سننے کا موقع دیا تھا۔ میں نے اس کے کانوں تک یہ پیغام بھی پہنچا دیا ہے کہ سرداور کی حفاظت کا انتظام میں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے۔ یہ درست ہے کہ ڈینجر پرنس نے سرداور کے جسم میں جو ٹریکر والو لگایا ہوا ہے اس سے اسے اس بات کا علم ہو سکتا ہے کہ سرداور کو کہاں چھپایا گیا ہے لیکن اسے اس بات کا کسی صورت میں علم نہیں ہو سکتا تھا کہ سرداور کی حفاظت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں اس لئے اس نے ہمارے آدمیوں میں اپنا آدمی شامل کر دیا جس کے لباس میں ٹرانسمیٹر چھپا ہوا تھا جس کے ذریعے وہ ساری معلومات حاصل کر کے اپنی پلاننگ کر سکتا تھا۔ اب اسے بھی اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ ایکسٹو کی آنکھیں بند نہیں ہیں اور سرداور کے جسم میں ٹریکر والو ہونے کے باوجود اس کی حفاظت کر سکتا ہے اور ایسا ہی ہو گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ ڈینجر پرنس اب کس طرح سرداور تک پہنچتا ہے۔ میں اس کے راستے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہو جاؤں گا جسے توڑنا اس کے بس کی بات نہ ہو گی۔ وہ لاکھ سر پٹکتا رہے لیکن جب تک میں زندہ ہوں وہ یا اس کا کوئی بھی کارندہ سرداور تک نہیں پہنچ سکے گا۔ سرداور اس وقت تک میری تحویل میں رہیں گے جب تک میں بلیک مامبا کا بھیجا ہوا سپیشل سیکشن ڈینجر پرنس سمیت ختم نہ کر دوں اور یہ کام بہت جلد ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔

تمام افراد کے چہروں پر اس کے لئے تحسین کے تاثرات پھیل گئے اور سر سلطان تو عمران کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ انہی کا بیٹا ہو۔

"مسٹر ایکسٹو آپ واقعی عظیم ہیں۔ ملک کو آپ پر فخر ہے اگر آپ کی آنکھیں کھلی نہ ہوں تو غلامی کا طوق اس ملک کا مقدر بن چکا ہوتا"...... پرائم منسٹر نے انتہائی مسرت اور تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو میرا فرض ہے جناب پرائم منسٹر اور ایکسٹو اپنے فرض کے لئے جان بھی دے سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اب آپ کا پلان کیا ہے جناب ایکسٹو"...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

"میں قبل از وقت اپنے پلان کو ظاہر نہیں کر سکتا جناب۔ مجھے اس کے لئے مجبور نہ کیا جائے"...... عمران نے خشک لہجے کہا۔

"اوکے جناب ایکسٹو۔ ہمیں آپ پر مکمل بھروسہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ جو بھی کریں گے ملک و قوم کی بہتری کے لئے کریں گے اور آپ کے ہوتے ہوئے واقعی پاکیشیا کی طرف کوئی بھی دشمن میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا"...... پرائم منسٹر نے مطمئن انداز میں کہا۔

"اب آپ سب کو مطمئن ہو جانا چاہئے۔ سر داور اور ان کے فارمولے کی حفاظت کی اب میری ذمہ داری ہے اور بلیک ماما یا اس کے سپیشل سیکشن سے کیسے نپٹنا ہے یہ میرا کام ہے"...... عمران

نے کہا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"...... سر سلطان نے میز پر پڑے ہوئے غیر ملکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے ساتھ جائے گا۔ اسے میری کار تک پہنچا دیا جائے۔ اس کا کیا کرنا ہے اس کا فیصلہ میں خود کروں گا"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تو کیا اب میٹنگ برخاست کر دی جائے"...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اب اس میٹنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ بلیک ماما کے سپیشل سیکشن کے سربراہ ڈینجر پرنس کو میں جو پیغام پہنچانا چاہتا تھا وہ اسے پہنچ چکا ہے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسا آپ مناسب سمجھیں"۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"سر داور اسی وقت میرے ساتھ جائیں گے اور میں انہیں ایسی جگہ پہنچاؤں گا جس کے بارے میں سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا ہوگا۔ امید ہے اس پر آپ میں سے کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہم بھلا آپ کے کسی فیصلے پر کیسے اعتراض کر سکتے ہیں۔ آپ کا اٹھایا ہوا ہر قدم ملک و قوم کے مفاد کے لئے ہوتا ہے جناب ایکسٹو۔ ہم آپ کے ہر فیصلے کو مقدم سمجھتے ہیں"...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے خفیف انداز میں سر ہلا دیا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا۔ اس کمرے کی ایک دیوار کے پاس ایک چھوٹی پورٹیبل مشین رکھی ہوئی تھی جو آن تھی اور اس مشین پر لگے ہوئے متعدد اور رنگ برنگے بلب جل بجھ رہے تھے۔ مشین کے سامنے ایک لمبے قد اور چوڑے سینے والا غیر ملکی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ غیر ملکی کے چہرے پر سنجیدگی اور کرختگی جیسے ثبت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ سرخ سی تھیں جیسے اس نے بے تحاشہ شراب پی رکھی ہو۔

غیر ملکی کے کانوں پر ہیڈ فون چڑھا ہوا تھا۔ وہ ہیڈ فون پر کچھ سن رہا تھا اور وہ جو کچھ سن رہا تھا وہ سب شاید اس کے لئے غیر متوقع تھا جس سے اس کا چہرہ غصے سے بگڑتا جا رہا تھا اور اس کی آنکھوں کی طرح اس کے چہرے کا رنگ بھی سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ چند لمحے وہ اسی طرح کچھ سنتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کانوں پر چڑھا ہوا ہیڈ فون اتار کر ایک جھٹکے سے

مشین پر پھینک دیا۔

"نانسنس۔ یہ ایکسٹو خود کو ضرورت سے زیادہ ذہین سمجھتا ہے۔ اسے یہ نہیں معلوم کہ اس بار اس کا سابقہ کسی عام مجرم سے نہیں بلکہ ڈینجر پرنس سے پڑا ہے اور ڈینجر پرنس اس کے حلق کی ہڈی بن گیا تو اس کا سانس لینا مشکل کر سکتا ہے"...... نوجوان نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اچانک کمرے میں سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دی تو نوجوان چونک پڑا۔ اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک جدید اور مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اس ٹرانسمیٹر سے آ رہی تھی۔ نوجوان نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کیا تو سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ نوجوان نے ایک اور بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے تیز شور کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ہیلو ہیلو۔ ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... تیسرا بٹن پریس کرتے ہی دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی مشینی روبوٹ بول رہا ہو۔

"یس۔ ڈی پی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... نوجوان نے کہا۔

"کوڈ۔ اوور"...... دوسری طرف سے مشینی آواز نے پوچھا۔

"سپیشل مشن۔ اوور"...... نوجوان نے کہا۔

"اپنا کوڈ نام بتاؤ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ڈینجر پرنس۔ اوور"...... نوجوان نے جواب دیا۔

"کوڈ درست ہے۔ بلیک مامبا سے بات کرو۔ اوور"...... مشینی

آواز نے کہا اور ایک لمحے کے لئے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔

"بلیک ماما بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری جانب سے انتہائی کرخت اور سخت آواز سنائی دی۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں۔ اوور"......ڈینجر پرنس نے کہا جو بلیک ماما کے سپیشل سیکشن کا انچارج تھا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... بلیک ماما نے اسی انداز میں پوچھا۔

"میں نے یہاں آ کر اپنا سیٹ اپ مکمل کر لیا ہے۔ تمام کام میری مرضی کے عین مطابق ہو رہے ہیں۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے پاکیشیائی حکومت کو چوبیس گھنٹوں کا الٹی میٹم دیا ہے۔ اوور"...... بلیک ماما نے پوچھا۔

"یس بلیک ماما۔ میں نے ہی یہ الٹی میٹم دیا ہے۔ اوور"۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔

"کیا تم نے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے جو تم نے الٹی میٹم دیا ہے۔ اوور"...... بلیک ماما نے پوچھا۔

"یس بلیک ماما۔ تمام انتظامات مکمل ہونے کے بعد ہی میں نے الٹی میٹم دیا تھا۔ میں نے سرداور کے جسم میں سپیشل ٹریکر انجیکٹ کر دیا ہے۔ اس ٹریکر کی مسلسل مانیٹرنگ کی جا رہی ہے۔ اعلیٰ حکام یا خفیہ ایجنسیاں سرداور کو جہاں بھی لے جائیں گے اس ٹریکر کی وجہ

سے سرداور ہماری نظروں سے چھپا نہیں رہ سکے گا اور میں مقررہ وقت پر اپنا کام مکمل کر لوں گا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ جہاں سرداور کو رکھا جائے اس کے ساتھ ہی اس کے ہاٹ واٹر فارمولے کو بھی رکھا جائے۔ اوور"۔ بلیک ماما نے پوچھا۔

"اب تک میرے پاس جو معلومات پہنچی ہیں ان کے مطابق سرداور اور اس کے فارمولے کو ایک ساتھ ہی رکھے جانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ میں نے اپنے ایک آدمی کو پرائم منسٹر ہاؤس پہنچا دیا تھا جس کے لباس میں سپیشل ٹرانسمیٹر لگا ہوا تھا۔ یہ ون سائیڈ ٹرانسمیٹر تھا۔ اس آدمی کی اطلاع کے مطابق پاکیشیائی پرائم منسٹر نے آج ایک اعلیٰ سطح کی میٹنگ طلب کی ہے۔ اس میٹنگ کا ایجنڈا سرداور اور اس کے فارمولے کی حفاظت کا لائحہ عمل طے کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس میٹنگ میں اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے گا کہ سرداور کی حفاظت کون کرے گا اور اسے کس خفیہ پناہ گاہ میں رکھا جائے گا۔ تھوڑی ہی دیر میں میٹنگ شروع ہو جائے گی اور پھر جو بھی تفصیلات طے ہوں گی میں ان کے مطابق ہی کام کروں گا اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ سرداور کو کس خفیہ مقام پر رکھا جاتا ہے اور اس کی حفاظت کے کیا انتظامات کئے جاتے ہیں۔ میں ان کے تمام انتظامات کو ختم کر دوں گا اور وقت مقررہ پر سرداور تک پہنچ جاؤں گا۔ کل صبح ٹھیک دس بجے سرداور میرے ہاتھوں

ہلاک بھی ہو گا اور اس کا فارمولا بھی مجھے مل جائے گا۔ اوور"۔
ڈینجر پرنس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاؤ گے۔
اوور"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"یس بلیک مامبا۔ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا ہے کہ ڈینجر پرنس
اپنے کسی بھی مشن میں ناکام ہوا ہو۔ ڈینجر پرنس کی ذہانت اور اس
کی طاقت کا آپ خود بھی کئی بار اعتراف کر چکے ہیں۔ اوور"۔
ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ تم ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی
شاطر اور خطرناک حد تک تیز انسان ہو لیکن اس بار تمہارا ٹکراؤ دنیا
کی خطرناک ترین سیکرٹ سروس سے متوقع ہے اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے بارے میں تم بخوبی جانتے ہو کہ اس سروس کا مقابلہ کرنا
اور ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"ڈینجر پرنس کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس تو کیا دنیا کی کوئی
بھی سروس اور کوئی بھی ایجنسی پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہے۔
ڈینجر پرنس اگر ایکریمیا اور یورپ کی بہترین اور انتہائی باوسائل
ایجنسیوں کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اس کے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس
کی بھلا کیا حیثیت ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں میں
نے بہت کچھ سنا ہے لیکن آج تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ڈینجر
پرنس سے سامنا نہیں ہوا ہے۔ اس بار جب میرا اور ان کا ٹکراؤ ہو

گا تو انہیں خود ہی ڈینجر پرنس کی صلاحیتوں کا پتہ چل جائے گا اور
میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس بار ڈینجر
پرنس کی ذہانت کے سامنے اپنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گی۔
اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے ساتھ ساتھ علی عمران کو بھی
ایسا کوئی موقع نہیں ملے گا کہ وہ ڈینجر پرنس کی راہ میں رکاوٹ ڈال
سکیں اور ڈینجر پرنس کا مشن ناکام کر سکے۔ اوور"...... ڈینجر پرنس
نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ بہرحال جو بھی کرنا سوچ سمجھ
کر اور پلاننگ سے کرنا۔ مجھے تم سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں
اور مجھے ہر صورت میں ہاٹ واٹر فارمولا چاہئے۔ اسے تم کیسے
حاصل کرتے ہو اور اس کے لئے تم کیا کرو گے یہ سب میں نے تم
پر چھوڑ رکھا ہے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں بلیک مامبا۔ میں بہت جلد فارمولا لا کر آپ
کے قدموں میں ڈال دوں گا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے بااعتماد
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا سپیشل ٹرانسمیٹر آن ہے۔ مجھے پل پل کی رپورٹ کرتے
رہنا۔ میری ساری توجہ اس وقت تم پر اور تمہارے مشن پر ہے۔
اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ میں آپ کو مسلسل رپورٹ کرتا رہوں گا۔
اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''اپنے تمام ساتھیوں کو تاکید کر دو کہ وہ بھی ہاتھ پیر بچا کر کام کریں اور اگر ان میں سے کوئی ایک بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران کے ہاتھ آ جائے تو وہ بلیک مامبا کی بقاء کے لئے اپنی جان قربان کر دے۔ بلیک مامبا کا ایک معمولی سا کلیو بھی انہیں نہیں ملنا چاہئے۔ اوور''..... بلیک مامبا نے کہا۔

''یس بلیک مامبا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میرے ساتھی بلیک مامبا کے وفادار ہیں اور یہ سب اپنی جانیں تو دے سکتے ہیں لیکن بلیک مامبا کے بارے میں ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لائیں گے۔ اوور''..... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم بتاؤ کہ تم نے سرداور کے جسم میں سپیشل ٹریکر کیسے انجکٹ کیا تھا۔ اوور''..... بلیک مامبا نے پوچھا۔

''میں چند روز سے سرداور کی سیٹلائٹ سے نگرانی کر رہا تھا۔ سیٹلائٹ نگرانی کے دوران مجھے پتہ چلا کہ سرداور کی طبیعت کچھ ناساز ہے۔ میرے پاس اس کے بارے میں معلومات تھیں کہ وہ جب بھی بیمار ہوتا ہے تو سپیشل ہسپتال میں جاتا ہے اور وہیں اس کی چیکنگ ہوتی ہے۔ میں نے فوری طور پر اپنے ایک آدمی کو اس ہسپتال میں بھجوا دیا اور میرے آدمی نے آسانی سے ایک سینئر ڈاکٹر کی جگہ لے لی۔ یہ ڈاکٹر ان ڈاکٹروں میں سے ایک تھا جو سرداور کی آل اوور چیکنگ کرتے تھے۔ موقع ملتے ہی ایک انجکشن کے ذریعے میرے آدمی نے سرداور کی رگوں میں سپیشل ٹریکر اتار دیا اور

اب وہ ٹریکر اس کے جسم میں ایکٹیو ہو چکا ہے۔ اوور''..... ڈینجر پرنس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ تمہارے مشن کی کامیابی کے بعد وہ وقت دور نہیں جب پوری دنیا پر بلیک مامبا کا ہولڈ ہو گا۔ تم پاکیشیا کو اپنے قدموں پر جھکاؤ۔ اس کے بعد میں پوری دنیا کو اپنے قدموں پر جھکانے کی تیاری کرنا شروع کر دوں گا۔ اوور''..... بلیک مامبا نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا بلیک مامبا۔ بس چوبیس گھنٹوں کی بات ہے پھر پاکیشیا میرے قدموں میں ہو گا۔ اوور''..... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''اوکے۔ اور کوئی بات پوچھنی ہے تو پوچھ لو۔ اوور''..... بلیک مامبا نے کہا۔

''نہیں۔ فی الحال مجھے کچھ نہیں پوچھنا۔ اوور''..... ڈینجر پرنس نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک مامبا نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''ہونہہ۔ اب میں بلیک مامبا کو کیسے بتاتا کہ ایکسٹو نے میرا ایک آدمی عین اس وقت پکڑ لیا ہے جب وہ پرائم منسٹر ہاؤس کی میٹنگ اٹنڈ کر رہا تھا اور میں یہاں بیٹھا سب کچھ سن رہا تھا''۔ ٹرانسمیٹر آف کرنے کے بعد ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوش پوش نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نوجوان کی شکل انگریزی فلموں کے ہیرو جیسی تھی اور اس نے بہترین تراش کا سوٹ پہن رکھا تھا۔

''پرنس''...... آنے والے نوجوان نے ڈینجر پرنس سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈینجر پرنس چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ فلپ تم''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''یس پرنس''...... نوجوان نے کہا جس کا نام فلپ تھا۔

''یہاں کیوں آئے ہو۔ تمہاری ڈیوٹی تو آپریشن روم میں تھی اور میں نے تم سے کہا تھا کہ سرچنگ مشین سے ایک منٹ کے لئے بھی نہیں اٹھو گے۔ تمہاری ذمہ داری سر داور پر نظر رکھنے کی تھی پھر کیوں آئے ہو یہاں''...... ڈینجر پرنس نے چونک کر کہا۔

''ایک اہم بات بتانی تھی آپ کو پرنس''...... فلپ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کون سی بات''...... ڈینجر پرنس نے چونک کر کہا۔

''مشین سے سپیشل ٹریکر کا رابطہ ختم ہو گیا ہے''...... فلپ نے کہا اور اس کی بات سن کر ڈینجر پرنس یوں اچھل پڑا جیسے اس کے پیروں میں زوردار دھماکے سے کوئی بم پھٹ پڑا ہو۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ سپیشل ٹریکر کا رابطہ کیسے ختم ہو سکتا ہے''...... ڈینجر پرنس نے چیختے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا پرنس۔ میں مشین پر سر داور کو مسلسل مانیٹر کر رہا تھا۔ سر داور کو نقاب پوش ایکسٹو اپنی سپیشل کار میں لے کر سوار ہوا تھا۔ جیسے ہی سر داور اس کی کار میں سوار ہوا اسی لمحے مشین سے ٹریکر کا لنک ختم ہو گیا۔ میں نے دوبارہ لنک کرنے کی ہر ممکن کوشش

کی تھی لیکن میں اب تک کامیاب نہیں ہو سکا ہوں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ایکسٹو کی کار میں خاص قسم کا جیمر لگا ہوا ہے۔ اسی جیمر کی وجہ سے سپیشل ٹریکر کا رابطہ ختم ہوا ہے''...... فلپ نے کہا تو ڈینجر پرنس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ ایکسٹو کی کار میں ایسا کون سا جیمر ہو سکتا ہے جس سے سپیشل ٹریکر آف ہو جائے۔ سپیشل ٹریکر تو بنایا ہی ایسا گیا ہے کہ یہ کسی بھی جیمر سے آف نہ ہو سکے اور نہ ہی اس کے سگنلز ڈراپ ہو سکیں''...... ڈینجر پرنس نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میں نہیں جانتا پرنس۔ میں نے ٹریکر سے لنک کرنے کی ہر ممکن کوشش کر لی ہے۔ لیکن......'' فلپ نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو یہ ہماری بہت بڑی ناکامی ہو گی فلپ۔ ٹریکر آن نہ ہوا تو ہم اس بات کا کبھی پتہ نہیں لگا سکیں گے کہ سر داور کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ میں نے تو پاکیشیائی حکومت کو سر داور کی ہلاکت کا الٹی میٹم بھی دے دیا ہے۔ میں نے انہیں کل صبح تک کا وقت دیا ہے کہ وہ سر داور کو مجھ سے بچانے کے لئے جہاں چھپانا چاہیں چھپا دیں اور اس کی حفاظت کا جو انتظام کرنا چاہیں کر لیں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ سر داور کو کہیں بھی چھپا لیں۔ سپیشل ٹریکر سے ہم زمین کے نیچے چھپے ہوئے خفیہ ٹھکانوں تک بھی آسانی سے پہنچ جائیں گے اور تم کہہ رہے ہو کہ سر داور ایکسٹو کی کار میں بیٹھا تو ٹریکر آف ہو گیا۔ پاکیشیا کے پاس ایسی کون سی ٹیکنالوجی ہے کہ

اس نے ہمارے سپیشل ٹریکر کو آف کر دیا ہے اور وہ بھی محض ایک
کار میں''...... ڈینجر پرنس نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر
غصے اور تشویش کے ملے جلے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔
''میں نے کمپیوٹرائزڈ مشین کو سرچنگ پر لگا دیا ہے پرنس۔ مشین
کچھ ہی دیر میں پتہ لگا لے گی کہ ٹریکر کو کس جیمر کے ذریعے بلاک
کیا گیا ہے۔ ایک بار اس جیمر کا پتہ چل جائے تو میں چند ہی لمحوں
میں اس جیمر کو آف اور ٹریکر کو دوبارہ آن کر لوں گا''...... فلپ نے
کہا۔
''ہونہہ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو میں کیا کروں گا۔ سرداور کو مجھے ہر
صورت میں کل دس بجے ہلاک کرنا ہے۔ اگر میں نے اپنا چیلنج پورا نہ
کیا تو پوری دنیا میں میری وجہ سے بلیک مامبا کا نام بدنام ہو جائے
گا اور بلیک مامبا بھی مجھے کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑے
گا۔ یہ بلیک مامبا کی پہلی ناکامی ہو گی جس کا ذمہ دار میں ہوں گا۔
نانسنس''...... ڈینجر پرنس نے اسی انداز میں کہا۔
''مم مم۔ میں کیا کر سکتا ہوں پرنس''...... فلپ نے اس کا غصہ
دیکھ کر ہکلاتے ہوئے کہا۔
''جو کر سکتے ہو کرو۔ سرداور کے جسم میں موجود ٹریکر کو دوبارہ
ایکٹیو کرو۔ مجھے ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور میرے پاس
مشن مکمل کرنے کے لئے صرف بیس گھنٹے باقی ہیں۔ صرف بیس
گھنٹے۔ سمجھے تم نانسنس''...... ڈینجر پرنس نے غصے سے چیختے ہوئے

کہا۔
''یس پرنس۔ سمجھ گیا''...... فلپ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔
''سمجھ گئے ہو تو جاؤ اور جا کر جلد سے جلد ٹریکر کو ایکٹیو کرو۔
ٹریکر آن ہوتے ہی اس بات کا پتہ لگاؤ کہ ایکسٹو، سرداور کو کہاں
لے گیا ہے۔ مجھے اس جگہ کے بارے میں مکمل اور حتمی رپورٹ
چاہئے''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔
''یس پرنس۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... فلپ نے اسی انداز
میں کہا۔
''کوشش نہیں نانسنس۔ یہ کام ہر حال میں ہونا چاہئے۔ اگر
اگلے ایک گھنٹے تک تم نے ٹریکر ایکٹیو نہ کیا اور مجھے لوکیشن نہ بتائی
کہ سرداور کو کہاں لے جایا گیا ہے تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے
شوٹ کر دوں گا''...... ڈینجر پرنس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
''یس۔ یس پرنس''...... فلپ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔
''جاؤ اور فوراً اپنا کام شروع کر دو۔ اگر سرچ مشین سے کام نہ
چلے تو اس کے ساتھ ماسٹر کمپیوٹر لنک کر لینا۔ ماسٹر کمپیوٹر کی مدد سے
تم ٹریکر سے لنکڈ ہو جاؤ گے اور تمہیں پتہ چل جائے گا کہ سرداور
کہاں پر موجود ہیں''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔
''اوہ۔ یس پرنس۔ میں واقعی ماسٹر کمپیوٹر کو مشین سے لنک کرنا
بھول گیا تھا۔ ماسٹر کمپیوٹر سے لنکڈ کرتے ہی ٹریکر فوراً ایکٹیو ہو
جائے گا اور پھر اسے دنیا کا کوئی جیمر بلاک نہیں کر سکے گا''۔ فلپ

نے کہا۔

"تو جاؤ۔ دیر مت کرو۔ اس سے پہلے کہ کچھ اور ہو جائے۔ ٹریکر آن کر دو تا کہ سرداور کی مسلسل نگرانی کی جا سکے اور اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھی جا سکے۔ ہو سکتا ہے ایکسٹو، سرداور کو اپنے ٹھکانے پر لے گیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو ہمیں ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر کا بھی علم ہو جائے گا اور ہمارے لئے ایکسٹو تک پہنچنا بھی آسان ہو جائے گا"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں ابھی جا کر ماسٹر کمپیوٹر کو سرچ مشین کے ساتھ لنک کر دیتا ہوں"...... فلپ نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔ آخر ایکسٹو کی کار میں ایسا کون سا جیمر لگا ہوا ہے جس نے ہمارا سپیشل ٹریکر بلاک کر دیا ہے۔ اگر وہ ٹریکر آن نہ ہوا تو کیا ہو گا۔ میں اپنا چیلنج کیسے پورا کروں گا اور اگر میں چیلنج پورا نہ کر سکا تو میں بلیک ماما کو کیا جواب دوں گا"...... فلپ کے جانے کے بعد ڈینجر پرنس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فکر مندی اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات نمودار ہو گئے تھے اور وہ گہرے خیالوں میں کھو گیا تھا۔

"تم جو مرضی کر لو ایکسٹو لیکن میں سرداور تک پہنچ کر ہی رہوں گا۔ تم مجھ سے کسی بھی صورت میں سرداور کو نہیں بچا سکو گے۔ ڈینجر پرنس آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا ہے اور نہ ہی

اس بار ہو گا۔ یہ مشن ڈینجر پرنس کا ہے اور ڈینجر پرنس اس بار بھی کامیاب ہو گا۔ ہر حال میں اور ہر صورت"...... ڈینجر پرنس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سر جھٹک کر مڑا اور دوبارہ اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا جس سے وہ اٹھا تھا۔

تقریباً وہ دو گھنٹوں تک اس مشین پر بیٹھا ٹرانسمیٹر پر مختلف افراد سے باتیں کرتا رہا۔ اس دوران اسے فلپ نے بھی آ کر بتا دیا تھا کہ سرداور کے جسم میں موجود سپیشل ٹریکر آن ہو گیا ہے۔ فلپ کی یہ بات سن کر ڈینجر پرنس کے چہرے پر سکون آ گیا تھا۔ مزید ایک گھنٹے بعد فلپ نے سرداور کے حوالے سے اسے ایک عجیب و غریب خبر سنائی جسے سن کر ڈینجر پرنس حیران رہ گیا۔ فلپ نے اسے بتایا کہ ایکسٹو نے سرداور کو عمران کے حوالے کر دیا تھا اور عمران سرداور کو لے کر ایک عمارت میں پہنچ گیا تھا۔ اس عمارت کے صحن میں ایک عجیب و غریب شیشے کا کیبن بنا ہوا تھا۔ کیبن میں ضرورت کا سارا سامان موجود تھا۔ وہاں بیڈ، صوفہ سیٹ، رائٹنگ ٹیبل اور اس جیسا سارا سامان موجود تھا۔

عمران نے سرداور کو شیشے کے بنے ہوئے اس عجیب و غریب کیبن میں پہنچا دیا تھا اور پھر اس نے کیبن کے گرد حفاظتی انتظامات کرنے شروع کر دیئے تھے۔ سرداور کو شیشے کے بنے ہوئے عجیب و غریب کیبن میں اور عمران وہاں ان کی حفاظت کے لئے جو انتظامات کر رہا تھا ڈینجر پرنس نے وہ سارے انتظامات اپنی نظروں

سے دیکھتے تھے۔ یہ سب کچھ اس نے ایک کمپیوٹرائزڈ مشین پر لگی ہوئی سکرین پر دیکھے تھے جس کا لنک ایک سیٹلائٹ سے تھا اور سیٹلائٹ اس سپیشل ٹریکر سے لنکڈ تھا جو سرداور کی رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ سب کچھ اپنی نظروں سے دیکھ کر ڈینجر پرنس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ ایک بڑے سے آفس نما کمرے میں آ گیا اور کمرے میں موجود میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔
ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو ڈینجر پرنس چونک پڑا۔ اس نے فوراً میز کی سائیڈ دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

سیٹی کی آواز اس ٹرانسمیٹر سے آ رہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنا بند ہو گئی۔ تیز شور سنائی دیا تو ڈینجر پرنس نے ایک اور بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ بلیک مامبا کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... دوسری طرف سے بلیک مامبا کی مخصوص آواز سنائی دی تو ڈینجر پرنس یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"یس۔ ڈینجر پرنس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے نہایت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ یہ چونکہ مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس کی کال نہ تو کہیں سنی جا سکتی تھی اور نہ کیچ کر کے ریکارڈ کی جا سکتی تھی اس لئے بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس کھل کر بات کر رہے

تھے۔

"کیا رپورٹ ہے ڈینجر پرنس"...... بلیک مامبا نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"میں کامیابی کی طرف بڑھ رہا ہوں بلیک مامبا۔ جلد ہی آپ خوشخبری سنیں گے"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ویل ڈن۔ تفصیل بتاؤ"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں تجسس تھا۔

"ایکسٹو نے ہمارے مقابلے پر عمران کو آگے کیا ہے بلیک مامبا۔ ایکسٹو نے سرداور کو عمران کے حوالے کر دیا ہے جو سرداور کو ایک خصوصی کار میں ایک بڑی سی عمارت میں لے گیا ہے اور سر داور کو مجھ سے بچانے کے لئے اس نے وہاں ایک بہترین اور انتہائی مضبوط جال پھیلایا ہے تاکہ میں کسی بھی طرح سرداور تک نہ پہنچ سکوں اور اسے ہلاک نہ کر سکوں۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا جال پھیلایا ہے اس نے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"آپ فکر نہ کریں بلیک مامبا۔ اس نے جو جال تیار کیا ہے میں نے الٹا اسے اسی کے جال میں ہی پھنسانے کا پروگرام بنا لیا ہے اور وہ اپنے ہی جال میں پھنس کر رہ جائے گا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا اس کے لہجے میں جوش کا عنصر مترشح تھا۔

"بات کو الجھانے کی بجائے واضح کہو۔ نانسنس۔ اوور"۔ بلیک ماما کی سرد آواز سنائی دی۔

"یس بلیک ماما۔ اس عمارت کے احاطے میں شیشے کا ایک کیبن بنایا گیا ہے جو سرداور کی اپنی ایجاد ہے۔ یہ کیبن بلٹ پروف اور بم پروف ہے۔ عمران کے کہنے پر سرداور اس کیبن میں داخل ہو گئے ہیں اور عمران نے اس کیبن کے گرد سیکرٹ سروس کے ممبران کو مسلح کر کے کھڑا کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ کیبن کے گرد باڑ لگا دی گئی ہے جس میں تیز برقی رو چھوڑ دی گئی ہے۔ سیکرٹ سروس کے مسلح افراد باڑ کے باہر موجود ہیں۔ عمارت کے اندر اور باہر سیکورٹی کیمرے نصب کر دیئے گئے ہیں جو ایک ایک حصے کو سیکور کرتے ہیں۔ ان سب کے علاوہ شیشے کا جو کیبن ہے اسے صرف اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے اور عمران نے سرداور کو سختی سے ہدایات دی ہیں کہ سوائے اس کے اور کوئی ان کے کیبن میں داخل نہیں ہو سکتا۔ عمران نے سرداور کے پاس جانے کے لئے چند کوڈ ورڈز مخصوص کئے ہیں۔ ان کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد ہی سرداور عمران کے لئے بلٹ پروف کیبن کا دروازہ کھولیں گے ورنہ نہیں۔ یہ بلٹ پروف کیبن ایسا ہے جسے ایٹم بم سے بھی نہیں اڑایا جا سکتا ہے۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"تم نے پھر کیا کیا ہے"...... بلیک ماما نے اس تجسس کو برداشت نہ کرتے ہوئے درشت لہجے میں کہا۔

"میں نے عمران کو اس کے جال میں پھنسانے کے لئے زبردست پلاننگ کی ہے۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"کیسی پلاننگ۔ اوور"...... بلیک ماما نے پوچھا تو ڈینجر پرنس اسے اپنی پلاننگ کے بارے میں بتانے لگا۔

"ویل ڈن ڈینجر پرنس۔ تم واقعی ذہین ہو۔ تمہاری ذہانت کے سامنے عمران جیسا انسان بھی پانی بھرتا نظر آئے گا۔ ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن۔ اوور"...... بلیک ماما نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو بلیک ماما۔ آپ کی تعریف میرے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے"...... ڈینجر پرنس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اپنے اس پلان پر عمل کرنے کے لئے تمہیں عمران کو فوراً اغوا کرانا پڑے گا۔ اس سلسلے میں کیا کیا ہے تم نے۔ اوور"...... بلیک ماما نے پوچھا۔

"عمران کو اغوا کرنے کے لئے میں نے احکامات دے دیئے ہیں۔ میرے آدمی جلد ہی عمران کو لے آئیں گے۔ اوور"۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔

"کیا آسانی سے عمران ان کے قابو میں آ جائے گا۔ اوور"۔ بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ میرے آدمی اس کی مسلسل نگرانی کر رہے ہیں وہ جیسے ہی انہیں اکیلا ملے گا وہ نیڈل گن کے ذریعے اس کے

جسم میں وائٹ پاؤڈر انجکٹ کر دیں گے جس سے وہ بے ہوش ہو جائے گا اور پھر میرے آدمی اسے فوراً یہاں لے آئیں گے۔ اس کے بعد میں وہی کروں گا جو میں نے آپ کو بتایا ہے۔ اسی طرح اس کا بنا ہوا جال اس کے خلاف کام آئے گا۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''گڈ۔ اسے جلد سے جلد اغوا کرنے کی کوشش کرو اور اگر وہ اغوا نہ ہو سکے تو اسے ہلاک کرنے کی کوشش کرو۔ وہ ہلاک ہو گیا تب بھی تم سرداور کو ہلاک کرنے کے لئے اپنی ترکیب پر عمل کر سکتے ہو۔ اوور''...... بلیک مامبا نے کہا۔

''یس بلیک مامبا۔ ایسا ہی ہو گا۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر وہ اغوا ہو کر تمہارے پاس پہنچ جائے تو اسے ماسٹر روم میں لے جانا اور وہاں پر ماسٹر مشین پر اس کا میک اپ چیک کرنا اور پھر سیکنڈ ورک کرنا۔ اوور''...... بلیک مامبا نے کہا۔

''یس بلیک مامبا۔ اس کے علاوہ کوئی اور حکم۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''ہاٹ واٹر فارمولے کا کیا بنا ہے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

''وہ بھی جلد ہی مل جائے گا بلیک مامبا۔ اس کے لئے بھی میرے آدمی مسلسل کام کر رہے ہیں۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے

کہا۔

''ایک بات یاد رکھو کہ جو چیز بار بار دھرائی جائے وہ دشمن کی نظروں میں بھی آ سکتی ہے اس لئے تم سوچ سمجھ کر قدم بڑھاؤ۔ میں تم سے پہلے بھی کہہ چکا ہوں اب پھر کہہ رہا ہوں۔ سرداور کی ہلاکت سے زیادہ میرے لئے ہاٹ واٹر فارمولا اہم ہے۔ مجھے ہر صورت میں فارمولا چاہئے۔ سمجھے تم۔ اوور''...... بلیک مامبا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''یس بلیک مامبا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں جلد ہی فارمولا حاصل کر لوں گا۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''بہرحال۔ تم اپنا خیال رکھنا۔ عمران دنیا کا انتہائی ذہین اور انتہائی شاطر انسان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہاری چال سمجھ جائے اور سب کچھ تم پر ہی الٹ دے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے کہا۔

''میں جانتا ہوں بلیک مامبا اور میں عمران کی ذہانت اور اس کی عیاری سے واقف ہوں۔ اس کی ذہانت اور اس کی عیاری کا جواب میں اسی کے انداز میں ہی دوں گا۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''اوکے۔ پھر بھی پوری طرح محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے کہا۔

''میں آپ کی ہدایات پر پھر ایک بار تمام پلاننگ پر نظر ثانی کر لیتا ہوں۔ آپ مجھے عمران کے متعلق حکم فرما دیں۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ماسٹر مشین میں اس کی تصویر لے کر اسے گولی مار کر ہلاک کر دینا۔ میں ایسے خطرناک انسان کو مزید زندہ نہیں رہنے دینا چاہتا۔ اوور"...... بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما۔ ایسا ہی ہو گا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک ماما نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی ڈینجر پرنس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر کرسی سے سر ٹکا کر ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس پرنس"...... دوسری طرف سے بولنے والے نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈی سکس سے بات کراؤ"...... ڈینجر پرنس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس پرنس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"ڈی سکس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز

سنائی دی۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس۔ حکم"...... ڈی سکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران کے فلیٹ کے لئے جو کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا اس کی تفصیل بتاؤ"...... ڈینجر پرنس نے اسی انداز میں کہا۔

"سر۔ اس کے لئے ترکیب نمبر تھری آپ کی ہدایات کے مطابق استعمال کی گئی ہے"...... ڈی سکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ مجھے تفصیل بتاؤ"...... ڈینجر پرنس نے کہا اس کے لہجے میں کاٹ تھی۔

"ہم نے جدید سائنسی آلات سے عمران کے فلیٹ کی نگرانی کی تھی پرنس۔ عمران کے فلیٹ میں جب کوئی موجود نہ تھا تو میں خود ماسٹر کی سے اس کے فلیٹ کا لاک کھول کر اندر چلا گیا تھا۔ اس کا ایک باورچی ہے جس کا نام سلیمان ہے۔ وہ بھی فلیٹ میں نہیں تھا اس لئے میں نے اندر جاتے ہی عمران کے فلیٹ کے مختلف حصوں میں مائیکرو بگز لگا دیے تھے۔ ان بگز کو میں نے سپیشل رسیور سے لنکڈ کر دیا تھا تاکہ فلیٹ کے کسی بھی حصے میں جب بھی کوئی بات ہو تو ہم رسیور پر وہ سب باتیں سن سکیں"...... ڈی سکس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم فلیٹ میں ہونے والی باتیں ریکارڈ کر رہے ہو"۔ ڈینجر

پرنس نے پوچھا۔

"یس پرنس۔ عمران اس دوران بہت کم وقت کے لئے فلیٹ میں آیا ہے اس لئے اس کی چند باتیں ہی ریکارڈ ہو سکی ہیں"۔ ڈی سکس نے کہا۔

"اب تک کیا ریکارڈ کیا ہے"...... ڈینجر پرنس نے پوچھا۔

"اس نے اپنے کسی ساتھی ٹائیگر کو کال کی تھی اور اسے ہدایات دی تھیں کہ وہ سرداور کی رہائش گاہ پہنچ جائے۔ باقی باتیں وہ وہیں کرے گا"...... ڈی سکس نے کہا۔

"اوکے۔ اور کیا تم نے عمران کی کار میں ٹریکر لگایا تھا"۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس"...... ڈی سکس نے کہا۔

"اب عمران کی کار کہاں ہے"...... ڈینجر پرنس نے پوچھا۔

"وہ ٹائن سکس کے علاقے میں موجود ہے پرنس"...... ڈی سکس نے کہا۔

"میں نے ڈی تھری اور ڈی ٹائن کو اس کے پیچھے بھیجا تھا کیا وہ اس تک پہنچ چکے ہیں"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس۔ دو گاڑیاں عمران کی کار کے قریب پہنچ چکی ہیں۔ ایک میں ڈی تھری عمران کی کار کا تعاقب کر رہا ہے جبکہ ڈی ٹائن وین میں اپنے آدمیوں کے ساتھ اگلی سڑک پر موجود ہے جس پر عمران آگے بڑھ رہا ہے۔ جلد ہی وہ عمران کی کار کو ہٹ کر کے

عمران کو پکڑنے کی کوشش کریں گے"...... ڈی سکس نے کہا۔

"اوکے۔ جیسے ہی وہ عمران کو قابو کریں مجھے فوراً مطلع کرنا۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس"...... ڈی سکس نے کہا اور ڈینجر پرنس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈینجر پرنس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈی سکس بول رہا ہوں"...... ڈی سکس کی آواز سنائی دی۔

"یس ڈی سکس۔ کیا رپورٹ ہے"...... ڈینجر پرنس نے چونک کر کہا۔

"ڈی ٹائن اور اس کے ساتھیوں نے عمران کو قابو کر کے بے ہوش کر دیا ہے پرنس۔ وہ اسے یہاں لا رہے ہیں"...... ڈی سکس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈینجر پرنس کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"ویل ڈن۔ ریئلی ویل ڈن۔ اسے کہتے ہیں خوشخبری۔ عمران جیسے انسان کا ہاتھ آ جانا ہمارے لئے کسی کارنامے سے کم نہیں ہے۔ ویل ڈن"...... ڈینجر پرنس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس پرنس"...... ڈی سکس نے کہا۔

"جب وہ یہاں آئیں تو ڈی نائن سے کہنا کہ وہ عمران کو ماسٹر کمپیوٹر روم میں پہنچا دے"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"اوکے پرنس۔ میں اسے آپ کا حکم پہنچا دوں گا"...... ڈی سکس نے کہا تو ڈینجر پرنس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر رابطہ ختم کیا اور پھر دوبارہ کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگا۔

"ڈی ون بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس۔ حکم"...... ڈینجر پرنس کی آواز سن کر ڈی ون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈی ون، عمران کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ تم فوراً ماسٹر کمپیوٹر کے روم نمبر تو میں پہنچ جاؤ۔ باقی حکم تمہیں پہلے ہی دیا جا چکا ہے"۔ ڈینجر پرنس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی وہاں پہنچ جاتا ہوں"...... ڈی ون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنا کام پورا کرنے کے بعد تم بھی اسی کمرے میں رہنا۔ میں جب تک تمہیں حکم نہ دوں تم وہاں سے باہر نہ نکلنا"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس۔ آپ فکر نہ کریں میں وہی کروں گا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے"...... ڈی ون نے کہا۔

"اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ تم اس کمرے میں محفوظ رہو گے کیونکہ وہ اندر سے ہی کھل سکتا ہے اور باہر سے اسے کوئی توڑ ہی نہیں سکتا"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"سر اگر کسی نے مجھ سے کوئی سوال کیا تو"...... ڈی ون نے پوچھا۔

"تم سنجیدہ لہجے میں مناسب جواب دینا۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ جب عمران سنجیدہ ہو تو اس سے اس کی مرضی کے خلاف کچھ معلوم کرنا ناممکن ہے۔ اس طرح تم سوالوں سے بھی نجات پا سکتے ہو اور اطمینان اپنا رول نبھا سکتے ہو"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"اوکے پرنس"...... ڈی ون نے کہا۔

"اس کے علاوہ کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ سکتے ہو"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس۔ آپ نے مجھے سپیشل میک اپ کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ مجھے اس قدر سپیشل میک اپ کیوں کرنا پڑے گا۔ جو کام مجھے کرنا ہے وہ میں عام سے میک اپ میں بھی کر سکتا ہوں"...... ڈی ون نے پوچھا۔

"سپیشل میک اپ اس قدر پرفیکٹ اور فول پروف ہے جسے دنیا کی کوئی مشین یا کیمرہ چیک نہ کر سکے گا اور پھر یہ اس لئے بھی کیا

جا رہا ہے کہ عمران نے کہیں ایسا انتظام نہ کر دیا ہو جس سے تمہارا
بھانڈا پھوٹ جائے“...... ڈینجر پرنس جواب دیتے ہوئے کہا۔
”میں آپ کا مطلب نہیں سمجھ سکا پرنس“...... ڈی ون نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”نانسنس۔ وہاں اینٹی میک اپ کیمرے لگے ہوئے ہو سکتے
ہیں اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسی ریز پھیلا دی گئی ہوں جو
تمہارے چہرے کے میک اپ کی پول کھل سکتی ہیں۔ اگر سپیشل میک
اپ کیا جائے تو اسے کسی بھی کیمرے یا ریز سے چیک نہیں کیا جا
سکتا ہے“...... ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔
”اوہ۔ یس پرنس۔ میں سمجھ گیا“...... ڈی ون نے کہا اور ڈینجر
پرنس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے
اطمینان اور مسرت کی جھلک نمایاں تھی جیسے اسے اپنے پھیلائے
ہوئے جال پر اعتماد ہو کہ اس میں عمران یقیناً پھنس جائے گا اور وہ
آسانی سے اپنا چیلنج پورا کر لے گا اور سر داور کو ہلاک کر کے اور ان
کا فارمولا حاصل کر کے بلیک مامبا کے سامنے سرخرو ہو جائے گا۔

عمران کے چہرے پر سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اس وقت
سر داور کی رہائش گاہ میں موجود تھا جسے داور ہاؤس کہا جاتا تھا۔ داور
ہاؤس کے لان میں اس وقت سیکرٹ سروس کے تمام ممبرز موجود
تھے۔ اس وقت وہ سب مسلح تھے اور داور ہاؤس کے اندر اور باہر
موجود تھے۔ عمران نے سر داور کی حفاظت کے لئے ان کی رہائش
گاہ کے اندر اور باہر سپیشل رینجرز کی فورس کا ایک دستہ بھی بلوا لیا تھا
جنہوں نے سر داور کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔
سر داور کی رہائش گاہ کے اندر اور باہر سیکورٹی کیمرے نصب
تھے اور یہ سب ایسے کیمرے تھے جن سے میک اپ شدہ چہرے
بھی نہیں چھپ سکتے تھے۔ داور ہاؤس میں ہی ایک مانیٹر روم بنا دیا
گیا تھا جہاں ان تمام کیمروں سے لی جانے والی تصاویر کو مسلسل
مانیٹر کیا جا رہا تھا اور اس طرف آنے والے ہر شخص کو باقاعدہ اور
کئی چیکنگ کے مراحل سے گزرنا پڑتا تھا۔

سرداور نے اپنی حفاظت کے لئے ایک ہارڈ روم بنایا ہوا تھا جو ایک تہہ خانے میں تھا لیکن اس ہارڈ روم کو موو کر کے باہر لان میں بھی لایا جا سکتا تھا۔ ہارڈ روم شیشے کا بنا ہوا ایک کیبن تھا جس میں سرداور نے ضرورت کی ہر چیز رکھی ہوئی تھی۔ ہارڈ روم مکمل طور پر ہارڈ گلاس کا بنا ہوا تھا جس پر نہ تو گولی اثر کر سکتی تھی اور نہ کوئی بم اور نہ ہی اسے کسی طرح سے توڑا جا سکتا تھا۔ ہارڈ روم کا ایک ہی ڈور تھا جو وائس کوڈ کنٹرولڈ تھا۔ جب تک دروازے کے پاس آ کر ایک مخصوص کوڈ نہ بولا جاتا اس وقت تک ہارڈ روم کا دروازہ نہیں کھلتا تھا۔

اس کوڈ کے بارے میں عمران بھی جانتا تھا۔ عمران نے سرداور کا ہارڈ روم باہر لان میں ایڈجسٹ کر دیا تھا اور سرداور کو اس میں رہنے کا کہا تھا۔ عمران کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے سرداور نے خود کو اس ہارڈ روم میں قید کر لیا تھا اور اب وہ اسی ہارڈ روم میں موجود تھے۔ عمران نے انہیں ہارڈ روم میں رکھنے کے بعد باقی انتظامات کئے تھے۔ اس نے ہارڈ روم کے گرد باڑ پھیلا دی تھی جس میں تیز برقی رو دوڑ رہی تھی۔ اس کے علاوہ باڑ کے باہر مسلح رینجر تعینات تھے جو ہارڈ روم کی طرف آنے والے پرندے کو بھی ایک لمحے میں گولیوں سے اُڑا دیتے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کی ڈیوٹیاں عمران نے مختلف مقامات پر لگائی تھیں۔ ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ لنک رکھنے کے لئے عمران نے انہیں بلیو توتھ

ڈیوائسز دے دی تھیں جو مسلسل آن رہتی تھیں اور وہ ایک دوسرے سے بلا رکاوٹ باتیں کر سکتے تھے۔

اس وقت بھی جولیا اور اس کے ساتھی سرداور کی رہائش گاہ کے ارد گرد پھیلے ہوئے تھے اور نہایت چوکنے انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ عمران کی ہدایات کے مطابق ان اطراف میں کسی کو آنے نہیں دیا جا رہا تھا۔ رات سکون سے گزر گئی تھی۔ جولیا اور اس کے ساتھی دن نکلنے کے باوجود نہ صرف جاگ رہے تھے بلکہ وہ فریش تھے۔ عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ ڈینجر پرنس نے سرداور کو ہلاک کرنے کا جو الٹی میٹم دیا تھا وہ صبح دس بجے کا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ چونکہ ڈینجر پرنس کے دیئے ہوئے الٹی میٹم کا وقت نزدیک آتا جا رہا تھا اس لئے وہ اور زیادہ الرٹ اور ایکٹیو ہو گئے تھے۔

اس وقت نو بج رہے تھے۔ جولیا سرداور کی رہائش گاہ کے عقبی حصے میں موجود تھی۔ عقبی حصے کی طرف بھی ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا جولیا اس راستے سے اندر بھی آ سکتی تھی اور باہر بھی جا سکتی تھی۔ وہ بار بار ارد گرد کا راؤنڈ لگا رہی تھی۔

''کیا تم سب الرٹ ہو''...... جولیا نے مسلسل آن رہنے والی ڈیوائس میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یس مس جولیا۔ ہم سب الرٹ ہیں''...... ان سب کی ایک ساتھ آواز سنائی دی۔

''صرف ایک گھنٹہ رہ گیا ہے۔ ڈینجر پرنس نے چیلنج کے مطابق

ٹھیک دس بجے سرداور پر قاتلانہ حملہ کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یس مس جولیا۔ ہم سب جانتے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے یہاں چڑیا کا ایک بچہ بھی پر نہیں مار سکے گا''...... تنویر کی آواز سنائی دی۔

''ڈینجر پرنس کے بارے میں چیف نے بتایا ہے کہ اگر وہ اپنے مقررہ وقت پر سرداور کو ہلاک کرنے میں ناکام ہو گیا تو وہ خود ہی اپنی ناکامی کا اعلان کر دے گا اور سرداور کو ہلاک کرنے کے مشن کو ترک کر دے گا۔ اس لئے ہمیں ہر حال میں سرداور کو دس بجے تک محفوظ رکھنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یس مس جولیا۔ انشاء اللہ سرداور کو کچھ نہیں ہو گا۔ ڈینجر پرنس تو کیا اگر بلیک ماما خود بھی یہاں آ جائے تو وہ ہمارے ہوتے ہوئے سرداور تک نہیں پہنچ سکے گا''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''ایسا ہی ہونا چاہئے۔ بلیک ماما کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا کوئی بھی سیکشن آج تک اپنے کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا ہے۔ سرداور کو اگر ہم نے بچا لیا تو یہ ڈینجر پرنس کی ہی نہیں بلکہ بلیک ماما تنظیم کی بھی پہلی شکست ہو گی اور ہم اسے اس شکست کا مزہ ضرور چکھائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''انشاء اللہ۔ ڈینجر پرنس اور بلیک ماما کے لئے یہ شکست یادگار ہو گی اور اگر واقعی بلیک ماما اپنے اصولوں پر کاربند رہتا ہے تو پھر وہ دوبارہ پاکیشیا کے خلاف کوئی مشن سرانجام نہیں دے گا اور نہ ہی

وہ آئندہ اپنے کسی سیکشن کو پاکیشیا کے خلاف کسی بھی کارروائی کے لئے بھیجے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''چیف نے خصوصی طور پر سرداور کی حفاظت کے لئے یہ ٹاسک اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اور چیف نے یہ ٹاسک ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ ہمیں ہر حال میں چیف کی عزت اور وقار کو برقرار رکھنا ہے۔ اگر ہم سرداور کو اس قدر فول پروف حفاظتی انتظامات کے باوجود بچانے میں ناکام ہو گئے تو چیف نے کہا ہے کہ وہ ہم سب کو قطار میں کھڑا کر کے اپنے ہاتھوں سے ہمیں گولیاں مار دیں گے اس لئے ہمیں ہر حال میں سرداور کی حفاظت کرنی ہے۔ یہ کام ہم صرف چیف سے اپنی جانیں بچانے کے لئے نہیں کریں گے۔ سرداور ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ اس سرمائے کی حفاظت ہم سب پر فرض ہے اور اس کے لئے ہم اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں''...... جولیا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مس جولیا۔ سرداور کو بچانے کے لئے ہم اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں لیکن سرداور کو کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہمیں ایک اور بات کا بھی خیال رکھنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیا''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے رینجرز کا فریش دستہ یہاں پہنچا ہے۔ پہلے والے دستے کو ہم نے چیک کر لیا تھا لیکن نئے آنے والے

وسے کی بھی ہمیں ایک بار چیکنگ کر لینی چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ڈینجر پرنس کسی رینجر کے میک اپ میں یہاں پہنچ گیا ہو اور وہ کوئی ایسی کارروائی کر گزرے جس کا ہمیں گمان بھی نہ ہو"...... جولیا نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ رینجرز کے کمانڈر میجر یاور سے میری بات ہو گئی ہے۔ وہ اپنے ساتھ آئے ہوئے ایک ایک فرد کو بخوبی جانتے ہیں اور وہ انہیں ہیڈ کوارٹر سے ڈائریکٹ یہاں لائے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر میں ان کی نظروں میں آئے بغیر ایک چڑیا کا بچہ بھی داخل نہیں ہو سکتا اس لئے امید کی جا سکتی ہے کہ ڈینجر پرنس کو کسی رینجر کی جگہ لینے کا موقع نہ ملا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پھر بھی ہمیں ان سب کو ایک ایک نظر دیکھ لینا چاہئے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر ہی سہی"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کہتی ہیں تو میں انہیں سپیشل گلاسز سے چیک کر لیتا ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی میک اپ میں ہوا تو سپیشل گلاسز کی وجہ سے اس کا میک اپ میری نظروں سے نہ چھپ سکے گا"...... صفدر نے کہا۔

"رینجرز کی تعداد زیادہ ہے۔ فور سٹارز باہر موجود رینجرز کو چیک کریں اور تم تینوں اندر میرے پاس آ جاؤ۔ ہم یہاں اندر موجود ایک ایک رینجر کو چیک کریں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔ تھوڑی ہی دیر

میں صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر، جولیا کے پاس پہنچ گئے۔ ان سب نے سپیشل گلاسز آنکھوں پر لگائے اور پھر وہ داور ہاؤس کے اندر آنے والے رینجرز کے پاس سے گزرتے ہوئے ان کے میک اپ چیک کرنا شروع ہو گئے۔

"یہ عمران صاحب کہاں رہ گئے ہیں۔ وہ صبح چھ بجے کے گئے ہوئے ہیں اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ ایک دو گھنٹوں بعد لوٹ آئیں گے اب انہیں گئے تین گھنٹے گزر چکے ہیں"...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں۔ وہ اپنی مرضی کا مالک ہے جو اس کے دل میں ہوتا ہے وہی کرتا ہے۔ وہ بھلا میری کہاں سنتا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چیف نے خواہ مخواہ اسے یہاں بھی ہمارا لیڈر بنا کر بھیج دیا ہے۔ جب ہمیں ہی سرداور کی حفاظت کرنی تھی تو بھلا چیف کو اسے ہمارا لیڈر بنانے کی کیا ضرورت تھی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ سارے انتظامات عمران صاحب نے ہی کئے ہیں۔ اگر ہمیں یہ سب کرنے کے لئے کہا جاتا تو ہم سے یقیناً کوئی نہ کوئی چوک ہو جاتی اور پھر سرداور بھی عمران صاحب کی مانتے ہیں۔ اگر ہم انہیں کچھ کہتے تو وہ ہماری باتیں ماننے سے انکار بھی کر سکتے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"کیوں۔ انکار کیوں کر سکتے تھے۔ آخر ان کی زندگی ہی تو خطرے میں ہے۔ اپنی جان بچانے کے لئے انہیں ہمارے ساتھ تعاون تو کرنا ہی پڑتا"...... تنویر نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ عمران صاحب ہر باریک سے باریک پہلو کا بھی جائزہ لیتے ہیں اور ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کے ذہن کا ہم کسی طور پر مقابلہ نہیں کر سکتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم عمران کے مقابلے میں کم تر ہیں"...... تنویر نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ کیپٹن شکیل کے کہنے کا مطلب ہے کہ عمران صاحب سائنسی دماغ کے مالک ہیں۔ سرداور کی حفاظت بھی سائنسی بنیادوں پر کی گئی ہے اور یہ سب کرنا ہمارے لئے ناممکن تھا اسی لئے چیف نے عمران صاحب کو یہ ساری ذمہ داری سونپی تھی"۔ صفدر نے تنویر کا بگڑتا ہوا لہجہ دیکھ کر کہا۔

"یہ سب ہم سرداور سے مل کر بھی کر سکتے تھے۔ آخر وہ عمران سے بڑے بلکہ سینئر ترین سائنس دان ہیں اور تجربہ کار بھی"۔ تنویر بھلا آسانی سے کہاں ماننے والوں میں سے تھا۔

"یہ کیا تم سب آپس کی بحث میں الجھ گئے ہو۔ جو ہوا ہے ٹھیک ہوا ہے۔ ہمیں چیف کے احکامات پر عمل کرنا ہے اور بس"...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ

ابھر آئی جبکہ اس کی بات سن کر تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"میرے خیال میں ہم نے سب کو ہی چیک کر لیا ہے اور ان میں سے کوئی بھی میک اپ میں نہیں ہے"...... کچھ دیر کے بعد صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ان کی طرف سے تو اطمینان ہو گیا ہے۔ اب فور سٹارز باہر کی اطلاع دیں تو یہ بوجھ سر سے اتر جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"باہر بھی سب کلیئر ہے مس جولیا۔ ہم نے ایک ایک رینجر کو چیک کر لیا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی میک اپ میں نہیں ہے"...... صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ویل ڈن۔ اور ہاں ایک نظر میجر یاور کو بھی دیکھ لیتے۔ وہ بھی تو ان کے ساتھ ہی آیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہم نے اسے بھی دیکھ لیا ہے۔ وہ بھی کلیئر ہے"...... چوہان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم سب اپنی اپنی پوزیشنوں پر پہنچ جاؤ"۔ جولیا نے کہا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ تیز تیز چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"ہم سب اپنی اپنی پوزیشن پر پہنچ گئے ہیں مس جولیا"...... چند

لمحوں کے بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... جولیا نے کہا۔

"دس بجنے میں اب صرف بیس منٹ باقی ہیں۔ نجانے عمران صاحب کہاں رہ گئے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آ جائے گا وہ بھی، تمہیں اس کی اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کیپٹن شکیل نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ جولیا کی نظریں سر داور پر جمی ہوئی تھیں جو شیشے کے کیبن میں انتہائی پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے ہاتھ پر ریسٹ واچ تھی اور وہ بار بار ریسٹ واچ دیکھ رہے تھے۔

"اب تو سر داور کو بھی فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا ہوا"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"وہ بے چینی سے ٹہل رہے ہیں اور بار بار ریسٹ واچ دیکھ رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی پریشانی میں اضافہ ہی ہونا ہے۔ ہر طرح کی حفاظت کے باوجود انہیں موت کا خوف تو بہرحال ہو گا ہی اور یہ نیچرل سی بات ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں اور وہ بار بار گیٹ کی طرف بھی دیکھ رہے ہیں جیسے وہ کسی کے منتظر ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب کے علاوہ انہیں اور کس کا انتظار ہو سکتا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے اور عمران کا نہ آنا مجھے بھی کوفت میں مبتلا کر رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو آپ انہیں کال کر لیں اور کچھ نہیں تو انہیں سر داور کی ٹینشن کا بتا دیں۔ اس طرح پتہ تو چل جائے گا کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ اس طرح عمران صاحب یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ انہیں فون کیوں کیا گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کرتی ہوں اس سے بات"...... جولیا نے کہا اور اس نے اپنی جیکٹ کی جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر نمبر پریس کرنے ہی لگی۔

"ایک منٹ مس جولیا۔ عمران صاحب کو کال نہ کریں"۔ اچانک چوہان کی آواز سنائی دی۔

"کیوں"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"وہ آ گئے ہیں"...... چوہان نے کہا تو جولیا کی نظریں بے اختیار گیٹ کی طرف اٹھ گئیں۔ اسی لمحے گیٹ پر مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی تو چوکیدار نے گیٹ کھول دیا تو گیٹ سے سفید رنگ کی ایک کار اندر آ گئی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ عمران کس کی کار میں آیا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید یہ جان بوجھ کر دوسری کار میں آئے ہیں تاکہ اگر کوئی ان کی کار کے تعاقب میں ہو تو یہ اسے ڈاج دے سکیں"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

"جو بھی ہے۔ کم از کم عمران صاحب کی آمد سے ہماری کوفت تو ختم ہوئی"...... صدیقی کی اطمینان بھری آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ اب سرداور کی بے چینی کو عمران صاحب خود ہی دور کر دیں گے"...... چوہان نے کہا۔ اسی لمحے عمران نے کار پورچ میں روکی اور پھر وہ کار سے اتر کر باہر آ گیا۔ جولیا تیر کی طرح اس کی طرف بڑھی لیکن عمران نے دور سے ہی اسے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔ اس کے ہاتھ کا اشارہ دیکھ کر جولیا وہیں رک گئی۔

عمران تیز تیز چلتا ہوا شیشے کے کیبن کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے ان راستوں کا علم تھا جہاں سے وہ کیبن تک پہنچ سکتا تھا۔ کیبن میں موجود سرداور نے بھی عمران کو دیکھ لیا تھا اس لئے اب ان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"عمران کو دیکھ کر اب سرداور نارمل ہو گئے ہیں"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ عمران صاحب ان کی نظر میں ان کے مسیحا ہیں اس لئے ان کا نارمل ہونا نیچرل سی بات ہے"...... صفدر نے ہنس کر کہا۔

جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی نظریں بدستور عمران پر جمی ہوئی تھیں جو نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا ہارڈ روم کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

"حیرت ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیوں کیا ہوا"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"عمران کو دیکھ کر نجانے مجھے کیوں عجیب سی بے چینی ہو رہی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"بے چینی۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتی۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں عمران کو تو دیکھ رہی ہوں لیکن یہ عمران نہیں کوئی اور ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کوئی اور۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا"...... کیپٹن شکیل کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ میں نہیں بول رہی۔ میرے اندر کا احساس بول رہا ہے"۔ جولیا نے جواب دیا۔

"کیا آپ نے آنکھوں پر سپیشل گلاسز لگائے ہوئے ہیں"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"کیا ان گلاسز میں بھی آپ کو عمران کا اصل چہرہ دکھائی دے رہا ہے"...... تنویر نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا

اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ عمران کی جگہ کوئی اور اس کے میک اپ میں آیا ہے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"جی ہاں۔ یہ عمران نے ہی کہا تھا کہ اگر یہاں پرائم منسٹر صاحب بھی آئیں تو ان کی چیکنگ لازمی ہونی چاہئے کیونکہ بلیک ماسبا ایک فعال اور انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔ اس سے کچھ بعید نہیں۔ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہونہہ۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ میں عمران کو دیکھ رہی ہوں۔ اس کے چہرے پر میک اپ نہیں ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"تو پھر انہیں دیکھ کر آپ کو بے چینی کیوں محسوس ہو رہی ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔ عمران اس وقت تک ہارڈ روم کے قریب پہنچ گیا تھا۔ سر داور اسے دیکھ کر ہارڈ روم کے دروازے کے پاس آ گئے۔ عمران نے سر داور کو کوئی اشارہ کیا تو سر داور نے اثبات میں سر ہلایا اور جولیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ عمران کے لئے دروازہ کھولنے کے لئے سر داور نے کوڈ بولا تھا۔ جیسے ہی سر داور نے کوڈ بولا اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

"حیرت ہے۔ عمران کو دروازہ اوپن کرنے کا کوڈ معلوم تھا پھر

اس نے سر داور سے کوڈ بولنے کا کیوں کہا ہے"...... جولیا نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ دروازہ کھولنے کے لئے سر داور نے کوڈ بولا ہے"...... صفدر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں ہارڈ روم سے کافی فاصلے پر ہوں لیکن عمران نے دروازے کے پاس جا کر سر داور سے کچھ کہا تھا جس کے جواب میں سر داور کے لب اس طرح ہلے تھے جیسے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کوڈ بولا ہو"...... جولیا نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ عمران صاحب کوڈ معلوم ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اسی لئے تو میں حیران ہو رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"کیا عمران صاحب ہارڈ روم میں داخل ہو گئے ہیں"۔ صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ سر داور کے ساتھ ہیں"...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے اس نے ہارڈ روم میں عمران کو سامنے آتے دیکھا۔ عمران نے ہارڈ روم میں موجود ایک مائیک ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ سر داور کسی سے بات کرنے کے لئے ہارڈ روم میں بھی مائیک استعمال کرتے تھے اس کے لئے گھر کے ہر حصے میں اسپیکر اور مائیک لگے ہوئے تھے تاکہ سر داور ہارڈ روم میں رہتے ہوئے کسی سے بھی بات کر سکیں۔

"میجر پاور"...... اچانک رہائش گاہ کے مختلف حصوں میں لگے

ہوئے اسپیکروں سے عمران کی گونجدار آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر عمران"...... چند لمحوں بعد رینجرز کمانڈر میجر یاور کی آواز سنائی دی۔

"میں حفاظتی دستے کا دوبارہ معائنہ کرانا چاہتا ہوں"...... عمران نے سپاٹ اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر حکم دیں"...... میجر یاور نے جواب دیا۔

"رینجرز کی پوزیشنیں بدل دی جائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... میجر یاور کی آواز سنائی دی اور پھر کچھ ہی دیر میں ہر طرف ہلچل شروع ہو گئی۔ باہر موجود رینجرز رہائش گاہ کے اندر موجود رینجرز جگہ بدل رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں رینجرز نے پوزیشنیں تبدیل کر لیں۔ فرنٹ باڑ والے دستے اب دوسری باڑ کے پیچھے چلے گئے تھے اور دوسری باڑ کے پیچھے موجود دستے اب ہارڈ روم کے گرد حفاظت کے لئے پھیل گئے تھے۔

"پوزیشنیں بدل دی گئی ہیں جناب"...... میجر یاور کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ ہمارے پاس ابھی پانچ منٹ باقی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ جو رینجرز ہارڈ روم کے سامنے ہیں یہ ہارڈ روم پر اپنی طاقت آزمائیں اور ہارڈ روم پر فائرنگ کریں تاکہ ہارڈ روم کی مضبوطی اور پائیداری کا پتہ چلایا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن جناب......" میجر یاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو کہا جا رہا ہے اس پر عمل کیا جائے"...... عمران کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ جیسا آپ کا حکم"...... میجر یاور نے جیسے بادل نخواستہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ہارڈ روم کے سامنے موجود رینجرز کو احکامات دینے لگا۔

"اس سے پہلے کہ رینجرز ہارڈ روم کو نشانہ بنائیں میں چاہتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کے جتنے بھی افراد ہیں وہ سب اس ہارڈ روم کے سامنے آ جائیں"...... عمران کی آواز سنائی دی تو جولیا چونک پڑی۔

"یہ عمران صاحب کیا کہہ رہے ہیں"...... صفدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"وہ سب کو کوٹھی کے اندر بلا رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا ہم آ جائیں"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں آ جاؤ"...... جولیا نے کہا۔ رینجرز نے میجر یاور کے حکم پر ہارڈ روم پر ایکشن لینے کی تیاری کر لی تھی۔ چند ہی لمحوں میں تمام ممبران ایک جگہ جمع ہو گئے۔

"ایکشن"...... جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر عمران نے چیختے ہوئے رینجرز کو حکم دیا تو دوسرے لمحے ماحول مشین گنوں کی تڑتڑاہٹوں کی تیز آوازوں سے گونجنے لگا۔ ہارڈ روم پر چاروں اطراف سے فائرنگ کی جا رہی تھی لیکن ان گولیوں سے ہارڈ روم پر

خراش تک نہ آئی اور شیشے کی کوئی کرچی تک علیحدہ نہ ہوئی اور نہ ہی دراڑ پڑی۔

"اب ہارڈ روم پر گرینیڈز پھینکے جائیں"...... عمران نے کہا تو رینجرز نے پیچھے ہٹتے ہوئے ہارڈ روم پر چار مختلف اطراف سے چند گرینیڈ پھینک دیئے۔ یکے بعد دیگر چار دھماکے ہوئے اور ہارڈ روم کے گرد دھواں سا پھیل گیا۔ چند ہی لمحوں میں دھواں تحلیل ہو گیا۔ دھواں تحلیل ہونے پر ہارڈ روم اپنی پہلی اور اصل پوزیشن میں دکھائی دینے لگا۔ ہارڈ روم پر ان بموں کا بھی کچھ اثر نہ ہوا تھا۔

"آپ سب نے دیکھ لیا۔ سرداور کا بنایا ہوا یہ ہارڈ روم کس قدر مضبوط اور فول پروف ہے۔ اس پر نہ تو کسی گولی کا اثر ہو سکتا ہے اور نہ کسی بم کا۔ اگر اس ہارڈ روم پر ایٹم بم بھی گرا دیا جائے تب بھی اس ہارڈ روم کی تباہی ناممکن ہے"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"یہ عمران صاحب آخری لمحات میں کیا کر رہے ہیں"...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"حماقت۔ احمق انسان سوائے حماقت کرنے کے اور کر بھی کیا سکتا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ اس کی حماقت نہیں ہے"...... جولیا نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

"حماقت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ عین آخری لمحات میں اسے یہ

سب دکھانے کی کیا ضرورت تھی"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"عمران صاحب کو شاید شک ہے کہ یہاں بلیک مامبا کا کوئی رکن یا پھر ڈینجر پرنس موجود ہے اور وہ سرداور کو ہلاک کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ سب اسے دکھانے کے لئے کیا ہے تاکہ اسے یقین دلایا جا سکے کہ وہ کچھ بھی کر لے لیکن سرداور کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا"...... صدیقی نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ عمران یہ سب بلیک مامبا یا ڈینجر پرنس کو باور کرانے کے لئے نہیں کر رہا"...... جولیا نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا مطلب۔ اگر عمران صاحب یہ سب مجرموں کو دکھانے کے لئے نہیں کر رہے تو پھر ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے عمران کی آواز پر غور نہیں کیا ہے شاید"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

"آواز۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ یکلخت اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہارڈ روم میں موجود عمران کی طرف دیکھنے لگا جس کے چہرے پر آسودہ اور فاتحانہ مسکراہٹ دکھائی دے رہی تھی۔

"کیا ہوا۔ تم اس طرح کیوں اچھلے ہو"...... تنویر نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ عمران نہیں ہے"...... صفدر نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا تو وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔

"کیا کہا۔ یہ عمران نہیں ہے۔ یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ عمران صاحب نہیں ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ عمران صاحب اور اس کی آواز میں کچھ فرق ہے۔ یہ عمران صاحب کی آواز میں بات ضرور کر رہا ہے لیکن اس کا لب ولہجہ عمران صاحب سے قطعی مختلف ہے"۔ صفدر نے اسی انداز میں کہا تو وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ اسی لمحے ہارڈ روم میں موجود عمران نے اچانک جیب سے ریوالور نکال لیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر وہ سب اچھل پڑے۔

"روکو۔ اسے روکو۔ یہ عمران نہیں ہے"...... جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے ہارڈ روم کی طرف دوڑی۔ ممبران بھی تیزی سے اس کے پیچھے لپکے۔ جولیا کی چیختی ہوئی آواز سن کر ہارڈ روم کے گرد موجود رینجرز بری طرح سے چونک پڑے۔

"رک جاؤ عمران۔ میں کہتی ہوں رک جاؤ"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور برق رفتاری سے دوڑتی ہوئی ہارڈ روم کے نزدیک پہنچ گئی۔ اس کی آواز سن کر عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

"بہت دیر کر دی مہرباں آتے آتے"...... عمران کی آواز سنائی دی۔ ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی نال سر داور کے سر سے لگا دی۔ عمران کی اس حرکت پر سر داور بھی چونک پڑے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو عمران بیٹے"...... سر داور کی ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کون عمران۔ میں عمران نہیں ہوں"...... عمران کے لب ہلے اور باہر آواز سنائی دی۔ اندر شاید مائیک آن تھا اس لئے سر داور اور عمران کی آوازیں باہر سنائی دے رہی تھیں۔ عمران کے یہ الفاظ کسی بم کے دھماکے سے کم نہ تھے۔ ہر طرف یکلخت ہڑبونگ سی مچ گئی۔ جولیا اور اس کے ساتھی ہارڈ روم کے گرد پھیل گئے۔

"دروازہ کھولو۔ میں کہتی ہوں جلدی دروازہ کھولو ورنہ......" جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا ڈیئر جولیا۔ یہ دروازہ صرف کوڈز سے کھلتا ہے۔ دروازہ کھولنے کا کوڈ سر داور جانتے ہیں اور اب یہ دروازہ نہیں کھلے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دروازہ کھولو ورنہ ہم......" صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور پھر کہتے کہتے رک گیا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ عمران اور سر داور جس ہارڈ روم میں ہے اس کی مضبوطی کا مظاہرہ ابھی چند لمحے قبل ان سب کے سامنے کرا دیا گیا تھا۔ ہارڈ روم کو کھولنا اور اسے تباہ کرنا

کسی بھی صورت میں ممکن نہ تھا۔

"بس صرف تیس سیکنڈ۔ تیس سیکنڈ گزرنے کے بعد بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس کا چیلنج پورا ہو جائے گا"...... عمران نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے سامنے کھڑے سرداور بری طرح سے لرز رہے تھے۔ ان کے چہرے پر موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی۔

"عم عم۔ عمران بیٹے۔ تت تت۔ تم تم......" سرداور کی ہکلاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بیس سیکنڈ"...... عمران نے کہا۔

"رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ تم سرداور کو ہلاک نہیں کر سکتے"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"پندرہ سیکنڈ"...... عمران نے جولیا کی بات پر کوئی توجہ نہ دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ تم جو کوئی بھی ہو ایک بار ہماری بات سن لو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"سوری۔ اب میرے پاس تم میں سے کسی کی بات سننے کا کوئی وقت نہیں ہے۔ دس سیکنڈ"...... عمران نے کہا۔

"اگر تم نے سرداور کو کوئی نقصان پہنچایا تو ہم تمہیں اس قدر بھیانک موت ماریں گے جس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے"۔ اسپیکروں سے میجر یاور کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"پانچ سیکنڈ"...... عمران کے میک اپ میں موجود شخص نے میجر

یاور کی بات پر کوئی توجہ نہ دیتے ہوئے کہا اور ہر طرف یکلخت گہرا سکوت سا چھا گیا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت وہاں موجود تمام افراد کے دل جیسے دھڑکنا بھول گئے۔ اس وقت یہ عالم تھا کہ وہ سب اپنی پلکیں تک جھپکانا بھی بھول چکے تھے اور پھر پانچ سیکنڈ کا یہ قلیل عرصہ بھی ختم ہو گیا۔

"گڈ بائے سرداور"...... عمران کے ہمشکل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا اچانک ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ان سب نے سرداور کی کھوپڑی ناریل کی طرح ٹوٹ کر بکھرتے دیکھی۔ عمران کے ہمشکل نے سرداور کے سر میں گولی مار دی تھی۔

"بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس کا پاکیشیا کو دیا ہوا چیلنج پورا ہوا"۔ عمران کے ہمشکل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ کہتا عمران کے ہمشکل نے اپنے سر پر ریوالور کی نال رکھی اور دوسرے لمحے ماحول ایک اور دھماکے سے گونج اٹھا۔ عمران کے ہمشکل نے اپنے سر میں گولی مار لی تھی۔ اس کے سر کے بھی پرخچے اڑ گئے تھے اور وہ کٹے ہوئے شہتیر کی مانند گرتا نظر آیا۔

عمران اس وقت دانش منزل میں موجود تھا۔ بلیک زیرو اپنی مخصوص نشست پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ عمران اپنی کرسی پر بیٹھا گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ عمران کو خیالوں میں گم دیکھ کر بلیک زیرو بھی خاموش تھا۔ اچانک عمران کو کوئی خیال آیا تو اس نے فوراً اپنا واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور دوسری طرف کال کرنے لگا۔ پھر جیسے ہی رابطہ ہوا اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کیا اور اپنا منہ واچ ٹرانسمیٹر کے قریب لے آیا۔

''عمران بول رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... عمران نے اس بار سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

''تمام انتظامات مکمل ہیں۔ ڈینجر پرنس کو انشاء اللہ ناکامی ہو

گی۔ سرداور بخیریت حفاظت کے ساتھ ہارڈ روم میں پہنچ چکے ہیں۔ اب آپ کا انتظار ہے۔ سرداور صرف آپ کے لئے اندر سے دروازہ کھولیں گے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ تم اس دوران مسلسل حالات پر منظر رکھو اور ہاں تم میرے ہارڈ روم میں پہنچ جانے کے بعد بھی وہاں موجود رہو گے''...... عمران نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد عمران نے کافی ختم کی جو بلیک زیرو نے اسے بنا کر دی تھی اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تو کیا اب آپ جا رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

''ہاں۔ دس بجنے والے ہیں۔ اب میں خود جا کر دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس قدر فول پروف سیکورٹی کے بعد ڈینجر پرنس کس طرح سرداور تک پہنچتا ہے اور انہیں کیسے ہلاک کرتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کا یہ کھیل الٹا پڑ گیا تو''...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ اس قدر فول پروف سیکورٹی کے باوجود اگر ڈینجر پرنس اس جگہ پہنچ گیا جہاں سرداور کو رکھا گیا ہے اور اس نے اپنا کہا سچ کر دکھایا تو کیا ہوگا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا ہونا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ سرداور اس دنیا سے سدھار جائیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ ایسا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ نے سرداور کو اس قدر رسک پر کیوں چھوڑ رکھا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر میں یہ رسک نہ لوں گا تو ڈینجر پرنس کسی بھی طور پر سامنے نہیں آئے گا۔ یہ سمجھو کہ میں نے شیر کے شکار کے لئے بکری کو چارے کے طور پر استعمال کیا ہے"...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا سرداور کے لئے بکری کے لفظ کا استعمال غیر مناسب نہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ایسی صورتحال میں اس سے بہتر کوئی الفاظ نہیں ہو سکتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"نجانے کیوں میرا دل بری طرح سے دھڑک رہا ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے"...... بلیک زیرو نے

کہا۔

"کچھ نہ کچھ نہیں بہت کچھ ہونے والا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بہت کچھ۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"یہ سب تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ مجھے بھی تو کچھ بتائیں"۔ بلیک زیرو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"کہا ہے نا میں جو کروں گا تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا عمران نے اسے ٹاٹا کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی ٹو سیٹر سپورٹس کار میں نہایت تیزی سے داور ہاؤس کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ اچانک اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو عمران چونک پڑا۔ اس نے فوراً کار سڑک کی سائیڈ پر روکی اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"عمران بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"تنویر بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری جانب سے تنویر کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے پیارے بھائی۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری کار کا تعاقب ہو رہا ہے۔ اوور"...... تنویر نے کہا۔

"بس اتنی سی بات ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ شاید چڑیا گھر کے

کسی ہاتھی کے ہاں چوہا پیدا ہوا ہے جس کی اطلاع دینے کے لئے
تم نے مجھے کال کیا ہے۔ اوور''...... عمران نے برا سا منہ بنا کر کہا۔
''کبھی کوئی اچھی بات بھی کر لیا کرو احمق انسان۔ اوور''۔ تنویر
نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔
''اچھی بات تو پھر یہی ہے کہ تم گائے کا بچہ لے کر پال لو۔
اوور''...... عمران نے کہا۔
''گائے۔ کیا مطلب۔ اس معاملے میں اچانک گائے کہاں سے
کود پڑی ہے۔ اوور''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''تمہیں شاید معلوم نہیں کہ ایک بہت بڑے فلاسفر نے خواب
میں آ کر میرے کان میں کہا تھا کہ کوئی کام نہ ہو تو گائے پال لو۔
اب تو سمجھ گئے ہو نا۔ اوور''...... عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے
کہا۔
''مجھے تمہاری ان باتوں کی بالکل سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ سیدھا
سیدھا بتاؤ کہ مجھے اب کیا کرنا ہے۔ اوور''...... تنویر نے کہا۔
''واہ۔ سبحان اللہ۔ کیا دماغ پایا ہے۔ میں تو پہلے ہی سمجھتا تھا
کہ وہ چوہا بغیر دماغ کے آدمی نہیں رکھتا۔ اب تم یہاں سے سیدھے
داور ہاؤس جاؤ اور وہاں کا جائزہ لیتے رہو اور مناسب وقت پر
مناسب اقدام بھی کرو۔ یہ یاد رہے کہ تمہاری کار نان سٹاپ ہونی
چاہئے۔ اوور''...... عمران نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران نے
عقبی شیشے میں نظر ڈالی تو اسے سیاہ رنگ کی کار واپس مڑتی دکھائی

دی۔ یہ تنویر کی کار تھی جو عمران کی بات سن کر داور ہاؤس کی طرف
روانہ ہو گیا تھا پھر عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ سفید رنگ کی
ٹویوٹا بھی واپس مڑ رہی تھی جو عمران کی کار کے تعاقب میں تھی۔
عمران نے اس کار کو پہلے ہی اپنے پیچھے آتے چیک کر لیا تھا۔ وہ
چونکہ سپورٹس کار میں تھا اس لئے وہ مطمئن تھا کہ وہ سفید کار والوں
کو تیز رفتاری سے آسانی سے ڈاج دے کر نکل جائے گا۔
اب وہی سفید کار بجائے اس کے پیچھے آنے کے تنویر کی کار
کے پیچھے لگ گئی تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور کار کو
آگے بڑھا لے گیا۔ ابھی وہ کچھ ہی دور گیا ہو گا کہ اس نے
اچانک سامنے سے سیاہ رنگ کی بند باڈی والی ایک وین کو تیزی
سے آتے دیکھا۔ وین سڑک پر بری طرح سے لہرا رہی تھی۔ یوں
لگ رہا تھا جیسے وین کا ڈرائیور نشے میں ہو یا پھر وین اس سے
آؤٹ آف کنٹرول ہو رہی ہو۔ وین سڑک پر لہراتے دیکھ کر سڑک
پر موجود دوسری گاڑیاں تیزی سے پیچھے ہٹتی جا رہی تھیں۔ عمران نے
بھی کار کی رفتار کم کی اور اپنی کار سائیڈ پر لے آیا لیکن یہ دیکھ کر وہ
چونک پڑا کہ سیاہ وین جیسے ہی قریب آئی اس کا رخ عمران کی کار
کی طرف ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا اس نے
وین کو اپنی کار کے عین سامنے آتے دیکھا۔ اب عمران کے پاس
کوئی چارہ نہ تھا۔ اس نے فوراً کار روکی اور پھر کار کا دروازہ کھول
کر تیزی سے کار سے باہر کود گیا۔ جیسے ہی وہ کار سے کودا اسی لمحے

سیاہ وین پوری قوت سے اس کی کار سے آ ٹکرائی۔ ماحول یکلخت زور دار دھماکے سے گونج اٹھا۔ عمران کی کار اچھل کر سائیڈ میں گر گئی تھی اور وین ایک جھٹکے سے رک گئی۔

عمران ابھی اٹھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے سیاہ وین کے دروازے کھلے اور وین میں سے چھ افراد نکل کر باہر آ گئے۔ ان افراد کے ہاتھوں میں چین، ڈنڈے اور فولادی راڈز تھے۔ وین سے نکلتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف بڑھے۔ عمران فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا چھ کے چھ افراد اس کے قریب پہنچ گئے اور انہوں نے یکلخت عمران کو گھیر لیا۔

"ارے ارے۔ کون ہو تم اور یہ سب کیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ان افراد نے عمران کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ان میں سے ایک آدمی جس کے ہاتھ میں لمبا سا فولادی راڈ تھا وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پوری قوت سے راڈ عمران کے سر پر مار دیا۔

عمران تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا اگر اسے ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہو جاتی تو اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ جاتے۔ اس کے سائیڈ پر ہوتے ہی راڈ عمران کی کار کی باڈی سے ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے عمران کے ہاتھ نے تیزی سے حرکت کی اور جوڈو کا ایک بھرپور وار راڈ والے کی ٹانگ پر پڑا اور وہ الٹ کر دوسری جانب جا گرا۔ اسی لمحے باقی پانچ افراد نے تیزی سے عمران کی جانب جمپ لگایا۔

عمران نے بھی ایک جمپ لگایا اور اپنی کار کی باڈی پر چڑھ گیا اور قریب آنے والے کے منہ پر بوٹ کی ٹھوکر ماری۔ وہ الٹ کر دوسری جانب جا گرا۔ اچانک راڈ والے نے عقب سے عمران پر جمپ لگائی اور عمران کو ساتھ لیتا ہوا کار سے نیچے جا گرا۔ عمران نے نیچے گرتے ہی اسے جھٹکا دیا اور وہ اچھل کر دور جا گرا۔ اسی وقت دوسرے آدمی نے چھلانگ لگائی عمران نے اسے آڑے ہاتھوں لیا اور مکا اس کے منہ پر مار دیا۔ وہ چیخ کر دوسری طرف الٹ گیا۔ لیکن نیچے گرتے گرتے بھی اس نے ٹانگ چلا دی۔

عمران کمر کے بل زمین پر گرا اور اسی وقت تین آدمیوں نے بیک وقت عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران نے تیزی سے پلٹا کھایا اور ان کی زد سے نکل گیا اور وہ تینوں اپنے ہی زور پر زمین بوس ہو گئے۔ ان کی زد سے نکل کر عمران کھڑا ہوا ہی تھا کہ اسی وقت اس راڈ والے نے اٹھتے ہی ایک بار پھر راڈ عمران کو مارنے کی کوشش کی۔ عمران نے راڈ سے بچنے کی کوشش کی لیکن راڈ اس کے کندھے پر پڑا اور عمران کی کراہ نکل گئی۔ عمران نے پھرتی سے پلٹا کھایا اور پلک جھپکتے ہی ایک زور دار مکا راڈ والے کے منہ پر پڑا۔ راڈ والے کی چیخ نکل گئی اور اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کا چہرہ خون سے سرخ ہوتا چلا گیا۔ لیکن وہ شاید بے حد سخت جان تھا۔ اس نے ناک ٹوٹنے اور خون بہنے کی پرواہ کئے بغیر عمران کے سر کا نشانہ لے کر ایک بار پھر پوری قوت اور پھرتی سے راڈ گھمایا۔

اس وقت عمران کار کے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ عمران نے پھرتی سے کار کا دروازہ جھٹکے سے کھولا وہ راڈ والا جو تیزی سے راڈ گھما کر آگے بڑھا تھا ایک جھٹکے سے اچھل کر دور جا گرا۔ عمران نے دروازہ زور سے کھینچ کر اسے بھرپور انداز میں دروازے کی ٹکر ماری تھی۔ راڈ اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور تقریباً اڑتا ہوا کار کی ونڈ سکرین سے جا ٹکرایا اور ونڈ سکرین کے پرخچے اڑ گئے اور خود راڈ والا آدمی بری طرح سے بلبلاتا ہوا دور زمین پر قلابازیاں کھانے لگا۔ وہ سینہ پکڑ کر کٹے ہوئے مرغ کی طرح تڑپنے لگا تھا۔ اس کے منہ سے خون جاری ہو چکا تھا۔ عمران اس جانب سے مطمئن ہو کر کار کے اندر سے ونڈ سکرین توڑنے والا راڈ اٹھا لایا اور دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں خون کی سرخی دکھائی دینے لگی۔ چہرے پر درشتی کے آثار دکھائی دینے لگے تھے اور جبڑے تن گئے تھے اسی وقت ایک آدمی نے عمران پر چھلانگ لگائی لیکن اگلے ہی لمحے وہ فضا ہی میں قلابازیاں کھا کر زمین بوس ہو گیا۔

عمران نے راڈ کا بھرپور وار اس کے سینے پر کیا تھا اور پھر دوسرے آدمی کے قریب پہنچ کر عمران نے اس پر اپنی لات کا بھرپور وار کیا اور پھر اس کے نیچے گرتے ہی راڈ زور سے اس کے منہ پر مارا۔ فضا میں ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے ہی لمحے حملہ کرنے والے کے چہرے کے پرخچے اڑ گئے۔ راڈ زور سے اس کے چہرے پر پڑا تھا اور اس کے چہرے کو کئی حصوں میں تقسیم

کرتا ہوا سڑک سے جا ٹکرایا۔ پھر جب راڈ عمران نے واپس اٹھایا تو راڈ خون آلود ہو چکا تھا۔ اسی لمحے اچانک ایک آدمی نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر عمران پر فائر کر دیا۔ عمران نے ایک جمپ لگایا اور دوسری جانب جا گرا۔ اس آدمی نے دوسرا فائر کیا۔ عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کیا اور اس کے فائر کی زد سے محفوظ رہا۔ اس آدمی نے تیسرا فائر کیا۔ عمران نے پھر جمپ لگایا۔ اس وقت اگر عمران خود کو کار کی باڈی پر نہ گرا لیتا تو اس گولی کا نشانہ ضرور بن جاتا۔ جو اس کے عقب میں موجود ایک حملہ آور نے اپنے ساتھی کے نشانے خطا ہوتے دیکھ کر ریوالور نکال کر عمران پر چلائی تھی۔ کار کے اگلے بونٹ پر گرتے ہی عمران کے ہاتھ سے راڈ نکلا اور سیدھا ریوالور چلانے والے کے ماتھے پر پڑا اور وہ چیخ مار کر دوسری جانب الٹ گیا۔ اس کا ماتھا بھی رنگین ہو چکا تھا۔

اسی لمحے عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ وہ لڑکھڑا گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے اچانک اس کے پہلو میں آگ سی لگ گئی ہو۔ اس نے چونک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ اس کے پہلو میں ایک چھوٹا سا خنجر گڑا ہوا تھا۔ یہ خنجر سائیڈ پر کھڑے ایک آدمی نے اس پر کھینچ مارا تھا۔ عمران کی توجہ چونکہ سامنے کے رخ پر موجود ریوالور بردار پر تھی اس لئے وہ اس خنجر بردار کو نہ دیکھ سکا تھا اور اس آدمی کا پھینکا ہوا خنجر اس کے پہلو میں گھس گیا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر خنجر ایک جھٹکے سے باہر

نکال لیا۔ خنجر کا پھل اتنا بڑا نہ تھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کرتا اچانک اسے اپنے دماغ میں اندھیرا ابھرتا ہوا محسوس ہوا۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے چونک کر خنجر کی طرف دیکھا اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ خنجر کے پھل کے دستے کے پاس سفید رنگ کا پاؤڈر سا لگا ہوا تھا۔ اس پاؤڈر کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ خنجر بردار نے خنجر پر خصوصی پاؤڈر لگا رکھا تھا۔ یہ اسی پاؤڈر کا اثر تھا جو ظاہر ہے بے ہوش دینے والی دوا ہی ہو سکتی تھی جو عمران کے جسم میں سرایت کر گئی تھی۔ عمران نے سر جھٹک کر آنکھوں کے سامنے آنے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن لا حاصل۔ اسے لمحے اس کے دماغ پر بھی اندھیرا چھا گیا اور وہ لہراتا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔

جیسے ہی عمران بے ہوش ہو کر گرا۔ وہ پانچوں جو عمران کے ہاتھوں بری طرح سے زخمی ہو چکے تھے۔ بھوکے وحشیوں کی طرح عمران کی طرف بڑھے اور انہوں نے عمران کو پکڑ لیا۔ ایک آدمی نے جیب سے باریک رسی کا بنڈل نکالا اور وہ تیزی سے عمران کو باندھنا شروع ہو گئے اور پھر چند منٹوں کے اندر عمران کو رسیوں سے باندھ دیا گیا۔

عمران کو قابو کرنے کے بعد انہوں نے عمران کو ویگن میں ڈالا اور تیزی سے واپس روانہ ہو گئے۔ عمران کی کار انہوں نے وہیں چھوڑ دی تھی۔ انہوں نے ویگن کے شیشوں پر پردے ڈال دیئے

تھے۔ اس لئے باہر کا منظر دکھائی نہیں دے رہا تھا انہیں شاید عمران کو صحیح سلامت گرفتار کر کے لانے کا حکم دیا گیا تھا ورنہ ان کا دل تو یہی چاہتا تھا کہ عمران کو زندہ ہی چبا ڈالیں۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ اسے رسیوں سے باندھ دیا گیا ہے اور اسے ویگن میں ڈال کر کہیں لے جایا جا رہا ہے۔ اس کے سر پر وہ پانچوں افراد بیٹھے ہوئے تھے اور اس بار ان کے ہاتھوں میں ریوالور اور مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں جن کے رخ عمران کی جانب تھے۔

”چپ چاپ پڑے رہو ورنہ تمہیں ہلاک کر دیئے جاؤ گے“۔ ایک آدمی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”کون ہو تم اور مجھے کہاں لے جا رہے ہو“...... عمران نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے دماغ میں جو نیا خیال سا آیا ہوا تھا۔ وہ سردار کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن ان لوگوں نے بیچ سڑک پر اچانک ہی اس پر حملہ کر دیا تھا اور انہوں نے اس پر حملہ کرنے کا خطرناک طریقہ آزمایا تھا۔ پہلے انہوں نے اس کی کار کو ویگن سے ٹکر ماری تھی اور پھر وہ اچانک ہی ویگن سے نکل کر اس پر جھپٹ پڑے تھے۔ ان سے لڑتے ہوئے ایک آدمی نے عمران پر خنجر کھینچ مارا تھا۔ اس خنجر کے پھل پر ایسا پاؤڈر لگا ہوا تھا جس کے نتیجے میں عمران بے ہوش ہو گیا تھا۔

وین مختلف راستوں سے گزرنے کے بعد ایک جگہ رک گئی۔ عمران کو وین سے گھسیٹ کر باہر نکالا گیا۔ لیکن پھر اسے اپنے قدموں پر چلنے کی اجازت دے دی گئی۔ وین کے سامنے موجود برآمدے کو کراس کر کے وہ سب ایک ہال نما کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں پہنچ کر اسے دوسرے آدمیوں کے حوالے کر دیا گیا۔ یہ آدمی دس کے قریب تھے اور تمام مشین گنوں سے مسلح بھی تھے۔

"ڈی تھرٹین۔ اسے باس کے پاس پہنچا دو"...... ایک آدمی نے باقی افراد کو حکم دیا اور خود اٹھ کر باہر نکل گیا۔ باقی افراد عمران کو لے کر آگے چل دیئے۔ آگے ایک لمبی راہداری تھی جو اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جوں ہی وہ اندھیرے میں داخل ہوئے ایک مشین گن آگے چلنے والے کی گردن سے آ لگی اور ایک سپاٹ آواز گونجی۔

"کوڈ"...... آواز میں ایسا سناٹا سا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سپیکر سے نشر کی جا رہی ہو۔

"سپیشل مشن"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"تمہارا نمبر"...... دوبارہ وہی جذبات سے عاری آواز سنائی دی۔

"ڈی تھرٹین"...... اس آدمی نے دوبارہ جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین گن ہٹا لی گئی اور وہ دوبارہ آگے بڑھنے لگے۔ آگے

ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں سے ایک راستہ نیچے تہہ خانے کی جانب جا رہا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر چند لمحوں کے بعد ایک ایسے ہال میں پہنچے جہاں ایک بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ ان کے قریب پہنچتے ہی سکرین روشن ہو گئی اس سکرین پر ایک غیر ملکی دکھائی دیا۔ غیر ملکی کو دیکھتے ہی ڈی تھرٹین اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت مستعد ہو گیا اور انہوں نے فوراً سلیوٹ مارا۔ غیر ملکی نے گردن ہلا کر اشارے سے ان کے سلام کا جواب دیا۔

"ڈی تھرٹین۔ اسے میک اپ روم میں لے جاؤ اور پھر وہاں سے بلیک روم میں لے آنا"...... سکرین پر موجود غیر ملکی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اس حکم کے ساتھ ہی اس کا چہرہ سکرین سے غائب ہو گیا اور سکرین پھر تاریک ہو گئی۔

عمران خاموشی سے یہ تمام کارروائی دیکھ رہا تھا اور پھر ان کے اشارے پر وہ آگے بڑھنے لگا۔ آگے جا کر وہ ایک راہداری میں گھس گئے اور اس راہداری کا اختتام ایک ایسے کمرے میں ہوا جس میں ہر جانب سرچ لائٹس نصب تھیں اور یہاں پر بھی ایک سکرین دکھائی دے رہی تھی۔ سرچ لائٹس اور دیگر سامان دیکھ کر اس کمرے پر کسی سٹوڈیو کا گمان ہوتا تھا۔ انہوں نے رسیوں سے جکڑے ہوئے عمران کو ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ یہ کرسی اس سکرین کے قریب تھی جو بالکل تاریک تھی۔

عمران کو کرسی پر بٹھانے کے بعد اس ڈی تھرٹین نے سرچ لائٹس اور دوسری رنگین لائٹس آن کر دیں اور ان کا رخ عمران کے چہرے کی جانب کر کے سکرین کے قریب لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی سکرین پر روشنی کی لہریں حرکت کرنے لگیں۔ عمران حیرت سے ان لہروں کو دیکھتا رہ گیا اور اس انتظار میں رہا کہ ابھی اس پر کسی کی صورت دکھائی دے گی لیکن اس کا خیال خام خیالی ہی ثابت ہوا۔ تقریباً دس منٹ تک وہ لہریں کوندتی رہیں اور پھر سکرین دوبارہ تاریک ہو گئی۔ اس کے تاریک ہوتے ہی سرچ لائٹس اور دوسری رنگین لائٹس بھی خود بخود آف ہو گئیں۔

روشنیوں کے آف ہونے کے بعد ڈی تھرٹین نے عمران کو کھڑا ہونے کا حکم دیا اور پھر یہ قافلہ واپس اسی راہداری سے گزر کر ایک وسیع و عریض ہال میں پہنچا۔ جس کے درمیان میں ایک چبوترا سا بنا ہوا تھا۔ اس ہال میں بھی ایک بڑی سی سکرین دکھائی دے رہی تھی۔ انہوں نے عمران کو لے جا کر چبوترے پر کھڑا کر دیا اور خود مشین گنیں لئے چبوترے سے چند گز دور ایک دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر انہیں چند منٹ تک انتظار کرنا پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسکرین روشن ہوئی اور اس پر وہی غیر ملکی دکھائی دیا جو پہلے بھی انہیں حکم دے چکا تھا۔

سکرین پر غیر ملکی کو دیکھتے ہی ڈی تھرٹین اور اس کے ساتھیوں نے فوراً ہی اسے سلیوٹ کیا۔ غیر ملکی ان کے سلیوٹ کا جواب دیئے

کی بجائے عمران سے مخاطب ہوا۔

"ہیلو عمران"...... غیر ملکی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وعلیکم ہیلو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کس بے بسی سے تم اس وقت چوہے دان میں پھنسے ہوئے ہو"...... غیر ملکی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا جس میں طنز بھی شامل تھا اور خوشی کا عنصر بھی۔

"اتنی ہی بے بسی کے ساتھ تمہاری موت بھی آئے گی"۔ عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

"یہ خوش خیالی اب ذہن سے نکال ہی دو۔ موت تم سے صرف چند قدموں کے فاصلے پر ہے"...... غیر ملکی نے کہا۔

"کیا تم ڈینجر پرنس ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ میں ہوں ڈینجر پرنس"...... غیر ملکی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکل و صورت سے تو نرے گاؤدی بلکہ لنگے لگتے ہو۔ کس نے بنا دیا ہے تمہیں پرنس"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ تمہیں ڈینجر پرنس کے سامنے اس لہجے میں بات کرنے کی ہمت کیسے ہوئی"...... ڈی تھرٹین نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین گن کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھا دیا جیسے وہ ابھی عمران پر فائرنگ کرنا شروع کر دے گا۔

"ڈی تھرٹین"...... ڈینجر پرنس نے غرا کر کہا۔

"یس پرنس"...... ڈی تھرٹین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم دیکھ رہے ہو کہ میں عمران سے بات کر رہا ہوں پھر تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم ہمارے درمیان بولو"...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا تو ڈی تھرٹین کا رنگ بدل گیا۔

"یہ آپ سے توہین آمیز لہجے میں بات کر رہا تھا پرنس"۔ ڈی تھرٹین نے کہا۔

"جس کے سر پر موت سوار ہو وہ ایسی باتیں نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا۔ نانسنس"...... ڈینجر پرنس نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس پرنس"...... ڈی تھرٹین نے کہا۔

"اب اگر کوئی بولا تو میں اسے خود شوٹ کر دوں گا"...... ڈینجر پرنس نے خشک لہجے میں کہا تو ان سب نے ایک ساتھ اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ہاں تو عمران۔ میں کیا کہہ رہا تھا"...... ڈینجر پرنس نے ایک بار پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کہہ رہے تھے کہ تم مرنے والے ہو۔ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری لاش پر جوتے کون مارے گا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ڈینجر پرنس غصہ کرنے کی بجائے بے اختیار ہنس پڑا۔

"موت کو سامنے دیکھ کر ہر انسان کا دماغ خراب ہو جاتا ہے

اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں"...... ڈینجر پرنس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اس میں تمہارا بھی کوئی قصور نہیں ڈینجر پرنس۔ تمہاری موت تمہیں اس سٹیج پر لے آئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"موت تمہارا مقدر ہے عمران۔ بتاؤ تمہیں کیسے ہلاک کیا جائے۔ تم اپنی پسند کی موت مرنا چاہو گے یا میری دی ہوئی بھیانک اور اذیت ناک موت"...... ڈینجر پرنس نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ عمران پر احسان کرنا چاہتا ہو۔

"اس بات کا فیصلہ تم کرو۔ تم کیسی موت مرنا چاہو گے کیونکہ اگر تم میرے ہاتھ لگ گئے تو میں تمہیں ایسی موت ماروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی"۔ عمران نے کہا۔ اس کے حلق سے بھی بھیڑیے کی درندگی سے بھرپور آواز نکلی تھی۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے تم اپنی زندگی سے زیادہ ہی تنگ آ چکے ہو اسی لئے تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تمہیں چند سانسیں دے دوں اور تم سے چند باتیں کر لوں لیکن اگر تم جلد مرنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی"...... ڈینجر پرنس نے غرا کر کہا۔

"مجھے موت کا کوئی خوف نہیں۔ اگر تم مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو تو اس پردے سے نکل کر باہر آؤ اور میرا مقابلہ کرو۔ پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ تم ڈینجر پرنس ہو تو میں ڈینجرس پرنس کلر ہوں"...... عمران

نے کہا۔

"کیا مطلب"...... ڈینجر پرنس نے چونک کر کہا۔

"تمہیں اپنی ذہانت اور طاقت پر بے حد زعم ہے۔ میں بھی تمہاری طاقت دیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر تم واقعی طاقتور ہو تو آؤ اور میرا مقابلہ کرو۔ اگر میں تمہارے مقابلے میں ایک لمحے کے لئے بھی لڑکھڑا گیا تو میں خود کو اپنے ہاتھوں سے گولی مار لوں گا"...... عمران نے کہا۔

"میں تمہاری یہ تمنا ضرور پوری کر دیتا عمران لیکن افسوس بلیک ماما نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی اور میں بلیک ماما کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور نہ ہی کروں گا"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ہونہہ۔ صاف کہو کہ تم میں اتنی ہمت ہی نہیں ہے کہ تم میرا مقابلہ کر سکو"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ڈینجر پرنس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"موت تمہارا مقدر ہے اس لئے میں تمہاری ہر بات برداشت کر سکتا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"مکار، بزدل اور احمق انسان اس کے سوا اور جواب بھی کیا دے سکتا ہے"...... عمران نے ڈینجر پرنس کو تاؤ دلانے والے انداز میں کہا۔

"بس کرو عمران۔ میں مکار، بزدل اور احمق نہیں ہوں سمجھے تم"۔

ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر نہیں ہو تو آؤ اور کرو مجھ سے دو دو ہاتھ۔ خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنے پانی میں ہو"...... عمران نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ میں بلیک ماما کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اس لئے چاہ کر بھی میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتا"۔ ڈینجر پرنس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسے کہتے ہیں بزدلی کی انتہا"...... عمران نے کہا تو ڈینجر پرنس غرا کر رہ گیا۔

"فائر"...... اچانک ڈینجر پرنس نے عمران کے گرد کھڑے مشین گن برداروں سے مخاطب ہو کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے ہال مشین گنوں کی مخصوص تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے ہال گونج اٹھا اور پھر گولیوں کی بارش رکی تو ان سب کی نظریں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ کیونکہ عمران اس چبوترے سے باہر مسلح افراد کے عقب میں پہنچ چکا تھا۔ پھر ان کے سنبھلنے سے پہلے ہی عمران نے ایک مشین گن بردار کی مشین گن پر ہاتھ ڈال دیا اور پھر اس کے ہاتھ میں آئی ہوئی مشین گن نے شعلے اگلے اور سامنے موجود دو افراد زور دار چیخوں کے ساتھ لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرتے چلے گئے۔ اس وقت عمران نے مشین گنوں کے ٹریگر دبتے ہی ایک لانگ جمپ لگایا تھا اور پھر وہ چبوترے سے تقریباً اڑتا ہوا مسلح افراد کے اوپر سے ہوتا ہوا ان کے عقب میں جا گرا تھا۔

اس کے ہاتھ تو اسی وقت کھل گئے تھے جب وہ اسے میک اپ روم میں لے آئے تھے رسیاں کاٹنے کا کام عمران کے ناخنوں پر لگے ہوئے مخصوص بلیڈوں نے کیا تھا البتہ اس نے رسیاں ہاتھوں

کے اوپر لپیٹ رکھی تھیں۔ جو جھٹکے سے علیحدہ کی جا سکتی تھیں۔

مشین گن سے فائرنگ کرنے کے بعد عمران نے فوری طور پر خود کو زمین پر گرا دیا۔ جیسے ہی وہ نیچے گرا اسی لمحے باقی افراد کی مشین گنوں سے نکلنے والی بے شمار گولیاں اس کے سر کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ اسی وقت عمران کو دوبارہ پلٹا کھانا پڑا کیونکہ عمران نے جس مشین گن بردار سے مشین گن چھینی تھی اس نے اس کے اوپر جمپ لگایا تھا۔ عمران نے پلٹا کھاتے ہی وہ اپنے زور میں زمین پر گر گیا اور عمران نے تیزی کے ساتھ مشین گن کا دستہ اس کے سر پر مارا اور وہ ایک کربناک چیخ کے ساتھ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

اس آدمی کی کھوپڑی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اس وقت دوسری جانب سے گولیوں کا دوسرا راؤنڈ چلایا گیا لیکن عمران ان کی زد سے محفوظ رہا پھر اس کی مشین گن نے قہقہے لگائے اور فضا متعدد چیخوں سے گونج اٹھی۔ فائرنگ کرنے کے بعد عمران نے ایک لانگ جمپ لگایا اور سکرین کے قریب جا گرا۔ جہاں سے ڈینجر پرنس یہ تمام کارروائی حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اسے ٹیلی فون نما ایک آلہ اٹھاتے دیکھا۔ ادھر عمران جونہی سکرین کے قریب گرا تھا اس کی سابقہ جگہ پر ایک دھماکے کے ساتھ دھواں پھیل گیا۔ ایک آدمی نے ہینڈ گرنیڈ پھینکا تھا پھر عمران نے اسے دوسرا ہینڈ گرنیڈ پھینکنے کی مہلت ہی نہیں دی اور ٹریگر دبا دیا گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں ایک دھماکہ بھی ہوا اور اس مسلح آدمی کے پرخچے اڑ گئے۔ دستی

بم کی پن کھینچتے ہوئے ہی عمران کی مشین گن کی گولیوں نے اسے
ہٹ کر دیا اور نتیجتاً اس کے ہاتھوں ہی میں دستی بم پھٹا اور اس
کے جسم کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔

اسی وقت اچانک سکرین کے اوپر لوہے کی دیوار آ گری اور
سامنے والی دیوار پھٹی اور اس میں مشین گن سے مشابہ ایک عجیب و
غریب گن دکھائی دی اس گن نے ایک شعلہ اگلا لیکن عمران نے
فوراً جمپ لگایا اور ایک آدمی کی لاش کے قریب جا گرا اور اس نے
تیزی سے اس لاش کو اپنی سابقہ جگہ پر پھینک دیا۔ لاش اس شعلے کی
زد میں آئی اور آناً فاناً جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ عمران نے دوسرا
جمپ لگایا لیکن اس بار اس کا جمپ کام نہ آ سکا۔ مسلح افراد کی مسلسل
فائرنگ سے ایک گولی اس کے بازو پر آ کر لگی تھی۔ عمران نے بازو
پر دھیان دیئے بغیر مزید جمپ لگایا اور ساتھ ہی اس کی مشین گن
نے بھی شعلے اگلے تھے اور کئی افراد کربناک انداز میں چیختے ہوئے
اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔

ایک آدمی نے زمین پر گرتے ہی مشین گن کا رخ عمران کی
جانب کیا اور اس پر مسلسل فائرنگ کرنے لگا لیکن عمران سنگ آرٹ
کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے ہوا میں قلابازیاں کھاتا چلا گیا اور
پھر عمران نے ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے اپنا جسم سکیڑا اور پھر
اس کا جسم کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح حرکت میں آیا اور زمین
پر لیٹے ہوئے مشین گن بردار کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ اس آدمی

کے اوپر سے گزرتے ہوئے اس نے مشین گن کی نال پیچھے کی اور
ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے زمین پر لیٹا ہوا آدمی جو اسے خود پر
سے گزرتے دیکھ کر تیزی سے سیدھا ہوا ہی تھا کہ مشین گن کے
برسٹ سے اس کا جسم ادھڑتا چلا گیا۔

اسی لمحے سامنے دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے مزید دس مشین گن
بردار فائرنگ کرتے ہوئے اندر آ گئے۔ عمران نے پھر جمپ لگایا
اور آنے والے افراد پر فائرنگ کرتے ہوئے دروازے کی قریب
لاشوں کے درمیان چھلانگ لگا دی۔ قریب گرتے ہی عمران نے
ایک لاش کے ہاتھ میں موجود ہینڈ گرنیڈ چھینا جو اس نے عمران پر
پھینکنے کے لئے نکالا تھا اور پھر گولیوں کا شکار ہو کر وہیں ہلاک ہو کر
گر گیا تھا۔ عمران نے ہینڈ گرنیڈ کا پن دانتوں سے کھینچا اور پھر اس
نے دروازے سے آنے والے افراد پر وہ ہینڈ گرنیڈ اچھال دیا۔ فضا
میں چمک کے ساتھ ہی زور دار دھماکہ ہوا اور انسانی اعضاء کے
اڑتے ہوئے ٹکڑے دکھائی دیئے۔

ادھر دیوار سے نکلی ہوئی مشین گن موو کرتی ہوئی بار بار شعلے اگل
رہی تھی۔ لیکن اس کی زد میں ابھی تک عمران نہیں آیا تھا نال کا رخ
عمران کی طرف ایسے گھوم رہا تھا جیسے مقناطیس کا رخ خود بخود لوہے
کی جانب ہو جاتا ہے۔ گن کے شعلہ اگلتے ہی عمران نے تیزی
سے جمپ لگایا اور ہال کے درمیان میں جا گرا۔ پھر اس کے کھڑے
ہوتے ہی مشین گن کی نال بھی اس کی طرف گھوم گئی۔ عمران نے

چھلانگ لگاتے ہوئے زمین پر گرا ہوا ایک اور ہینڈ گرنیڈ اٹھا لیا تھا۔ جمپ لگا کر سائیڈ میں آتے ہی اس نے دانتوں سے ہینڈ گرنیڈ کا سیفٹی پن کھینچا اور دوسرے لمحے اس نے ہینڈ گرنیڈ پوری قوت سے اس گن کی طرف اچھال دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس گن کے پرخچے اڑ گئے اور پھر اس سے پہلے کہ کمرے میں کوئی اور مشینی اسلحہ نمودار ہوتا۔ عمران نے زوردار جمپ لگایا اور ہال کے دروازے کے پاس جا گرا۔ پھر ہال سے نکلتے ہی اگر وہ خود کو زمین پر نہ گرا لیتا تو ان مسلح افراد کی فائرنگ کی زد میں آ جاتا جو تیزی سے سامنے راہداری میں اس کی جانب بھاگے آ رہے تھے۔

عمران نے نیچے گرتے ہی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ گن نے متعدد قہقہے لگائے اور سامنے آنے والے افراد ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر ہوتے چلے گئے ان میں سے بعض تیزی کے ساتھ زمین پر پوزیشن لینے کے لئے گرے لیکن ان کی بوکھلاہٹ کی بدولت عمران کی مشین گن ان میں سے بہت سوں کا صفایا کر چکی تھی۔ نیچے گرنے کے بعد انہوں نے بھی اپنی مشین گنوں کے دہانے کھول دیئے تھے لیکن عمران زمین پر گرتے ہی تیزی سے کروٹیں بدلتا چلا گیا اور نتیجتاً گولیاں اس کے اوپر سے گزرتی رہیں۔ عمران کروٹیں بدلتا ہوا ایک مردہ مسلح آدمی کے قریب سے گزرا تو اسے اس کی بغل میں ایک تھیلا دکھائی دیا۔ اس تھیلے کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ اس میں ہینڈ گرنیڈ ہو سکتے ہیں۔ عمران نے ایک بار پھر کروٹ

بدلی اور اس لاش کے قریب آ گیا۔ دوسرے لمحے لاش کے بغل سے تھیلا نکل کر عمران کے قبضے میں آ چکا تھا۔ عمران تھیلا لیتے ہی تیزی سے اچھل کر سائیڈ میں ہٹ گیا اور پھر وہ اٹھ کر تیزی سے دیوار کے ساتھ موجود ایک پلر کی طرف دوڑا۔ اسی لمحے اس پر سائیڈ سے چند افراد نے برسٹ مارے لیکن اس وقت تک عمران پلر کے پیچھے پہنچ چکا تھا۔ جواب میں عمران نے مشین گن سے فائر کرنے کی بجائے تھیلے سے ہینڈ گرنیڈ نکالا اور دانتوں سے ان کا سیفٹی پن کھینچ کر اس طرف پھینک دیا جس طرف سے اس پر فائرنگ کی گئی تھی۔ سامنے راہداری تھی۔ راہداری زور دار دھماکے سے لرز گئی اور ہر جانب دھواں ہی دھواں پھیل گیا تھا۔ جس میں مسلح افراد کی کراہیں، چیخیں اور موت کی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں۔

ہینڈ گرنیڈ پھینکنے کے باوجود عمران کو ایک لمحہ کے لئے بھی سکون نہ ملا تھا کیونکہ اس کے عقب میں بھی دھماکے ہوئے اور جس ہال کمرے سے نکل کر وہ باہر آیا تھا اس کا دروازہ ایک دھماکے سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور کئی اور دھماکے اس کے عقب میں ہوئے واضح تھا کہ سامنے راہداری میں موجود افراد نے بھی جواب میں بم پھینکے تھے لیکن یہ عمران کی قسمت کہ وہ اس سے دو گز دور عقب میں گرے۔ لیکن اب عمران انتہائی خطرے میں پڑ چکا تھا۔ عمران کے چہرے پر اچانک ہی درشتی اور خون دکھائی دیا اور پھر اس کے پاس مزید جو بھی دستی بم تھے اس نے ان کے سیفٹی پن کھینچے اور

انہیں سامنے بچے کھچے افراد کی جانب اچھال دیا اور مشین گن کا
دہانہ بھی کھول دیا اور تقریباً دو منٹ لگاتار فائرنگ کرتا رہا اور پھر
اس کی انگلیاں ٹریگر سے اس وقت ہٹیں جب مشین گن کا ایمونیشن
ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے مشین گن کو دور پھینکا اور اٹھ کھڑا ہوا۔
راہداری گولیوں اور بموں سے ادھڑ کر رہ گئی تھی۔ انسانی جسموں
کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے اور بعض گوشت کے ٹکڑے تو
دیواروں سے بھی چپکے ہوئے تھے کوئی بھی آدمی زندہ نہیں بچا تھا۔
وہ سب عمران کی درندگی کی بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ عمران نے
آگے بڑھ کر ایک لاش کے قریب پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور
پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ اس وقت بھی اس کی انگلیاں ٹریگر پر تھیں۔
آگے ایک راہداری تھی اس کو عبور کرنے کے بعد جونہی عمران ایک
نیم تاریک بالکونی میں مڑا۔ اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی
آوازیں سنائی دیں عمران نے فوراً مشین گن سیدھی کی لیکن پھر
آگے جا کر اور بالکونی کے سامنے دکھائی دینے والے کمرے کے
دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ اسے تیزی کے ساتھ کھول کر
اندر داخل ہو گیا اور اسی وقت اس بالکونی سے تقریباً بیس کے قریب
مشین گن بردار بھاگتے ہوئے گزرتے چلے گئے جن کا رخ مین
ہال کی جانب تھے۔ کمرے کے اندر آتے ہی عمران نے محسوس کیا
کہ کوئی کھٹکا ہوا ہے اندر چونکہ اندھیرا تھا اس لئے عمران کچھ نہیں
دیکھ سکا۔ پھر اس سے پہلے کہ دوسرا کوئی اور کھٹکا ہو عمران واپس مڑا

اور دروازے کی طرف رخ کیا تو اسی وقت کمرہ روشن ہو گیا۔
دروازے پر لوہے کی ایک چادر آچکی تھی اور وہ راستہ بند ہو چکا تھا
عمران تیزی سے گھوما سامنے ایک قوی ہیکل اور انتہائی مضبوط جسم کا
مالک نوجوان غیر ملکی ہاتھ میں ریوالور لئے عمران کو گھور رہا تھا۔
"ہینڈز اپ"...... اس غیر ملکی نے اپنے ریوالور کا رخ عمران کی
طرف کرتے ہوئے غرا کر کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران مشین گن کا
رخ اس آدمی کی جانب کر کے اسے گولیوں سے چھلنی کر دیتا۔ اس
آدمی نے میز کے اوپر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی
چھت کی سطح پھٹی اور عمران کے ہاتھ سے مشین گن یکلخت پریشر
سے یوں نکلی جیسے کسی جادوئی طاقت نے عمران کے ہاتھ سے اسے
چھین لیا ہو اور وہ مشین گن چھت سے جا کر چپک گئی۔ واضح بات
ہے کہ چھت پر پاورفل میگنٹ لگا ہوا تھا۔ جس سے عمران کی مشین
گن اس کے ہاتھ سے نکل کر چھت سے جا چپٹی تھی۔
"کوئی حرکت نہ کرنا ورنہ میں گولیوں سے چھلنی کر دوں
گا"...... غیر ملکی نے غراتے ہوئے کہا۔ جواب میں عمران نے ایک
جمپ لگایا غیر ملکی نے فائر کیا لیکن اس کا فائر ضائع گیا۔ اس نے
عمران کے گرتے ہی دوسرا فائر کیا اس بار بھی عمران محفوظ رہا پھر وہ
ٹریگر دباتا چلا گیا اور عمران سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتا رہا اور غیر ملکی
کے ریوالور کا میگزین خالی ہو گیا۔ ریوالور خالی ہوتے دیکھ کر غیر ملکی
نے جھلاتے ہوئے انداز میں ریوالور عمران پر کھینچ مارا لیکن وہ

ریوالور عمران سے ٹکرانے کی بجائے درمیان ہی سے چھت کی جانب اٹھ گیا۔

''مہمان کی خاطر تواضع ہو چکی ہے اور اب مجھے بتاؤ کہ مجھے میزبان کا کس طرح شکریہ ادا کرنا چاہئے''...... عمران نے مسکراہٹ سے بھرپور آواز میں کہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے''۔ اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ وہ پوری قوت سے عمران سے ٹکرایا اور اسے ساتھ لیتا ہوا زمین پر گرتا چلا گیا۔ اس نے عمران کے منہ پر مکا مارنا چاہا لیکن عمران نے اس کا مکا اپنے ہاتھ پر روکا اور دوسرے ہاتھ کا مکا اس کے منہ پر مار کر اسے خود پر سے اچھال دیا۔ اس سے پہلے کہ غیر ملکی اٹھتا عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے غیر ملکی کے پہلو میں زور دار انداز میں لات مار دی۔ غیر ملکی چیختا ہوا پلٹا اور الٹ کر گرا ہی تھا کہ عمران اچھل کر ایک بار پھر اس کے قریب آ گیا اور اس نے ایک بار پھر غیر ملکی کو لات مارنی چاہی لیکن اسی لمحے غیر ملکی زخمی سانپ کی طرح پلٹا اور اس نے انتہائی پھرتی کا ثبوت دیتے ہوئے عمران کی اٹھی ہوئی ٹانگ پکڑ لی۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کی ٹانگ مروڑ کر اسے نیچے گراتا عمران خود ہی پشت کے بل نیچے گرا اور ساتھ ہی اس کی دوسری ٹانگ حرکت میں آئی اور غیر ملکی کی گدی پر پڑی۔ غیر ملکی کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ الٹ کر

گرا ہی تھا کہ عمران جمناسٹ کا بہترین مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا اور تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے عمران کی ٹانگ اس آدمی کی گردن پر تھی۔ اس سے پہلے کہ غیر ملکی عمران کی ٹانگ اپنی گردن سے ہٹاتا عمران نے بوٹ کی ٹو اس کی گردن کی مخصوص رگ پر رکھ کر موڑ دی۔ غیر ملکی کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ کٹے ہوئے مرغ کی طرح تڑپنے لگا۔

''اب میرے سوالوں کا جواب دو''...... اچانک عمران نے کڑکدار لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا''...... غیر ملکی نے تکلیف میں ہونے کے باوجود چیختے ہوئے کہا۔ جواب میں عمران نے بوٹ کی ٹو سے اس کی گردن پر اور زیادہ دباؤ بڑھا دیا جس سے غیر ملکی کی حالت غیر ہو گئی اور اس کے حلق سے نکلنے والی دردناک چیخوں سے کمرے کی چھت اڑنے لگی۔

''بولو۔ ورنہ......'' عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ تم کچھ بھی کر لو۔ میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا''...... غیر ملکی نے چیختے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کی گردن کی رگ پر مزید دباؤ ڈالتا اس غیر ملکی نے اپنی پوری قوت مجتمع کی اور پھر اس کے ہاتھ کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے عمران کی پنڈلی پر پڑی۔ عمران کو یکلخت زور دار جھٹکا لگا

اور اس کی ٹانگ غیر ملکی کی گردن پر قدرے ڈھیلی پڑ گئی۔ غیر ملکی کو شاید اسی کی توقع تھی اس نے فوراً دونوں ہاتھوں سے عمران کی ٹانگ پکڑی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سمجھتا غیر ملکی نے عمران کی ٹانگ کو اس زور سے جھٹکا دیا کہ عمران یکلخت لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ جیسے ہی عمران پیچھے ہٹا غیر ملکی نے بھی اٹھنے میں دیر نہ لگائی۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ اپنی گردن پر تھا اور وہ عمران کو خونی نظروں سے گھور رہا تھا۔

''ویل ڈن۔ تم واقعی جاندار آدمی ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے کسی انسان کی گردن کی رگ اس طرح سے دبائی ہو اور وہ اس کے باوجود اٹھ کر کھڑا ہو گیا ہو''...... عمران نے اس کی طرف تحسین بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''میں ڈی ففٹی ہوں۔ ڈی ففٹی کو ہرانا تمہارے بس کی بات نہیں ہے''...... غیر ملکی نے غراتے ہوئے کہا۔

''ڈی ففٹی۔ یہ تو شاید تمہارا کوڈ ہے۔ اصل نام کیا ہے تمہارا''۔ عمران نے پوچھا۔

''ڈینجر پرنس کے ساتھیوں کے نام نہیں صرف نمبر ہوتے ہیں اور یہی نمبر ہماری پہچان ہیں''...... ڈی ففٹی نے کہا۔

''تو سمجھ لو کہ میں یہاں تمہاری اور تمہارے پرنس کی پہچان مٹانے کے لئے ہی آیا ہوں''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ڈی ففٹی غرا کر رہ گیا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں

ایسے آثار دیکھ لئے تھے جو بھوکے شیر کی آنکھوں میں شکار کو دیکھ کر آتے ہیں اس لئے وہ محتاط ہو گیا۔ ڈی ففٹی اچانک عمران کی طرف بڑھا اور اس نے اچھل کر عمران پر حملہ کرنا چاہا لیکن وہ جیسے ہی عمران کے نزدیک آیا۔ عمران اچانک زمین پر گرا اور اس نے ڈی ففٹی کی ٹانگوں پر زوردار ٹانگ مار دی۔ ڈی ففٹی کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ وہ گر ہی رہا تھا کہ عمران کی ٹانگ ایک بار پھر چلی اور وہ قلابازی کھا کر منہ کے بل زمین پر گرا۔ اس نے اٹھنے کی بجائے لیٹے لیٹے عمران کی طرف جمپ لگایا۔ عمران میز کے قریب ہو گیا لیکن اس بار ڈی ففٹی کا رخ میز کی بجائے کمرے کے دائیں جانب تھا۔ وہ گھسٹتا ہوا کمرے کے کونے میں جا گرا۔ اس نے قالین کا کونہ تیزی سے اٹھایا اور عمران کے سمجھنے سے پہلے ہی اس کے نیچے موجود بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی اچانک سامنے دیوار کے ساتھ موجود الماری کے پٹ کھلے اور اس میں سے ایک مشین گن باہر نکل آئی اور اس سے لگاتار گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ عمران نے تیزی سے زمین پر چھلانگ لگا دی اور پھر حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ڈی ففٹی تیزی سے گھسٹتا ہوا اس مشین گن کے سامنے آ گیا اور پھر اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا اور وہ بغیر آواز نکالے زمین پر گر پڑا۔

''پرنس۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ میں نے مر جانا

قبول کر لیا ہے لیکن اذیت برداشت کر کے راز دینے سے انکار کر دیا ہے۔ پرنس میں فاتح ہوں۔ ڈی ففٹی فاتح ہے۔ گریٹ ڈینجر پرنس۔ گریٹ بلیک مامبا زندہ باد"...... گولیاں کھاتے ہوئے بھی اس نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔ آٹو میٹک مشین گن چند لمحوں تک گرجتی رہی اور پھر خاموش ہو گئی۔ اس کے خاموش ہوتے ہی الماری کے پٹ بھی خود بخود بند ہو گئے۔ عمران تیزی سے اٹھا اور ڈی ففٹی کے پاس پہنچا لیکن اس وقت تک وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ اسی وقت عمران کی نظر اپنی ریسٹ واچ پر پڑی۔ ریسٹ واچ میں ساڑھے نو ہو رہے تھے۔ یعنی صرف آدھ گھنٹہ رہ گیا تھا۔ وقت دیکھتے ہی عمران کے چہرے پر وحشت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس کے جبڑوں کی ہڈیاں یکلخت تن گئیں۔ وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔ اس نے میز کے اوپر لگے ہوئے بٹن دبائے لیکن ناکامی ہوئی۔ عمران وہاں موجود بٹن کے بعد دیگرے پریس کرتا رہا لیکن کمرے کا دروازہ کسی بھی بٹن سے کھلنے کا نام نہ لے رہا تھا۔ کمرے کی ساخت دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے اور اس کمرے کی دیواریں ریڈ بلاکس کی بنی ہوئی تھیں جنہیں نہ تو کسی بم سے اڑایا جا سکتا تھا اور نہ کسی ڈائنامائٹ سے۔ کمرے میں ڈی ففٹی سے عمران کی جو فائٹ ہوئی تھی اس کی آوازیں باہر نہ جا سکتی تھی۔ عمران اس کمرے میں بری طرح سے پھنس چکا تھا۔ کمرے میں کھڑکی اور روشن دان نام

کی کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی۔ عمران مسلسل بٹن پریس کرتا رہا لیکن لا حاصل۔ عمران کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے غصے میں آ کر اچانک ایک جھٹکے سے میز دونوں ہاتھوں سے الٹ دی۔ میز دوسری جانب الٹ گئی نیچے تاروں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ جیسے ہی میز الٹی تاریں ایک دوسرے سے الجھ گئیں اور دوسرے لمحے ان تاروں میں یکلخت تیز اسپارکنگ شروع ہو گئی۔ عمران اچھل کر پیچھے ہٹا اور یہ دیکھ کر اس نے غصے اور پریشانی سے ہونٹ بھینچ لئے کہ تاریں دیکھتے دیکھتے جل کر سیاہ ہو گئی تھیں۔ اب آٹو میٹک دروازہ کھلنے والا سسٹم بھی ختم ہو چکا تھا۔ عمران کمرے میں زخمی درندے کی طرح چکرانے لگا۔ اچانک اس کی نظر ایک چھوٹے سے لیور پر پڑی جو میز کے ایک پائے کے عقب میں لگا ہوا تھا۔ لیور چھوٹا سا تھا جو آسانی سے دکھائی نہ دیتا تھا۔ عمران تیزی سے الٹی ہوئی میز کی طرف بڑھا اور اس نے لیور پکڑ کر اسے جھٹکا دیا۔ جیسے ہی اس نے لیور کو جھٹکے سے نیچے کیا۔ اسی لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور عمران کو عقب میں لوہے کی دیوار اوپر کی طرف اٹھتی ہوئی دکھائی دی۔ دیوار کے پیچھے ایک اور دیوار تھی جس میں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف جھپٹا۔ دروازہ عبور کرنے کے بعد سیڑھیاں اتر کر عمران ایک تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ تہہ خانے میں ہر طرف باکس ہی باکس پڑے ہوئے تھے۔ لکڑیوں

کے بنے ہوئے باکس جو سیلڈ تھے البتہ ان میں سے بہت سے باکس کھلے ہوئے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے کھلے ہوئے باکسز میں جھانکا تو یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ باکسز اسلحے سے بھرے ہوئے تھے۔ لیکن یہ وقت اس اسلحہ کی چھان بین کا نہیں تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے سامنے دکھائی دینے والے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اس دروازے کو عبور کرنے کے بعد عمران نے خود کو تاریک سرنگ میں پایا۔ سرنگ طویل دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی میں دوڑنے لگا۔ پھر اس سرنگ کا خاتمہ ایک ایسے لوہے کے دروازے پر ہوا۔ جو دوسری طرف سے بند تھا۔ لوہے کا دروازہ بہت مضبوط تھا اور اسے اکھاڑنے یا تباہ کرنے کا تصور ہی مشکل تھا۔ عمران نے قفل کے سوراخ سے دوسری جانب جھانکا تو دوسری جانب تین مسلح افراد بیٹھے دکھائی دیئے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

ان کی مشین گنیں میز پر پڑیں ہوئی تھیں۔ عمران نے ایک لمحہ سوچا اور پھر اچانک ہی اس کا ہاتھ دروازے پر پڑا اور پھر اس نے دروازہ زور سے کھٹکھٹایا اور اس کے ساتھ ہی نظر قفل کے سوراخ پر لگا دی۔ عمران نے ان افراد کو چونکتے دیکھا اور پھر وہ مشین گنیں سنبھالتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔

"کوڈ"..... دروازے کے قریب پہنچ کر ان میں سے ایک نے

گرج کر کہا۔ عمران کی کھوپڑی نے تیزی سے کام کیا۔

"بلیک مامبا"..... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ یہ کوڈ اس نے ان افراد سے سنا تھا جو اسے لے کر آئے تھے۔ اس جواب کا ان پر خاطر خواہ اثر ہوا اور پھر عمران نے زوردار سی چرچراہٹ کی آواز سنی اور پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول دیا گیا۔ کمرے کی روشنی ناکافی تھی۔ اس لئے وہ سرنگ تاریک ہی رہی۔ عمران دروازہ کھلتے ہی دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔

"تینوں اندر آ جاؤ"..... عمران نے پھر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ یہ عمران کی قسمت تھی کہ وہ شاید اس بات کے عادی تھے۔ اس لئے تینوں سرنگ میں داخل ہو گئے۔ پھر ان کے سرنگ میں داخل ہوتے ہی عمران تیزی سے دروازے کی اوٹ سے نکلا اور دروازے سے نکل کر تیزی سے دروازہ بند کر دیا۔ وہ چونک کر مڑے اور تقریباً دوڑتے ہوئے دروازے تک آئے لیکن دروازہ بند ہو چکا تھا انہوں نے دروازہ زور سے کھٹکھٹایا لیکن عمران ان کی طرف سے مطمئن ہو کر اگلا کمرا عبور کر کے آگے بڑھا۔ آگے اسے سیڑھیاں دکھائی دیں۔ سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد عمران نے اپنے آپ کو ایک گیراج میں پایا۔ گیراج کا لوہے کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ اب وہ کھلے آسمان کے نیچے کھڑا تھا۔ ہر طرف ویرانی تھی۔ کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ شاید یہ رہائش گاہ مکینوں سے خالی تھی۔ عمران کی نظر تیزی سے واچ کی

طرف گئی جس پر نو بج کر چالیس منٹ ہو رہے تھے اور دس بجنے میں اب صرف بیس منٹ باقی تھے۔

عمران تقریباً دوڑتا ہوا آگے بڑھا۔ پلک جھپکنے میں اس نے کوٹھی کا صحن عبور کیا اور پھر لوہے کے گیٹ سے باہر جانے کی بجائے دیوار پھلانگی اور باہر سڑک پر آ گیا۔ سڑک پر آنے کے بعد عمران نے علاقے کی پہچان کرنے کی کوشش کی لیکن اسے ناکامی ہوئی وہ کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ کوٹھی ایک ایسے علاقے میں تھی جہاں ہر جانب ویرانی تھی اور اردگرد زمین بنجر ہی دکھائی دے رہی تھی اور اس پر سفیدی جھلک رہی تھی شاید یہ زمین سیم اور تھور کی لپیٹ میں آ چکی تھی۔ عمران نے تیزی کے ساتھ دایاں بوٹ اتارا اور اس کو آگے کی جانب سے زور سے ٹھوکر لگائی۔ ٹھوکر لگاتے ہی موٹے بوٹ کی ایڑی کھل گئی جیسے نیچے قبضے لگے ہوئے ہوں اور ایڑی کے کھوکھلے حصے میں ایک چھوٹی سی گھڑی نما مشین موجود تھی۔ عمران نے مشین کے نیچے لگا ہوا ننھا سا بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی اس میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور ساتھ ہی اس پر لگے مختلف بلب جلنے بجھنے لگے۔ مشین کو جیب میں ڈال کر عمران نے واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر وہ تیزی سے سوئیاں گھمانے لگا۔ سوئیوں کو دو کے ہندسے پر لا کر اس نے دوبارہ ونڈ بٹن کو پریس کیا تو اسی لمحے واچ ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"ایکسٹو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی

مخصوص آواز آئی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ آپ۔ کیا آپ داور ہاؤس پہنچ چکے ہیں۔ اوور"۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں راستے میں الجھ گیا تھا اور اب میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میں داور ہاؤس سے کتنا دور ہوں۔ وقت بہت کم ہے میں نے ریڈ ٹریکر آن کر دیا ہے۔ تم فوراً سرچ مشین آن کرو اور معلوم کرو کہ میں کہاں ہوں۔ جلدی کرو۔ اوور"...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایک منٹ۔ میں ابھی چیک کرتا ہوں۔ اوور"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر چند لمحوں کے لئے ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔

"عمران صاحب کیا آپ لائن پر ہیں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ جلدی بولو۔ اوور"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"آپ اس وقت شہر سے تقریباً چودہ میل دور ہیں۔ یہ مورس ٹاؤن کا علاقہ ہے۔ لیکن آپ تو۔ اوور"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ باقی باتیں بعد میں ہوں گی۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ عمران نے گھڑی پر نظر ڈالی تو نو بج کر بیالیس منٹ ہو چکے تھے۔ یعنی عمران اور سر داور

دونوں کی قسمت کا فیصلہ اب صرف اٹھارہ منٹ کے فاصلے پر تھا۔ عمران تیزی سے ایک طرف بڑھ گیا۔ آگے جا کر یہ سڑک مین روڈ سے مل گئی۔ عمران جونہی سڑک پر پہنچا اچانک ایک کار مخالف سمت سے آتی دکھائی دی۔ عمران نے اشارہ کیا لیکن وہ عمران کی حالت دیکھ کر گھبرا گیا اور کار روکے بغیر تیزی سے آگے نکل گیا۔ اس وقت عمران کی حالت واقعی ناگفتہ بہ تھی۔ اس کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ بازو خون سے لت پت تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اب خون نہیں بہہ رہا تھا اور چہرہ وحشیوں کا سا منظر پیش کر رہا تھا۔ ان حالات میں کوئی عمران کو کیا سمجھے قاتل، مظلوم یا پاگل۔ پھر تقریباً ایک منٹ کے بعد عمران کو ایک اور کار آتی دکھائی دی یہ بھی مخالف سمت سے آ رہی تھی۔ عمران نے اسے روکنے کے لئے خطرناک قسم کا رسک لینے کا ارادہ کیا اور تیزی سے خود کو سڑک کے درمیان گرا لیا پھر کار کی بریکوں کی چرچراہٹ سنائی دی اور کار عمران کے پاس ہی رک گئی عمران خاموشی سے دم سادھے پڑا رہا۔ اسے زخمی دیکھ کر کار سے ایک آدمی باہر نکلا اور اس کی مدد کو لپکا۔ قریب آ کر وہ جونہی عمران پر جھکا عمران نے زور سے اس کی کنپٹی پر وار کیا وہ بغیر آواز نکالے بے ہوش ہو گیا۔ عمران نے اس کے جسم کو اٹھایا اور سڑک کے کنارے آرام سے لٹا دیا۔

"اپنی اس حرکت پر مجھے افسوس ہے دوست۔ لیکن اس کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا اور وطن قربانی مانگتا ہے اس لئے

تم صبر کرو تمہاری کار تمہیں جلد ہی واپس مل جائے گی"...... عمران نے کہا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد وہ کار تیزی کے ساتھ وہاں سے روانہ ہو گئی۔ کار کی رفتار اپنی انتہائی حدوں کو چھو رہی تھی۔ عمران اس قدر تیز رفتاری سے کار دوڑا رہا تھا جیسے وہ کار کی بجائے فائٹر طیارہ اُڑا رہا ہو۔ اگر سٹیرنگ عام آدمی کے ہاتھ میں ہوتا تو کار کب کی سڑک کے کناروں پر موجود درختوں سے ٹکرا کر تباہ ہو چکی ہوتی۔ پھر اسی رفتار سے عمران شہر میں داخل ہو گیا۔ اس کے باوجود بھی کار کی رفتار میں کمی نہیں آئی تھی۔ کار کی سپیڈ کے ساتھ ہی عمران کی نظر گھڑی پر بھی مرکوز تھی۔ جہاں دس بجنے ہی والے تھے اور وقت کم ہوتے دیکھ کر عمران کو اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کار میں سوار انتہائی تیز رفتار سے داور ہاؤس کی جانب اُڑا جا رہا تھا لیکن داور ہاؤس اب بھی اس کی پہنچ سے دور تھا۔ اگر وہ اسی تیز رفتاری سے بغیر رکے کار دوڑاتا رہتا تب بھی اسے داور ہاؤس پہنچنے میں دس منٹ کا مزید وقت لگ جانا تھا اور اس کے پاس اتنا وقت نہ تھا۔ تھوڑی دور جاتے ہی اس نے جب دوبارہ اپنی ریسٹ واچ پر نظر دوڑائی تو یہ دیکھ کر اس کا چہرہ ستّ گیا کہ ریسٹ واچ پر ٹھیک دس بج چکے تھے اور ڈینجر پرنس کا سرداور کو ہلاک کرنے کا دس بجے کا دیا ہوا الٹی میٹم ختم ہونے کا وقت آ چکا تھا۔

داور ہاؤس میں زندگی جیسے مفلوج سی ہو کر رہ گئی تھی۔ وہاں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران سمیت تمام افراد یوں ساکت ہو گئے تھے جیسے جادو کی چھڑی گھما کر انہیں پتھروں کے بتوں میں تبدیل کر دیا گیا ہو۔ باہر کھڑے سیکورٹی پر مامور افراد غصے اور بے بسی کے عالم میں بری طرح سے تلملا رہے تھے۔ مجرم نے اپنا کام کر دکھایا تھا اور اس نے عمران کے روپ میں وہاں آ کر نہ صرف ہارڈ روم میں موجود سر داور کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ خود کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور اب ہارڈ روم میں دو لاشیں اور خون ہی خون دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہو گیا''...... جولیا کے منہ سے کھوئے کھوئے انداز میں نکلا۔

''وہی جو نہیں ہونا چاہئے تھا''...... صفدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ ہے کون اور اس نے عمران کی جگہ کب اور کیسے لی''...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس سے بڑھ کر یہ کہ عمران خود کہاں ہے۔ اس کی جگہ یہ عمران بن کر یہاں کیسے پہنچ گیا ہے''...... صدیقی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جو کچھ بھی ہوا ہے بہت غلط ہوا ہے۔ اب ہم چیف کو کیا جواب دیں گے''...... خاور نے کہا۔

''اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ چیف نے ہی عمران کو لیڈر بنایا تھا اور یہ جو بھی ہے اس نے عمران کا میک اپ کیا ہوا ہے۔ اس لئے سر داور کی ہلاکت کی ساری ذمہ داری عمران پر عائد ہوتی ہے ہم پر نہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے گیٹ کھلا اور میجر یاور دوڑتا ہوا اندر آ گیا۔ اسے دیکھ کر رینجرز تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے اور وہ ہارڈ روم کے پاس آ کر ٹھٹھک گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ عمران صاحب نے کیا کر دیا ہے''...... میجر یاور نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''یہ عمران نہیں، اس کے میک اپ میں کوئی اور ہے''۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کوئی اور، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ عمران صاحب کی جگہ یہاں کوئی اور کیسے آ سکتا ہے''...... میجر یاور نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے پرائم منسٹر صاحب کو ساری صورتحال سے آگاہ کرنا پڑے گا"...... میجر یاور نے کہا اور پھر اس نے فوراً جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور اس پر نمبر پریس کرنے لگا۔

"ہمیں بھی چیف سے بات کر کے انہیں ساری حقیقت بتا دینی چاہئے"...... صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر آپ سائیڈ پر جا کر واچ ٹرانسمیٹر پر چیف سے بات کریں تب تک میں عمران صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک میں چیف سے بات نہ کرلوں تم عمران سے رابطہ نہ کرنا"...... جولیا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ اس میں کیا حرج ہے"...... صفدر نے کہا۔

"حرج ہے یا نہیں یہ میں نہیں جانتی۔ چیف اگر حکم دیں گے تو ہم عمران سے رابطہ کریں گے ورنہ نہیں"...... جولیا نے دوٹوک لہجے میں کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ جولیا تیز تیز چلتی ہوئی سائیڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ کچھ دور ایک درخت کے پیچھے چلی گئی۔ اس طرف کوئی نہیں تھا۔

"کیا یہ آدمی ڈینجر پرنس ہے"...... چوہان نے ہارڈ روم میں عمران کے ہمشکل کی لاش دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اگر یہ ڈینجر پرنس ہوتا تو یہ سرداور کو ہلاک کرنے کے بعد اس طرح اپنے سر میں گولی نہ مارتا۔ ڈینجر پرنس کا مقصد صرف سرداور کو ہلاک کرنا نہیں بلکہ ان کا ہاٹ واٹر فارمولا بھی حاصل کرنا ہے جس کے لئے اس کا زندہ رہنا ضروری ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر یہ کون ہو سکتا ہے"...... خاور نے پوچھا۔

"ڈینجر پرنس کا ہی کوئی ساتھی ہو گا اور کون ہو سکتا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"اس آدمی کے بولنے کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ نیند کے عالم میں ہو"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آدمی کسی کی ٹرانس میں تھا اور اس نے کسی کے حکم پر عمل کیا ہے"...... صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ڈینجر پرنس کے حکم پر"...... خاور نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ یہ اور کس کے حکم پر عمل کر سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو کیا ڈینجر پرنس ہپناٹائز کرنا جانتا ہے"...... نعمانی نے پوچھا۔

"جانتا ہی ہو گا ورنہ اس طرح کسی آدمی کا آنا اور ایک آدمی کو قتل کر کے خود کو بھی گولی سے اڑا لینا اتنا آسان تو نہیں ہو سکتا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"یہ ڈینجر پرنس تو ضرورت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے۔ انتہائی حفاظتی اقدامات کے باوجود اس نے جس طرح سے اپنا ٹارگٹ ہٹ کیا ہے اس سے اس کی کارکردگی اور طاقت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ بلیک ماما ایک بہت بڑی اور انتہائی طاقتور تنظیم ہے جس کے تمام سیکشن فعال اور خطرناک ہیں اور ٹارگٹ ہٹ کرنے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اب عمران صاحب کا کیا ہوگا۔ سرداور کی ہلاکت کا سارا الزام یقیناً ان کے سر پر آ جائے گا"...... صدیقی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ غلطی عمران صاحب کی ہے۔ انہوں نے یہاں انتظامات کئے تھے تو پھر انہیں آخری لمحوں تک یہیں رہنا چاہئے تھا۔ وہ یہاں سے گئے تو ہی مجرموں کو انہیں اغوا کرنے کا موقع ملا ہے اور مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ عمران صاحب اتنی آسانی سے کیسے اغوا ہو گئے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ انہیں اغوا کرنے کے لئے بلیک ماما سینڈیکیٹ یا ڈینجر پرنس نے کوئی نیا طریقہ اختیار کیا ہو یا عمران صاحب پر نفسیاتی اٹیک کیا ہو اور عمران صاحب نادانستگی میں ان کے قابو آ گئے ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہونے کو تو بہت کچھ ہوسکتا ہے لیکن عمران صاحب کے ساتھ

کیا ہوا ہے اور وہ کہاں ہیں اس کا جواب تو وہ خود ہی دے سکتے ہیں"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے جولیا تیز تیز چلتی ہوئی واپس آ گئی۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا"...... قریب آنے پر صفدر نے جولیا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف کو بھی یہ سن کر شدید دھچکا لگا ہے کہ سرداور کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ عمران کے ساتھ ساتھ چیف ہم پر بھی غصہ ہو رہے تھے کہ ہمارے ہوتے ہوئے یہ سب کیسے ہوگیا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر"...... صدیقی نے کہا۔

"چیف نے ہم سب کو دانش منزل طلب کیا ہے۔ اب ہماری قسمت کا فیصلہ وہیں ہوگا"...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا تو ان سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے میجر یاور تیز تیز چلتا ہوا ان کے قریب آ گئے۔

"پرائم منسٹر صاحب یہاں پہنچ رہے ہیں"...... میجر یاور نے کہا۔

"کتنی دیر تک وہ یہاں آ جائیں گے"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہ ہیلی کاپٹر سے یہاں پہنچ رہے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک وہ یہاں ہوں گے"...... میجر یاور نے کہا۔

"کیا خیال ہے پرائم منسٹر صاحب کا انتظار کیا جائے یا ہم دانش منزل روانہ ہو جائیں"...... جولیا نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"چیف نے اگر ہمیں فوری طور پر پہنچنے کا کہا ہے تو پھر ہمیں ابھی روانہ ہونا ہوگا"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ چیف نے ایسا کچھ نہیں کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے ہم دانش منزل پہنچ جائیں بس"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے تب پھر ہم پرائم منسٹر صاحب کا انتظار کر لیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں وہ اس سلسلے میں کیا رد عمل ظاہر کرتے ہیں"...... صدیقی نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد داور ہاؤس کے لان میں پرائم منسٹر صاحب کا ہیلی کاپٹر پہنچ گیا۔ ہیلی کاپٹر سے نکل کر وہ تیز تیز چلتے ہوئے ہارڈ روم کے پاس آ گئے۔ ان کا چہرہ ستا ہوا تھا اور وہ بے حد غصے میں دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ سب کیسے ہو گیا۔ آپ سب کیا یہاں جھک مار رہے تھے جو مجرم یہاں آیا اور اس نے سر داور کو گولی مار دی"...... پرائم منسٹر نے میجر یاور کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ آپ کی طرف سے ہمیں عمران صاحب کی ہدایات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے تھا اور ہم سب وہی کر رہے تھے جس کا آرڈر عمران صاحب دے رہے تھے"...... میجر یاور نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے عمران"...... پرائم منسٹر صاحب نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں یہاں ہوں جناب"...... اچانک ایک گونجتی ہوئی آواز سنائی دی تو پرائم منسٹر سمیت سب کی نظریں گیٹ کی طرف اٹھ گئیں جس طرف سے آواز سنائی دی تھی اور گیٹ کے پاس واقعی عمران کھڑا تھا۔ عمران کی حالت دیکھ کر جولیا اور اس کے ساتھی بری طرح سے اچھل پڑے اور تیر کی طرح عمران کی طرف بڑھے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے۔ کہاں تھے تم"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رکو۔ پہلے مجھے پرائم منسٹر صاحب سے بات کر لینے دو"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا پرائم منسٹر صاحب کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"عمران تم۔ کہاں تھے تم۔ یہ دیکھو تمہاری غیر موجودگی میں تمہارا کوئی ہمشکل یہاں آیا تھا اور اس نے سر داور کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے"...... قریب آنے پر پرائم منسٹر نے عمران کی طرف دیکھ کر انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کو ساری صورتحال بتاتا ہوں جناب۔ آپ اور میجر یاور میرے ساتھ آئیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کہاں لے جانا چاہتے ہو تم ہمیں"...... پرائم

منسٹر صاحب نے چونک کر کہا۔

"ہارڈ روم کے اندر"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ہارڈ روم میں۔ کیا مطلب"...... پرائم منسٹر صاحب نے چونک کر کہا۔

"آپ آئیں۔ ہارڈ روم میں آپ کو میں کچھ دکھانا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو پرائم منسٹر صاحب نے میجر یاور کی طرف دیکھا تو میجر یاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"...... پرائم منسٹر نے کہا تو عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر اس نے دروازے کے پاس پہنچ کر ایک کوڈ بولا تو ہارڈ روم کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران ہارڈ روم میں داخل ہوا تو اس کے پیچھے پرائم منسٹر صاحب اور میجر یاور بھی داخل ہو گئے۔ ہر طرف خون اور لاشیں دیکھ کر پرائم منسٹر صاحب نے جیب سے رومال نکال کر ناک اور منہ پر رکھ لیا۔ ان کے چہرے پر انتہائی ناگواری کے تاثرات تھے۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ پرائم منسٹر صاحب اور میجر یاور کچھ سمجھتے۔ عمران نے آلے کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک ہارڈ روم کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے ہارڈ روم زمین میں اترتا چلا گیا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"...... پرائم منسٹر صاحب نے چونک کر کہا۔

"ہارڈ روم نیچے لے جا رہا ہوں جناب۔ آپ فکر نہ کریں۔ میرے ساتھ آپ محفوظ ہیں"...... عمران نے کہا۔ کچھ ہی دیر میں ہارڈ روم ایک بڑے ہال نما تہہ خانے میں اتر گیا جہاں ہر طرف عجیب و غریب مشینری اور کمپیوٹرز لگے ہوئے تھے۔ یہ ہال کسی لیبارٹری کا منظر پیش کر رہے تھے۔ جیسے ہی ہارڈ روم نیچے آیا اوپر چھت کا خلاء خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ ہال میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ عمران نے کوڈ بولا تو ہارڈ روم کا دروازہ کھل گیا۔

"باہر آ جائیں"...... عمران نے کہا تو پرائم منسٹر اور میجر یاور سر ہلاتے ہوئے ہارڈ روم سے باہر آ گئے۔ عمران بھی ہارڈ روم سے نکل کر باہر آ گیا۔

"آ جائیں"...... عمران نے کہا اور انہیں لے کر سامنے کی طرف چل پڑا۔ سامنے ایک کمرے کا دروازہ تھا جو بند تھا۔

"آخر آپ ہمیں کہاں لے جا رہے ہیں عمران صاحب"۔ میجر یاور نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"ایک ایسی ہستی سے ملانے جو آپ کے خیال میں ہلاک ہو چکی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر یاور اور پرائم منسٹر صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ تم کس کی بات کر رہے ہو"...... پرائم منسٹر صاحب نے چونک کر کہا۔

"سر داور کی جناب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو پرائم

منسٹر صاحب اور میجر یاور ایک بار پھر چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ سر داور زندہ ہیں"...... پرائم منسٹر نے عمران کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ نہ صرف وہ زندہ ہیں بلکہ اپنے آرام دہ کمرے میں استراحت بھی فرما رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر سر داور زندہ ہیں تو پھر وہ لاش"۔ میجر یاور نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اس کا جواب بھی آپ کو جلد مل جائے گا پہلے آپ سر داور سے تو مل لیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ بند دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ جیسے ہی اس نے دروازے پر دستک دی اسی لمحے ہلکی سی سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلتا چلا گیا اور جیسے ہی دروازہ کھلا یہ دیکھ کر پرائم منسٹر صاحب اور میجر یاور بری طرح سے اچھل پڑے کہ دروازے پر سر داور کھڑے بڑے اطمینان بھرے انداز میں مسکرا رہے تھے۔

"آ۔ آ۔ آپ زندہ ہیں سر"...... میجر یاور نے سر داور کو دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ پرائم منسٹر صاحب کی آنکھوں میں بھی بے پناہ حیرت دکھائی دے رہی تھی۔

"جی ہاں۔ آپ حضرات اندر تشریف لائیں پھر میں آپ کو

سب کچھ بتاتا ہوں"...... سر داور نے مسکراتے ہوئے کہا اور انہوں نے ان کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ وہ اندر داخل ہوئے اور پھر پرائم منسٹر اور میجر یاور کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ وہ ایک ہال نما کمرے میں تھے جسے سیون سٹار ہوٹل کے لگژری سوٹ کے طرز پر بنایا گیا تھا۔ یہاں سر داور کی ضرورت کا تمام انتظام موجود تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے سر داور کی رہائش گاہ کے نیچے باقاعدہ ایک خفیہ لگژری فلیٹ تعمیر کیا گیا ہو۔ اس زمین دوز اور خفیہ فلیٹ میں سوائے سر داور کے اور کوئی نہ تھا۔ سر داور انہیں لے کر سٹنگ روم میں آ گئے۔ سٹنگ روم میں آتے ہی انہیں حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔ وہاں سیکرٹری خارجہ سر سلطان بھی موجود تھے۔ پرائم منسٹر کو دیکھ کر سر سلطان ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تو آپ بھی یہاں موجود ہیں"...... پرائم منسٹر نے سر سلطان سے ہاتھ ملاتے ہوئے اس بار قدرے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ سر داور یہاں اکیلے بور ہو رہے تھے اس لئے ان کے کہنے پر میں یہاں آ گیا تھا"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے۔ آپ تینوں نے مل کر یہ کیسا کھیل کھیلا ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا ہے"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔ آپ کے سامنے ابھی سب کچھ کلیئر

ہو جائے گا"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں"...... سر داور نے کہا تو پرائم منسٹر صاحب، میجر یاور اور عمران صوفوں پر بیٹھ گئے جبکہ سر داور ان کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور سر سلطان سائیڈ پر موجود سنگل صوفے پر بیٹھ گئے۔

"مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آ رہا ہے کہ آپ زندہ بھی ہیں اور اپنی رہائش گاہ کے نیچے بنے ہوئے اس شاندار تہہ خانے میں ہی موجود ہیں"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"یہ سب میں نے اپنی ضرورت کے لئے اور اپنے ذاتی خرچ سے تعمیر کرایا تھا جناب پرائم منسٹر۔ میں نے یہاں لیبارٹری بھی بنا رکھی ہے۔ ریڈ لیبارٹری میں کام ختم کرنے کے بعد میں یہاں آ جاتا ہوں اور پھر اپنی ذاتی لیبارٹری میں ہی کام کرتا ہوں۔ ہاٹ واٹر کی ایجاد بھی میں نے اسی جگہ کی ہے اور اب یہی جگہ میری حفاظت گاہ بن گئی ہے۔ عمران کے کہنے پر ہی میں یہاں منتقل ہوا تھا"...... سر داور نے کہا۔

"لیکن سر آپ اگر زندہ ہیں تو وہ کون تھا جسے آپ کی جگہ قتل کیا گیا ہے"...... میجر یاور نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

"وہ ڈینجر پرنس کا آدمی ڈی فائیو تھا"...... سر داور کی جگہ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈی فائیو۔ کیا مطلب"...... پرائم منسٹر صاحب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ وہی آدمی ہے جو پرائم منسٹر ہاؤس میں ہونے والی میٹنگ میں موجود تھا اور ڈینجر پرنس کے لئے میٹنگ کی کارروائی ریکارڈ کر رہا تھا۔ ایکسٹو نے اس سے تمام معلومات حاصل کر کے اس کا برین واش کیا اور پھر اس آدمی کے چہرے پر میرا میک اپ کر دیا اور پھر اسے ٹرانس میں لے کر اسے مکمل طور پر سر داور بنا دیا تاکہ یہ جو بھی بات کرے تو اسے دیکھ کر اور اس کی باتیں سن کر ایسا لگے جیسے یہی سر داور ہے۔ ٹرانس میں ہونے کی وجہ سے اس نے خود کو واقعی سر داور سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ ایکسٹو نے اسے سر داور کا ہمشکل بنا کر عمران کے سپرد کر دیا تھا اور پھر عمران نے اسے چارہ بنا کر یہاں حفاظت کے انتظامات کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے یہاں ایسے بہت سے راستے رکھے تھے جن سے بلیک مامبا یا ڈینجر پرنس کو سر داور کے ہمشکل تک پہنچنے کا موقع مل سکے اور ان کے ہمشکل کو وقت مقررہ پر قتل بھی کر دیں تاکہ وہ یہی سمجھیں کہ اس نے اپنا ٹارگٹ ہٹ کر دیا ہے اور ایسا ہی ہوا تھا۔ سر داور کے ہمشکل کو ہلاک کرنے کے لئے ڈینجر پرنس یا اس کا کوئی ساتھی یہاں کیسے پہنچا تھا اس کے بارے میں آپ کو عمران بتائے گا کیونکہ باہر کیا ہوا تھا اس کے بارے میں اور سر داور لاعلم ہیں"...... سر سلطان نے کہا تو پرائم منسٹر اور میجر یاور کی نظریں عمران کی طرف

اٹھ گئیں اور پھر یہ دیکھ کر پرائم منسٹر صاحب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے کہ عمران نے صوفے کی پشت سے سر ٹکا لیا تھا اور آنکھیں بند کر کے یوں خراٹے نشر کرنا شروع ہو گیا تھا جیسے وہ گہری نیند سو گیا ہو۔

''عمران۔ یہ تم کیا کر رہے ہو''...... عمران کو سویا ہوا دیکھ کر سر سلطان نے ناگوار لہجے میں کہا لیکن عمران کی آنکھیں نہ کھلیں اور اس نے اور تیز خراٹے لینا شروع کر دیے۔

''عمران عمران۔ آنکھیں کھولو عمران''...... سر سلطان نے اٹھ کر عمران کے قریب آ کر اسے کاندھے سے پکڑ کر بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو عمران نے یکلخت بوکھلا کر آنکھیں کھول دیں۔

''توہا توہا۔ توہا''...... آنکھیں کھولتے ہی عمران نے ہکلاتی ہوئی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور سر سلطان کو ہٹا کر اچھل کر کھڑا ہو گیا اور خوف بھری نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''توہا۔ کیا مطلب۔ یہ توہا کیا ہے''...... میجر یاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

'الے۔ آپ کو توہے کا نہیں پتہ۔ توہا وہ ہوتا ہے جس کا لمبا منہ ہوتا ہے۔ دو لمبے لمبے کان ہوتے ہیں اور جس کی ایک دم بھی ہوتی ہے اور۔ اور ہاں جس کا دوست (گوشت) بلی بڑے سوق سے کھاتی ہے''...... عمران نے ننھے بچوں کے انداز میں تھتلاتے

ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر پرائم منسٹر صاحب اور سر داور کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی جبکہ سر سلطان کا منہ بن گیا تھا۔

''حماقت چھوڑو عمران۔ یہاں پرائم منسٹر صاحب بھی موجود ہیں''...... سر سلطان نے سخت لہجے میں کہا۔

''تو کیا ملائم منسٹر صاحب کے سامنے توہے کی بات کرنا منع ہے''...... عمران نے بڑی معصومیت سے کہا اس کے چہرے کے تاثرات بھی ایسے ہی ہو گئے تھے جیسے وہ واقعی ننھا بچہ ہو۔

''نہیں۔ میرے سامنے چوہے کی بات کرنا منع نہیں ہے عمران بیٹے''...... پرائم منسٹر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دیکھا۔ انکل ملائم منسٹر صاحب کتنے اچھے ہیں''...... عمران نے تالی بجاتے ہوئے کہا تو پرائم منسٹر صاحب نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑے۔

''عمران پلیز''...... سر داور نے عمران کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام امران پلیز نہیں۔ میں علی امران ہوں۔ آپ کی کھالا کا بیٹا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے۔

''حماقت چھوڑو اور سیدھی طرح بات کرو پلیز''...... سر سلطان نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں نے حماقت آنٹی کو کب پکڑا ہے سر سلطان انکل"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو پرائم منسٹر صاحب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"عمران"...... سر سلطان غرائے۔

"دیکھیں ملائم منسٹر انکل۔ یہ بوڑھے انکل مجھے ڈانٹ رہے ہیں"...... عمران نے چھوٹے بچوں کی طرح منہ پھلا کر سر سلطان کی پرائم منسٹر کو شکایت کرتے ہوئے کہا تو پرائم منسٹر صاحب ہنس پڑے۔

"اب نہیں ڈانٹیں گے۔ تم ادھر آؤ میرے پاس بیٹھ جاؤ"۔ پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔ سر داور کو زندہ دیکھ کر ان کا موڈ بے حد خوشگوار ہو گیا تھا اور وہ مسلسل عمران کی حماقتوں کو نظر انداز کر رہے تھے۔

"چاکلیٹ یا آئس کریم کھلانے کا وعدہ کریں تو میں آپ کے پاس آؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہیں چاکلیٹ بھی کھلاؤں گا اور آئس کریم بھی"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"پکا وعدہ"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ پکا وعدہ"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا تو عمران آگے بڑھا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔

"اب بتاؤ"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"کیا بتاؤں انکل"...... عمران نے کہا۔

"عمران اب سنجیدہ ہو جاؤ"...... سر سلطان نے اسے ایک بار پھر ڈانٹنے والے انداز میں کہا۔

"جائیں میں آپ سے نہیں بولتا۔ آپ ہوں سنجیدہ، میں تو نہیں ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"تم کہاں تھے عمران اور سر داور، میرا مطلب ہے نقلی سر داور کو ہلاک کرنے والا تمہارا ہمشکل بن کر یہاں کیسے پہنچا تھا"...... پرائم منسٹر صاحب نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ایک بڑی لمبی داستان ہے"...... عمران نے لمبی کو طویل کرتے ہوئے کہا تو سر سلطان اور سر داور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران کے سر پر حماقتوں کا بھوت سوار ہو گیا تھا اور وہ پرائم منسٹر کے سامنے بھی ایسی حرکتیں کرنے سے باز نہ آ رہا تھا۔

"لگتا ہے عمران صاحب کا اس وقت کچھ بتانے کا موڈ نہیں ہے۔ خیر کوئی بات نہیں۔ جب اس کا موڈ ہو گا تو یہ خود ہی بتا دے گا۔ مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ آپ زندہ ہیں اگر آپ کو سچ مچ کچھ ہو جاتا تو پاکیشیا آپ جیسے قیمتی سرمائے اور عظیم انسان سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتا اور آپ جیسے عظیم انسان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اس لئے پاکیشیا کو اس سے ناقابل تلافی حد تک نقصان پہنچ سکتا تھا"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"یہ سب عمران اور جناب ایکسٹو کی ذہانت کی وجہ سے ممکن ہوا

ہے جناب ورنہ جس طرح بلیک ماما تنظیم میری ہلاکت کا مشن لے
کر یہاں آئی تھی اس وقت تو میرے بھی اوسان خطا ہو گئے تھے
اور میں بھی یہی سمجھ بیٹھا تھا کہ شاید میرا آخری وقت آن پہنچا
ہے"...... سر داور نے کہا۔

"جب تک اس ملک میں ایکسٹو اور عمران جیسے عظیم سپوت
موجود ہیں دشمن کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے
ہیں"...... پرائم منسٹر نے عمران کی کمر پر تھپکتے ہوئے کہا۔

"یہ سپوت کیا ہوتے ہیں انکل"...... عمران نے معصومیت سے
پرائم منسٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"عمران۔ اب سنجیدہ ہو جاؤ۔ میرا نہیں تو پرائم منسٹر صاحب کے
ہی وقار کا خیال کر لو"...... سر سلطان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"ہاں عمران۔ میں واقعی اصل حقیقت جاننے کے لئے بے چین
ہوں۔ اگر بتانا چاہتے ہو تو بتا دو ورنہ میں چلا جاتا ہوں اور جب
تمہارے پاس فرصت ہو تو پرائم منسٹر ہاؤس آ کر مجھے تفصیل بتا
دینا"...... پرائم منسٹر صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔

"ارے باپ رے۔ آپ تو سنجیدہ ہو گئے"...... عمران نے
اصل لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس لئے اب تم بھی سنجیدہ ہو جاؤ"...... پرائم منسٹر نے
کہا۔

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر جناب"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا تو سر سلطان اور سر داور کے چہروں پر اطمینان کے
تاثرات نمودار ہو گئے۔

"شروع ہو جاؤ"...... پرائم منسٹر صاحب نے خوشگوار لہجے میں
کہا۔

"ضرور جناب۔ کیوں نہیں۔ ہاں تو محترم جناب عزت مآب
پرائم منسٹر صاحب اور میرے عظیم بوڑھے ساتھیو۔ قصہ کچھ یوں ہے
کہ جب چیف نے اس آدمی میرا مطلب ہے کہ ڈی فائیو کو میرے
حوالے کیا تو میں نے سر داور اور سر سلطان کے ساتھ مل کر یہ
پلاننگ کی کہ بلیک ماما کا سپیشل سیکشن جو اتنی دور سے پاکیشیا میں
پہلی بار ایک مشن لے کر آیا ہے تو اسے اس مشن میں کچھ تو کام
کرنے دیا جائے۔ انہیں اتنا موقع ضرور ملنا چاہئے کہ وہ سر داور کو
ہلاک کر کے اپنا نام بنا سکیں۔ اب یہ الگ بات ہے کہ وہ اصل سر
داور کی جگہ اپنے ہی آدمی کو ٹارگٹ بنانے کے لئے آ رہے تھے۔
میں نے سارے انتظامات اس انداز میں کئے تھے کہ ڈینجر پرنس کو
کسی مرحلے پر کوئی شک نہ ہو کہ ہارڈ روم میں جس آدمی کو بٹھایا
گیا ہے وہ سر داور نہیں کوئی اور ہے۔ مجھے اصل میں انتظار تھا ڈینجر
پرنس کا۔ میں یہی سمجھ رہا تھا کہ سر داور کو ہلاک کرنے کے لئے
ڈینجر پرنس خود آئے گا لیکن اس نے خود آنے کی بجائے یہاں
اپنے ایک آدمی کو بھیج دیا۔ اس آدمی کو ڈینجر پرنس نے نہ صرف میرا

میک اپ کرا دیا تھا بلکہ اسے ٹرانس میں لے کر اسی طرح عمران بنا
دیا تھا جس طرح ہم نے یہاں ڈی فائیو کو سرداور کا روپ دیا تھا۔
چونکہ ابھی ڈینجر پرنس کے الٹی میٹم میں کافی وقت تھا اس لئے
میں چند ضروری کام نپٹانے کے لئے باہر چلا گیا تھا اور جب میں
یہاں واپس آ رہا تھا تو راستے میں ڈینجر پرنس کے آدمیوں نے مجھ
پر حملہ کر دیا۔ میں نے ان کا مقابلہ کیا لیکن ان میں سے اچانک
ایک آدمی نے مجھ پر خنجر کا وار کر دیا۔ اس خنجر پر ایسی دوائی لگی ہوئی
تھی جس نے مجھے بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ لوگ مجھے بے ہوشی کی
حالت میں اٹھا کر اپنے ہیڈ کوارٹر لے گئے اور پھر......" عمران نے
کہا اور پھر وہ پرائم منسٹر اور وہاں موجود افراد کو وہ ساری داستان
سناتا چلا گیا جو اس کے ساتھ پیش آئی تھی۔

"جب میں یہاں پہنچا تو مجھے یہ دیکھ کر واقعی حیرت ہوئی تھی کہ
سرداور کو قتل کرنے والے نے خود کو بھی گولی مار کر ہلاک کر لیا
ہے۔ میرا خیال تھا کہ جو انسان سرداور کو ہلاک کرنے کے لئے
آئے گا وہ خود کو ہارڈ روم میں بند کر لے گا کیونکہ ہارڈ روم میں
اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا تھا۔ وہ ہارڈ روم کے ذریعے نیچے
آئے گا اور سرداور کے فارمولے کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گا
اور پھر یہاں ڈینجر پرنس اور اس کے ساتھی پہنچ جائیں گے جو اس
کی مدد کریں گے اور اسے فارمولے سمیت یہاں سے نکال کر لے
جائیں گے لیکن یہاں صورتحال مختلف تھی۔ مجھے اس بات کی سمجھ

نہیں آ رہی ہے کہ اس آدمی نے خود کو گولی کیوں ماری ہے۔ ڈینجر
پرنس نے اپنے طور پر یہ چیلنج تو پورا کر لیا ہے کہ اس نے سرداور کو
ٹھیک دس بجے ہلاک کر دیا تھا لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ
یہاں سے ہر صورت میں سرداور کو ہلاک کر کے ہاٹ واٹر فارمولا
بھی لے جائے گا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارے خیال میں ایسا کیوں کیا گیا ہے"...... پرائم منسٹر
نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں اس بات کا پتہ چل
گیا ہو کہ فارمولے کو سرداور سے الگ کر دیا گیا ہے اس لئے
انہوں نے پہلے ایک ٹارگٹ پر کام کیا اور اب دوسرے پر کرنے کا
پروگرام ترتیب دے رہے ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تم ڈینجر پرنس کے ٹھکانے سے نکل کر آئے ہو۔ کیا تم جانتے
ہو کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے"...... سر سلطان نے پوچھا۔

"جی ہاں لیکن اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ میں نے اب تک
کسی کو اس ٹھکانے کا پتہ کیوں نہیں بتایا تا کہ وہاں جا کر ڈینجر
پرنس کو پکڑا جا سکے تو آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس
ٹھکانے پر اب کچھ نہیں ملے گا۔ ڈینجر پرنس اب تک وہاں سے نکل
چکا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم نے کہا ہے کہ وہاں اسلحے کا ذخیرہ بھی تھا۔ کیا اتنی جلدی
وہاں سے اسلحے کا ذخیرہ کسی دوسری جگہ شفٹ کیا جا سکتا ہے"۔ سر

سلطان نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ وہاں کنٹینرز موجود تھے اور لفٹنگ مشینیں بھی تھیں۔ لفٹنگ مشینوں سے باکسز کو کنٹینرز میں رکھ کر کہیں بھی لے جایا جا سکتا ہے۔ بہرحال میں پھر بھی سوپر فیاض کو ٹپ دے دوں گا اگر اسے وہاں سے کچھ مل جائے تو یہ اس کی قسمت ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"تم نے سرداور کو تو بچا لیا ہے۔ کیا اعلان کے مطابق اب ڈینجر پرنس اپنا یہ مشن ڈراپ کر کے یہاں سے واپس چلا جائے گا۔ اس نے یہی اعلان کیا تھا کہ اگر وہ سرداور کو وقت پر نہ ہلاک کر سکا تو وہ اپنا مشن ڈراپ کر دے گا اور واپس چلا جائے گا اور پھر بلیک مامبا پاکیشیا کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کرے گی"۔ پرائم منسٹر نے کہا۔

"میرے خیال میں ایسا نہیں ہو گا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں۔ ایسا کیوں نہیں ہو گا۔ اب تک کی رپورٹ کے مطابق بلیک مامبا کے بارے میں جو پتہ چلا ہے۔ وہ انتہائی بااصول تنظیم ہے اور ایک بار جو فیصلہ کر لے اس سے پیچھے نہیں ہٹتی"...... سر سلطان نے کہا۔

"یہ مت بھولیں کہ ڈینجر پرنس نے سرداور کو عین وقت پر ٹارگٹ کیا ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے اپنا ہی آدمی

مارا ہے لیکن بہرحال آپ سب کو اس حقیقت کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلیک مامبا اور اس کا سپیشل سیکشن جس کا سربراہ ڈینجر پرنس ہے انتہائی ذہین اور شاطر ترین انسان ہے اور اس نے انتہائی فول پروف حفاظتی انتظامات کے باوجود اپنا کام پورا کر لیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو۔ کیا تم ڈینجر پرنس کی تعریف کر رہے ہو"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو حقیقت ہے میں وہی بیان کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اگر ڈینجر پرنس کو اس بات کا پتہ چل گیا کہ سرداور ابھی زندہ ہیں تو پھر کیا ہو گا"...... پرائم منسٹر صاحب نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"تو وہ انہیں دوبارہ ٹارگٹ کرنے کا پلان بنا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ابھی سرداور کے سر سے خطرہ ٹلا نہیں ہے"...... پرائم منسٹر صاحب نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں اور نہ ہی اس وقت تک یہ خطرہ ٹل سکتا ہے جب تک ڈینجر پرنس اور اس کا سیکشن یہاں موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم ڈینجر پرنس اور اس کے سپیشل سیکشن کا خاتمہ کرنے کا سوچ رہے ہو"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"میں تو صرف سوچ ہی سکتا ہوں جناب۔ عمل کرنے اور کرانے کا کام تو چیف کا ہے"...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اگر ڈینجر پرنس کا خطرہ اب بھی برقرار ہے تو پھر میرا تو یہی مشورہ ہوگا کہ اسے جلد سے جلد ختم کر دیا جائے تاکہ سرداور مطمئن اور پرسکون ہو سکیں اور یہ یہاں چھپنے کی بجائے دوبارہ ریڈ لیبارٹری میں جا کر اپنا کام کر سکیں"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ سرداور چاہیں تو یہ آج ہی ریڈ لیبارٹری جوائن کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"...... پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔ سر سلطان اور سر داور بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"ڈینجر پرنس کی نظروں میں یہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب اس کی ساری توجہ ہاٹ واٹر فارمولے پر ہوگی۔ سرداور کو میک اپ کر کے یہاں سے نکالا جا سکتا ہے اور یہ میک اپ میں ریڈ لیبارٹری میں اپنا کام جاری رکھ سکتے ہیں۔ سوائے لیبارٹری میں کام کرنے والے افراد کے کسی اور کو اس بات کا علم نہ ہوگا کہ سرداور زندہ ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"گڈ شو۔ تمہارا آئیڈیا تو اچھا ہے اور قابل قبول بھی ہے"۔ پرائم منسٹر صاحب نے اس کی طرف ستائشی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف میرے آئیڈیے ہی قابل قبول ہوتے ہیں۔ کوئی ایسی

نہیں ہے جو مجھے بھی قبول کر سکے"...... عمران نے ایک بار پھر پٹڑی سے اترتے ہوئے کہا تو پرائم منسٹر بھی ہنس پڑے۔

"یہ بتاؤ کہ اب مجھے کیا کرنا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"آپ اس ملک کے پرائم منسٹر ہیں جناب۔ آپ جتنی بھی کر لیں کون پوچھنے والا ہے آپ کو"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

"میری اس بات کا مطلب تو سر سلطان یا سرداور ہی بتا سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے کہنے کا مطلب تھا کہ وہ اس ملک کے پرائم منسٹر ہیں اس لئے وہ جتنی بھی چاہیں شادیاں کر لیں بھلا انہیں کون منع کر سکتا تھا۔

"یہ مذاق کر رہا ہے جناب۔ آپ چھوڑیں اس کی بات کو اور یہ بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں"...... سرداور نے عمران کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مجھے کچھ نہیں چاہئے۔ میں عمران صاحب سے جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس کا جواب چاہئے"...... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

"آپ سوال کریں گے تب ہی میں آپ کو جواب دوں گا نا۔ جب تک آپ یہ نہیں پوچھیں گے کہ دنیا میں مرغی پہلے آئی تھی یا انڈا تو میں بھلا آپ کو کیسے بتاؤں گا کہ اس سوال کا جواب تو میرے ڈیڈی کو بھی نہیں معلوم۔ شاید اماں بی جانتی ہوں"۔ عمران

نے کہا۔

"ہونہہ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سرداور کی ہلاکت کی خبر کو چھپا دیا جائے تاکہ ڈینجر پرنس کو مطمئن کیا جا سکے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔ عمران نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اچانک اس کی نظر پرائم منسٹر کے کوٹ کے کالر پر پڑی۔ دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"لگتا ہے اب ہمیں ڈینجر پرنس کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی کہ وہ اپنے مقصد میں ناکام ہو چکا ہے اور سرداور ابھی زندہ ہیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"ایک منٹ۔ ابھی بتاتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے پرائم منسٹر کے کالر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پرائم منسٹر کے کالر پر چٹکی سی بھری اور ان کے کالر پر چپکا ہوا ایک مائیکرو بگ کھینچ لیا۔ اس نے مائیکرو بگ اپنی ہتھیلی پر رکھ کر ان کے سامنے کر دیا۔

"یہ کیا ہے"...... پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مائیکرو بگ"...... عمران نے جواب دیا۔

"مائیکرو بگ۔ میرے کالر پر۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا"۔ پرائم منسٹر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اگر ڈینجر پرنس کا آدمی آپ کے پرسنل سیکرٹری کی جگہ لے سکتا ہے تو ان کے لئے آپ کے کوٹ کے کالر میں یہ بگ لگانا کیا مشکل ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن یہ بگ ہے کیا"...... پرائم منسٹر نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"اس بگ کے ذریعے ہماری یہاں ہونے والی باتیں سنی جا رہی ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو پرائم منسٹر سمیت وہاں موجود سب افراد چونک پڑے۔

"تت تت۔ تمہارا مطلب ہے کہ ڈینجر پرنس یہ سب کچھ سن رہا ہے"...... پرائم منسٹر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ اس کے سوا یہ کام کسی اور کا نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ سے زیادہ اس بات کو اور کون کنفرم کر سکتا تھا کہ سرداور ہلاک ہو گئے ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"میرے خدا۔ اب کیا ہو گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"اب وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا ڈینجر پرنس کو اس بات کا پتہ چل گیا ہے کہ سرداور زندہ ہیں"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"جی ہاں۔ اب تک ہم نے یہاں جو بھی باتیں کی ہیں وہ سب کی سب اس کے کانوں تک پہنچ چکی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کچھ کرو عمران۔ اس سے پہلے کہ ڈینجر پرنس یا بلیک مامبا پھر

سے سر داور کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں جلد سے جلد اس تنظیم کا خاتمہ کر دو۔ اب یہ سب کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے جناب۔ جو کچھ بھی کرنا ہے چیف نے کرنا ہے۔ میں جا کر چیف کو ساری حقیقت بتا دیتا ہوں اس کے بعد وہی اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے۔ ڈینجر پرنس کو روکنے اور اس کا قلع قمع کرنے کے لئے چیف کو اب پوری طاقت سے سیکرٹ سروس کو آگے لانا ہو گا ورنہ اپنی ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے ڈینجر پرنس کچھ بھی کر سکتا ہے اور اس کے کچھ بھی کرنے سے پہلے ہمیں اسے روکنا ہو گا۔ ہر حال میں"...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اب تم کہاں جا رہے ہو"...... سر سلطان نے کہا۔

"مجھے جلد سے جلد ڈینجر پرنس کے سلسلے میں چیف سے بات کرنی ہے۔ جب تک کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک سر داور یہیں رہیں گے اور جناب پرائم منسٹر صاحب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سر داور ہماری ذمہ داری ہیں ان کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ سر سلطان کے ساتھ اسی راستے سے واپس چلے جائیں تاکہ باہر موجود افراد مطمئن ہو جائیں اور اب جبکہ ڈینجر پرنس کو اس بات کا پتہ چل چکا ہے کہ سر داور زندہ ہیں تو باہر موجود

افراد سے اس بات کو چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا اور پھر اللہ حافظ کہہ کر تیزی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی سر سلطان، سر داور، میجر یاور اور پرائم منسٹر بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

عمران خفیہ راستے سے نکل کر لان میں آیا اور پھر وہ رکے بغیر عمارت سے باہر نکلتا چلا گیا۔ باہر آتے ہی اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا کو کال کیا اور اسے فوری طور پر کار لے کر باہر آنے کا کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں جولیا اس کے پاس کار لے کر پہنچ گئی۔

"یہ سب کیا ہے عمران"...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھ کر انتہائی بے تابانہ لہجے میں پوچھا۔ اس کا ذہن بدستور اس عجیب و غریب اور ناقابل یقین واقعات میں الجھا ہوا تھا۔

"کہاں کیا ہے۔ مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دے رہا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پلیز عمران۔ مجھ صاف صاف بتاؤ۔ سر داور کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس سے بڑی ناکامی اور تکلیف دہ بات کیا ہو سکتی ہے۔ ہم پاکیشیا کے نامور اور عظیم سائنس دان کو اتنی حفاظت کے باوجود بھی نہیں بچا سکے"...... جولیا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ سر داور کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا تو جولیا بری طرح سے چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے دیکھا نہیں ہارڈ روم میں تمہاری

شکل کا ایک آدمی آیا تھا اور اس نے سرداور کو بھی گولی مار دی تھی اور خود کو بھی اُڑا لیا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ ہارڈ روم میں صرف عمران ہی نقلی تھا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... جولیا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"مطلب وہی جو تم سمجھ رہی ہو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو کیا وہ سرداور نہیں تھے"...... جولیا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تمہارا چیف اتنا احمق نہیں ہے کہ سرداور کو اس طرح دشمنوں کے رحم و کرم پر ٹارگٹ کرنے کے لئے اوپن ایئر میں چھوڑ دیتا۔ چیف نے ڈینجر پرنس کو سامنے لانے کے لئے سرداور کے میک اپ میں ایک آدمی کو چارے کے طور پر استعمال کیا تھا۔ لیکن افسوس کہ ڈینجر پرنس نے سرداور کو خود آ کر ٹارگٹ کرنے کی بجائے اپنے کسی اور آدمی کو بھیج دیا تھا اور اس نے نقلی سرداور کو ہلاک کر کے خود کو بھی گولی سے اُڑا لیا"...... عمران نے کہا۔ جولیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے اسے عمران کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"کک۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی سرداور زندہ ہیں"...... جولیا نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ہونے والے شوہر کی باتوں پر یقین نہ کرنے والی بیوی کو شکی مزاج کہا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران پلیز۔ میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں"۔ جولیا نے جھلا کر کہا۔

"اگر اچھے موڈ میں ہو تو آؤ کسی کافی شاپ پر چلتے ہیں وہاں تم مجھے اپنی جیب سے کافی پلا دینا اور میں تمہیں اپنے دل کا احوال بتا دوں گا کہ میرا دل صرف اور صرف تمہارے لئے ہی دھڑکتا ہے اور......" عمران نے کہا۔

"تم بتا رہے ہو یا نہیں"...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"کہا تو ہے کافی شاپ میں چلو۔ دل کا سارا حال تمہارے سامنے کھول کر رکھ دوں گا"...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ارے ارے۔ تم تو ناراض ہو گئی۔ یہاں سے تو چلو۔ میں راستے میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور کار آگے بڑھا دی۔ کار آگے بڑھتے دیکھ کر عمران نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔ عمران سے تفصیل سن کر جولیا حیران بھی ہو رہی تھی اور خوش بھی۔ وہ حیران اس لئے تھی کہ عمران نے کس قدر جدو جہد کے ساتھ یہ سب کچھ کیا تھا اور وہ خوش اس لئے تھے کہ عمران نے اپنے ان اقدامات کی وجہ سے

سرداور کو ہلاک ہونے سے بچا لیا تھا۔

"ویل ڈن۔ آج تم نے واقعی ایسا کارنامہ کیا ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہو گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے میری تعریف کی اس کے لئے شکریہ۔ تمہارے منہ سے اپنی تعریف سن کر میرا سیروں خون بڑھ جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ اب کیا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"وہی ہو گا جو شادی کے بعد ہر جوڑے کے گھر ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

"میں ڈینجر پرنس کی بات کر رہی ہوں نانسنس۔ کیا وہ اس شکست کو آسانی سے برداشت کر لے گا اور کیا وہ اب واقعی اس مشن سے دستبردار ہو جائے گا جیسا کہ اس نے اعلان کیا تھا"۔ جولیا نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہو گا ورنہ ڈینجر پرنس اور بلیک ماما کو پاکیشیا میں مزید ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن ہم اسے تلاش کیسے کریں گے۔ اس بات کا امکان تو نہیں ہے کہ ڈینجر پرنس ہمیں وہاں مل جائے جہاں سے تم فرار ہو کر آئے ہو"...... جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں۔ اس نے وہاں سے نکلنے میں دیر نہیں لگائی ہو گی لیکن

بہرحال تم کسی کو وہاں بھیج دو۔ ہو سکتا ہے اس جگہ سے کوئی ایسا کلیو مل جائے جو ہمیں ڈینجر پرنس تک پہنچانے میں مدد کر سکے"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صفدر اور کیپٹن شکیل کو وہاں بھیج دیتی ہوں۔ تم مجھے پتہ بتاؤ"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اسے پتہ بتا دیا۔

"مجھے کار روک کر انہیں کال کرنا پڑے گا"...... جولیا نے کہا۔

عمران نے سر ہلایا لیکن اس سے پہلے کہ جولیا کار سڑک کی سائیڈ پر روکتی اچانک ایک کار بجلی کی سی تیزی سے ان کے پاس سے گزری اور دوسرے لمحے ماحول مشین گن کی مخصوص تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ جولیا نے فائرنگ کی آوازیں سنتے ہی کار بجلی کی سی تیزی سے لہرا دی۔ گولیاں چونکہ تیز رفتار کار سے چلائی گئی تھیں اس لئے عمران اور جولیا نشانہ نہ بن سکے تھے لیکن ان کی کار کی باڈی میں لاتعداد سوراخ ہو گئے تھے۔ فائرنگ کرتے ہی وہ کار تیزی سے آگے نکل گئی۔

جولیا نے تیزی سے کار کے ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا تو کار لہرائی اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ اسی وقت جولیا کی نظر عقبی آئینے پر پڑی ایک اور سیاہ رنگ کی کار تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کار کے قریب پہنچتے ہی کار کی کھڑکیوں میں سے مشین گنیں دکھائی دیں۔ جولیا نے یہ دیکھتے ہی زور سے بریک لگا دی اور پھر گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے فضا جو گونج اٹھی لیکن وہ گولیاں

کار کی باڈی کو بھی نہ چھو سکیں کیونکہ جولیا کے بروقت بریک لگانے سے وہ گولیاں کار سے آگے فائر ہوئی تھیں۔ جولیا نے دوبارہ کار کو گیئر میں ڈالا اور چاہتی تھی کہ اس کی سپیڈ میں دوبارہ اضافہ کرے لیکن عمران کی چیخ نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

"جولیا کار نشیب میں لے جاؤ"...... عمران نے چیخ کر کہا۔

جولیا نے تیزی سے کار کو نشیب کی طرف موڑا۔ اسی وقت ایک اور سیاہ رنگ کی کار ان کے قریب سے گزری اس میں سے بھی مشین گنیں دکھائی دیں اور فائرنگ ہوئی لیکن گولیاں صرف کار کی باڈی ہی چھلنی کر سکیں جولیا تیزی کے ساتھ دوبارہ کار کو سڑک پر لے آئی۔

"جولیا ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹ جاؤ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ میں بہتر طور پر ڈرائیونگ کر سکتی ہوں"...... جولیا نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"جو کہا جا رہا ہے وہ کرو اور ڈرائیونگ سیٹ سے ہٹ جاؤ"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور جولیا نے دوسرے ہی لمحے اسٹیرنگ عمران کے حوالے کر دیا اور اس نے خود عقبی سیٹ پر چھلانگ لگا دی۔ کار ایک لمحے کے لئے لہرائی اور پھر عمران نے اسے کنٹرول کر لیا اور دوسرے ہی لمحے کار کی سپیڈ میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

"تمہارے پاس مشین پسٹل ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"فرنٹ سیٹ کے نیچے پڑا ہے"...... جولیا نے کہا۔ عمران نے سیٹ کے نیچے ہاتھ مار کر مشین پسٹل نکالا اور چند میگزین بھی اٹھا لئے ادھر عمران کار کی سپیڈ میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ ادھر دوسری کاریں بھی اپنی رفتار بڑھاتی چلی گئیں آخر کار باقی کاریں تو نکل گئیں لیکن ایک کار عمران کی زد میں آ ہی گئی۔

عمران نے مشین پسٹل سے لگاتار فائرنگ کر کے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی کی کھوپڑی اڑا دی۔ ادھر اس کار سے بھی مشین گنوں سے فائرنگ جاری تھی لیکن عمران کار لہرا لہرا کر ان کی فائرنگ سے بچ رہا تھا پھر اچانک چھناکا ہوا اور ونڈ سکرین ٹوٹ گئی عمران نے تیزی سے سر اسٹیرنگ پر رکھ لیا۔ شیشے کی کرچیاں ہوئیں لیکن وہ عمران کی کمر پر گریں۔

کوٹ ہونے کی وجہ سے عمران ان کرچیوں سے محفوظ رہا اور پھر جب عمران کا چہرہ اوپر اٹھا تو اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ عمران نے مشین پسٹل اسٹیرنگ کے اوپر رکھا اور پھر ٹریگر دباتا چلا گیا اور اسٹیرنگ گھماتا رہا۔ گولیوں کا برسٹ فائر ہوا اور دشمنوں کی کار کی اگلی سیٹ تک ادھیڑتا چلا گیا۔ دشمن سیٹ کے نیچے چھپ گئے تھے اور اس تاک میں تھے کہ کب ادھر سے فائرنگ بند ہو اور وہ ابھر کر دوبارہ مشین گن کے ٹریگر دبائیں۔ آخر کار انہیں وہ وقت مل گیا۔ عمران کے مشین پسٹل کا ایمونیشن ختم ہوا تو اس نے پسٹل

جولیا کی طرف اچھال دیا جو عقبی سیٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔ مشین پسٹل کے ساتھ ہی عمران نے میگزین بھی جولیا کی طرف اچھال دیا۔ جولیا نے تیزی سے مشین پسٹل میں نیا میگزین لگایا اور مشین پسٹل عمران کو پکڑا دیا۔ اس عرصے میں ادھر سے لگاتار فائرنگ ہوتی رہی۔

عمران کار کو لہراتا اور بار بار بریکیں لگاتا رہا۔ عمران اس وقت سخت خطرے میں تھا۔ ونڈ سکرین ٹوٹ چکی تھی۔ کوئی گولی بغیر رکاوٹ کے اندر آ کر اس کا احوال پوچھ سکتی تھی۔ لیکن عمران خطروں کا کھلاڑی تھا اور خطروں سے کھیلنے کا عادی تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی شکن تک نہ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے انداز سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ زندگی اور موت کا مقابلہ نہیں بلکہ کسی فلم کی شوٹنگ کر رہا ہے۔

لوڈ مشین پسٹل ہاتھ میں آتے ہی عمران نے ہاتھ ونڈ سکرین سے باہر نکالا اور پھر ٹریگر دبا دیا اور دوسرے ہی لمحے دشمنوں کی کار کے عقبی شیشے پر خون کا ایک لوتھڑا آ گرا۔ عمران کے مشین پسٹل سے نکلی ہوئی گولی نے ایک دشمن کو چاٹ لیا تھا۔ جو مشین گن سے فائر کر رہا تھا۔ گولی نے اس کے منہ کا کچھ حصہ اڑا کر خون کے فوارے کے ساتھ باہر اچھال دیا تھا اور وہ ٹوٹے ہوئے عقبی شیشے کے چھوٹے ٹکڑے کے ساتھ لگا اپنے انجام کی عبرتناک داستان سنا رہا تھا۔

اس سے پہلے کہ عمران ایک بار پھر فائرنگ کرتا اسی لمحے اسے

مخالف سمت سے ایک ٹرک آتا ہوا نظر آیا اس ٹرک نے دشمنوں کی کار کو کراس کیا اور پھر عمران کے قریب پہنچنا ہی چاہتا تھا کہ اچانک دشمن کار سے اس کے ٹائروں پر فائرنگ ہوئی۔

عقبی ٹائر برسٹ ہوتے ہی ٹرک لہرایا اور دوسرے ہی لمحے وہ سڑک پر ترچھا ہو کر رک گیا۔ اب راستہ بند ہو چکا تھا عمران نے تیزی سے بریک لگائے ورنہ اس ٹرک سے اس کی کار ضرور ٹکرا جاتی۔ عمران نے کار کے گزرنے کا راستہ نہ پا کر کار کو جمپ دے کر روڈ ڈیوائڈر کراس کیا اور پھر کار رفتار کی آخری حدوں کو چھوتی ہوئی ایک موڑ پر آ کر رک گئی۔ عمران نے انجن بند کیا اور باہر نکل آیا۔ جولیا بھی باہر نکلی۔ عمران نے مشین پسٹل سیدھا کیا اور دور سے دھبے کو دیکھنے لگا جو تیزی سے قریب آ رہا تھا اور پھر وہ وہی کار ثابت ہوئی جس سے ابھی ان کا ٹکراؤ ہوا تھا پھر کار جونہی ان کے قریب پہنچی۔ عمران نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ مشین پسٹل کی گولی نے اپنی گرج دار آواز کے ساتھ ونڈ سکرین کا شیشہ توڑ کر سائیڈ سیٹ پر ڈرائیور کے قریب بیٹھے ہوئے مشین گن بردار کے سر کے پرخچے اڑا دیئے۔ ڈرائیور بدحواس ہوا۔ اسٹیرنگ اس کے ہاتھ میں کانپا اور کار تیزی سے سڑک کے کنارے لگے ہوئے درخت کی طرف بڑھی لیکن ڈرائیور نے تیزی سے اوسان بحال کیے اور بریک لگا دی۔

کار زوردار آواز کے ساتھ ہی رکی اور دوسرے ہی لمحے کار کو

ریورس گیئر لگا اور کار تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹتی چلی گئی عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کار کی طرف کیا پھر لیکن بجائے ٹریگر دبانے کے مشین پسٹل کو جیب میں رکھ لیا۔

"آؤ جولیا چلیں"...... عمران نے جولیا کو مخاطب کیا اور جولیا خاموشی سے کار کی طرف بڑھ گئی۔

"اسے چھوڑ کر جاؤ گے"...... جولیا نے حیرت سے کار کا دروازہ بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں"...... عمران نے مختصر جواب دیا۔

"لیکن کیوں"...... جولیا نے کہا۔

"میں اس شخص کو پہچانتا ہوں۔ اس وقت اسے قابو کرنے کی کوشش اس کی جان بھی لے سکتی ہے اور میں اسے زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا اور کار اسٹارٹ کی پھر کار ڈرائیو کرتے ہوئے اچانک عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور کال کرنے لگا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شارمن کو جانتے ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"شارمن۔ آپ کا مطلب ہے سن کلب کا مالک۔ اوور"۔ ٹائیگر

کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں اسے اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ میرا اس کے کلب میں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم فوراً اس کے کلب میں جاؤ اور اس کی نگرانی شروع کر دو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کیا صرف اس کی نگرانی کرنی ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس کے بارے میں پتہ لگاؤ کہ وہ آج کل کس کے لئے کام کر رہا ہے۔ مجھے اس کے بارے میں مکمل رپورٹ چاہئے اور وہ بھی ایک گھنٹے میں۔ اوور"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر وہ کار تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا۔ اس کے چہرے پر ہنوز سنجیدگی کے تاثرات تھے اور اس کی سنجیدگی دیکھ کر جولیا خاموش ہو گئی تھی۔

ڈینجر پرنس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے نئے ٹھکانے پر موجود تھا۔ اس کے سامنے اس کا نائب فلپ سر جھکائے خاموش کھڑا تھا اور ڈینجر پرنس اسے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے اس پر غصے کی شدت سے بری طرح سے گرج رہا تھا۔

''تم نانسنس۔ ناکارہ اور پرلے درجے کے ہڈحرام ہو۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ پاکیشیا آ کر تم اور تمہارے ساتھی چیونٹی سے بھی حقیر اور کبوتر سے بھی زیادہ بزدل بن جاؤ گے تو میں تمہیں کبھی اپنے ساتھ نہ لاتا''...... ڈینجر پرنس نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''پرنس اس نے چال ہی ایسی چلی تھی کہ ہم......'' فلپ نے کہنا چاہا۔

''تمہارے پاس دماغ نہیں ہے کیا یا عقل کا فقدان ہو گیا تھا۔ بولو جواب دو''...... ڈینجر پرنس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''سس سس۔ سوری پرنس''...... فلپ نے خوفزدہ انداز میں بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''سوری کہنے سے کام نہیں چلے گا۔ اگر تم لوگ ایک آدمی کو نہیں سنبھال سکتے تو پھر مجھے تم سب کو یہاں ساتھ لانے کا کیا فائدہ ہوا اور تم نے یہاں جس گروپ کو ہائر کیا ہوا ہے وہ تو کسی بھی کام کا نہیں ہے۔ ان پر بھاری دولت کے ضیاع کے باوجود ہمیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو رہا ہے''...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہم نے اسے ہلاک کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی پرنس۔ لیکن......'' فلپ نے کہا۔

''پھر لیکن۔ آخر تم اپنی غلطی تسلیم کیوں نہیں کرتے۔ یہ کہو کہ تم وِیک تھے اور وہ اکیلا تم سب پر بلکہ ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک ایک آدمی پر بھاری پڑ گیا تھا اور تمہارے ساتھیوں کی لاشیں بچھاتا ہوا یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا''...... ڈینجر پرنس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو فلپ نے بے اختیار سر جھکا لیا۔ ظاہر ہے وہ ڈینجر پرنس کی بات کا کیا جواب دے سکتا تھا۔ عمران ان کے ہاتھوں سے چکنی مچھلی کی طرح پھسل گیا تھا اور اس نے جاتے جاتے ہیڈ کوارٹر میں جو تباہی پھیلائی تھی وہ سب ان کے سامنے تھی۔ عمران کے روپ میں واقعی جیسے ان کے سامنے کوئی چھلاوہ آ گیا تھا جسے پکڑنا یا ہلاک کرنا ان کے بس سے باہر ہو گیا تھا اور وہ

اکیلا مسلح افراد کو چھلنی کرتا ہوا اور ہیڈ کوارٹر کی دیواریں اور دروازے دھماکوں سے تباہ کرتا ہوا نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"اس عمران کے یہاں سے نکل جانے کی وجہ سے مجھے ڈی ون سے بھی ہاتھ دھونے پڑے ہیں اور میری ساری پلاننگ چوپٹ ہو کر رہ گئی ہے نانسنس۔ میں نے ڈی ون کو مسلسل ٹرانس میں لے رکھا تھا کہ وہ سرداور کو ہلاک کرنے کے بعد اسی ہارڈ روم میں جائے گا اور پھر ہم وہاں ریڈ کریں گے اور اسے وہاں سے نکال لائیں گے لیکن جیسے ہی مجھے یہاں سے عمران کے فرار ہونے کا علم ہوا مجھے فوری طور پر ڈی ون کو ہلاکت کا حکم دینا پڑا۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو عمران ہارڈ روم میں داخل ہو جاتا اور اسے پکڑ لیتا اور پھر وہ اس کے ذریعے ہمارے دوسرے بلکہ یہاں موجود تمام ٹھکانوں تک پہنچ جاتا"...... ڈینجر پرنس نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیس پرنس۔ مجھے افسوس اور اس بات پر انتہائی شرمندگی ہے کہ میرے ساتھی کوشش کے باوجود عمران کو نکل جانے سے نہ روک سکے تھے"...... قلپ نے آخر کار اپنی نا اہلی اور ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اب افسوس کرنے اور شرمندہ ہونے کا کیا فائدہ۔ عمران نے سب کچھ ہی ختم کر دیا ہے۔ ڈی ون بھی کامیاب ہونے کے باوجود ناکام ہو گیا ہے۔ اس نے جس سرداور کو ہلاک کیا تھا وہ بھی نقلی سرداور تھا۔ عمران نے اپنے ساتھ ساتھ سرداور کی جان بھی

بچا لی ہے۔ اس نے ڈینجر پرنس کو ایسے زخم لگائے ہیں جن کی اذیت ڈینجر پرنس کے سینے میں آگ کی طرح بھڑک رہی ہے"۔ ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ حکم دیں پرنس۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت پورے شہر میں عمران کو تلاش کرتا ہوں اور وہ جہاں نظر آئے گا ہم اسے وہیں ہلاک کر دیں گے"...... قلپ نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے ڈی ٹائن میرا مطلب ہے سن کلب کے مالک شارسن کے نمبر ٹو ہنری کو اس کے پیچھے بھیج دیا ہے۔ عمران جیسے ہی داور ہاؤس سے نکلے گا ہنری اس پر موت بن کر جھپٹ پڑے گا۔ عمران کی ہلاکت اب اور زیادہ ضروری ہو گئی ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے زندگی میں پہلی بار ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور یہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں لیکن کوئی مجھ پر سبقت لے جائے اور میرا مشن ناکام کر دے یہ میری برداشت سے باہر ہے"...... ڈینجر پرنس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیس پرنس"...... قلپ نے کہا۔

"فرسٹ پوائنٹ کا کیا ہوا ہے۔ کیا وہاں سے تم نے سارا سامان نکلوا لیا ہے"...... ڈینجر پرنس نے پوچھا۔

"نو پرنس۔ سارا سامان تو وہاں سے نہیں نکلوایا جا سکا۔ وہاں جو مشنری نصب تھی اسے کھولنے اور یہاں لانے میں وقت لگ سکتا

تھا۔ اتفاق سے وہاں ہمارے چند کنٹینرز اور لوڈرز موجود تھے۔ میں نے بڑی حد تک وہاں سے سامان اٹھوا لیا ہے اور اپنے تمام آدمی بھی وہاں سے نکال لئے ہیں''...... فلپ نے کہا۔

''جو سامان اور مشنری وہاں رہ گئی تھی اس کا کیا کیا ہے تم نے''...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں نے فرسٹ پوائنٹ کو تباہ کرا دیا ہے پرنس تاکہ وہاں سے ہمارے خلاف کسی کو کوئی ثبوت نہ مل سکے''...... فلپ نے کہا۔

''تھینک گاڈ۔ تم نے کوئی تو عقل کا کام کیا''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈینجر پرنس چونک پڑا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈینجر پرنس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''ڈی ٹونٹی بول رہا ہوں پرنس۔ مشین روم سے''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... ڈینجر پرنس نے اسی انداز میں کہا۔

''مانیٹر مشین سے ڈی نائن کا لنک ہو گیا ہے پرنس''...... ڈی ٹونٹی نے ڈینجر پرنس کا غصیلا لہجہ سن کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ کیا رپورٹ ہے''...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

''ڈی نائن جس آدمی کو ہلاک کرنے گیا تھا اس کے ساتھ ڈی نائن اور اس کے ساتھیوں کی زبردست جنگ ہوئی ہے پرنس''۔ ڈی ٹونٹی نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا ڈی نائن نے عمران کو ہلاک کر دیا ہے''...... ڈینجر پرنس نے پوچھا۔

''نن نن۔ نو پرنس۔ اس اکیلے آدمی نے ہمارے بیس ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی کاریں تباہ کر دی ہیں''...... ڈی ٹونٹی نے ڈرتے ڈرتے کہا تو ڈینجر پرنس کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

''ڈی نائن۔ کیا وہ زندہ ہے یا اسے بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور کتنے آدمی گئے تھے اس کے ساتھ''...... ڈینجر پرنس نے خونخوار بھیڑیے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''ڈی نائن تیس ساتھیوں کو لے گیا تھا پرنس۔ اب ڈی نائن اور ہمارے دس ساتھی زندہ ہیں اور وہ واپس آ رہے ہیں''...... ڈی ٹونٹی نے کہا اور ڈینجر پرنس نے غصے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ ڈینجر پرنس کا چہرہ مزید بگڑ گیا تھا اور آنکھیں شعلے اگلنے لگی تھیں۔

''میں اس کا انتہائی عبرت ناک حشر کروں گا۔ اس سے شکست کا ایسا خونی انتقام لوں گا کہ اس کی آئندہ نسلیں تک یاد رکھیں گی''...... ڈینجر پرنس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''پرنس ہم عمران......'' فلپ نے ڈینجر پرنس سے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ تم میں اتنی ہمت ہی نہیں ہے کہ عمران پر ہاتھ ڈال سکو۔ تم صرف باتیں بنانا ہی جانتے ہو"...... ڈینجر پرنس نے اس کی بات کاٹتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا۔

"پرنس"...... فلپ نے دوبارہ بولنے کی کوشش کی۔

"شٹ اپ۔ اینڈ گٹ آؤٹ"...... ڈینجر پرنس نے اس بری طرح سے گرج کر کہا کہ فلپ خوف سے کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

وہ تیزی سے مڑا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا ڈینجر پرنس کے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو ڈینجر پرنس واقعی اسے گولی مار دے گا۔

"اب مجھے خود ہی میدان میں آنا پڑے گا۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا اور اسے اتنی عبرت ناک موت ماروں گا کہ آئندہ کوئی بلیک مامبا سے ٹکرانے کی جرأت بھی نہ کر سکے گا"...... فلپ کے باہر جاتے ہی ڈینجر پرنس بڑبڑایا اور پھر کچھ سوچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور رسیور کان سے لگا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

"ڈی ٹوئنٹی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ڈی ٹوئنٹی کی آواز سنائی دی۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے غرا کر کہا۔

"لیس پرنس۔ حکم"...... ڈی ٹوئنٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈی نائن اور اس کے باقی ساتھی واپس پہنچے ہیں یا نہیں"۔ ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیس پرنس۔ وہ ابھی واپس آئے ہیں"...... ڈی ٹوئنٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان سب کو مین ہال میں آنے کا کہو۔ ابھی اور اسی وقت۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے کرخت اور انتہائی سرد لہجے میں کہا اور یہ سب کہتے ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس نے چند لمحے انتظار کیا اور پھر وہ وہاں سے اٹھ کر بیرونی دروازے سے نکل کر ایک راہداری میں پہنچا۔ اس راہداری کو عبور کرنے کے بعد وہ ایک بڑے ہال میں آ گیا۔ اس ہال کی تمام دیواریں سیاہ رنگ کی تھیں۔ ہال میں سامان نام کی کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی البتہ ایک دیوار کے پاس تین فٹ اونچے چبوترے پر ایک کرسی پڑی ہوئی تھی۔ ڈینجر پرنس اس کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ پھر اسے بیٹھے ہوئے ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ کمرے میں ہلکی سی آہٹ کی آواز ابھری۔

ڈینجر پرنس نے کرسی کے قریب پڑے ہوئے میز نما کنٹرول پینل پر لگے ہوئے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سامنے دیوار میں دروازہ پیدا ہوا اور اس دروازے سے گیارہ افراد جن میں ڈی نائن بھی شامل تھا اندر داخل ہوئے انہوں نے اندر آ کر مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا اور سر جھکا کر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ ڈینجر پرنس انہیں قہرآلود نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ہنری"...... ڈینجر پرنس نے لمبے قد کے مضبوط جسم کے مالک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"...... ہنری نے ایک قدم آگے بڑھا کر سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا میں تمہاری اس ناکامی پر تمہیں مبارک باد پیش کروں اور کیا میں یہ سمجھوں کہ میرے ساتھیوں میں اب اتنی طاقت نہیں ہے کہ تعداد میں زیادہ ہونے اور ہر قسم کے اسلحے سے لیس ہونے کے باوجود وہ ایک آدمی کو ہلاک نہیں کر سکے اور اس ایک آدمی کے ہاتھوں اپنے بے شمار ساتھیوں کی لاشیں گرتے دیکھتے رہ گئے مگر اس آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکے"...... ڈینجر پرنس نے گرجتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سس۔ سوری پرنس۔ میں اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں۔ وہ انسان عقب میں بھی آنکھیں رکھتا ہے اور ہم سب بڑی مشکل سے اپنی جانیں بچا کر یہاں پہنچے ہیں"...... ہنری نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے تمہاری فتح اور کارکردگی کی ضرورت تھی۔ تمہاری بزدلی یا لاشوں کی ضرورت نہیں"...... ڈینجر پرنس نے سانپ کی طرح پھنکار کر کہا۔

"پپ پپ۔ پرنس۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے ایک موقع اور دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بار عمران میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچے گا۔ میں اسے بموں سے اڑا دوں گا"...... ہنری نے

کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نو ہنری۔ تم ڈینجر پرنس کو نہیں جانتے۔ ڈینجر پرنس اپنے ساتھیوں کو صرف ایک موقع دیتا ہے اور میں وہ موقع تمہیں دے چکا ہوں۔ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے سپرد جو کام کیا گیا تھا اسے پورا کرنے میں تم ناکام رہے ہو اس لئے ڈینجر پرنس اب تمہیں دوسرا موقع نہیں دے سکتا۔ سوری۔ رئیلی ویری سوری"۔ ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

"رحم۔ رحم پرنس۔ فار گاڈ سیک رحم کریں۔ ہمیں ایک مرتبہ۔ صرف ایک مرتبہ معاف کر دیں پرنس۔ آئندہ ہم آپ کو شکایت کا موقع نہیں دیں گے"...... ان سب نے چیختے ہوئے کہا۔

"ڈینجر پرنس کی لغت میں کوتاہی اور بزدلی کے الفاظ درج نہیں ہیں اور نہ ہی ڈینجر پرنس رحم کے لفظ سے آشنا ہے۔ تم لوگوں کو تمہاری غلطی کی سزا ضرور ملے گی"...... ڈینجر پرنس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پرنس صرف ایک مرتبہ ہمیں معاف کر دیں۔ فار گاڈ سیک۔ ہم اپنی غلطی پر شرمندہ ہیں۔ آپ ہمیں ایک اور موقع دے دیں۔ اس بار اگر ہم عمران کو ہلاک کرنے میں ناکام ہوئے تو آپ کو ہمیں سزا دینے کی زحمت نہیں کرنی پڑے گی ہم خود ہی اپنے آپ کو گولیاں مار لیں گے۔ پلیز پرنس۔ پلیز"...... ہنری نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ اب میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا"۔ ڈینجر پرنس نے دھاڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کنٹرول پینل کا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی اچانک ان کے چاروں طرف زمین سے شیشے کی موٹی موٹی دیواریں نکلیں اور تیزی سے بلند ہوتی چلی گئیں۔ دوسرے لمحے وہ سب دائرے میں بنے ہوئے شیشے کے ایک بڑے سے کمرے میں قید تھے۔ اسی لمحے سرخی ایک بار پھر آواز سنائی دی اور کمرے پر چھت پھیل گئی۔ خود کو شیشے کے روم میں قید دیکھ کر وہ سب بری طرح سے چیخنے چلانے اور گڑگڑانے شروع ہو گئے۔

ڈینجر پرنس چند لمحے تو انہیں دیکھتا رہا۔ وہ سب ڈینجر پرنس سے ہاتھ باندھ کر فریاد کر رہے تھے لیکن ڈینجر پرنس نے ان کی التجاؤں کو نظر انداز کر کے سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی سرخ بٹن پریس ہوا اچانک شیشے کے فرش پر بنے ہوئے چھوٹے چھوٹے سوراخوں میں سے نیلے رنگ کا ہلکا ہلکا سا دھواں ابھرنے لگا اور پھر یہ دھواں پورے کمرے میں بھر گیا۔ چند لمحوں کے بعد دھوئیں میں سرخ رنگ کی بجلیاں کوندیں اور پھر دھواں غائب ہونے لگا۔ جب کمرہ دھوئیں سے صاف ہوا تو کمرے کے اندر اب انسانوں کی بجائے ہڈیوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ گوشت کا کہیں وجود نہیں تھا اور ان ہڈیوں میں سے بعض سے دھواں نکل رہا تھا اور چند کھوپڑیوں میں سے ہلکی ہلکی آگ کے شعلے بھی بلند ہو رہے تھے

اور فرش پر کوئی عجیب و غریب سیال نما چیز بہہ رہی تھی۔ ڈینجر پرنس نے ان کے جسموں کو جلا دیا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہڈیاں بھی پگھل کر اس سیال مادے میں مل گئیں۔ ان کا یہ حشر دیکھ کر ڈینجر پرنس نے قہقہہ لگایا۔ بھرپور قہقہہ جس میں خونخوار اور مسرت کی جھلک نمایاں تھی۔

ڈینجر پرنس نے ایک بٹن دبا کر ہال کے چاروں جانب موجود شیشے کی دیواریں غائب کیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ہال کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں پہنچا ہی تھا کہ راہداری تیز سیٹی کی آواز سے گونج اٹھی۔ ڈینجر پرنس چونک پڑا اور تیزی سے راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔ راہداری کو عبور کر کے وہ اپنے آفس میں آ گیا۔ ڈینجر پرنس اپنی کرسی کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک دراز باہر کھینچی۔ دراز کے باہر آتے ہی اس نے اس کے اندر لگے ہوئے بٹن دبانے شروع کر دیئے اور ان بٹنوں کے اوپر حروف لکھے ہوئے تھے۔ جو حروف تہجی کے طریقے سے تھے۔ بٹنوں کے دبتے ہی اس دراز میں لگا ہوا ایک ننھا سا بلب روشن ہو گیا۔ بلب کے روشن ہوتے ہی ڈینجر پرنس نے فوراً اس بلب کو دبا دیا۔ بلب کے دبتے ہی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی دیوار میں ایک خلاء نمودار ہو گیا۔ ڈینجر پرنس دراز کو یونہی کھلا چھوڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اس دروازے سے دوسری جانب بڑھ گیا۔ اس

کے اندر داخل ہوتے ہی دروازے نما خلاء بند ہو گیا۔ اندر ایک بڑا سا ہال تھا جس کے بالکل سامنے ایک بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ ڈینجر پرنس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر چند لمحے تو بجلیاں کوندیں اور پھر ایک شبیہہ ابھری۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ شبیہہ واضح ہو گئی۔ اب سامنے سکرین پر بلیک ماما دکھائی دے رہا تھا۔ بلیک ماما کو دیکھتے ہی ڈینجر پرنس کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار دکھائی دیئے لیکن اس نے فوراً انہیں چھپایا اور مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر اسے سلام کیا۔

"ڈینجر پرنس"...... بلیک ماما کے لب ہلے اور ہال میں آواز گونجی، آواز میں درشتگی اور حیرت تھی۔

"یس بلیک ماما"...... ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں یہ سب کیا سن رہا ہوں ڈینجر پرنس۔ تم اپنے مشن میں ناکام ہو گئے ہو"...... بلیک ماما نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر ڈینجر پرنس کے چہرے پر زردی سی پھیل گئی۔ اس کا جسم بری طرح سے کپکپانے لگا۔

"یہ سب کچھ عمران کی وجہ سے ہوا ہے بلیک ماما۔ اس نے مجھے ڈاج دیا ہے۔ اس نے سرداور کی جگہ میرے ہی آدمی کو سرداور کا روپ دے کر سامنے کر دیا تھا جسے میں نے سرداور سمجھ کر ہلاک کرا دیا تھا لیکن......" ڈینجر پرنس نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ عمران تم سے زیادہ ذہین اور زیادہ تیز

ہے جس کے سامنے تم گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے ہو"...... بلیک ماما نے غرا کر کہا۔

"اوہ۔ نو۔ نو بلیک ماما۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے پوری کوشش کی تھی۔ لل لل۔ لیکن......" ڈینجر پرنس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ مجھے یہ بتاؤ کہ مشن کی ناکامی کے بعد اب تم نے کیا کیا ہے اور عمران اب تک زندہ کیوں ہے۔ بولو۔ جواب دو مجھے"...... بلیک ماما نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ میں۔ وہ وہ......" ڈینجر پرنس نے کہا وہ شاید اپنی دوسری شکست کو چھپانا چاہتا تھا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم نے پاگل انسان کی مانند اس پر احمقانہ انداز میں حملے کرائے اور الٹا اپنا نقصان کرا بیٹھے۔ جس سے تمہارے ہی آدمی اس کے ہاتھوں ہلاک ہوتے چلے گئے"۔ بلیک ماما نے اسی طرح سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما۔ مجھے عمران پر شدید غصہ آ رہا تھا۔ میں اسے ہر صورت میں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن......" ڈینجر پرنس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ ایک اکیلا آدمی تم پر اور تمہارے سیکشن پر بھاری پڑ گیا۔ یہی کہنا چاہتے ہو نا تم"...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماسبا۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے نو بلیک ماسبا"۔ ڈینجر پرنس نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہ ناکامی بلیک ماسبا کی ناکامی ہے اور بلیک ماسبا جو اب تک ناکامی کے لفظ سے بھی ناآشنا تھا۔ تمہاری وجہ سے تنظیم پر ایک سیاہ دھبہ لگ گیا ہے۔ اب اس سیاہ دھبے کو کیسے صاف کیا جائے اس کا فیصلہ تم خود کرو"...... بلیک ماسبا نے سپاٹ اور انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے ایک موقع دیں بلیک ماسبا۔ میں اس بار ایسی پلاننگ کروں گا کہ عمران کسی بھی صورت میں اس پلاننگ کا توڑ نہ کر سکے گا۔ میں سردادر کو بھی ہلاک کر دوں گا اور اسے بھی اور اس کے ساتھ ساتھ میں ہاٹ واٹر کا فارمولا بھی حاصل کر لوں گا۔ آپ مجھے صرف ایک موقع اور دے دیں"...... ڈینجر پرنس نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہی الفاظ تم سے ہنری اور اس کے ساتھیوں نے کہے تھے۔ کیا تم نے ان پر رحم کیا تھا"...... بلیک ماسبا نے کہا تو ڈینجر پرنس کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اس کی زبان جیسے جواب دینے کی بجائے تالو سے چپک گئی تھی۔

"اب کیا ہوا۔ جواب کیوں نہیں دے رہے"...... بلیک ماسبا نے غراتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سس سوری۔ بلیک ماسبا"...... ڈینجر پرنس نے کانپتے

ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونا تو یہ چاہئے کہ میں تمہیں بھی ناکامی کی ایسی ہی سزا دوں جیسی تم نے شارمن اور اس کے ساتھیوں کو دی ہے لیکن تم چونکہ میرے پرانے ساتھی ہو اور تمہارا سابقہ ریکارڈ بے داغ ہے۔ اس لئے میں نے تم پر رحم کھاتے ہوئے تمہیں ہلاک نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمہاری ناکامی کے بعد میں نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ چونکہ تمہارا وجود بلیک ماسبا تنظیم کے لئے اب ناکارہ ہو چکا ہے اس لئے تم سے یہ مشن واپس لے لیا جائے"۔ بلیک ماسبا نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو آپ مجھے موت سے بھی بڑھ کر سزا دے رہے ہیں بلیک ماسبا۔ مجھ پر رحم کریں بلیک ماسبا۔ فار گاڈ سیک"۔ ڈینجر پرنس چیختے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ اتنا چیخنے کی بجائے اگر اتنی طاقت منصوبے کی کامیابی پر لگا دیتے تو آج ہمارا یہ مشن ناکام نہ ہوتا"...... بلیک ماسبا نے غصیلے لہجے میں کہا

"ٹھیک ہے بلیک ماسبا۔ میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں"...... اچانک ڈینجر پرنس نے کچھ سوچ کر کہا۔

"درخواست۔ کیسی درخواست"...... بلیک ماسبا نے چونک کر کہا۔

"آپ مجھے ایک موقع دے دیں۔ میں اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دوں گا اور اگر میں اس بار بھی اپنے

مشن میں ناکام رہا تو میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس مشن
کی ناکامی پر خود کو بھی گولی مار لوں گا اور اپنے سیکشن کے ایک ایک
فرد کو بھی ہلاک کر دوں گا"...... ڈینجر پرنس نے اپنے آپ پر قابو پا
کر اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ میں کیسے یقین کر لوں کہ تم اس بار ناکامی سے دوچار
نہیں ہو گے"...... بلیک ماما نے اسی لہجے میں دوبارہ کہا۔

"میں صرف ایک چانس اور چاہتا ہوں بلیک ماما۔ ناکامی پر
میری لاش ہی آپ کو ملے گی"...... ڈینجر پرنس نے پر اعتماد لہجے
میں کہا۔ بلیک ماما چند لمحے سوچتا رہا۔

"تمہاری پرانی خدمات کے صلے میں میں تمہاری اس غلطی کو
معاف کرتا ہوں لیکن اگر آئندہ ایسی غلطی ہوئی تو پھر خود ہی اپنے
آپ کو گولی مار لینا ورنہ میں تمہیں قطعی طور پر معاف نہیں کروں گا۔
بلکہ تمہیں بے دردی سے ذبح کرا دینے میں خوشی محسوس کروں
گا"...... بلیک ماما نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما۔ آپ بے فکر رہیں۔ آئندہ آپ کو میری
طرف سے شکایت کا موقع نہیں ملے گا"...... ڈینجر پرنس نے کہا
اس کے اندر اب پھر وہی اعتماد جھلک آیا تھا جو پاکیشیا میں قدم
رکھتے ہوئے اس کے چہرے پر ابھرا تھا۔

"ہونہہ۔ اب بتاؤ۔ تمہارا اگلا اقدام کیا ہو گا۔ اب تم سرداور کو
ہلاک کر کے اس کے فارمولے کو کیسے حاصل کرو گے"...... بلیک

ماما نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"اگر آپ کوئی حکم دیں تو میں اس پر عمل کرنے کے لئے تیار
ہوں بلیک ماما"...... ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"اگر میں حکم نہ دوں تو پھر تم احمقانہ طور پر حملے کرانا شروع کر
دو گے"...... بلیک ماما نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نو بلیک ماما۔ پہلے میں نے غلطی کی تھی۔ اب میں ایسی کوئی
غلطی نہیں کروں گا جس کی وجہ سے مجھے ناکامی کا منہ دیکھنا
پڑے"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ہونہہ۔ ہمارے مشن کے تین حصے تھے۔ ایک ہم نے خود ہی
ڈراپ کر دیا۔ ایک تمہاری حرکتوں اور غلط پلاننگ کی وجہ سے ناکام
ہو گیا ہے اور اب آخری منصوبہ رہ گیا ہے۔ جس کی ناکامی میں قطعی
طور پر پسند نہیں کروں گا"...... بلیک ماما نے انتہائی سرد لہجے میں
کہا۔

"یس بلیک ماما۔ ہمارا فائنل مشن ضرور پورا ہو گا۔ اس مشن کو
پورا کرنے کے لئے میں سر دھڑ کی بازی لگا دوں گا"......
ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تم پر آخری مرتبہ بھروسہ کر رہا ہوں۔ میں
تمہیں مزید دو دن کا وقت دیتا ہوں۔ اگلے دو روز تک فارمولا مجھ
تک پہنچ جانا چاہئے۔ سمجھے تم"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ ایسا ہی ہو گا"...... ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ

آواز میں کہا۔

"اور ہاں۔ عمران کو اب ہلاک کرنے کی بجائے اسے زندہ پکڑنے کی کوشش کرو"...... بلیک ماما نے کہا تو ڈینجر پرنس چونک پڑا۔

"زندہ"...... ڈینجر پرنس نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت شدید حیرت ابھر آئی تھی۔

"ہاں۔ اس کا زندہ رہنا ضروری ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"لیکن بلیک ماما آپ اسے زندہ کیوں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس جیسے خطرناک انسان کا زندہ رہنا ہمارے کاز کو نقصان پہنچا سکتا ہے"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ہمارے کاز کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے تمہیں اسے زندہ پکڑنے کا حکم دیا ہے اور تمہیں میرے حکم پر عمل کرنا ہے۔ میں اسے کیوں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں اس کا جواب میں تمہیں بعد میں دوں گا"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما"...... ڈینجر پرنس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے سکرین تاریک ہو گئی اور ڈینجر پرنس نے ایک طویل سانس لیا اور جیب سے رومال نکال کر اپنے چہرے پر آیا ہوا پسینہ صاف کیا۔ جس پر باوجود موت سے چھٹکارے کے پسینے کے قطرات ابھر آئے تھے اور پھر وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

صبح کا وقت تھا سر عبدالرحمن ناشتے کی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ناشتے کا انتظار کر رہے تھے اور ناشتہ کرنے سے پہلے وہ ہمیشہ کی طرح اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔

سر عبدالرحمن کی عادت تھی کہ وہ اخبار کی موٹی موٹی خبریں ہی دیکھتے تھے۔ اگر ان کے مطلب کی کوئی اہم خبر ہوتی تو وہ اسے ہی باریک بینی سے پڑھتے تھے۔ ناشتے کی میز پر سر عبدالرحمن کے سامنے اماں بی بیٹھی ہوئی تھیں جن کے ہاتھ میں تسبیح تھی اور وہ بیٹھیں تسبیح پڑھتے ہوئے غور سے سر عبدالرحمن کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ عام طور پر ان کا کک ہی ان کے لئے ناشتہ اور کھانے وغیرہ بناتا تھا لیکن ان دنوں چونکہ سر عبدالرحمن کی بیٹی ثریا آئی ہوئی تھی اس لئے اس نے کچن خود ہی سنبھال لیا تھا۔

ثریا کا شوہر ان دنوں کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک گیا ہوا تھا اس لئے ثریا کچھ دنوں کے لئے یہاں رہنے کے لئے آ گئی تھی

اور یہاں آتے ہی اس نے کوٹھی کا سارا انتظام سنبھال لیا تھا۔ سر عبدالرحمٰن کو کک سے زیادہ ثریا کے ہاتھوں کے بنے ہوئے کھانے پسند آتے تھے اس لئے وہ اس بات سے خوش تھے کہ جب تک ثریا ہے انہیں ناشتہ، لنچ اور ڈنر بھی ثریا کے ہاتھوں کا بنا ہوا ملے گا۔

اخبار پڑھتے ہوئے سر عبدالرحمٰن کے چہرے پر فخر و مسرت کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے جو اماں بی کی نظروں سے چھپے نہ رہ سکے تھے۔

"آج خیر تو ہے۔ بڑے خوش نظر آ رہے ہیں۔ اخبار میں ایسا کیا لکھا ہے جسے پڑھ کر آپ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھلتا جا رہا ہے"...... اماں بی نے ان کا کھلتا ہوا چہرہ دیکھ کر کہا تو سر عبدالرحمٰن چونک پڑے اور انہوں نے فوراً اخبار سمیٹ کر سائیڈ پر رکھ دیا۔

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو ویسے ہی ہمیشہ خوش رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اب یہ میری خوش قسمتی ہی ہے کہ آپ کی نظر آج پہلی بار میرے کھلتے ہوئے چہرے پر پڑی ہے"۔ سر عبدالرحمٰن نے خلاف توقع بڑے خوش مزاج لہجے میں کہا۔

"ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں روز ہی آپ کا چہرہ دیکھتی ہوں۔ آپ کے چہرے پر موئے پولیس والوں کی طرح ہر وقت سختی اور کرختگی ہی چھائی رہتی تھی"...... اماں بی نے کہا۔

"میں ہوں بھی تو پولیس والا ہی"...... سر عبدالرحمٰن نے اسی

انداز میں کہا۔

"ہوں گے۔ مجھے کیا۔ میں تو ہمیشہ آپ سے یہی کہتی ہوں کہ آپ اپنے پولیس والے انداز کو اپنے دفتر تک ہی رکھا کریں۔ گھر آیا کریں تو ایک شفیق باپ اور خوش گفتار شوہر کے روپ میں آیا کریں"...... اماں بی نے کہا۔

"تو کیا میں پہلے غصیلے اور بدمزاج روپ میں آتا ہوں"۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"اور نہیں تو کیا۔ جب بھی آپ آتے ہیں تو آپ کے چہرے پر تھکن کم اور موئے پولیس والوں کا غصہ زیادہ ہوتا ہے جیسے ان پر تو بس چلتا نہیں اور سارا غصہ گھر آ کر نوکروں پر نکال لیا"۔ اماں بی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نوکروں کو ان کی غلطیوں پر ڈانٹتا ہوں۔ بلا وجہ نہیں"۔ سر عبدالرحمٰن نے منہ بنا کر کہا۔

"آپ کا ڈانٹنا زیادہ تر بلا وجہ ہی ہوتا ہے"...... اماں بی نے اسی انداز میں کہا۔

"اچھا اب بس کرو۔ شاید تمہیں میری خوشی پسند نہیں آئی اسی لئے تم ایسی باتیں بنا رہی ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"باتیں۔ کیا مطلب۔ کیا میں باتیں بناتی ہوں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مجھے صرف باتیں ہی بنانی آتی ہیں اور کچھ نہیں"...... اماں بی نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور سر عبدالرحمٰن ایک طویل

سانس لے کر رہ گئے۔

"میں خواہ مخواہ تم سے جھگڑ کر اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا"۔ سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"تو کیا مجھے دیکھ کر آپ کا موڈ خراب ہوتا ہے۔ کیا میں اتنی ہی بری ہوں۔ اگر میں اتنی ہی بری ہوں تو پھر آپ نے مجھ سے شادی ہی کیوں کی تھی۔ میری پھوٹی قسمت جو آپ جیسا پولیس والا مجھے مل گیا۔ اس سے اچھا تو یہ ہوتا کہ میں ساری زندگی کنواری ہی رہ جاتی"...... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ تم باتوں کو کہاں سے کہاں لے جا رہی ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں ہی باتیں بڑھاتی ہوں۔ آپ تو کچھ کہتے ہی نہیں۔ میں ہی منہ پھٹ ہوں۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ"۔ اماں بی نے کہا۔

"توبہ ہے تم سے۔ نجانے کس پر بھری بیٹھی ہو اور صبح صبح مجھ پر غصہ نکال رہی ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ اب تو آپ یہی کہیں گے۔ میں ہی بری ہوں جو ہر وقت آپ پر اپنا غصہ نکالتی رہتی ہوں۔ اگر میں اتنی ہی بری ہوں تو آپ مجھے چھوڑ کیوں نہیں دیتے کیوں میرے سامنے روز میرا منہ دیکھنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں"...... اماں بی نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا۔

"میں ناشتہ کرنے کے لئے بیٹھا ہوا ہوں۔ تم سے الجھنے کے لئے نہیں۔ پلیز تم تسبیح پڑھو۔ میرا ہی دن برا ہے جو میں خواہ مخواہ خوش ہو رہا تھا"...... سر عبدالرحمٰن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تو میں نے آپ سے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو ایسا طوفان آ گیا ہے اور آپ کی ساری خوشی غارت ہو گئی ہے۔ میں نے تو یہی پوچھا تھا کہ آج آپ اتنے خوش کیوں نظر آ رہے ہیں۔ میرا بولنا اتنا ہی برا لگتا ہے آپ کو تو نہ بولا کریں مجھ سے"...... اماں بی نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

"تمہاری باتوں نے میری ساری خوشی غارت کر دی ہے"۔ سر عبدالرحمٰن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہا آپ نے۔ ذرا اونچا بولیں۔ میں سمجھ گئی ہوں آپ مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں"...... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ میں بھلا تمہیں برا کیسے کہہ سکتا ہوں۔ تم تو بھلی ہی بھلی ہو۔ برا تو میں ہی ہوں"...... سر عبدالرحمٰن نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"میں بتاتی ہوں اماں بی کہ ڈیڈی آج اس قدر خوش کیوں ہیں"...... اچانک کچن سے ثریا نے ناشتے کا ٹرے لئے نکلتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمٰن چونک پڑے۔

"کیا جانتی ہو تم"...... سر عبدالرحمٰن نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آج بھائی جان کا جو کارنامہ چھپا ہے کہ ان کی وجہ سے پاکیشیا کے مایہ ناز سائنس دان سرداور کی جان بچ گئی ہے۔ ہر اخبار اور ہر ٹی وی چینل پر بھائی جان کی تعریف ہو رہی ہے اسی لئے آپ کو خوشی ہو رہی ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا"...... ثریا نے ناشتے کی ٹرے ٹیبل پر رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں تو میرا بیٹا ہے ہی تعریف کے قابل۔ اس میں شک بھی کیا ہے۔ وہ شروع سے عقل مند اور دانا ہے۔ انہوں نے ہی ناحق اسے دھتکار کر اپنے سے علیحدہ کر رکھا ہے"...... اماں بی نے کہا۔

"اسے میں نے علیحدہ نہیں کیا وہ خود اپنی مرضی سے یہاں نہیں رہتا"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ باپ بیٹے کا خیال نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا۔ آپ کو کبھی توفیق بھی ہوئی ہے یہ دیکھنے کی کہ آپ کا بیٹا کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ ہائے ہائے۔ کتنے دن ہو گئے ہیں مجھے اپنے بیٹے کو دیکھے ہوئے۔ پتہ نہیں اسے ڈھنگ کا کھانا ملتا بھی ہے یا نہیں اور وہ موا سلیمان اس کا خیال بھی رکھتا ہے یا نہیں۔ آپ نے کبھی جا کر اس کی خیر خبر لی ہے"...... اماں بی نے کہا۔

"وہ جہاں بھی ہے ٹھیک ہے"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ نے باپ ہو کر بھی اس کے

ساتھ بہت زیادتیاں کی ہیں۔ اکلوتے بیٹے کو گھر سے اور ماں سے دور رکھا ہوا ہے"...... اماں بی نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ اگر تم اسے بلانا چاہو تو بلا سکتی ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے منہ بنا کر کہا اور پھر وہ اس طرح سے چونک پڑے جیسے ان کے منہ سے نجانے کیسے عمران کو بلانے کی بات نکل گئی ہو۔

"کیا۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں ڈیڈی۔ کیا ہم واقعی بھائی جان کو بلا سکتے ہیں"...... ثریا نے سر عبدالرحمٰن کی بات سن کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ سر عبدالرحمٰن کے منہ سے بات نکل گئی تھی اور یہ بات ایسی تھی جو کمان سے نکلے ہوئے تیر جیسی تھی۔ اگر وہ اب بات بدلتے تو ثریا بھی ان سے ناراض ہو سکتی تھی اور اماں بی جو پہلے ہی غصے میں بھری بیٹھی تھیں ان کا پارہ اور چڑھ جاتا اور سر عبدالرحمٰن کا گھر سے نکلنا محال ہو سکتا تھا اس لئے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئے۔

"ہاں۔ بلا لو"...... انہوں نے دھیمے لہجے میں کہا تو ثریا کے چہرے پر انار سے پھوٹنا شروع ہو گئے۔

"دیکھا اماں بی۔ ڈیڈی نے اجازت دے دی ہے۔ یہ خود کہہ رہے ہیں کہ ہم بھائی جان کو کوٹھی میں بلا سکتے ہیں"...... ثریا نے اماں بی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اچھا کیا ہے جو انہوں نے اسے بلانے کی حامی بھر لی

ہے۔ یہ انکار کر کے تو دیکھے۔ میں ان کی جان کو نہ آ جاتی"۔ اماں بی نے کہا تو سر عبدالرحمٰن ایک اور سانس بھر کر رہ گئے۔

"وہ بہت نافرمان ہے۔ آج تک وہ مجھے اپنا باپ نہیں سمجھتا۔ اگر وہ مجھے باپ سمجھتا اور میرے مشوروں پر عمل کرتا اور میرے بتائے ہوئے اصولوں کا مذاق نہ اڑاتا تو آج اس کا مقام مجھ سے بھی بلند ہوتا۔ اس کے اندر صلاحیتیں ہیں لیکن اس نالائق نے انہیں استعمال نہیں کیا"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"بیٹا نالائق ہے تو باپ کون سا لائق ہے۔ ہر اولاد اپنے باپ پر ہی جاتی ہے"...... اماں بی نے کہا تو ثریا بے اختیار ہنس پڑی جبکہ سر عبدالرحمٰن ہونٹ بھینچ کر رہ گئے۔

"تو ڈیڈی پھر ہم آج بھائی جان کو خود گھر بلا لیں"...... ثریا نے کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کی ہر حرکت میں خوشی محسوس ہو رہی تھی جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

"ٹھیک ہے بیٹی۔ آج ہم اپنے بیٹے کو ضرور بلائیں گے۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا"...... اماں بی نے پہلے ثریا سے اور پھر سر عبدالرحمٰن سے رائے دریافت کرتے ہوئے کہا۔

"میں تو خود یہی چاہتا ہوں کہ وہ نیک اور فرمانبردار اولاد بن کر ہمیشہ میرے ساتھ رہے"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"آپ اسے اپنے پاس بٹھا کر اس سے پیار سے بات کرتا۔ وہ آپ کی ضرور سنے گا"...... اماں بی نے عمران کی طرف داری

کرتے ہوئے کہا۔

"تم کہتی ہو تو یہ بھی کر دیکھتا ہوں"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"تو پھر میں بھائی جان کو کال کروں"...... ثریا نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کھانا تو کھا لو بیٹی"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"نہیں ڈیڈی۔ اب تو بھائی جان کے ساتھ ہی کھاؤں گی"۔ ثریا نے کہا اور تیزی سے ہال کی طرف لپکی۔ ثریا نے ایک کونے میں تپائی پر رکھے فون کا رسیور اٹھایا اور عمران کے فلیٹ کے نمبر پریس کرنے لگی۔

"سلیمان دی گریٹ ابن گریٹ آف پاکیشیا خود اپنی ہی زبان سے بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"سلیمان میں گڑیا بول رہی ہوں"...... ثریا نے فوراً کہا۔ سلیمان چونکہ اسے ہمیشہ گڑیا یا چھوٹی بی بی کہتا تھا اس لئے اس نے اپنا اصل نام بتانے کی بجائے گڑیا کہا تھا کیونکہ اس کو خطرہ تھا کہ اگر اس نے چند سیکنڈ بھی دیر کی تو سلیمان اپنی ڈگریاں بتانا شروع کر دے گا۔

"گڑیا۔ ہائیں اب یہ پلاسٹک کی بنی ہوئی گڑیاں بھی بولنے لگ گئی ہیں۔ واہ۔ سبحان اللہ۔ اللہ تیرے رنگ نرالے ہیں۔ تو بہت عظمتوں والا ہے۔ گوشت کی زبان بند اور پلاسٹک کی زبان

چالو فرما سکتا ہے۔ ہاں تو کیا نام بتایا تھا گڑیا۔ مس گڑیا"۔ سلیمان نے کہا۔ عمران کی صحبت کا اثر سلیمان کی زبان سے ظاہر ہو رہا تھا۔

"سلیمان میں ثریا بول رہی ہوں"...... ثریا نے جلدی سے کہا۔

"اوہ آپ۔ چھوٹی بی بی۔ معاف کرنا۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ نے کافی عرصے بعد فون کیا ہے نا اور ویسے بھی میں دور کا سفر کر کے آیا ہوں اور میرے کانوں میں سفر کی گرد پڑی ہوئی ہے اس لئے مجھے آپ کی آواز صاف سنائی نہیں دے رہی تھی"...... سلیمان نے کہا۔

"کیوں۔ کہاں گئے ہوئے تھے تم"...... ثریا نے پوچھا۔

"میں اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا۔ ابھی لوٹا ہوں"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ بھائی جان موجود ہیں یا نہیں"۔ ثریا نے کہا۔ اس کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"یہاں تو موجود نہیں ہیں۔ اگر آپ فرمائیں تو میں انہیں اطلاع کر سکتا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بھائی جان کو کہہ دو کہ ڈیڈی کوٹھی پر ان کا انتظار کر رہے ہیں"...... ثریا نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور ڈائننگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا رہا بیٹی عمران سے بات ہوئی"...... اماں بی نے ثریا سے پوچھا۔

"نہیں اماں بی۔ بھائی جان فلیٹ میں تو نہیں ہیں۔ سلیمان نے کہا ہے کہ وہ ابھی انہیں اطلاع کر دیتا ہے"...... ثریا نے جواب دیا۔

"سلیمان۔ اس کمبخت مارے نے میرے بیٹے کا جینا محال کر رکھا ہے۔ خود کھا کھا کر ہٹا کٹا سانڈ بنتا جا رہا ہے اور میرا بیٹا سوکھ کر کانٹا بن گیا ہے۔ ناہنجار نہ میرے بیٹے کو کچھ کھانے کو دیتا ہے اور نہ اس کی صحت کا خیال رکھتا ہے"...... سلیمان کا نام سن کر اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس میں اس بے چارے کا کیا قصور۔ تمہارے ہی بیٹے نے اسے سر پر چڑھا رکھا ہے"...... سر عبدالرحمن نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ تم نوکروں کی ہی طرف داری کرنا۔ بیٹے کے بارے میں کبھی کچھ نہ کہنا جو ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی اکیلا لاوارثوں کی طرح رہ رہا ہے"...... اماں بی نے ایک بار پھر سر عبدالرحمن کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے کہا۔ سر عبدالرحمن نے کچھ کہنا چاہا لیکن ثریا کی موجودگی کی وجہ سے وہ خاموش ہو کر رہ گئے۔

"اب تم کھانا کھا لو"...... اماں بی نے ثریا سے کہا۔

"نہیں اماں بی۔ کھانا تو میں اب بھائی جان کے ساتھ ہی کھاؤں گی"...... ثریا نے کہا۔

"ٹھیک ہے پھر میں بھی عمران کے آنے کے بعد ہی کھاؤں گی"...... اماں بی نے بھی یہ کہہ کر کھانے سے ہاتھ کھینچ لئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے بھی اس نالائق کے آنے تک بھوکا ہی رہنا پڑے گا"...... سر عبدالرحمٰن نے ثریا کی طرف احتجاج بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تو کیا ہوا۔ بیٹا آ جائے گا تو مل کر کھا لینا۔ تھوڑا سا انتظار کر لو گے تو کون سی قیامت آ جائے گی"...... اماں بی نے کہا تو سر عبدالرحمٰن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ابھی آپ کے آفس جانے میں ایک گھنٹہ باقی ہے ڈیڈی۔ مجھے یقین ہے کہ بھائی جان میرا پیغام ملتے ہی یہاں دوڑے چلے آئیں گے"...... ثریا نے سر عبدالرحمٰن کا موڈ بدلتے دیکھ کر کہا تو سر عبدالرحمٰن نے ناچارگی کے عالم میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لے جاؤ پھر یہ سب۔ میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ اگر وہ آدھے گھنٹے تک آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں ناشتہ کئے بغیر آفس چلا جاؤں گا"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا۔

"نہیں۔ اگر بھائی جان آدھے گھنٹے تک نہ آئے تو میں آپ کو اپنے ہاتھوں سے ناشتہ کراؤں گی۔ ناشتہ کئے بغیر میں آپ کو آفس نہیں جانے دوں گی"...... ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سر عبدالرحمٰن اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ثریا ناشتے کی جو ٹرے لائی تھی اس نے اٹھائی اور واپس کچن کی طرف لے گئی۔ اماں بی بھی اٹھیں اور پھر وہ سٹنگ روم میں آ کر بیٹھ گئیں۔ کچھ دیر میں سر عبدالرحمٰن بھی وہیں آ گئے اور ثریا بھی وہاں آ

گئی۔

"آیا نہیں اب تک میرا بیٹا"...... اماں بی نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک تو نہیں آئے"...... ثریا نے کہا۔ اماں بی کسی سوچ میں گم ہو گئیں اور سر عبدالرحمٰن نے تپائی پر پڑی ہوئی فائل اٹھائی اور اس کے مطالعے میں غرق ہو گئے۔ ثریا نے بھی میز پر پڑا ہوا رسالہ اٹھایا اور اس کا مطالعہ شروع کر دیا اور پھر ان کی خاموشی کا شیرازہ عمران کی آواز نے بکھیرا۔

"السلام علیکم یا قبلہ والد محترم یا والدہ ماجدہ اور یا سسٹر دختر نیک اختر سلمہ ہو"...... عمران نے کہا تو اس کی آواز سن کر ثریا اچھل کر کھڑی ہو گئی اور تیزی سے اس کی طرف لپکی۔ دوسرے لمحے ہی وہ عمران سے جا کر لپٹ گئی۔ اس کے چہرے پر عمران کو دیکھ کر مسرت بھرے رنگ بکھر گئے تھے۔

"کیسی ہو تم بہنا"...... عمران نے کہا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں"...... ثریا نے کہا۔

"بس ٹھیک ہی ہوں۔ اگر میں نے کچھ اور کہا تو کہیں سے بھاری جوتا یا ہارڈ جوتی آ کر میرے سر کا مزاج پوچھنا شروع کر دے گی"...... عمران نے معصومیت سے کہا تو ثریا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ عمران نے سر عبدالرحمٰن کو سلام کیا تو انہوں نے محبت سے اس کے سلام کا جواب دیا اور عمران آگے بڑھا اور اماں بی کے

قدموں میں آ کر بیٹھ گیا۔

"آ گئے بیٹا تم"...... اماں بی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں اماں بی۔ آپ بلائیں اور میں نہ آؤں"...... عمران نے سعادت مندی سے کہا۔

"بھائی جان۔ آج میں آپ کو ایک خوشخبری سناؤں"...... ثریا نے عمران کو بازو سے پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھاتے ہوئے بڑے پیار بھرے لہجے میں چہک کر کہا۔

"اگر کوئی ایسی خوشی ہے تو پھر لڈو وغیرہ تو آنے چاہئیں۔ لیکن......" عمران کچھ کہتے کہتے رک کر شرما گیا۔

"لیکن کیا"...... ثریا نے اس کی طرف شرارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی میرا شادی کو کوئی ارادہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا تو ثریا ایک بار پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ عمران کی بات سن کر سر عبدالرحمن کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"اگر تمہارے ایسے ارادے ہیں تو بتا دو۔ ثریا آئی ہوئی ہے۔ یہ خود ہی تمہارے لئے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ لے گی"...... سر عبدالرحمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ نہیں ڈیڈی۔ میرے ارادے بے حد نیک ہیں۔ اصل میں ثریا نے خوشخبری کا کہا ہے اور واضح بات ہے کہ لڑکیاں

اپنی شادیوں پر اس طرح خوش نہیں ہوتیں بلکہ اپنے بھائیوں کی شادیوں پر ہی اتنی خوش ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے میں سمجھا کہ......" عمران نے کہا تو ثریا ایک بار پھر ہنس پڑی اور سر عبدالرحمن کے ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی۔

"تو پھر سن لو کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے"...... سر عبدالرحمن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اچھا ہی ہوا۔ ورنہ میں ڈر گیا تھا کہ ہنی مون کا خرچہ کہاں سے لاؤں گا"...... عمران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بھائی جان۔ ڈیڈی آج بہت خوش ہیں کہ آپ نے وہ کارنامہ انجام دیا ہے کہ پاکیشیا اس پر ہمیشہ فخر محسوس کرے گا"۔ ثریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کک۔ کک۔ کون سا کارنامہ"...... عمران نے ہکلا کر کہا۔

"آپ نے جس طرح سرداور کی جان بچائی ہے اس پر پورا ملک آپ کی تعریف کے گن گا رہا ہے"...... ثریا نے کہا۔

"لیکن کون گا رہا ہے۔ مجھے تو کسی کے گانے کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے"...... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب مذاق چھوڑیں اور ہمارے ساتھ ڈائننگ روم چلیں"۔ ثریا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ڈائننگ روم۔ لیکن کیوں۔ وہاں کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پتہ ہے آپ کو۔ میں نے، اماں بی اور ڈیڈی نے اب تک ناشتہ نہیں کیا ہے"...... ثریا نے کہا۔

"کیوں۔ کسی ڈاکٹر نے منع کیا تھا کیا"...... عمران نے کہا۔

"اب تم حماقتوں پر اتر آئے ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیڈی۔ میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا"...... عمران نے گھبرا کر کہا۔

"ہم سب نے آج آپ کے ساتھ مل کر ناشتہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے"...... ثریا نے کہا۔

"ہاں بیٹے۔ ثریا بیٹی کہہ رہی تھی کہ بھائی آئے گا تو ہم سب مل کر ایک ساتھ ہی ناشتہ کریں گے"...... اماں بی نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ چلو جلدی کرو۔ جلدی سے جا کر ناشتے کی ٹیبل سجاؤ۔ آج کافی عرصہ کے بعد بھائی اپنی بہن کا بنایا ہوا ناشتہ کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"بھائی جان"...... ثریا نے کچھ کہا اور پھر چونک پڑی۔

"یس مائی سسٹر"...... عمران نے برجستہ کہا۔

"ناشتہ کرنے سے پہلے آپ مجھے ہمیشہ کی طرح لطیفہ سنائیں جیسے آپ پہلے سنایا کرتے تھے"...... ثریا نے کہا۔

"کون سا لطیفہ۔ ایکریمیا والا، کانڈا یا کرانس والا یا پھر دیسی والا"...... عمران نے تیزی سے کہا۔

"مذاق نہیں بھائی جان ورنہ میں روٹھ جاؤں گی"...... ثریا نے برا منا جانے والے انداز میں کہا۔

"روٹھیں تمہارے دشمن تم کہو تو سہی۔ کون سا لطیفہ سناؤں"۔ عمران نے کہا۔

"جو مرضی سنا دیں بس اچھا ہونا چاہئے جسے سن کر ہنسی آئے"۔ ثریا نے کہا۔

"اس وقت تو مجھے کوئی لطیفہ بلکہ لطیفی بھی یاد نہیں آ رہی ہے"۔ عمران نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتی۔ جب تک آپ لطیفہ نہیں سنائیں گے میں ناشتہ نہیں کروں گی"...... ثریا نے ضد کرنے والے انداز میں کہا۔

"تو پھر میں کیا کروں۔ کسی پیر کے پاس جاتا ہوں اور تعویز......" عمران نے کہنا چاہا۔

"جائیں میں آپ سے نہیں بولتی"...... ثریا نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ ایک منٹ مجھے سوچنے دو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اپنے سر پر یوں ہاتھ مارنے لگا جیسے گہرے خیالوں میں کھو گیا ہو اور سچ مچ لطیفہ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہو۔ سر عبدالرحمٰن اور اماں بی خاموش تھے۔ بھائی بہن کافی عرصہ بعد ملے تھے اس لئے انہوں نے ان دونوں کو روکنے یا ٹوکنے کی کوشش نہ کی تھی۔

"اب سنا بھی دیں"...... ثریا نے کہا۔

"اچھا تو سنو۔ ایک آدمی نے اپنے کسی دوست کو بتایا کہ میرے پیر صاحب نے مجھے دو تحفے دیئے ہیں۔ ایک تو انہوں نے مجھے بادام پڑھ کر دیئے ہیں ان کی وجہ سے اب مجھے کوئی بات بھی نہیں بھولتی۔ میرا حافظہ انتہائی تیز ہو گیا ہے۔ اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے دوست نے پوچھا۔ کہ دوسرا تحفہ کون سا دیا ہے اس نے جواب دیا۔ کہ وہ میں بھول گیا ہوں۔ یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں"...... عمران نے ایک طویل سانس لینے کے بعد کہا تو ثریا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اماں بی اور سر عبدالرحمٰن بھی لطیفہ سن کر مسکرا دیئے تھے۔

"اب لطیفہ ہو چکا اس لئے جاؤ اور جا کر جلدی سے ناشتہ میز پر لگاؤ"...... عمران نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے بھائی جان"...... ثریا نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیز تیز چلتی ہوئی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ سر عبدالرحمٰن یا اماں بی عمران سے کوئی بات کرتے اسی لمحے ایک ملازم اندر داخل ہوا۔

"چھوٹے صاحب آپ کا فون آیا ہے"...... ملازم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا فون"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ سر سلطان صاحب ہیں لائن پر"...... ملازم نے کہا

اور سر سلطان کا نام سن کر نہ صرف عمران بلکہ سر عبدالرحمٰن بھی چونک پڑے۔

"اوہ۔ میں اپنا سیل فون کار میں بھول آیا ہوں۔ سر سلطان صاحب نے شاید فلیٹ میں سلیمان کو فون کیا ہو گا اور اس نے انہیں بتا دیا ہو گا کہ میں یہاں ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جا کر سن لو ان کا فون۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں تم سے کوئی ضروری بات کرنی ہو"...... سر عبدالرحمٰن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا ہال کی طرف بڑھ گیا۔ رسیور تپائی پر رکھا ہوا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران۔ فوراً میری کوٹھی پر پہنچو۔ میں سخت خطرے میں ہوں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم یہاں آ جاؤ۔ ابھی، فوراً"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک لائن بے جان ہو گئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے دوسری طرف سے فون لائن کاٹ دی ہو۔ عمران نے فوراً کریڈل پر ہاتھ مارا اور ٹون کلیئر ہوتے ہی وہ تیزی

سے نمبر پریس کرنے لگا۔ وہ سر سلطان کے سیل فون کے نمبر پریس
کر رہا تھا لیکن دوسرے لمحے اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے
کیونکہ دوسری جانب سے سر سلطان کا سیل فون آف مل رہا تھا۔
عمران نے رسیور تیزی سے کریڈل پر پٹخا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا باہر
نکلتا چلا گیا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل، چیف کے حکم پر دوبارہ سر داور کی لیبارٹری
کی نگرانی کے لئے پہنچ گئے تھے۔ وہ دونوں لیبارٹری سے خاصے
فاصلے پر شہر سے آنے والی سڑک کے کنارے درختوں پر چھپے
ہوئے تھے اور اس طرف آنے والی ہر گاڑی کو بغور دیکھ رہے تھے۔
ان کے پاس دوربینوں کے ساتھ ضرورت کا سارا سامان موجود
تھا۔ اگر اس طرف دشمنوں کی فوج بھی آ جاتی تو وہ ان کا بھرپور
مقابلہ کر سکتے تھے۔ یہ دونوں چونکہ اس سڑک کے پاس تھے جو ریڈ
لیبارٹری کی طرف مڑتی تھی اور دوسری طرف عام شاہراہ تھی جو
سیدھی چلی جاتی تھی۔
صفدر اور کیپٹن شکیل سڑک کے جس حصے میں چھپے ہوئے تھے
وہاں تاریکی تھی لیکن شاہراہ قریب ہونے کی وجہ سے وہ گاڑیوں کی
روشنیوں میں تینوں اطراف کی سڑکوں پر بخوبی نظر رکھ سکتے تھے۔
صفدر اور کیپٹن شکیل ایک دوسرے سے مناسب فاصلے پر تھے۔

ضرورت پڑنے پر وہ ایک دوسرے کو مخصوص آواز سے قریب بلا سکتے تھے۔

کیپٹن شکیل مین سڑک کے زیادہ قریب تھا اور ایک درخت پر چڑھا ہوا تھا کہ اچانک اس نے دور سے ایک کار کو تیزی سے آتے دیکھا۔ کار دیکھتے ہی کیپٹن شکیل مستعد ہو گیا اور اس نے اپنی توجہ اس کار کی طرف مبذول کر لی۔ اسی لمحے کار تیزی سے چوراہے کے پاس آئی اور پھر کار کے ٹائر اچانک بریک لگنے سے بری طرح سے چیخ اٹھے۔ کار ایک جھٹکے سے رکی اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر کیپٹن شکیل بری طرح سے چونک اٹھا کہ کار کا دروازہ کھلا اور ایک انسانی جسم کو انتہائی بے دردی کے ساتھ باہر پھینک دیا گیا۔ جیسے ہی اس انسان کو کار سے باہر پھینکا گیا کار اسی لمحے حرکت میں آئی اور تیزی سے سامنے کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

''کیا مطلب۔ یہ کون ہے جسے کار سے باہر پھینکا گیا ہے''۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جس سڑک پر انسان کو پھینکا گیا تھا اس طرف قدرے اندھیرا تھا اس لئے کیپٹن شکیل کو اس بات کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا کہ وہ انسان مرد ہے یا عورت۔ وہ انسان سڑک کے عین درمیان میں بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ گو کہ اس طرف آنے والی سڑک پر ٹریفک نام کی کوئی چیز نہ تھی لیکن کیپٹن شکیل کو بخوبی احساس ہو رہا تھا کہ اگر اس طرف کوئی کار آئی تو وہ سڑک پر پڑے انسانی جسم کو اچانک سامنے آنے پر بچا نہ سکے

گی۔ کیپٹن شکیل چند لمحے دور پڑے ہوئے اس انسانی جسم کو دیکھتا رہا پھر اس نے مڑ کر اس طرف دیکھا جہاں صفدر موجود تھا۔ کیپٹن شکیل نے منہ پر ہاتھ رکھا اور دوسرے لمحے ماحول الو کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ یہ آواز کیپٹن شکیل کے منہ سے نکلی تھی۔ اسی لمحے اسے جواباً الو کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل نے دور سے ایک سائے کو درخت سے کود کر اس طرف آتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر کیپٹن شکیل بھی درخت سے اتر کر نیچے آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں سایہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ یہ صفدر ہی تھا۔

''کیا ہوا۔ مجھے کیوں بلایا ہے''...... صفدر نے اس کے نزدیک آ کر کہا۔

''تم نے شاید دیکھا نہیں۔ اس طرف سے ابھی کچھ دیر پہلے ایک کار گزری ہے۔ کار ایک لمحے کے لئے رکی تھی اور اس کار میں سے ایک آدمی کو سڑک پر پھینکا گیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کار رکتے تو میں نے بھی دیکھا تھا لیکن چونکہ میں فاصلے پر تھا اس لئے میں یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ کار سے کسی کو پھینکا گیا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''میں نے دیکھا ہے اور وہ دیکھو وہ انسان اب بھی سڑک پر پڑا ہوا ہے۔ اگر اس طرف سے کوئی گاڑی گزری تو وہ اسے کچلتی ہوئی گزر جائے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا خیال ہے۔ چل کر دیکھیں کہ وہ کون ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"انسانیت کا تقاضہ تو یہی ہے کہ اسے ایک نظر دیکھ لیا جائے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ان دونوں نے جیبوں سے مشین پسٹل نکالے اور احتیاط سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے سڑک کے اس حصے کی طرف بڑھنے لگے جہاں انسانی جسم پڑا ہوا تھا۔ نزدیک جاتے ہی انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ انسانی جسم کسی لڑکی کا ہے۔ لڑکی کا لباس جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اس کے چہرے اور جسم پر جا بجا زخموں کے نشان بھی دکھائی دے رہے تھے۔ اسے دیکھ کر صاف لگ رہا تھا جیسے اس پر انتہائی بہیمانہ تشدد کیا گیا ہو۔

"کیا یہ مر چکی ہے"...... کیپٹن شکیل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ لڑکی پر جھک گیا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔

"یہ زندہ ہے لیکن بے ہوش ہے اس کی حالت دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے اس پر بری طرح سے تشدد کیا گیا ہو"...... صفدر نے کہا۔

"پھر اب کیا ارادہ ہے۔ کیا اسے قریبی ہسپتال پہنچایا جائے"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"ہسپتال لے جانے کی ضرورت نہیں۔ اس کا سانس اور نبض

نارمل ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو پھر کیا یہ یہیں پڑی رہے گی"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں اس کا بندوبست کرتے ہیں"...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے لڑکی کو اٹھایا اور سڑک کے کنارے پر ایک درخت کے عقب میں اسے لٹا دیا۔ اس طرح کہ سڑک سے گزرنے والی گاڑیوں سے اسے دیکھا نہ جا سکے۔ پھر وہ دونوں روشنی سے ہٹ کر قدرے تاریکی میں آ گئے تاکہ انہیں دور سے دیکھا نہ جا سکے۔

"پھر اب کیا ارادہ ہے۔ اس لڑکی کا کیا کیا جائے"...... تاریکی میں آنے کے بعد کیپٹن شکیل نے صفدر سے پوچھا۔

"ابھی اسے بے ہوش ہی پڑا رہنے دو۔ ہوش میں آ گئی تو شہر بھجوا دیں گے ورنہ صبح اسے ہوش میں لے آئیں گے۔ فی الحال اس وقت اس کا ہوش میں لانا ویسے بھی ہمارے لئے سود مند نہیں۔ کیونکہ اس وقت ہم ڈیوٹی پر ہیں اور یہ جگہ نہیں چھوڑ سکتے"۔ صفدر نے جواب میں کہا۔

"لیکن ہم میں سے ایک تو جا سکتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ لڑکی پر انتہائی خوفناک تشدد کیا گیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے اندرونی طور پر چوٹیں آئی ہوں اور اگر اس کا فوری علاج نہ کرایا گیا تو یہ ہلاک بھی ہو سکتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ چیف نے ہمیں سوائے تعاقب کے یہاں

سے نکلنے یا چند فرلانگ کے فاصلے پر بھی جانے سے منع کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن یہ کسی کی زندگی کا سوال ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"حکم۔ حکم ہوتا ہے۔ چیف کے حکم پر ایک تو کیا ہزاروں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ ہمیں جو حکم ملا ہے۔ ہم ہر حالت میں اس پر عمل کریں گے"...... صفدر نے سپاٹ اور سخت لہجے میں کہا اور پھر کیپٹن شکیل بھی اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

"اب کیا ارادہ ہے۔ اسے یہیں چھوڑ کر ہم اپنی پوزیشنوں پر واپس چلے جائیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ پہلے ہم لیبارٹری کے گرد راؤنڈ لگائیں گے۔ نجانے کیوں مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"خطرہ۔ کیا مطلب۔ کیسا خطرہ"...... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

"مجھے اس کا اندازہ نہیں ہے لیکن میری چھٹی حس مسلسل خطرے کا الارم بجا رہی ہے"...... صفدر نے سنجیدگی سے کہا اور پھر وہ دونوں ہی لیبارٹری کے گرد چکر لگانے کے لئے روانہ ہو گئے لیکن لیبارٹری کی طرف جانے کے بجائے صفدر کیپٹن شکیل کے ساتھ ایک لمبا چکر لگانے کے بعد لڑکی کے عقب میں پہنچا لیکن لڑکی اب بھی پہلے کی طرح ہی بے سدھ وہیں پڑی ہوئی تھی۔

صفدر کا دل و دماغ شاید ابھی مطمئن نہیں ہوا تھا۔ اس لئے وہ ادھر ادھر جائزہ لینے کے بعد سیدھا لڑکی کی طرف بڑھا اور پھر جھک کر اس کا جائزہ لینے لگا اور پھر دونوں نے مطمئن انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور لیبارٹری کا چکر لگانے کے لئے روانہ ہو گئے۔ تاریکی میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر انہوں نے ابھی لیبارٹری کی قلعہ نما عمارت کا آدھا چکر ہی لگایا تھا کہ دور سے انہیں کسی کار کے انجن کے سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ کار ان کے قریب سے گزر گئی۔ کار جونہی گزری۔ صفدر یکلخت اچھل پڑا۔

"کیپٹن شکیل چوٹ گئی۔ دوڑو"...... صفدر نے تیزی سے دوڑتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور پھر وہ دونوں ہی آدھے فرلانگ کے فاصلے پر نظر آنے والے اس درخت کی طرف اپنی پوری رفتار سے دوڑے چلے جا رہے تھے۔ جس درخت کے عقب میں لڑکی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ اسی لمحے ایک زوردار دھماکا ہوا اور صفدر کو یوں محسوس ہوا جیسے ایک گولی سنسناتی ہوئی اس کے سر کے پاس سے گزر گئی ہو اس نے فوراً کیپٹن شکیل کو پکڑا اور سڑک پر چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت یکے بعد دیگرے بے شمار دھماکوں سے گونج اٹھا۔

عمران کی کار آندھی اور طوفان کی مانند اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ سر سلطان کی رہائش گاہ کی طرف جانے کی بجائے رانا ہاؤس کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ رانا ہاؤس پہنچ کر اس نے کار گیٹ پر روکی اور مخصوص انداز میں ہارن بجانے لگا۔

ہارن سنتے ہی اندر موجود جوزف نے اس کے لئے گیٹ کھول دیا۔ عمران کو دیکھ کر جوزف کے ہونٹوں پر خوشگوار مسکراہٹ آ گئی تھی۔ وہ عمران کو دیکھ کر ہمیشہ ہی خوش ہوتا تھا۔ عمران نے جیسے ہی کار پورچ میں روکی جوزف تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ اس نے عمران کو مخصوص انداز میں سلام کیا۔

"جوانا کہاں ہے"...... عمران نے جوزف کے سلام کا جواب دے کر پوچھا۔

"وہ اپنے کسی کام کے لئے باہر گیا ہوا ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم یہیں رکو میں ابھی آتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا رانا ہاؤس کے تہہ خانے میں چلا گیا۔ تہہ خانے میں پہنچ کر وہ تیزی سے سٹور روم کی طرف بڑھا اور پھر وہاں سے اس نے چند چیزیں تیزی سے اٹھائیں اور انہیں جیبوں میں ڈالا اور ایک چھوٹا لیکن نفیس گیس ماسک اٹھایا پھر وہ واپس مڑا اور اسی طرح سے دوڑتا ہوا باہر آ گیا۔ جوزف اس کی کار کے پاس کھڑا تھا۔

"میں کار باہر نکالتا ہوں۔ تم رانا ہاؤس کا آٹو حفاظتی سسٹم آن کرو اور میرے ساتھ چلو"...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔ عمران نے خود کار نظام کے تحت گیٹ کھولا اور کار باہر لے آیا۔ جیسے ہی وہ کار باہر لایا رانا ہاؤس کا گیٹ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔ اسی لمحے جوزف آ گیا۔ عمران نے اسے کار میں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو جوزف فوراً کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

"حفاظتی سسٹم آن کر دیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کا جواب سنتے ہی عمران نے فوراً کار آگے بڑھا دی۔

"کیا بات ہے باس۔ آپ پریشان دکھائی دے رہے ہو۔ خیریت تو ہے نا"...... جوزف نے کہا۔

"خیریت ہوتی تو میں تمہیں ساتھ لے جاتا"...... عمران نے

کہا۔ مین سڑک پر آتے ہی اس نے کار کی رفتار بڑھا دی تھی اور کار اب طوفانی رفتار سے سر سلطان کی رہائش گاہ کی جانب اُڑی جا رہی تھی۔

''کیا مطلب باس۔ میں سمجھا نہیں''...... جوزف نے چونک کر کہا۔

''سمجھ جاؤ گے۔ فی الحال خاموش رہو''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں عمران سر سلطان کی رہائش گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ ابھی وہ سر سلطان کی رہائش گاہ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے دور سے سر سلطان کی رہائش گاہ کے کھلے ہوئے گیٹ سے دو کاریں باہر نکل کر تیزی سے مخالف سمت میں دوڑتی نظر آئیں۔ ان کاروں کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے کار تیزی سے لا کر سر سلطان کی کوٹھی کے گیٹ کے پاس روکی اور کار میں بیٹھے ہی بیٹھے کوٹھی کے اندر کا معائنہ کیا۔ کوٹھی کی ویرانی بتا رہی تھی کہ یہاں کوئی بہت ہی خطرناک معرکہ ہوا ہے۔

''جوزف۔ تم کوٹھی کے اندر جاؤ۔ یہ یاد رہے کہ سر سلطان کی زندگی خطرے میں ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف نے لیس باس کہہ کر اثبات میں سر ہلایا اور فوراً کار سے نکل گیا۔ عمران نے کار کے ڈیش بورڈ سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور جوزف کی طرف بڑھا دیا۔

''ضرورت پڑے تو مجھے اس ٹرانسمیٹر پر کال کر لینا۔ یہ فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر ہے''...... عمران نے کہا تو جوزف نے اس سے ٹرانسمیٹر لے لیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ وہ کار تیزی سے اس طرف لے جا رہا تھا جس طرف اس نے دونوں کاروں کو جاتے دیکھا تھا۔

وہ کاریں اب دور دھبوں کی مانند دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے کار کی رفتار تیز کر دی اور پھر سوئی ہندسوں کو عبور کرتی رہی اور دور جاتی ہوئی کاریں واضح ہوتی چلی گئیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے عمران ان کاروں کے سر پر جا پہنچا۔ جونہی عمران نے چاہا کہ رفتار مزید تیز کر کے ان کو سائیڈ مارے اچانک ہی پچھلی کار کی ونڈ سکرین ٹوٹی اور اس میں مشین گن دکھائی دی اور پھر تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی درجنوں گولیاں عمران کی کار کی طرف لپکیں۔ عمران نے تیزی سے کار سائیڈ میں کر لی اور لہرا کر گول ٹرن لیا۔ گولیاں عمران کی کار کی سائیڈ سے گزرتی ہوئیں سڑک کی دوسری جانب نکل گئیں۔

عمران نے کار کی رفتار پھر تیز کی لیکن ان کاروں سے اتنا فاصلہ رکھا کہ اس کی کار مشین گن کی گولیوں کی رینج سے باہر رہے ادھر دوسری جانب دشمن بھی کافی ہوشیار تھے۔ انہوں نے جب اس فاصلے کو محسوس کیا تو اچانک پچھلی کار کے بریک لگے اور عمران کی کار جونہی قریب پہنچی انہوں نے گولیاں برسانے کے لئے مشین گن

کا دہانہ کھول دیا۔ سینکڑوں گولیاں عمران کی کار کی باڈی سے ٹکرائیں اور اسے چھلنی کرتی چلی گئیں۔ گولیاں برسانے کے بعد کار پھر آگے بڑھ گئی۔ عمران نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر اس میں سے مشین پسٹل نکالا اور پھر کھڑکی میں سے ہاتھ باہر نکال کر اس نے آگے جاتی ہوئی کاروں پر فائرنگ کی گولیاں کاروں کی باڈی سے ٹکرائیں۔ عمران نے فائرنگ کرتے ہی ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ کار کمان سے نکلے ہوئے تیز کی مانند تیزی سے ان کی طرف بڑھی ادھر سے فائرنگ ہوئی اور عمران نے بھی جوابی فائرنگ کی اور پھر جونہی عمران کی کار دشمنوں کی کار کی فائرنگ کی زد میں آئی۔

عمران نے ایکسلیٹر پر پاؤں کا دباؤ مزید بڑھا دیا۔ سر اور جسم سٹیرنگ سے نیچے کر لیا اور پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ عمران کی کار تیزی سے دشمنوں کی ایک کار سے جا ٹکرائی۔ کار ٹکراتے ہی عمران نے بریک لگا دی دشمنوں کی کار فٹ پاتھ سے ٹکرا کر پھر سڑک پر آئی اور پھر دوبارہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران نے گیئر بدلا اور پھر کار کی رفتار بڑھا دی۔ اسی وقت کار میں سیٹی کی آواز گونجی۔ عمران نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور اسی جیسا ایک ٹرانسمیٹر نکال لیا جیسا اس نے جوزف کو دیا تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ جوزف کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... بٹن پریس ہوتے ہی جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس جوزف۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ سر سلطان"...... اس سے پہلے کہ عمران جوزف کی پوری بات سنتا اس کی نظریں دشمنوں کی پچھلی کار کی جانب گئی۔ وہ عقبی شیشے سے عمران کی کار پر ہینڈ گرنیڈ پھینک رہے تھے عمران نے ٹرانسمیٹر سائیڈ سیٹ پر رکھا اور تیزی سے بریک لگائی۔ لیکن وہ ہینڈ گرنیڈ عمران کی کار کے بونٹ پر آگرا اور ایک زور دار دھماکے کے ساتھ ہی عمران کی کار کے بونٹ کے پرخچے اڑ گئے۔ عمران کی کار لہرائی اور اس سے پہلے کہ وہ الٹتی یا کسی چیز سے ٹکراتی عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور باہر چھلانگ لگا دی۔ کار لہرائی اور فٹ پاتھ سے ٹکرا کر الٹ گئی۔ عمران بخیریت تھا۔ یہ اس کی قسمت تھی کہ وہ ونڈ سکرین کے ٹکڑوں کی زد میں نہیں آیا تھا۔ ورنہ اس کے چہرے کا حلیہ اس وقت بگڑا ہوا ہوتا۔

نیچے گرتے ہی عمران نے مشین پسٹل کا رخ ہینڈ گرنیڈ پھینکنے والی کار کی جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں ایک تواتر سے نکلیں اور کار کے عقبی ٹائر برسٹ ہوتے چلے گئے دشمنوں کی کار چند گز کا فاصلہ طے کر کے رک گئی اور اس کے ساتھ ہی آگے والی کار بھی رک گئی۔

کاروں کے رکتے ہی اس میں سے بارہ کے قریب مشین گن بردار باہر نکلے اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھے۔ عمران نے

انہیں اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر فائرنگ شروع کر دی۔ فضا میں ایک دردناک چیخ ابھری اور ایک آدمی کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ باقی تیزی سے ادھر ادھر ہو گئے۔ انہیں شاید عمران کی طرف سے فائرنگ کی امید نہیں تھی۔ چند نے زمین پر مورچے باندھے اور چند کاروں کے عقب میں ہو گئے۔ اس دوران عمران نے تیزی کے ساتھ زقند لگائی اور اپنی تباہ شدہ کار کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر عمران نے گیس ماسک اور ٹرانسمیٹر اٹھایا اور ساتھ ہی چند میگزین اٹھا لئے اور کار کے عقب میں ہو گیا اور پھر فائرنگ شروع ہو گئی۔

ادھر سے دشمن لگاتار فائر کرتے رہے تھے عمران بھی ان کی طرف فائرنگ کرتے ہوئے انہیں بھرپور انداز میں جواب دے رہا تھا لیکن اس فائرنگ سے ابھی تک سوائے ایک آدمی کے کوئی ہلاک نہ ہوا تھا۔ عمران نے فائر کرتے کرتے اچانک جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک گول سی ربڑ کی بنی ہوئی گیند نکالی اور اس کا ہاتھ میں وزن کر کے اسے دشمنوں کی کار کی جانب اچھال دیا۔ اسے اچھالتے ہی عمران نے گیس ماسک چہرے پر چڑھا لیا تھا۔ گیند دور کاروں کے قریب گرتے ہی بغیر کسی دھماکے کے پھٹ گئی اور دوسرے ہی لمحے اس میں سے گاڑھے خاکی رنگ کا دھواں نکلا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس دھوئیں کا حجم پھیلتا چلا گیا اور چند لمحوں کے بعد اس دھوئیں نے کار کے اردگرد کی فضا کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

گیس بم کے دھوئیں کے پھیلتے ہی عمران نے جست لگائی اور

ان کاروں کے پاس پہنچ گیا۔ اردگرد چھپے ہوئے لوگ بری طرح کھانس رہے تھے۔ ان کو مشین گن چلانے کا ہوش بھی نہیں رہا تھا۔ عمران تیزی سے رینگتا ہوا ان کاروں کے عقب کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر وہ ان کاروں کے پاس پہنچ ہی گیا۔ ادھر کھانسنے کی آوازیں کم ہونے لگی تھیں۔ واضح بات ہے کہ وہ بے ہوش ہو رہے تھے اور جو چند ہوش میں تھے وہ کھانس رہے تھے انہوں نے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا تاکہ اگر ان کاروں کے اندر کوئی خاص چیز ہو تو اسے اپنے قبضے میں لے لے۔ ورنہ عمران اگر چاہتا تو ان کے ہینڈ گرنیڈ پھینکنے کے جواب میں گرنیڈوں کی بارش کر کے ان کو کاروں سمیت آن واحد میں ختم کر سکتا تھا۔ لیکن عمران کا ارادہ ہی کچھ اور تھا۔ وہ پہلے ان کاروں کی اچھی طرح تلاشی لے کر وہ سب سے اہم چیز اپنے قبضے میں کر لینا چاہتا تھا۔ جس کی بنا پر انہوں نے سر سلطان کی کوٹھی پر حملہ کیا تھا اور یہ بات تو بالکل واضح تھی کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر ہی وہاں سے منظم طریقے سے روانہ ہوئے ورنہ اگر انہیں اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی ہوتی تو وہ اکٹھے نہیں بلکہ انتہائی افراتفری میں وہاں سے روانہ ہوتے۔ عمران نے آہستہ آہستہ ایک کار کے قریب پہنچ کر اس کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن ساری کار کو اچھی طرح چیک کرنے کے باوجود سوائے سیٹوں پر بکھرے ہوئے میگزین کے اسے کچھ بھی نہ مل سکا تو وہ دوسری کار

کی طرف بڑھ گیا اور پھر جونہی اس نے کھڑکی کے شیشے سے کار کے اندر کا جائزہ لیا۔ تو وہ چونک پڑا اور دوسرے ہی لمحے اس نے ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھولا اور سیٹ پر جھک گیا۔

اندر سیٹ پر سر سلطان بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کے سینے سے خون بہہ رہا تھا اور وہ بے سدھ سیٹ پر لڑھکے ہوئے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے ہوں۔ عمران نے بے تابی سے سر سلطان کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ نبض چیک کی وہ صحیح چل رہی تھی۔ عمران نے جلدی سے سر سلطان کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور کار سے نکلا ہی تھا کہ دوسری جانب سے اندھا دھند اس پر اچانک فائرنگ شروع ہو گئی۔ عمران نے سر سلطان سمیت خود کو فوراً زمین پر گرا لیا۔ اگر اسے ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہو جاتی تو دونوں کے جسموں کے پرخچے اڑ جاتے۔ عمران نے لیٹے لیٹے اپنی جیب سے ایک اور گیس بم نکالا یہ بھی پہلے بم کی طرح گیند نما ہی تھا۔

بم کا سیفٹی پن کھینچ کر عمران نے اسے اندازے سے اس طرف پھینک دیا جس طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ دوسرے ہی لمحے بم بغیر آواز سے پھٹا اور وہاں پر دوبارہ دھواں پھیل گیا۔ دھوئیں کے پھیلتے ہی عمران نے جلدی سے سر سلطان کو دوبارہ اپنے کندھے پر لادا اور تقریباً دوڑتا ہوا دور نشیب کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ نشیب میں اترتے ہی عمران لڑکھڑایا اور عمران کے جسم نے تین چار ہچکولے

لئے اور وہ لہراتا ہوا اچانک زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

عمران کے ساتھ ہی سر سلطان بھی زمین پر گر پڑے۔ اس سے پہلے کہ عمران اٹھتا اس نے اچانک سر سلطان کو یوں اٹھتے دیکھا جیسے سر سلطان کو کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ ابھی عمران سر سلطان کو حیرت سے دیکھ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے سر سلطان آگے بڑھے اور انہوں نے اچانک زور دار ٹھوکر عمران کے سر پر رسید کر دی۔ عمران کی کھوپڑی میں سورج سا روشن ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا سر سلطان کی پے در پے اس کے سر پر پڑنے والی ٹھوکروں نے اس کے دماغ میں طلوع ہونے والے سورج کو غروب کر دیا اور عمران کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے سر سلطان کے زور دار قہقہے سنے۔ فتح و کامرانی سے بھرپور قہقہے۔ جن سے غرور جھلک رہا تھا۔

رات کے سناٹے میں شہر سے باہر مضافاتی سڑک پر سیاہ رنگ کی ایک کار تیزی سے دوڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کار میں ایک لڑکی کے علاوہ چار مرد تھے لڑکی کا لباس پھٹا ہوا تھا اور جسم پر جا بجا تشدد کے نشانات دکھائی دے رہے تھے جیسے کئی درندوں نے اسے تشدد کا نشانہ بنایا ہو اور اس لڑکی نے بھی ان کا خوب مقابلہ کیا ہو۔ لیکن اس وقت وہ لڑکی بجائے آنسو بہانے کے ان لوگوں سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی جیسے وہ اس کے دشمن نہ ہوں بلکہ دوست ہوں۔

سیاہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک قوی ہیکل آدمی بیٹھا ہوا تھا وہ چہرے سے کافی خطرناک دکھائی دے رہا تھا۔ باقی تین افراد بھی چہروں سے چھٹے ہوئے بدمعاشوں دکھائی دے رہے تھے لیکن ان سب نے قیمتی اور سلیقے کے لباس پہن رکھے تھے۔ کار کی ہیڈ لائٹس آف تھیں اور کار سبک رفتاری سے مضافات کی طرف جانے والی

سڑک کی جانب اُڑی چلی جا رہی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ دوسرے دو آدمی پچھلی سیٹ پر تھے اور لڑکی عقبی دائیں سائیڈ کی کھڑکی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اچانک سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کے ہاتھ میں موجود جدید ساخت کے مگر چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو وہ سب یوں خاموش ہو گئے جیسے اچانک انہیں سانپ سونگھ گیا ہو۔

"دیکھو کس کی کال ہے ڈی سیون"...... لڑکی نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے"...... ڈی سیون نے اثبات میں سر ہلا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں۔ اوور"...... بٹن آن ہوتے ہی دوسری طرف سے ڈینجر پرنس کی سرد آواز سنائی دی۔

"ڈی سیون بول رہا ہوں پرنس۔ اوور"...... ڈی سیون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں تک پہنچے ہو تم۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے پوچھا۔

"ہم منزل کے قریب ہیں پرنس۔ آدھے گھنٹے میں ہم منزل پر پہنچ جائیں گے۔ اوور"...... ڈی سیون نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"منزل پر پہنچ کر تم سب کو وہی سب کچھ کرنا ہے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"یس پرنس۔ ہم آپ کے حکم کے مطابق ہی سارا کام کریں گے۔ اوور"...... ڈی سیون نے کہا۔

"تم خاص طریقہ صرف وہاں پر موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبرز کے لئے استعمال کرو گے۔ وہ طریقہ سرداور کی لیبارٹری کے سیکورٹی گارڈز کے لئے استعمال نہ کرنا۔ یہ یاد رہے کہ تم سب اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے تمام طریقے آزما سکتے ہو لیکن ڈی الیون صرف اسی پلاننگ کے مطابق کام کرے گی جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ہر حالت میں باقی کام حسب حکم ہونا چاہئے۔ سمجھ گئے تم۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے تحکمانہ انداز میں حکم سناتے ہوئے کہا۔

"یس پرنس۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور"...... ڈی سیون نے جواب دیا اور اس کا جواب سن کر ڈینجر پرنس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ڈی سیون نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور گردن موڑ کر لڑکی کی طرف دیکھنے لگا جس کا نمبر ڈی الیون تھا۔

"ڈی الیون تم نے پرنس کا حکم سن لیا ہو گا۔ یاد رکھنا اب سارا کام تمہارا ہے"...... ڈی سیون نے ڈی الیون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں میں سمجھتی ہوں۔ وہ لوگ جیسے ہی میری طرف متوجہ ہوں تم لوگ عقب سے عمارت کے اندر داخل ہو جانا۔ میں باہر رہ کر سپیشل مائیک کے ذریعے تمہیں سیکرٹ سروس کے ارکان کی نقل و

حرکت سے آگاہ کرتی رہوں گی"...... ڈی الیون نے جواب میں کہا۔

"مجھے پتہ ہے کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو کیا کرنا ہے۔ تم اپنا کام کرنا باقی ہم سب خود ہی سنبھال لیں گے"...... ڈی سیون نے منہ بنا کر کہا جیسے اسے ڈی الیون کا مشورہ دینا پسند نہ آیا ہو۔ ڈی الیون نے اس کی بات سن کر لاپرواہی سے کاندھے اچکا دیئے۔ کار میں خاموشی چھا گئی۔ کار آگے جا کر ایک بڑی سڑک کی طرف گھوم گئی۔ جلد ہی انہیں دور سے ایک قلعہ نما عمارت دکھائی دینے لگی۔ عمارت کے نزدیک پہنچتے ہی ڈرائیور نے کار آہستہ کی اور جونہی کار ایک الیکٹرک پول کے قریب پہنچی۔ کار کا دروازہ کھلا اور ڈی الیون سڑک پر دور تک لڑھکتی چلی گئی۔ جیسے ہی ڈی الیون کار سے کودی ڈرائیور نے فوراً کار آگے بڑھا دی اور دیکھتے ہی دیکھتے کار تاریکی کا ہی ایک جزو بن گئی۔

ڈی الیون جان بوجھ کر کچھ دور تک لڑھکتی رہی پھر وہ ایک جگہ رک گئی۔ وہاں رک کر وہ چند لمحے تڑپتی رہی پھر وہ یوں ساکت ہوتی چلی گئی جیسے وہ بے ہوش ہو گئی ہو۔ ابھی اسے بے ہوشی کی اداکاری کرتے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک فضا میں الو کی آواز گونجی اور پھر کچھ فاصلے سے بھی الو کی آواز میں جواب دیا گیا اور پھر اچانک تاریکی میں سے دو سائے سڑک کی طرف بڑھے۔ دونوں سائے مخالف سمتوں سے آئے تھے۔ سڑک

پر آکر وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آ گئے اور حیرت سے سڑک پر پڑی ہوئی اس لڑکی کی طرف دیکھنے لگے۔ ڈی الیون انہیں کن انکھیوں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں کچھ دیر آپس میں باتیں کرتے رہے پھر دونوں ڈی الیون کی طرف بڑھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اس کے قریب آ گئے۔ انہیں قریب آتے دیکھ کر ڈی الیون نے آنکھیں بند کر لیں لیکن اس کی ساری توجہ ان آوازوں پر مرکوز تھی۔ ڈی الیون کو اس بات میں خاص مہارت حاصل تھی کہ وہ اپنے اعصابی نظام کو کنٹرول کر سکتی تھی۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

''کیا یہ مر چکی ہے''...... ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں دیکھتا ہوں''...... دوسرے نے کہا اور پھر وہ اس پر جھک گیا اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔

''یہ زندہ ہے لیکن بے ہوش ہے اس کی حالت دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے اس پر بری طرح سے تشدد کیا گیا ہو''...... دوسرے نوجوان نے کہا۔

''پھر اب کیا ارادہ ہے۔ کیا اسے کسی قریبی ہسپتال پہنچایا جائے''...... دوسرے نوجوان نے پوچھا۔

''ہسپتال لے جانے کی ضرورت نہیں۔ اس کا سانس اور نبض نارمل ہے''...... پہلے آدمی نے جواب دیا جس نے ڈی الیون کی نبض چیک کی تھی۔

''تو پھر کیا یہ یہیں پڑی رہے گی''...... پاس کھڑے دوسرے نوجوان نے حیرت سے پوچھا۔

''نہیں اس کا بندوبست کرتے ہیں''...... پہلے نوجوان نے کہا اور پھر اس نے ڈی الیون کو اٹھایا اور سڑک کے کنارے پر ایک درخت کے عقب میں اسے لٹا دیا۔ اس طرح کہ سڑک سے گزرنے والی گاڑیوں سے اسے دیکھا نہ جا سکے۔ اسے لٹانے کے بعد نوجوان نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا اور وہ دونوں وہ جگہ چھوڑ کر درختوں کے عقب میں تاریکی میں گم ہو گئے۔

انہیں جاتے دیکھ کر ڈی الیون نے فوراً آنکھیں کھول دی۔ اس وقت تک وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے سامنے سڑک کی طرف بڑھ گئے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ درختوں کے پیچھے غائب ہو گئے۔ انہیں جاتے دیکھ کر اس نے تیزی کے ساتھ اپنی پنڈلی میں چمڑے کی پٹی کے ساتھ بندھے ہوا ریوالور کھینچ کر باہر نکال لیا۔ اسے یقین تھا کہ وہ چونکہ لڑکی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان [illegible] ہیں اس لئے وہ اس کی تلاشی نہیں لیں گے اس لئے اس نے ریوالور اپنی پنڈلی کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ اس نے دوسری پنڈلی پر بندھی ہوئی چمڑے کی پٹی سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی نکال لیا۔ ڈی الیون نے مشین پسٹل تو اردگرد پھیلی ہوئی اونچی گھاس میں درخت کے تنے کے پاس چھپا لیا تھا اور ٹرانسمیٹر اپنے جسم کے نیچے چھپا لیا اور پھر ڈی الیون نے

لیٹے ہی لیٹے اپنی آنکھوں کو گھما گھما کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو وہاں موجود نہ پا کر اس نے اپنے جسم کے نیچے سے ٹرانسمیٹر نکالا اور لیٹے لیٹے ہی اس کا بٹن پریس کر کے اسے آن کرنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلی تو ڈی الیون نے فوراً ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی سیٹی کی آواز بند ہو گئی اور پھر ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔ جو قریب موجود انسان کے کان بھی نہیں سن سکتے تھے۔

"ڈی سیون بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری جانب سے کہا گیا آواز میں تیزی تھی۔

"ڈی الیون بول رہی ہوں۔ اوور"...... ڈی الیون نے ہلکی سی بڑبڑاہٹ سے جواب دیا۔ اس کی آواز بھی ایک فٹ سے دور نہیں سنائی دے سکتی تھی۔

"کیا حالات ہیں۔ اوور"...... ڈی سیون نے پوچھا۔

"یہاں نگرانی کرنے والے سیکرٹ سروس کے ارکان کی تعداد دو ہے اور دونوں ہی انتہائی چالاک ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ انتہائی احتیاط کے باوجود ان میں سے ایک کو مجھ پر شک ہو گیا تھا لیکن بہرحال اس نے میری تلاشی نہیں لی۔ اوور"...... ڈی الیون نے جواب دیا۔ لیکن آواز اب بھی بہت زیادہ آہستہ تھی اور آواز کے ساتھ ہی اس کی نظریں ادھر ادھر کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"تم ان کی گرفت میں آ گئی ہو۔ اوور"...... ڈی سیون نے تقریباً چیختے ہوئے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں۔ کیسی احمقانہ گفتگو کر رہے ہو۔ اگر میں ان کی گرفت میں ہوتی تو تم سے یوں آزادانہ گفتگو کر رہی ہوتی۔ میں اس وقت ان کے قبضے میں ضرور ہوں لیکن مظلوم لڑکی کی حیثیت سے۔ تم اپنی رپورٹ دو۔ اوور"...... ڈی الیون نے جواب دیا۔

"ہم نے کار لیبارٹری سے بہت دور روک دی تھی اور پیدل چلتے ہوئے لیبارٹری کی عمارت کی طرف آئے تھے۔ ہم نے درختوں پر پناہ لے رکھی ہے۔ اس طرف عمارت کے گرد فورس پھیلی ہوئی ہے جو عمارت کی حفاظت کر رہی ہے لیکن ہمیں ان کی پرواہ نہیں ہے۔ ہم ابھی ان پر ریڈ شیل فائر کریں گے۔ ریڈ شیل فائر ہوتے ہی یہ سب ایک لمحے میں بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر ہم لیزر گن سے دیوار کاٹ کر اندر داخل ہو جائیں گے۔ ہم ڈائریکٹ لیبارٹری میں جانے کی بجائے لیبارٹری کے سٹرانگ روم میں جائیں گے جس کا ہمارے پاس نقشہ ہے۔ ڈیجر پرنس نے ہمیں اس لاکر کے بارے میں تفصیل بتا دی ہے جس میں ہاٹ واٹر فارمولا موجود ہے۔ ہم لاکر کاٹ کر فارمولا حاصل کریں گے اور یہاں سے فوراً نکل جائیں گے۔ اس سارے کام میں ہمیں بیس منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگیں گے۔ اس وقت تک تمہیں ان دونوں کو وہیں روکنا ہے اور اگر وہ کوئی گڑبڑ کریں تو انہیں وہیں گولی مار دینا۔ یہ

ڈینجر پرنس کا حکم ہے۔ سمجھ گئی تم۔ اوور“...... ڈی سیون نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ وہ عمارت کا راؤنڈ لگانے گئے ہیں۔ تم ابھی انتظار کرو۔ جیسے ہی وہ مجھے واپس آتے دکھائی دیں گے میں تمہیں اطلاع دے دوں گی پھر تم وہاں ریڈ شیل فائر کر دینا۔ اوور“...... ڈی الیون نے کہا۔

”اوکے۔ ہم تمہارے کاشن کا انتظار کریں گے۔ اوور“...... ڈی سیون کی آواز سنائی دی۔

”اوکے۔ تم ٹرانسمیٹر ہر وقت آن رکھنا۔ میں تمہیں حالات سے آگاہ کرتی رہوں گی۔ اوور“...... ڈی الیون نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اوور“...... اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے آواز آنا بند ہو گئی۔ ڈی الیون نے ٹرانسمیٹر ایک بار پھر اپنے جسم کے نیچے چھپا لیا۔ اسی لمحے اس نے ان دونوں کو دور سے اس طرف آتے دیکھا۔ ڈی الیون نے فوراً ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا ایک بٹن مسلسل پریس کرنا شروع کر دیا۔ اس بٹن کو پریس کر کے وہ ڈی سیون کو لائن کلیئر ہونے کا کاشن دے رہی تھی کہ اب وہ اپنی کارروائی شروع کر سکتا ہے۔ ڈی الیون کی نظریں ان سایوں پر جمی ہوئی تھیں جو اس کے قریب آتے جا رہے تھے۔ ڈی الیون نے فوراً ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے جھاڑیوں میں اچھال دیا۔ اسے یقین تھا کہ اس طرف اندھیرا ہونے کے باعث آنے والوں نے اسے

ٹرانسمیٹر پھینکتے نہ دیکھا ہو گا۔ ان کے قریب آنے پر ڈی الیون نے فوراً آنکھیں موند لیں۔ چند ہی لمحوں بعد ایک آدمی اس کے قریب آیا اس نے ایک بار پھر اس کی نبض چیک کی اور پھر وہ اطمینان کا سانس لیتا ہوا واپس مڑ گیا۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے پھر سڑک کی طرف بڑھے تو ڈی الیون تیزی سے رینگتی ہوئی ان جھاڑیوں کی طرف بڑھی جہاں اس نے ٹرانسمیٹر اچھالا تھا۔ اسے ٹرانسمیٹر ڈھونڈنے میں زیادہ وقت نہ لگا۔ اس نے فوراً ٹرانسمیٹر آن کیا اور دوسری طرف کال دینے لگی۔

”ڈی سیون بول رہا ہوں۔ اوور“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈی سیون کی آواز سنائی دی۔

”وہ دونوں سڑک کے کنارے پر ہی ہیں۔ تم کہاں تک پہنچے ہو۔ اوور“...... ڈی الیون نے پوچھا۔

”بس تھوڑا سا اور انتظار کر لو ہم اپنا کام پورا کرنے ہی والے ہیں۔ اوور“...... ڈی سیون نے کہا تو ڈی الیون خاموش ہو گئی۔ اس کی نظریں بدستور سامنے سڑک پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے ان دونوں افراد کے سائے دکھائی دے رہے تھے۔ دس منٹ گزرنے کے بعد ٹرانسمیٹر سے ڈی سیون کی آواز سنائی دی۔

”ڈی الیون کیا تم میری آواز سن رہی ہو۔ اوور“...... ڈی سیون نے کہا۔

”ہاں سن رہی ہوں۔ اوور“...... ڈی الیون نے کہا۔

”تو پھر سنو۔ ہم کامیاب ہو گئے ہیں اور ہم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے۔ اوور“...... ڈی سیون نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ڈی الیون کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”کیا تم نے چیک کر لیا ہے کہ وہ اصل فارمولا ہے۔ اوور“۔ ڈی الیون نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ اصل فارمولا ہے۔ اوور“۔ ڈی سیون نے جواب دیا۔

”ویل ڈن۔ ابھی تم باہر آنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ وہ دونوں میرے پاس سے ہٹ گئے ہیں اور اس وقت دونوں ہی لیبارٹری کی عمارت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ حالات کے نارمل ہوتے ہی میں تمہیں مطلع کر دوں گی۔ اس وقت تم باہر آ جانا ویسے اس سیکورٹی آفیسر کا کیا رہا ہے۔ کیا وہ تعاون کر رہا ہے۔ اوور“...... ڈی الیون نے پوچھا۔

”ہاں۔ اسی سیکورٹی آفیسر کی ہدایات اور رہنمائی میں تو ہم صحیح جگہ پہنچے ہیں۔ ورنہ اندر ایسا گورکھ دھندا پھیلا ہوا ہے کہ ہم کیا پوری بلیک ماما تنظیم چکرا کر رہ جائے۔ ایسی عظیم اور حیرت انگیز لیبارٹری ہم نے پوری دنیا میں آج تک نہیں دیکھی۔ اس سے پہلے ہم نے کرانس کی لیبارٹری تباہ کی۔ جاپان کی لیبارٹری کے بھی ہم نے پرخچے اڑائے ہیں اور کارمن کی لیبارٹری بھی ہماری ہی زد میں آئی تھی اور اس کے علاوہ ایکریمیا اور یورپ کی اعلیٰ ترین

لیبارٹریاں بھی ہم تباہ کر چکے ہیں لیکن پاکیشیا کی یہ لیبارٹری ان سب سے منفرد ہے۔ ایسا اعلیٰ ترین نظام ہماری نظروں سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہے۔ بہت ہی جدید لیکن انتہائی پر پیچ اور شاطر قسم کا نظام ہے۔ کسی انتہائی اعلیٰ ذہن کی پیداوار ہے میں صاف دل سے اس بات کا اقرار کر رہا ہوں کہ اگر یہ سیکورٹی آفیسر ہمارا پوری طرح سے ساتھ نہ دیتا اور ڈینجر پرنس ہمیں جدید ترین اور اعلیٰ قسم کے کوڈ نہ مہیا کرتا۔ تو ہماری یہاں کامیابی بالکل ناممکن تھی۔ اوور“۔ ڈی سیون نے کھلے دل سے لیبارٹری کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب تم خاموش ہو جاؤ۔ وہ میری جانب ہی آ رہے ہیں کہیں انہیں شک نہ پڑ جائے اور تم اب لیبارٹری کی عمارت سے باہر نکلنے کی کوشش کرو۔ اوور“...... ڈی الیون جو خاموشی سے اب تک ڈی سیون کی باتیں سن رہی تھی اچانک ہی اس کی بات کاٹ کر بولی اور پھر دونوں طرف ہی خاموشی چھا گئی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کی طرف ہی آ رہے تھے پھر وہ اس کے قریب پہنچ کر رک گئے۔ انہوں نے تیسری بار اس کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا اور پھر دونوں ہی مطمئن ہو کر لوٹ گئے۔ اب ان کا ارادہ لیبارٹری کی طرف جانے کا تھا۔ پھر وہ جونہی ڈی الیون کی نظروں سے اوجھل ہوئے۔ ٹرانسمیٹر پر دوبارہ ڈی سیون کی آواز سنائی دی۔

”ڈی الیون ہوشیار ہو جاؤ ہم باہر آ چکے ہیں۔ کار کی آمد کے ساتھ ہی کمین گاہ سے نکل آنا۔ میں صرف دو لمحوں کے لئے کار

روکوں گا۔ اوور"...... ڈی سیون نے کہا۔ ڈی الیون نے یہ سنا تو فوراً اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ اس نے آگے بڑھ کر جھاڑیوں میں چھپایا ہوا اپنا ریوالور اٹھایا اور جلدی سے سڑک کی طرف بڑھی گئی اسی لمحے دور سے کار کے ہیڈ لائٹس دکھائی دیں۔ کار قریب پہنچی۔ کار کے بریک لگے اور ڈی الیون کار کی طرف دوڑی۔ اسے قدموں کی آواز سنائی دی۔ ڈی الیون نے مڑ کر دیکھا تو وہ دونوں سیکرٹ ایجنٹ اس کی جانب دوڑے چلے آ رہے تھے۔ ڈی الیون تیزی سے رکی اور پھر اس نے گھوم کر فائر کر دیا۔ گولی ایک آدمی کے سر کے قریب سے گزر گئی۔

کار والوں نے اسے قریب آتے دیکھ کر کار کا دروازہ کھول دیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کار کے کھلے ہوئے دروازے سے اندر گھستی اسی لمحے عقب سے یکلخت تیز تڑتڑاہٹ ہوئی اور دوسرے لمحے ڈی الیون کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کمر میں گرم سلاخیں اتر گئی ہوں۔ اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ کار کے دروازے سے ٹکرا کر اچھل کر نیچے گری۔ اور دوسرے لمحے اسے اپنے دماغ میں اندھیرا سا بھرتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے سر جھٹکا لیکن اندھیرا دور نہ ہوا اور دوسرے لمحے اس کا دماغ تاریک ہو گیا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ اس کے گرتے ہی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

اسی لمحے ڈی سیون نے اپنے پیچھے ایک کار آتے دیکھی تو وہ

چونک پڑا۔

"سیکرٹ سروس کے ارکان ہمارے پیچھے آ رہے ہیں"۔ ڈرائیور نے کہا۔

"میں نے دیکھ لیا ہے"...... ڈی سیون نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور پھر اس نے ہینڈ گرنیڈ کا سیفٹی پن دانتوں سے کھینچ کر اسے باہر پیچھے کی طرف اچھال دیا۔ ہینڈ گرنیڈ سڑک پر گرا اور کسی گیند کی طرح سے اچھلتا چلا گیا۔ پیچھے آنے والی کار میں موجود افراد نے ہینڈ گرنیڈ دیکھا تو ڈرائیور نے کار کے فوراً بریک لگا دیئے لیکن بریک لگنے کے باوجود ان کی کار ٹائروں پر گھسٹتی ہوئی آگے بڑھی اور ٹھیک گرنیڈ کے قریب آ کر رک گئی۔ دوسرے لمحے ایک کان پھاڑ دینے والا زور دار دھماکہ ہوا اور انہوں نے کار کے فرنٹ کے ٹکڑے ہوتے دیکھے۔ کار کو دھماکے سے تباہ ہوتے دیکھ کر ڈی سیون کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ انتہائی سفاکانہ مسکراہٹ۔

اچانک ایک چیخ نے سناٹے کا شیرازہ بکھیر دیا۔ ٹائیگر چونک پڑا۔ اسی وقت دوسری پھر تیسری چیخ نے فضا میں ارتعاش پیدا کیا۔ آواز کربناک تھی ایسا لگتا تھا جیسے چیخنے والے کا گلا دبایا جا رہا ہو۔ ٹائیگر نے آواز کی سمت کان لگائے تو معلوم ہوا کہ چیخوں کی آوازیں اسی کوٹھی سے آ رہی ہیں جس کی وہ نگرانی کر رہا تھا۔

ٹائیگر عمران کے حکم پر سن کلب کے مالک شارمن کی نگرانی کر رہا تھا۔ ٹائیگر اسے بخوبی جانتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ شارمن کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ عمران کے حکم کے مطابق اس نے پہلے سن کلب سے معلومات حاصل کی تو اسے بتایا گیا تھا کہ شارمن اپنی رہائش گاہ میں موجود ہے تو وہ فوراً اس کی رہائش گاہ کی طرف آ گیا تھا۔ اب وہ اس کی رہائش گاہ کے سامنے ایک دوسری کوٹھی میں موجود تھا۔ یہ کوٹھی اتفاق سے اسے خالی مل گئی تھی۔ کوٹھی کے باہر 'کرائے کے لئے خالی' ہے کا بورڈ دیکھ کر ٹائیگر کو اندر داخل ہونے

میں کوئی مشکل نہ آئی تھی اور وہ اوپر والی منزل پر پہنچ کر آسانی سے شارمن کی رہائش گاہ پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ اس وقت رات کا وقت تھا اور رات کے تقریباً دو بج رہے تھے۔ رات کے اس وقت شارمن کی رہائش گاہ سے چیخوں کی آوازیں سن کر ٹائیگر بے چین ہو گیا تھا۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ نیچے آیا اور دیوار پھاند کر کوٹھی سے نکل کر باہر آ گیا۔ اور پھر وہ تقریباً جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا شارمن کی رہائش گاہ کی طرف بڑھا۔ اس کوٹھی کے پاس آ کر وہ رک گیا۔ شارمن کی رہائش گاہ کی دیواریں زیادہ اونچی نہ تھیں۔ ٹائیگر نے وہاں رک کر چند لمحے سن گن لی اور پھر اندر خاموشی پا کر وہ اچھلا۔

دوسرے ہی لمحے وہ دیوار کے اوپر سے ہوتا ہوا ہلکی سی دھپ کی آواز کے ساتھ اندر زمین پر گرا۔ زمین پر گرتے ہی ٹائیگر کے پاؤں تلے جھاڑیاں چرچرانے کی ہلکی سی آواز پیدا ہوئی۔ ٹائیگر دم سادھے چند لمحے وہیں چپکا رہا۔ پھر کوئی آہٹ نہ پا کر ٹائیگر سامنے دکھائی دینے والے گراسی پلاٹ کو عبور کر کے برآمدے میں جا رکا۔ سامنے ایک کمرے کا دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اندر روشنی ہو رہی تھی۔ ٹائیگر دبے قدموں آگے بڑھا اور آگے بڑھتے ہی وہ دروازے کے پاس جا کر دیوار سے لگ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

ٹائیگر ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر وہ دیوار کی اوٹ سے نکل

کر تیزی سے کھلے ہوئے دروازے کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔ دروازے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے اندر کا جائزہ لیا۔ اندر کمرہ خالی تھا۔ ٹائیگر تیزی سے واپس پلٹا۔ پھر وہ اس کمرے میں داخل ہو گیا۔

اس کمرے کے اندر دوسرے کمرے کا دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ ٹائیگر نے دروازے سے کان لگا کر پھر سن گن لی لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔ ٹائیگر نے دروازے کا ہینڈل پکڑا۔ اس نے دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا کیونکہ وہ اندر سے لاک نہ تھا۔ دروازہ کھلتے ہی ٹائیگر مشین پسٹل لئے تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔ اسے سامنے کرسی پر شارمن ٹیک لگائے بڑے اطمینان سے بیٹھا دکھائی دیا۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل سیدھا کیا اور کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک لمبا سانس لے کر رہ گیا۔ شارمن کی آنکھیں بے نور اور جسم تیزی سے خون اگل رہا تھا۔ زخم خنجر سے لگایا گیا تھا۔ ٹائیگر نے پھر اردگرد کا جائزہ لیا اور شارمن کے پاس پہنچا۔ لیکن وہ کسی قسم کی طبی امداد کا محتاج نہ تھا۔ خنجر اس کے سینے میں گڑا ہوا تھا۔

ٹائیگر نے شارمن کو وہیں چھوڑا اور تیزی سے باہر نکلا۔ پھر وہ اس وسیع و عریض کوٹھی کے ہر کمرے کو دیکھتا چلا گیا لیکن وہاں ذی روح نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ وہ واپس شارمن کے پاس آیا اور پھر وہ اس کے کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ اچانک ٹائیگر کی نظر نیچے فرش پر

پڑی۔ شارمن نے مرنے سے پہلے فرش پر گرے ہوئے خون سے اپنے پاؤں کی نوک سے کوئی پیغام لکھنے کی کوشش کی تھی۔ ٹائیگر نے غور سے اسے دیکھا۔ وہ پیغام تو نہ پڑھا جا سکا لیکن ایکسٹو کا لفظ ٹائیگر نے پڑھ لیا۔ ذہن میں جھماکے سے ہوئے اور وہ شش و پنج میں پڑ گیا کہ کیا کیا جائے پھر کچھ سوچ کر وہ واچ ٹرانسمیٹر پر عمران کو کال کرنے لگا۔ عمران کی طرف کال تو جا رہی تھی لیکن وہ اس کی کال رسیو نہ کر رہا تھا۔ ٹائیگر چند لمحے عمران کو کال کرتا رہا لیکن جب عمران نے اس کی کال رسیو نہ کی تو وہ سمجھ گیا کہ عمران ضرور کہیں مصروف ہے یا پھر وہ کسی ایسی جگہ پر موجود ہے جہاں وہ اس کی کال رسیو نہیں کر سکتا۔ ٹائیگر کو عمران نے ہدایات دی تھیں کہ اگر اس کا اس سے رابطہ نہ ہو تو وہ اپنی رپورٹ چیف کو بھی دے سکتا ہے۔ اس لئے ٹائیگر نے واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ایکسٹو کو کال دینے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری جانب سے ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب۔ اوور"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کہاں سے بول رہے ہو اور کیوں کال کیا ہے۔ اوور"۔ ایکسٹو

نے اسی انداز میں کہا۔

"مجھے باس نے سن کلب کے مالک شارمن کی نگرانی کا حکم دیا تھا جناب اور میں اسی کی نگرانی کر رہا تھا۔ باس نے کہا تھا کہ اگر وہ کال اٹنڈ نہ کر سکیں تو میں آپ کو کال کر کے رپورٹ دے دوں۔ اسی لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اوور"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ بتاؤ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا تو ٹائیگر نے اسے شارمن کی ہلاکت کی رپورٹ دینی شروع کر دی۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ حالات انتہائی نازک ہیں اس لئے اس معاملے کو دیکھنے کے لئے میں خود وہاں آ رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں وہاں کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ڈینجر پرنس تک پہنچا جا سکے۔ اوور"...... ایکسٹو نے کہا۔

"اوکے سر۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"میرے آنے تک تم ایک بار پھر رہائش گاہ کا جائزہ لو اگر کوئی چھپا ہوا ہو تو اسے قابو کر لو۔ اوور"...... ایکسٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں نے جائزہ لے لیا ہے جناب لیکن آپ کہتے ہیں تو میں ایک بار پھر چیکنگ کر لیتا ہوں۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے ایکسٹو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے وہ بٹن پریس کر کے

واچ ٹرانسمیٹر آف کیا ہی تھا کہ یکلخت اس کے ہاتھ کو زور دار جھٹکا لگا اور ساتھ ہی ایک چھناکہ ہوا اور اس کی ریسٹ واچ کے ٹکڑے ہو گئے۔ نشانہ انتہائی بے داغ تھا۔

"ویل ڈن ٹائیگر۔ تم نے میرے لئے پہاڑ جیسے بڑے اور انتہائی مشکل مسئلے کو چٹکی میں حل کر دیا ہے"...... اسی لمحے اچانک ایک کڑکدار آواز نے کہا تو ٹائیگر نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا لیکن آواز والا سامنے نہ آیا۔ آواز گونجی تھی ایسے جیسے کوئی مائیکرو فون میں بول رہا ہو۔

"کون ہو تم۔ سامنے آؤ"...... ٹائیگر نے ایک جمپ لگایا اور دیوار سے پشت لگا کر مشین پسٹل لہرا کر کہا۔

"سامنے بھی آ جاؤں گا۔ لیکن اس سے پہلے تمہارا شکریہ ادا کرنا ضروری تھا"...... آواز میں درندگی غالب تھی۔

"کس بات کا"...... ٹائیگر نے پوچھا۔ ٹائیگر اسے باتوں میں لگا کر دیوار سے چپک کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ پھر جونہی وہ دروازے کے پاس پہنچا ایک جھٹکے کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا اور ساتھ ہی ایک زور دار قہقہہ فضا میں گونجا۔

"تم ابھی بچے ہو۔ میری ذہانت تک نہیں پہنچ سکتے۔ گرفتار کر لو اسے"...... اسی آواز نے گرج کر کہا۔ حکم دیتے ہی اچانک کمرے میں موجود دو قد آدم الماریوں کے پٹ کھلے اور چار مسلح افراد اچھل کر باہر نکلے۔ ٹائیگر نے ایک لمحے میں اندازہ لگا لیا کہ یہ دونوں

الماریوں تہہ خانے کا راستہ ہیں۔ ٹائیگر نے ان افراد کو دیکھتے ہی مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ سامنے برآمد ہونے والے چاروں افراد گولیوں کی بوچھاڑ میں لٹوؤں کی طرح گھومے اور اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے ٹائیگر نے لمبا جمپ لیا اور ایک بڑی سی میز کے پاس پہنچا۔ اس نے میز کو اچھال کر نیچے گرا لیا۔ دوسرے ہی لمحے ٹائیگر اس کے عقب میں چھپا ہوا مشین پسٹل کو دوبارہ لوڈ کر رہا تھا۔ اسی لمحے الماریوں کے پٹ دوبارہ کھلے اور مزید چار افراد مشین گنیں لئے باہر آئے اور انہوں نے باہر آتے ہی فرش پر چھلانگیں لگائیں اور تیزی سے کروٹیں بدلتے ہوئے سائیڈوں میں رکھے ہوئے صوفوں کے پیچھے چلے گئے۔ صوفوں کے پیچھے آتے ہی انہوں نے اس میز کی طرف گولیاں برسانی شروع کر دیں جس کے پیچھے ٹائیگر دبکا ہوا تھا۔ ٹائیگر میز کے پیچھے زمین سے چپک گیا۔ اسی لمحے دو افراد تیزی سے صوفے کے پیچھے سے نکلے اور دونوں مشین گنوں سے مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے میز کی طرف بڑھے۔ ٹائیگر نے میز کے کونے سے سر باہر نکالا اور پھر دوبارہ اس کا مشین پسٹل گرجنے لگا اور فضا میں چند چیخیں بلند ہوئیں۔

دوسری جانب سے بھی گولیوں کی باڑ آئی۔ لیکن ٹائیگر محفوظ تھا گولیاں میز کی سائیڈ کو چھلنی کرتی چلی گئیں۔ ٹائیگر اگر جلدی سے دوبارہ میز کی اوٹ نہ لیتا تو اس دارفانی سے کوچ کر چکا ہوتا۔

گولیوں کی بوچھاڑ اس مرتبہ اسی جانب ہوئی تھی۔

اسی وقت میز کی سطح گولیوں سے چھلنی ہو کر ٹوٹ گئی اب کوئی گولی اس میں سے گزر کر ٹائیگر کو چاٹ سکتی تھی۔ ٹائیگر نے ایک بار پھر مشین پسٹل کا ٹریگر دبایا اور صوفے کے پیچھے چھپے ہوئے افراد پر فائرنگ کی۔ لیکن اب وہ بھی محفوظ تھے۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل کا میگزین بدلا اور پھر کچھ سوچ کر اس نے کمرے کی چھت پر لٹکے ہوئے فانوس کی طرف مشین پسٹل کا رخ کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ کئی چھناکوں کے ساتھ فانوس کرچی کرچی ہو کر فرش پر آگرا۔ کمرے میں مکمل اندھیرا ہو گیا۔ اندھیرا ہوتے ہی ٹائیگر نے اندازے سے مسلح افراد کی طرف چند فائر کئے اور کمرے سے ملحقہ دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کے پاس پہنچتے پہنچتے اس کی چیخیں نکل گئیں چھت کے پاس دیوار پر لگائے گئے بارہ سنگھے کے سر نے گولیوں کی بوچھاڑ میں اپنی جگہ چھوڑی اور ٹائیگر کے اوپر آگرا۔ سینگوں نے ٹائیگر کی کمر اور بارہ سنگھے کی گردن کو تھامنے والی لوہے کی پٹی نے ٹائیگر کے سر کو زخمی کر دیا تھا۔

ٹائیگر کی آنکھوں میں روشنی کے جھماکے سے ہوئے اور سر شدت درد سے پھٹنے لگا۔ لیکن یہ وقت زخموں پر افسوس کرنے کا نہیں تھا۔ وہ راستے میں آنے والی چیزوں سے ٹھوکریں کھاتا ہوا ملحقہ کمرے میں داخل ہو گیا کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی کمرے کی لائٹ جل اٹھی۔ شاید اس کمرے میں آٹو میٹک نظام

تھا۔ اس روشنی میں ٹائیگر نے تیزی سے ماحول کا جائزہ لیا۔ اس کمرے سے باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ صرف اسی ہاتھ کے دروازے کے علاوہ یہاں کوئی دروازہ نہ تھا اور نہ ہی الماریاں تھیں۔

ادھر ان نقاب پوشوں نے بھی ٹائیگر کو اس کمرے میں جاتے دیکھ لیا اور کمرے میں ہونے والی روشنی نے بھی اس کی تصدیق کر دی۔ انہوں نے تیزی سے زمین پر کروٹیں بدلیں اور گولیاں برساتے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھے۔ ٹائیگر نے تیزی کے ساتھ خود کو زمین پر گرا دیا اور گولیاں ٹائیگر کے سر کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ ٹائیگر نے لیٹے لیٹے گولیاں چلائیں۔ لیکن وہ بے کار گئیں۔ ٹائیگر کا مشین پسٹل پھر خالی ہو گیا۔ ٹائیگر نے دوبارہ نیا میگزین لگایا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ آخری میگزین ہے۔ اب ٹائیگر بے دریغ نہیں احتیاط سے فائر کر رہا تھا۔ فائرنگ کرنے کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مسلح افراد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر جب اس نے اندازہ لگا لیا کہ ان سے اب وہ صرف ایک دو گز کے فاصلے پر ہے تو اس نے مشین پسٹل کا رخ مرکزی ٹیوب کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ چھناکے کے ساتھ ہی ٹیوب کے پرخچے اڑ گئے۔ اندھیرا پھیلتے ہی ٹائیگر نے ایک زور دار جمپ لیا اور سامنے دروازے پر آنے والے دو مسلح افراد کے اوپر آ گرا اور وہ دونوں بوکھلا کر ادھر ادھر ہوئے تو ٹائیگر نے ایک کے ہاتھ سے مشین گن چھینی اور واپس

کمرے کی طرف ایک لمبا جمپ لگا دیا۔

نیچے گرتے ہی اس کے اردگرد گولیاں برسیں لیکن وہ زمین سے چھپکلی کی طرح چمٹا ہوا تھا اس لئے محفوظ رہا۔ ٹائیگر نے پلٹا کھایا اور مشین گن کا دہانہ کھول دیا۔ شعلوں کی بارش ہوئی اور دونوں مسلح افراد جو اس کے جمپ کے دوران بوکھلا کر کھڑے ہو گئے تھے بھیانک انداز میں چیختے ہوئے ڈھیر ہو گئے۔ اسی وقت مختلف آوازیں گونجیں اور پھر بیک وقت کئی ٹارچیں روشن ہو گئیں۔ ان ٹارچوں کا رخ ٹائیگر کی طرف تھا۔ ٹائیگر کی آنکھیں چندھیا گئیں لیکن اس وقت آنکھوں کا امتحان لینا مقصود نہ تھا۔

ٹائیگر نے آنکھوں پر ایک ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے مشین گن کا ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ مشین گن سے شعلے نکلے اور فضا تڑتڑاہٹ سے گونجتی چلی گئی۔ کئی چیخیں گونجیں اور دو ٹارچوں کے شیشے بھی ٹوٹے لیکن اکثر ٹارچیں روشن ہی رہیں اسی لمحے مسلح افراد نے جوابی فائرنگ کی لیکن ٹائیگر محفوظ رہا۔ ٹائیگر نے دوبارہ جوابا فائر کئے پھر ادھر سے بھی گولیوں کی تڑتڑاہٹ گونجی۔ دیواروں کا پلستر اور اردگرد بکھری ہوئی چیزوں کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔

اچانک ٹائیگر کو اپنے پاؤں کے قریب گولیوں کے خول اور فرش پر موجود شیشوں کی کرچیوں نے ہلا کر رکھ دیا۔ ٹائیگر نے فوری طور پر اندازہ لگا لیا کہ اب یہاں اس کا لیٹنا خطرناک ہو گا کیونکہ بیک

وقت کئی ٹارچوں کی روشنی نے اس کی آنکھیں چندھیا دی تھیں۔ دشمن تو اس کو مکمل طور پر دیکھ رہے تھے۔ لیکن وہ ان میں سے کسی کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ ان مسلح افراد میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر ٹائیگر پر ترچھے انداز میں فائرنگ کی تھی۔ ٹائیگر نے تیزی سے قلابازیاں کھائیں اور فرش پر قلابازیاں کھاتا ہوا ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف بڑھا۔

گولیوں نے اس کا تعاقب کیا اور دیواروں کو ادھیڑتی چلی گئیں۔ دوسرے کونے میں پہنچتے ہی ٹائیگر نے مشین گن کا رخ ان افراد کی جانب کر کے ایک جانب سے دوسرے کونے تک فائرنگ کی۔ کمرہ دل دہلا دینے والی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے ٹائیگر پر بھی جیسے قیامت ٹوٹی۔ واش روم کا دروازہ ایک دھماکے کے ساتھ کھلا اور اندر سے دو افراد مشین گنیں لئے نکل آئے۔ ٹائیگر اس واش روم کے قریب ہی فرش پر بیٹھا تھا لیکن وقت گزر چکا تھا۔ واش روم سے نکلنے والے افراد نے مشین گنوں کا رخ ٹائیگر کے جسم کی جانب کیا۔ گولیاں موت بن کر ٹائیگر پر جھپٹیں مگر ٹائیگر نے فوراً سائیڈ پر چھلانگ لگا دی اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر ان افراد پر فائرنگ کرتا اسی لمحے دونوں افراد اس پر جھپٹے اور انہوں نے یکلخت مشین گنیں اس کے جسم سے لگا دیں۔

”بس۔ اب تمہارا کھیل ختم ہو چکا ہے۔ اسلحہ پھینک دو ورنہ بھون دیئے جاؤ گے“..... ان میں سے ایک آدمی نے حلق کے بل

غراتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے سامنے سے مزید دو افراد کو مشین گنیں لئے آتے دیکھا تو وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اگر وہ اپنے سر پر کھڑے افراد پر حملہ کرنے کی کوشش کرتا تو سامنے سے آنے والے افراد اس پر آسانی سے فائرنگ کر سکتے تھے۔ وہ پھنس گیا تھا اس لئے اس نے مشین گن نیچے گرا دی جسے ایک آدمی نے پیر مار کر دور پھینک دیا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ“..... اسی آدمی نے کہا تو ٹائیگر فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اسے میرے کمرے میں لے آؤ“..... ایک آواز گونجی۔ آواز اندھیرے میں سے آئی تھی آنے والے کے ہاتھ میں ٹارچ تھی۔ حکم دے کر وہ مڑا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ انہوں نے ٹائیگر کو ایک بازو سے پکڑا اور اسے زبردستی کھینچتے ہوئے اس کمرے سے دوسرے کمرے میں پہنچے جس کا دروازہ اب کھل چکا تھا اور وہاں سے برآمدے میں پہنچے اور پھر برآمدے کے آخری کونے میں موجود کمرے کی طرف بڑھے۔ کمرہ سٹنگ روم تھا۔ سامنے صوفے پر ایک بھاری جسامت کا نوجوان بڑے کروفر سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑا ہوا تھا اور وہ خونخوار نظروں سے ٹائیگر کو گھور رہا تھا۔

ٹائیگر کو لانے والے افراد نے پوری قوت سے ٹائیگر کو دھکا دے کر اس غیر ملکی کے سامنے گرا دیا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر اٹھتا

غیر ملکی نے فوراً اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ ٹائیگر کے ہاتھ تیزی سے غیر ملکی کے پاؤں کی طرف بڑھے لیکن اشارہ پانے والے دو مسلح افراد آگے بڑھے اور انہوں نے ٹائیگر کے اٹھے ہوئے ہاتھوں پر اپنے پاؤں رکھ دیئے اس طرح ٹائیگر ہلنے جلنے سے قاصر ہو گیا۔

"تم نے ہماری طاقت کا اندازہ کر لیا ٹائیگر۔ جس طرح میرا پاؤں تمہاری گردن پر ہے اسی طرح ابھی جب ایکسٹو تمہارے پیچھے آئے گا اس کا بھی یہی حشر ہو گا"...... غیر ملکی نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے۔ ایکسٹو تمہاری سوچ سے زیادہ طاقتور، ذہین اور تمہارے خیال سے زیادہ خطرناک ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔ وہ بمشکل بول سکا تھا۔ گردن پر پاؤں کے دباؤ کی وجہ سے اسے بولنے میں تکلیف ہو رہی تھی۔

"موت کو دیکھ کر بڑے بڑے سورماؤں کے بھی اوسان خطا ہو جاتے ہیں اور میں موت کا دوسرا نام ہوں۔ میرے سامنے تمہاری اور ایکسٹو کی کیا اوقات ہو سکتی ہے"...... غیر ملکی نے کہا۔

"تم ہو کون"...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

"موت کا کوئی نام نہیں ہوتا"...... غیر ملکی نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی بات کرتا اسی لمحے غیر ملکی کے قریب صوفے پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلی تو غیر ملکی چونک پڑا۔ اس

نے فوراً ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کیا اور پھر اس نے جیسے ہی دوسرا بٹن پریس کیا اسی لمحے کمرے میں سرد اور انتہائی غراہٹ بھری آواز ابھری۔

"ڈینجر پرنس کالنگ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"یس پرنس۔ فلپ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... غیر ملکی نے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے فلپ۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے غرا کر پوچھا۔

"پرنس۔ ایکسٹو کا ایک کارکن ہمارے قبضے میں ہے۔ اوور"۔ فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ کیا نام ہے اس کا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے پوچھا۔

"اس کا نام ٹائیگر ہے پرنس۔ اوور"...... فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر۔ لیکن یہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام نہیں کرتا۔ اس کے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق عمران سے ہے اور یہ عمران کا شاگرد ہے۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن پرنس۔ یہ جب یہاں آیا تو یہ واچ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے بات کر رہا تھا۔ اوور"...... فلپ نے کہا۔

"کیا بات کی تھی اس نے اور تم نے اسے کیسے قابو کیا۔ تفصیل

بتاؤ۔ اوور“ ...... ڈینجر پرنس نے سرد لہجے میں کہا۔

”شارمن کی رہائش گاہ کے سامنے ایک عمارت خالی ہے پرنس۔ ہمیں شک تھا کہ اس عمارت میں کوئی موجود ہے جو شارمن کی رہائش گاہ کی نگرانی کر رہا ہے۔ آپ نے چونکہ شارمن کو راستے سے ہٹانے کا حکم دیا تھا اس لئے ہم نے یہاں آتے ہی شارمن کو ہلاک کر دیا تھا۔ میں نے جان بوجھ کر شارمن کو اذیت ناک موت سے ہمکنار کیا تھا تاکہ سامنے موجود رہائش گاہ میں نگرانی کرنے والے کے کانوں میں اس کی چیخیں پہنچ جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ یہ حالات معلوم کرنے کے لئے اندر آیا تو شارمن کی لاش اس کی منتظر تھی۔ ہم نے لاش کے پاس شارمن کے خون سے اسی کے پاؤں کی انگلی ڈبو کر جان بوجھ کر ایکسٹو کا نام تحریر کر دیا تھا تاکہ آنے والا ایکسٹو سے بات کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اس نے پہلے کسی اور کو کال کی تھی لیکن اس کی کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی تھی۔ اس کے بعد اس نے ایکسٹو کو کال کی اور یہاں کی صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ ایکسٹو نے اسے یہیں رکنے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ یہاں پہنچ رہا ہے۔ اوور“ ...... فلپ نے فخریہ انداز میں کہا۔

”ہونہہ۔ ٹائیگر کہاں ہے۔ اوور“ ...... ڈینجر پرنس نے پوچھا۔

”وہ میرے پیروں کے نیچے پڑا ہے پرنس۔ اوور“ ...... فلپ نے کہا۔

”نانسنس تم نے میرا سارا پلان تباہ کر دیا ہے۔ اوور“ ......

ڈینجر پرنس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا تو فلپ بوکھلا کر ٹائیگر کی گردن سے پیر اٹھا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے افراد کے پیر بدستور ٹائیگر کے ہاتھوں کی پشت پر تھے اور ایک مشین گن بردار نے مشین گن کی نال ٹائیگر کی کمر سے لگا رکھی تھی۔

”مم مم۔ میں سمجھا نہیں پرنس۔ اوور“ ...... فلپ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”نانسنس۔ اگر تمہارے سامنے اس نے ایکسٹو کو کال کیا تھا اور ایکسٹو نے یہاں آنے کا کہا تھا تو تمہیں ٹائیگر کے سامنے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھپے رہتے۔ جب ایکسٹو یہاں پہنچ جاتا تو ٹائیگر کے ساتھ تم اسے بھی گھیر لیتے۔ اب تم نے ٹائیگر کو پکڑ لیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ ایکسٹو اتنا ہی احمق ہے کہ وہ ڈائریکٹ اس رہائش گاہ میں اندھا دھند دوڑا چلا آئے گا۔ نانسنس۔ اوور“ ...... ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پرنس۔ آپ کے حکم کے مطابق ہی عمل کیا ہے۔ اوور“ ۔ فلپ نے گڑبڑا کر کہا۔ ڈینجر پرنس کے غصے نے اس کے ہوش اڑا دیئے تھے۔

”نانسنس۔ کبھی اپنے دماغ سے بھی کام لے لیا کرو۔ اب جب ایکسٹو وہاں آنے والا تھا تو تم کچھ دیر انتظار نہیں کر سکتے تھے۔ نانسنس۔ اوور“ ...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری پرنس۔ اوور''...... فلپ بوکھلا گیا۔

''ہونہہ۔ اب جب ایکسٹو آئے گا اور اسے وہاں ٹائیگر نہ ملا تو کیا وہ وہیں سے واپس نہ چلا جائے گا۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یس پرنس۔ آئی ایم سوری پرنس۔ رئیلی ویری سوری۔ اوور''...... فلپ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے بارے میں رپورٹ بلیک مامبا کو دوں گا۔ اب تم فوری طور پر یہاں سے باہر نکل جاؤ اور کہیں چھپ کر الو کی آواز کے منتظر رہو۔ ہمارے پاس سیکرٹ سروس کے متعلق جو فائل ہے اس فائل کے مطابق یہ جہاں بھی جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو کاشن دینے کے لئے عموماً الو کی آواز میں ایک دوسرے کو سگنل دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ایکسٹو یہاں آئے تو وہ بھی ٹائیگر کو چیک کرنے کے لئے الو کی آواز میں ہی اسے کاشن دینے کی کوشش کرے۔ تمہیں اس وقت کا انتظار کرنا ہے۔ جب رہائش گاہ سے الو کی آواز سنائی دے تو تم نے بھی جواباً ویسی ہی آواز منہ سے نکالنی ہے۔ اب اسی طرح ہی ایکسٹو کو یقین دلایا جا سکتا ہے کہ راستہ صاف ہے۔ اوور''...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے پرنس۔ میں سمجھ گیا۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں ایسا ہی کروں گا جیسا آپ نے کہا ہے۔ اوور''...... فلپ نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب اگر تم سے غلطی ہوئی تو میں تمہارا وہ حشر کروں گا

کہ تمہاری لاش کے ٹکڑے تک نہیں گنے جا سکیں گے''۔ ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ٹرانسمیٹر بند کرتے ہی فلپ نے چہرے سے پسینہ صاف کیا اور تیزی سے ٹائیگر کی طرف مڑا۔ جو گہرے سانس لے رہا تھا۔ کیوں کہ اس کے ہاتھوں پر ابھی تک نقاب پوش سوار تھے۔ فلپ نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ کرتا، فلپ نے اس کے سر پر پوری قوت سے ریوالور کا دستہ مار دیا۔ ٹائیگر کو ایک زور دار جھٹکا لگا اس نے غرا کر مزاحمت کرنے کی کوشش کی لیکن ریوالور کے دستے کی لگنے والی دوسری ضرب نے اسے ہوش وحواس سے بے گانہ کر دیا۔

اسے بے ہوش ہوتا دیکھ کر فلپ اور اس کے ساتھی وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پوری کوٹھی سنسان پڑی تھی۔ سوائے بے ہوش ٹائیگر کے کوئی اور ذی روح وہاں موجود نہ تھی۔ چند منٹ کے بعد اچانک فضا میں الو کی آواز گونجی تو اس کے جواب میں دو مرتبہ الو کی آواز ابھری۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ چند لمحوں کے بعد ٹائیگر والے کمرے کے باہر قدموں کی آوازیں بلند ہوئیں اور ایک نقاب پوش تیزی سے کمرے کے اندر داخل ہوا۔ سامنے پڑے ہوئے بے جان جسم کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا اور پھر تیزی سے اس کی طرف بڑھا پھر ٹائیگر کا چہرہ دیکھتے ہی وہ چونکا اور تیزی سے مڑا مگر اسے دیر ہوگئی تھی دروازہ ایک زور دار آواز کے

ساتھ بند ہوا اور کمرے کی فضا میں ایک زور دار اور فاتحانہ قہقہہ گونج اٹھا۔

''خوش آمدید مسٹر ایکسٹو۔ چوہے دان پسند آیا''...... قہقہے کے تھمتے ہی ایک بھیانک اور مکروہ آواز کمرے میں بلند ہوئی اور سیاہ پوش جو ایکسٹو تھا ساکت ہو کر رہ گیا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اسے کرۂ ارض سے دور نظام شمسی میں سورج کے سامنے ڈال دیا گیا ہو۔ اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ عمران نے تیزی سے آنکھیں بند کر لیں اور پھر جب اس نے دوبارہ نیم وا آنکھیں کھول کر ماحول کا جائزہ لیا تو اس پر حقیقت روشن ہو گئی کہ وہ سورج کے قریب نہیں بلکہ ایک ہزار واٹ بلب کی زد میں تھا۔ یہ بلب اس کے چہرے سے پانچ گز کے فاصلے پر روشن اس کی جلد کو جلانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اٹھ بیٹھا۔ اٹھتے ہی درد کی ایک تیز لہر اس کے جسم میں دوڑتی چلی گئی۔ عمران کا پورا جسم انگارہ بنا ہوا تھا۔ بدن کے ہر حصے سے درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ جسم انتہائی گرم تھا۔ ٹمپریچر ایک سو چار اور پانچ کے درمیان تھا۔ سر سلطان کے روپ میں موجود آدمی اور اس کے ساتھیوں کی ٹھوکروں کی وجہ سے اس کے جسم پر جا بجا شدید زخم آئے تھے۔ عمران زخموں کی پرواہ کئے

بغیر تیزی سے اٹھا۔ اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ پھانسی کی کوٹھڑی میں بند قیدی کی مانند وہ بھی ایک تنگ سی کوٹھڑی میں قید تھا جس کے سامنے کی جانب لوہے کی سلاخیں لگیں ہوئی تھیں اندر سوائے عمران اور اس آگ برسانے والے بلب کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ عمران نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ جس کو انہوں نے رہنے دیا تھا اور وہ گھڑی عمران کے لئے بھی بے کار تھی۔ کیوں کہ اس گھڑی میں ٹرانسمیٹر بھی فٹ نہیں تھا۔

عمران نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ تقریباً دس گھنٹے بے ہوش رہا تھا۔ گزرے ہوئے وقت پر غور کیا تو اسے بس اتنا یاد آیا کہ اس نے سر سلطان کو بچا لیا تھا مگر سر سلطان نے کوئی زہریلی سوئی اسے چبھو کر اس کے جسم میں قیامت برپا کر دی تھی۔ اس کے قدم ڈگمگائے آنکھوں میں اندھیرا پھیلا اور پھر وہ ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔

”یہ کیسے ہوا۔ یہ کیا تھا۔ دشمن نے کتنا خطرناک حربہ آزمایا تھا“...... یہ سوچتے ہوئے عمران کو شدید پیاس محسوس ہوئی۔ عمران نے اردگرد طائرانہ نظر دوڑائی لیکن پانی نام کی کوئی چیز وہاں موجود نہ تھی۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور کوٹھڑی میں ٹہلنے لگا۔ جلد ہی اس کی حالت غیر ہونے لگی۔ کمرے میں شدت کی گرمی تھی۔ پسینے سے اس کا جسم اور کپڑے اتنے بھیگ چکے تھے کہ ایسا لگتا تھا کہ جیسے عمران کپڑوں سمیت پانی میں چھلانگ لگا کر باہر نکلا ہو۔ اوپر

سے پیاس کی شدت نے اس کا حلق خشک کر دیا تھا۔

سانس میں دھونکی کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی خشک زبان تالو سے چپک کر رہ گئی تھی۔ جلد ہی عمران نے اندازہ کر لیا کہ اگر اس نے مزید ایک گھنٹہ اس کمرے میں گزار لیا تو یہ ایک ہزار واٹ کا بلب اس کے جسم کی جلد کو سکیڑ اور آنکھوں کو بے نور کر دے گا۔

عمران نے تیزی سے اپنا ایک بوٹ اتارا اور پھر پلک جھپکتے ہی ٹھوس چمڑے سے بنا ہوا بوٹ اس کے ہاتھ سے نکلا اور بلب سے جا ٹکرایا اور پھر بلب کو بغیر نقصان پہنچائے واپس زمین پر آ گرا۔ عمران نے جوتا دوبارہ پاؤں میں پہن لیا۔ کیونکہ جب اس کا جوتا اس آگ کے گولے سے ٹکرایا تھا تو اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ اس بلب کو ایک جالی نے گھیرا ہوا ہے اور وہ جالی گرم ہو کر سرخ رنگ کی ہو گئی ہے ابھی عمران یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس بلب سے نجات کیسے پائے کہ راہداری سے باہر قدموں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عمران نے چند لمحے سوچا اور پھر وہ تیزی سے واپس اسی جگہ لیٹ گیا جہاں اسے ہوش آیا تھا۔ پھر جونہی چند مسلح افراد اس جنگلے کے پاس پہنچے تو انہیں وہ وہیں بے ہوشی کی حالت میں پڑا نظر آیا۔ مسلح افراد کی تعداد چار تھی۔ انہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ وہ جنگلے کے قریب آ کر بے ہوش پڑے ہوئے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

”یہ تو ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا ہے ڈی تھرٹی ون“...... ان

بغیر تیزی سے اٹھا۔ اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔ پھانسی کی کوٹھڑی میں بند قیدی کی مانند وہ بھی ایک تنگ سی کوٹھڑی میں قید تھا جس کے سامنے کی جانب لوہے کی سلاخیں لگیں ہوئی تھیں اندر سوائے عمران اور اس آگ برسانے والے بلب کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔

عمران نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ جس کو انہوں نے رہنے دیا تھا اور وہ گھڑی عمران کے لئے بھی بے کار تھی۔ کیوں کہ اس گھڑی میں ٹرانسمیٹر بھی فٹ نہیں تھا۔

عمران نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ تو ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ تقریباً دس گھنٹے بے ہوش رہا تھا۔ گزرے ہوئے وقت پر غور کیا تو اسے بس اتنا یاد آیا کہ اس نے سر سلطان کو بچا لیا تھا مگر سر سلطان نے کوئی زہریلی سوئی اسے چبھو کر اس کے جسم میں قیامت برپا کر دی تھی۔ اس کے قدم ڈگمگائے آنکھوں میں اندھیرا پھیلا اور پھر وہ ہوش و حواس کھو بیٹھا تھا۔

"یہ کیسے ہوا۔ یہ کیا تھا۔ دشمن نے کتنا خطرناک حربہ آزمایا تھا"...... یہ سوچتے ہوئے عمران کو شدید پیاس محسوس ہوئی۔ عمران نے اردگرد طائرانہ نظر دوڑائی لیکن پانی نام کی کوئی چیز وہاں موجود نہ تھی۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور کوٹھڑی میں ٹہلنے لگا۔ جلد ہی اس کی حالت غیر ہونے لگی۔ کمرے میں شدت کی گرمی تھی۔ پسینے سے اس کا جسم اور کپڑے اتنے بھیگ چکے تھے کہ ایسا لگتا تھا کہ جیسے عمران کپڑوں سمیت پانی میں چھلانگ لگا کر باہر نکلا ہو۔ اوپر

سے پیاس کی شدت نے اس کا حلق خشک کر دیا تھا۔

سانس میں دھونکی کی سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی خشک زبان تالو سے چپک کر رہ گئی تھی۔ جلد ہی عمران نے اندازہ کر لیا کہ اگر اس نے مزید ایک گھنٹہ اس کمرے میں گزار لیا تو یہ ایک ہزار واٹ کا بلب اس کے جسم کی جلد کو سکیڑ اور آنکھوں کو بے نور کر دے گا۔

عمران نے تیزی سے اپنا ایک بوٹ اتارا اور پھر پلک جھپکتے ہی ٹھوس چمڑے سے بنا ہوا بوٹ اس کے ہاتھ سے نکلا اور بلب سے جا ٹکرایا اور پھر بلب کو بغیر نقصان پہنچائے واپس زمین پر آ گرا۔

عمران نے جوتا دوبارہ پاؤں میں پہن لیا۔ کیونکہ جب اس کا جوتا اس آگ کے گولے سے ٹکرایا تھا تو اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ اس بلب کو ایک جالی نے گھیرا ہوا ہے اور وہ جالی گرم ہو کر سرخ رنگ کی ہو گئی ہے ابھی عمران یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس بلب سے نجات کیسے پائے کہ راہداری سے باہر قدموں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ عمران نے چند لمحے سوچا اور پھر وہ تیزی سے واپس اسی جگہ لیٹ آیا جہاں اسے ہوش آیا تھا۔ پھر جونہی چند مسلح افراد اس جنگلے کے پاس پہنچے تو انہیں وہ وہیں بے ہوشی کی حالت میں پڑا نظر آیا۔ مسلح افراد کی تعداد چار تھی۔ انہوں نے ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ وہ جنگلے کے قریب آ کر بے ہوش پڑے ہوئے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"یہ تو ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا ہے ڈی تھرٹی ون"...... ان

میں سے ایک آدمی نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسرے آدمی نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر کو بلا لاؤ کیوں کہ پرنس کا حکم ہے کہ اس سے ایکسٹو کے متعلق پوچھ گچھ کی جائے پھر اسے گولی مار دی جائے"...... اس آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... ڈی تھرٹی ون نے جواب دیا اور جانے کے لئے مڑا۔

"اپنے ساتھ چند مزید مسلح افراد کو بھی لیتے آنا۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی ضرورت پڑ جائے"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"اوکے"...... ڈی تھرٹی ون نے جواب دیا اور پھر وہ وہاں سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تقریباً تین منٹ کے بعد راہداری متعدد قدموں کی آواز سے گونج اٹھی اور اس طرف آٹھ مسلح افراد آتے دکھائی دیے جن کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی بھی تھا اور اس آدمی نے سفید رنگ کا ایپرن پہنا ہوا تھا اور اس کے ہاتھوں میں میڈیکل ایڈ باکس تھا۔ وہ شاید ڈاکٹر تھا۔

"تم نے مجھے بلایا تھا ڈی ایٹ"...... ڈاکٹر کے لباس والے نے ڈی ایٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ڈاکٹر۔ تم قیدی کو مزید طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دو۔ پرنس نے بتایا ہے کہ یہ اس صدی کا سب سے زیادہ خطرناک انسان ہے ہم اسے بے ہوشی کی حالت میں مقتل گاہ تک لے جانا

چاہتے ہیں۔ ہم اسے ہوش میں لا کر کوئی رسک نہیں لینا چاہتے"...... ڈی ایٹ نے کہا تو جواب میں ڈاکٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"دروازہ کھولو"...... ڈاکٹر نے کہا تو ڈی ایٹ نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا۔ اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے جنگلے والے دروازے کی طرف بڑھا۔ اس آدمی نے سائیڈ کی دیوار پر لگا ہوا بٹن پریس کیا۔ بٹن کے پریس ہوتے ہی بائیں جانب سے جنگلے میں لگا ہوا دروازہ کھل گیا۔ پہلے مشین گن بردار پھر ڈاکٹر اور پھر ڈی ایٹ اندر داخل ہوئے۔ مسلح افراد تیزی سے مشین گنیں لئے عمران کے ارد گرد پھیل گئے جبکہ ڈاکٹر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ ڈاکٹر نے عمران کے پاس رک کر اپنا میڈیکل ایڈ باکس کھولا اور عمران کے قریب زمین پر بیٹھ گیا۔ اس نے میڈیکل ایڈ باکس سے ایک سرنج اور ایک انجکشن کی شیشی نکالی اور پھر وہ شیشی سے سرنج میں ہلکے زرد رنگ کا سیال سا بھرنے لگا۔ شیشی میں سے سیال سرنج میں بھر کر وہ عمران پر جھکا۔

اس سے پہلے کہ وہ عمران کے جسم میں سوئی پیوست کرتا اچانک اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں اڑتا ہوا اپنے پیچھے کھڑے ڈی ایٹ اور اس کے ساتھ کھڑے ایک اور مشین گن بردار سے ٹکرایا اور ان دونوں کو لئے ہوئے الٹ کر گرتا چلا گیا۔ عمران کی ٹانگیں حرکت میں آ گئی تھیں جس کے نتیجے میں ڈاکٹر اس

طرح اچھل کر دور جا گرا تھا اور اپنے ساتھ ڈی ایٹ اور اس کے ایک ساتھی کو بھی لے گرا تھا۔

ڈاکٹر کو لات مارتے ہی عمران نے تیزی سے حرکت کی اس کا جسم کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور دو افراد کو ساتھ لیتا ہوا دور جا گرا۔ باقی افراد چونکے ہی تھے کہ عمران نے ساتھ گرے ہوئے آدمی سے اس کی مشین گن چھینی اور تیزی سے ایک برسٹ حملے سے بچنے والے افراد پر مارا۔ کمرہ یکلخت تیز چیخوں سے گونج اٹھا اور کئی افراد خون میں نہا کر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ ڈاکٹر اور دوسرے مشین گن بردار تیزی سے سنبھل کر اٹھے لیکن عمران کی مشین گن نے مزید شعلے برسائے۔ ڈاکٹر اور ساتھ ہی دوسرا آدمی ایک ہولناک چیخ کے ساتھ ہی واصل جہنم ہو گئے۔ عمران کے ساتھ گرنے والے آدمی تیزی سے اٹھے انہوں نے عمران پر فائرنگ کی لیکن عمران نے تیزی سے خود کو زمین پر گرا دیا۔ گولیاں اس کے جسم پر سے گزر گئیں۔ نیچے گرتے ہی عمران نے پلٹا کھایا۔ اس کی گن نے مزید قہقہے لگائے۔ وہ افراد بھی واصل جہنم ہو گئے۔ اسی وقت اس آدمی نے، جس کی عمران نے مشین گن چھینی تھی یکلخت عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران تیزی سے گھوما اور وہ آدمی اپنی ہی جھونک میں فرش پر آ گرا۔ عمران پھرتی سے کھڑا ہوا۔ اس نے مشین گن کا رخ اس آدمی کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن سے گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور وہ آدمی گولیوں پر لٹو کی

طرح گھومتا ہوا ملک عدم روانہ ہو گیا۔ اس طرف سے فارغ ہوتے ہی عمران کو اچانک کھٹاک کی تیز آواز سنائی دی۔

عمران تیزی سے پلٹا۔ اس نے دیکھا کہ ڈی ایٹ جو فائرنگ شروع ہوتے ہی اچھل کر دروازے کے پاس دیوار کی جڑ سے جا لگا تھا وہ یکلخت اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے کمرے کے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اس سے پہلے کہ عمران اس پر فائرنگ کرتا ڈی ایٹ نے باہر نکلتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ عمران کے حلق سے غراہٹ نکلی اور وہ چھلانگ لگا کر دروازے کے پاس آ گیا۔ اس نے دروازے کو جھٹکا دیا لیکن دروازہ بند تھا۔

دروازے کو دھکا دینے سے اس کا آٹومیٹک حفاظتی نظام حرکت میں آ گیا اسی وقت سائرن کی تیز آواز عمران کے کانوں سے ٹکرائی۔ مشین گن کی گھن گرج نے عمران کی آزادی خطرے میں ڈال دی تھی۔ عمران کو باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی مدھم آوازیں سنائی دیں۔ عمران کے لئے اب بڑا خطرناک مرحلہ تھا اور اگر وہ اس جگہ پھنس جاتا تو دشمن گولیاں برسا برسا کر اس کے جسم کو شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنا ڈالتے۔ عمران نے تیزی سے گن کا رخ دروازے کے قبضوں کی طرف کیا اور فائر کرتا رہا۔

آٹومیٹک نظام کا تو پتہ نہ چلا لیکن قبضے ٹوٹ گئے۔ عمران نے دروازے پر زور دار لات ماری تو دروازہ اکھڑ کر باہر جا گرا اور دروازہ ٹوٹتے ہی عمران نے یکلخت باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ بجلی کی

ہی تیزی سے باہر نکلا اور راہداری کی اس سمت دوڑا جس طرف ڈی ایٹ بھاگا تھا۔ جلد ہی راہداری مڑتے ہی عمران کو وہ بھاگتا ہوا نظر آ گیا۔ عمران نے وہیں سے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور ڈی ایٹ پشت کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اسی وقت دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں قریب آئیں۔ راہداری کے موڑ سے بے شمار آدمی برآمد ہوئے۔ انہوں نے عمران کو دیکھا لیکن دیر ہو گئی۔ عمران نے انہیں دیکھتے ہی ان پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔ وہ فائرنگ کرتے ہوئے مشین گن قوس کی شکل میں گھما رہا تھا جس سے سامنے سے دائیں بائیں ہو کر آنے والے افراد اچھل اچھل کر گرنا شروع ہو گئے تھے۔ چیخ و پکار سے راہداری گونج اٹھی۔ باقی آنے والے افراد سنبھلے اور انہوں نے واپس راہداری کے موڑ کی طرف چھلانگیں لگا ئیں۔ عمران کی مشین گن نے پھر برسٹ مارا چند ہلاک ہوئے اور باقی موڑ کے دوسری طرف پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے پھر برسٹ مارا اور تیزی سے پیچھے ہٹ کر راہداری میں گھوم گیا۔ اب عمران بھی ان کی طرح نظروں سے اوجھل تھا۔

عمران نے دیوار کی اوٹ سے سر باہر نکالا۔ دوسری طرف سے گولیوں کی بارش ہوئی۔ عمران فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ گولیاں سامنے والی دیوار کو چاٹ کر رہ گئیں۔ جیسے ہی فائرنگ رکی عمران فرشتہ اجل بن کر یکلخت ان کے سامنے آیا اس کی مشین گن سے گولیوں کی

بوچھاڑ ہوئی اور کئی آدمی چیخوں کے ساتھ ہی ہلاک ہوتے چلے گئے۔ برسٹ مارنے کے بعد عمران فوری طور پر دوبارہ دیوار کے پیچھے ہو گیا۔ اس کے دیوار کے عقب میں ہوتے ہی گولیوں کا سیلاب اس کے جسم کی جگہ سے گزرا۔ اس سے اگر صرف دو سیکنڈ کی بھی دیر ہو جاتی تو عمران کی ہلاکت یقینی تھی۔ پھر تو عمران کو فائر کرنے کی مہلت نہ ملی۔ دوسری جانب سے اتنی شدید فائرنگ شروع ہو گئی کہ عمران کے لئے دیکھنا تو کجا اگر وہ مشین گن کو صرف فائرنگ کے لئے باہر نکالتا تو اس کے پرخچے اڑ جاتے۔

عمران نے حالات کا جائزہ لیا اور واپس اس راہداری کی طرف بڑھا جس میں وہ کمرہ تھا جہاں اسے بند کیا گیا تھا۔ پھر وہ ابھی راہداری کو عبور کر کے کمرے کے دروازے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اسے دوسری جانب سے بھی دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ عمران کو دونوں جانب سے گھیر رہے تھے۔ عمران تیزی سے آتے ہوئے قدموں کی آوازوں کی طرف دوڑا اور پھر ایک کونے پر رک کر ان کا انتظار کرنے لگا۔ جلد ہی اس نے چھ سات آدمیوں کو دیکھا جو تیزی سے دوڑتے ہوئے اس کی طرف آ رہے تھے۔ عمران نے انہیں آنے دیا پھر جب وہ راہداری کے کونے کے پاس پہنچے جہاں عمران چھپا ہوا تھا۔ عمران چند لمحوں کے لئے راہداری کے سرے پر دکھائی دیا۔ اس کی مشین گن نے بغیر رکے متعدد برسٹ مارے۔ سامنے دکھائی دینے والے آدمیوں کو

ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کو استعمال کرنے کی بھی فرصت نہ ملی اور وہ چیختے ہوئے اور لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے اچھل اچھل کر فرش پر گرتے چلے گئے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور ان کی لاشوں کے اوپر سے چھلانگیں لگاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ یہ راہداری بہت وسیع تھی۔ عمران اسے تیزی سے عبور کرنے لگا پھر جب وہ راہداری کے وسط میں پہنچا اچانک دیوار میں خلا پیدا ہوا۔ ایک آدمی باہر کے حالات سے بے خبر خلاء سے نکل کر عمران ہی کی طرف بڑھا اور عمران کو دیکھ کر چونکا۔ لیکن قضا اس کے سر پر پہنچ چکی تھی عمران کی مشین گن نے سرخ رنگ کے شعلے اگلے اور وہ اپنے ہی خون کی سرخی میں ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔ عمران تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھا۔ لیکن عمران کے پہنچنے سے پہلے خلا بند ہو گیا۔ اسی وقت دوسری جانب سے دوڑتے قدموں اور مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی آواز راہداری میں بلند ہوئی۔ عمران نے دیوار پر گہری نظر ڈالی تو جلد ہی عمران کو وہ بٹن نظر آ گیا جو دیوار کے پلاسٹر کے ہم رنگ تھا۔ عمران نے تیزی سے اسے دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی دیوار میں خلا پیدا ہو گیا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔

عمران کے اندر داخل ہوتے ہی خلا برابر ہو گیا۔ عمران نے ماحول کا جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ تقریباً نیم تاریک راہداری میں کھڑا ہے۔ جس کے دونوں اطراف میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ یہاں عمران کو یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ وہ آدمی جو اس خلا

سے باہر نکلا تھا کیوں باہر کے حالات سے بے خبر تھا۔ یہ راہداری ساؤنڈ پروف تھی۔ مشین گن کو نال سے پکڑ کر عمران ایک کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا اور دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا۔

دروازہ بند تھا وہ دوسرے دروازے کی طرف بڑھا وہ بھی بند تھا۔ تیسرے دروازے کا حال بھی پہلے جیسا تھا۔ چوتھے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ سائیڈ والے کمرے کا دروازہ کھلا۔ عمران تیزی سے دیوار سے چپک گیا۔ کمرے سے ایک آدمی باہر نکلا اس کا رخ عمران ہی کی جانب تھا۔ چند قدم اٹھاتے ہی اس کی نظر عمران پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ منہ سے کوئی آواز نکال کر عمران کو للکارتا۔ عمران نے تیزی کے ساتھ ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر اس کا کھلا منہ ابھی بند نہیں ہوا تھا کہ عمران تیزی سے اس کے قریب پہنچا۔ اس کی مشین گن کا دستہ پلک جھپکتے ہی بلند ہوا اور پھر پوری قوت سے اس کے سر پر پڑا۔ اس آدمی کا سر ناریل کی طرح چٹختا چلا گیا اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر لہرایا اور پھر تیزی سے زمین پر گرا۔ عمران نے پھرتی سے اس کے جسم کو سنبھال لیا اور آہستگی سے زمین پر رکھ دیا۔ اس آدمی کو لٹانے کے بعد عمران تیزی سے اس کھلے دروازے کی طرف بڑھا اور دوسرے ہی لمحے وہ اندر داخل ہو چکا تھا۔

"ونڈرز آپ"...... عمران کے منہ سے انتہائی سرد آواز نکلی اور

کمرے میں موجود تین آدمی جو ایک بڑے سے کمپیوٹر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے چونک پڑے اور بوکھلا کر کھڑے ہو گئے۔

"تت۔ کیا مطلب۔ کک۔ کون۔ کون ہو تم"...... انہوں نے بوکھلا کر کہا۔

"خادم کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ وہ تینوں جواب میں خاموش رہے۔ البتہ وہ کینہ توز نظروں سے عمران کو گھورنے لگے۔

"کیا چاہتے ہو"...... ان میں سے ایک نے غرا کر کہا۔

"تم میں سے سب سے بڑا کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"بڑا۔ کیا مطلب"۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ تم میں سے سینئر کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سوری۔ ہم تمہاری کسی بھی بات کا جواب نہیں دے سکتے"۔ دوسرے آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے یا تمہیں جواب دینے سے کسی ڈاکٹر نے منع کیا ہے"...... عمران نے کہا لیکن اس بار انہوں نے اس انداز میں ہونٹ بھینچ لئے جیسے واقعی اس بار انہوں نے نہ بولنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہو۔

"گڈ شو۔ لگتا ہے تم اس نسل سے تعلق رکھتے ہو جو باتوں سے

نہیں مانتے۔ میرا مطلب سمجھ رہے ہو نا۔ نہیں سمجھے تو میں سمجھا دیتا ہوں۔ میرے کہنے کا مطلب ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور الٹے قدموں پیچھے ہٹا۔ دروازے کے پاس پہنچا دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

اسی وقت ان میں سے ایک نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران تیزی سے ایک جانب ہٹ گیا اور وہ اپنی جھونک میں دیوار سے جا ٹکرایا۔ عمران پھرتی سے مڑا اس نے مشین گن نال سے پکڑا۔ دوسرے لمحے مشین گن کا دستہ پوری قوت سے چھلانگ لگانے والے کے سینے پر پڑا اور وہ ایک کربناک چیخ مار کر زمین پر آ گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران باقی دو کی جانب گھوما۔ اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔

"اگر تم میں سے بھی کسی نے موت کا مزہ چکھنا ہو تو آگے بڑھ آئے"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر مشین گن کا دستہ دوسرے آدمی کے منہ پر مار دیا وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر گر گیا۔ تیسرا آدمی یہ دیکھ کر بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"اب تم بولو گے یا تم بھی لاتیں کھا کر ہی مانو گے"...... عمران نے کہا اور دستہ گھما کر دیوار کے قریب جانے والے آدمی کی طرف

بڑھا۔

''کیا''...... اس آدمی نے ہذیانی لہجے میں کہا۔

''نام کیا ہے تمہارا''...... عمران نے پوچھا۔

''ڈی تھرٹی سکس''...... اس آدمی نے خوف سے تھوک نگل کر جواب دیا۔

''ڈینجر پرنس کہاں ہے۔ یاد رکھو مجھے دھوکہ دینا تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔ میں جواب کی اصلیت جاننے کے لئے زبان کی بجائے گولی کا سہارا لیا کرتا ہوں''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بھیانک انداز میں کہا۔ اسی وقت جس کے منہ پر مشین گن کا دستہ پڑا تھا اٹھا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔ عمران نے پھر مشین گن کا دستہ گھما دیا۔ وہ تیزی سے نیچے بیٹھ گیا۔ عمران نے لات چلائی۔ لات اس آدمی کے منہ پر پڑی۔ اس تھوڑی سی دیر کے لئے عمران کی توجہ تیسرے آدمی سے ہٹ گئی تھی۔ یہ مہلت اس کے لئے کافی تھی۔ اس نے موقع غنیمت جان کر اچانک پوری قوت سے عمران پر چھلانگ لگا دی۔

وہ پوری قوت سے عمران پر آ گرا۔ عمران اس فوری ٹکر سے سنبھل نہ سکا اور سائیڈ کے بل زمین پر گرا۔ اسی وقت پہلے والے نے جس کے سینے پر عمران نے مشین گن کا دستہ مارا تھا۔ لیٹے لیٹے عمران کے منہ پر لات مارنے کی کوشش کی لیکن عمران پلٹا کھا گیا اسی وقت دوسرے آدمی نے عمران کے ہاتھ پر زور سے لات

ماری۔ عمران کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ منہ پر مشین گن کا دستہ کھانے والے نے تیزی سے جھپٹ کر مشین گن اٹھالی اور پھر اس کا ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی عمران نے فوری طور پر قریب گرے ہوئے آدمی کو جھپٹ کر اٹھایا اور اسے ڈھال بناتے ہوئے اپنے سامنے کر لیا۔ گولیاں کی بوچھاڑ اس آدمی کو چھلنی کرتی چلی گئی۔

عمران چونکہ اس کے عقب میں تھا اس لئے محفوظ رہا پھر عمران نے اسے ایک جھٹکے سے اٹھایا اور مشین گن بردار پر دے مارا۔ اس آدمی نے دوسرا برسٹ مارا لیکن وہ لاش اس کی گولیوں اور مشین گن سے خوفزدہ ہوئے بغیر اس پر آ پڑی۔ وہ الٹ کر پشت کے بل زمین پر آ گرا۔ اس کے ہاتھوں سے مشین گن چھوٹ کر دور جا گری۔ عمران پھرتی سے اٹھا اور اس نے گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر اس کا رخ ڈی تھرٹی سکس کی جانب کر کے ٹریگر دبا دیا گولیاں نکلیں۔ پہلے تو ڈی سکس لٹو کی طرح گھوما اور پھر اس کی لاش گولیوں پر رقص کرتی ہوئی ڈھیر ہو گئی۔ اس طرف سے فارغ ہو کر عمران اس کی طرف جھپٹا جس کے سینے پر دستہ پڑا تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ عمران نے اس کا گریبان پکڑ کر کھڑا کیا اور اس کے منہ پر اپنا فولادی مکا جڑ دیا۔ وہ چیخ مار کر دوسری جانب الٹ گیا۔ عمران نے اس کے گرے ہوئے جسم پر چھلانگ لگائی اور اسے چھاپ لیا اور اسے رگیدنا شروع کر دیا۔ جب عمران نے یہ

دیکھ لیا کہ اس کے کس بل نکل گئے ہیں تو عمران نے اسے اٹھا کر کرسی پر پھینکا۔

"اب تمہاری زبان کھل جانی چاہئے۔ ورنہ تمہارے دوسرے ساتھیوں کی طرح تمہاری زبان بھی ہمیشہ کے لئے بند کر دوں گا"...... عمران نے خونخوار لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بتاتا ہوں"...... اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ اس کے کپڑے پھٹ چکے تھے، ایک آنکھ سوج چکی تھی، ہونٹ پھٹ چکے تھے اور بائیں جبڑے سے خون نکل کر اس کے چہرے کو وحشت انگیز بنا رہا تھا۔

"اپنا نمبر بتاؤ۔ ورنہ......" عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا جس میں رحم کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

"ڈی فورٹی"...... اس نے کہا۔

"تم کیا کام کرتے ہو۔ میرا مطلب ہے کہ کیا کام تمہارے ذمے ہے۔ اس کا جواب دینے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ جھوٹ تمہاری موت تمہارے زیادہ قریب لے آئے گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا لیکن جواب میں وہ خاموش رہا۔

"چپ کیوں ہو بولو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس کا بھرپور تھپڑ ڈی فورٹی کے منہ پر پڑا۔ ڈی فورٹی کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر فرش پر گر گیا۔ عمران نے اسے اٹھا کر کھڑا کیا لیکن وہ عمران کے ہاتھوں میں جھول گیا وہ بے

ہوش ہو چکا تھا۔ عمران کے ایک ہی تھپڑ نے اسے ہوش و حواس کی دنیا سے بے گانہ کر دیا تھا۔ عمران نے جھٹکا دے کر اسے کرسی پر گرایا اور کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین جس کے سامنے رکھی تین کرسیوں پر یہ تینوں بیٹھ کر اسے آپریٹ کرتے تھے۔ اس کے علاوہ کمرے میں اور کچھ نہ تھا۔ عمران مشین کی طرف بڑھا اور پھر کچھ سوچ کر رک گیا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ تھوڑا سا کھول کر اس نے باہر کا جائزہ لیا۔ راہداری میں اس لاش کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ عمران تیزی سے باہر نکلا۔ لاش کو گھسیٹا اور کمرے میں لے آیا۔ شور وغل سے تو وہ بے فکر تھا کیونکہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ کمرے کو دوبارہ اندر سے لاک کرنے کے بعد عمران نے بے ہوش آدمی کے علاوہ باقی دونوں کی لاشوں کو اٹھا کر مشین کے پیچھے ڈال دیا اور بے ہوش آدمی کو ہوش میں لانے لگا لیکن وہ زیادہ ہی غافل تھا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اچانک اس کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ مسکراہٹ میں اتنی وحشت تھی کہ اگر ڈی فورٹی اسے دیکھ لیتا تو ٹیپ ریکارڈر کی طرح بولنا شروع ہو جاتا۔

عمران بجلی کے بورڈ کی طرف بڑھا۔ مشین گن کے دستے نے بجلی کے بورڈ کے پرخچے اڑا دیئے۔ عمران نے ان میں سے ایک تار جو مین لائن سے ہوتی ہوئی بٹن کی طرف آئی تھی جھٹکے سے کھینچی۔ عمران نے اس تار کو زور سے جھٹکا دیا۔ مین لائن سے یہ تار ٹوٹ

گئی اور پھر عمران پائپ میں سے تار کھینچتا چلا گیا۔ تار جدا کرنے کے بعد عمران نے اس تار کا ایک سرا پلگ میں لگایا اور دوسرا ڈی فورٹی کے جسم سے ٹچ کر دیا۔ ڈی فورٹی ایک ہولناک چیخ کے ساتھ اٹھ بیٹھا۔ بے ہوشی کرنٹ کے ایک جھٹکے سے ہوا ہو گئی۔ عمران نے لرزتے ہوئے ڈی فورٹی کے جسم سے برقی تار علیحدہ کی۔

"ڈی فورٹی آدھا منٹ دے رہا ہوں۔ اس کے بعد جو تمہارا حشر ہو گا۔ اس کا اندازہ تم خود کر سکتے ہو"...... عمران نے بھیڑیئے کے انداز میں پھنکارتے ہوئے کہا۔

"میں کمپیوٹر آپریٹر ہوں۔ میری حیثیت ان دونوں سے بڑھ کر ہے"...... ڈی فورٹی نے تیزی سے کہا پھر سانس لینے کے لئے رکا۔ بجلی کے جھٹکے نے اس کے اوسان خطا کر دیئے تھے۔ عمران نے اسے کرنٹ کا دوسرا جھٹکا دیا تو وہ اونٹ کی مانند بلبلا اٹھا۔

"بولو۔ جلدی بولو"...... عمران نے غرا کر کہا۔

"یہ کمپیوٹر میک اپ چیک کرتا ہے۔ جب کوئی اس ہیڈ کوارٹر میں آتا ہے۔ چاہے وہ اجنبی ہو یا اپنا ساتھی اس مشین کی سکرین پر اس کی شکل سامنے نظر آتی ہے پھر یہ مشین اس کے میک اپ کو چیک کرتی ہے اور مشین کے اوکے کرنے پر اسے اس عمارت میں داخل ہونے کی اجازت ملتی ہے"...... ڈی فورٹی نے تڑپ کر کہا اس کے منہ سے الفاظ گولی کی سی تیزی سے نکلنے لگے۔ موت کی

دہشت نے اس کے ہوش و حواس اڑا دیئے تھے۔

"ہونہہ۔ یہاں کا نقشہ"...... عمران نے ایک طویل ہنکارہ بھرنے کے بعد پوچھا۔

"وہ مشین کے دائیں خانے میں ہے"...... ڈی فورٹی نے کہا۔ عمران نے یہ سن کر اسے نقشہ لانے کا حکم دیا۔ وہ کمپیوٹر کی طرف بڑھا۔ خانہ کھول کر نقشہ نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"اب اس میں سے باہر نکلنے کے راستے کے بارے میں بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ یہاں کن کن راستوں پر خطرہ ہے اور کون سے راستے سیف ہیں۔ اس کے علاوہ ڈینجر پرنس کا کمرہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔ جواب میں ڈی فورٹی خاموش رہا تو عمران کا ہاتھ کرنٹ لگانے کے لئے اٹھا۔

"باہر نکلنے کا راستہ اور خطرناک راستے یہ ہیں اور ڈینجر پرنس کی قیام گاہ کے متعلق میں نہیں جانتا"...... اس سے پہلے کہ عمران کرنٹ لگاتا ڈی فورٹی نے جلدی سے کہا۔ اس کا جواب سن کر عمران نے اسے کرنٹ کا جھٹکا دیا تو وہ شتر مرغ کی طرح ناچنے لگا۔

"اس عمارت میں داخل ہونے اور یہاں سے باہر جانے کے کوڈ کیا ہیں"...... عمران نے کرخت انداز میں پوچھا۔

"ڈینجر پرنس اور سیکشن نمبر ففٹی ایٹ"...... کرنٹ کے ایک اور جھٹکے کے بعد ڈی فورٹی نے درد سے کراہ کر کہا اس پر پھر غنودگی

طاری ہونے لگی۔

''اگر یہ سچ نہ ہوا تو''...... عمران نے کہا۔

''میں ہر سزا قبول کر لوں گا''...... ڈی فورٹی نے بدحواس ہو کر روہانسے لہجے میں کہا۔

''میک اپ کا سامان کہاں ہے''...... عمران نے دوبارہ پھنکارتے ہوئے کہا۔ جواب میں اس پر غنودگی چھانے لگی۔ عمران نے اسے جھنجھوڑا اور اپنا سوال پھر کیا۔

''مشین کے نچلے خانے میں۔ میں......'' ڈی فورٹی نے کہا اور ساتھ ہی دوبارہ بے ہوش ہو گیا۔ بجلی کے کرنٹ اور سینے کے درد نے اس کا حشر کر دیا تھا۔ اس کے بے ہوش ہو جانے کے بعد عمران نے مشین گن اٹھائی اور اس کا دہانہ ڈی فورٹی کے سینے کی جانب کر کے کھول دیا۔ ڈی فورٹی کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ہمیشہ کے لئے ساکت ہو گیا۔

''حالانکہ یہ انسانیت سے بعید ہے لیکن تم بھی ان دونوں کی طرح زہریلے بچھو ہو اس لئے تمہیں کچلنا ہی انسانیت کی خدمت ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ پھر عمران نے مشین کا نچلا خانہ کھولا۔ اس میں سے ایک باکس برآمد ہوا۔ اس نے باکس کھولا تو اس میں واقعی میک اپ کا سامان تھا۔ عمران نے ڈی فورٹی کو سامنے رکھ کر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد اس کمرے میں ایک نہیں بلکہ دو ڈی فورٹی تھے۔ ایک مردہ

حالت میں اور ایک زندہ۔

عمران نے ڈی فورٹی کی لاش اٹھائی اور اسے بھی مشین کے پیچھے ڈال دیا۔ اس کے بعد عمران نے نقشے کو غور سے دیکھا اور پھر وہ کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہو گیا لیکن اس نے اسے چھیڑا نہیں۔ مبادا کہ اس سے کوئی غلط حرکت نہ ہو جائے۔ دوسرا اسے کمپیوٹر سے کوئی خوف نہیں تھا۔ جب تک کہ اسے چھیڑا نہ جائے۔ کیونکہ اگر یہ کمپیوٹر یہاں کی تصویر کہیں اور پہنچا رہا ہوتا تو اب تک عمران کو گھیر لیا جاتا۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ عمران یہاں محفوظ ہے پھر عمران کو وہاں بیٹھے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ اچانک کمپیوٹر کے اوپر بلب روشن ہو گئے اور کمپیوٹر آٹومیٹک سسٹم کے تحت خود بخود ایکٹیو ہو گیا۔

''تمہارا نمبر''...... کمپیوٹر سے ایک کرخت آواز کمرے میں گونجی۔

''ڈی فورٹی''...... عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کا لہجہ بالکل ڈی فورٹی جیسا تھا۔

''کوڈ''...... دوبارہ اسی آواز نے پوچھا۔

''ڈینجر پرنس''۔ عمران نے دوبارہ ڈی فورٹی کی آواز میں کہا۔

''دیکشن''...... اسی آواز نے پھر پوچھا۔

''ففٹی ایٹ''...... عمران نے جواب دیا۔

''او کے۔ ڈینجر پرنس کی طرف سے تمہارے لئے حکم ہے تم فوراً میٹنگ روم پہنچ جاؤ''...... اسی آواز نے دوبارہ حکم دیا اور پھر بلب

بجھ گیا۔ عمران تیزی سے اٹھا۔ کمپیوٹر کے عقب میں پہنچا۔ جس کا سر پاش پاش ہوا تھا اس کی جیکٹ اتاری اور خود پہن لی۔ اس کے بعد کمرے سے باہر نکل آیا۔ دروازہ لاک کیا اور نقشے کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگا۔ ایک لمبی راہداری کو عبور کرتے ہی ایک کمرے میں جیسے ہی داخل وہ ہوا کمرہ لاک ہو گیا۔

"کوڈ"...... ایک مشینی آواز کمرے میں گونجی۔

"ڈینجر پرنس"...... عمران نے جواب دیا۔

"سیکشن نمبر"...... دوبارہ پوچھا گیا۔

"ففٹی ایٹ"...... عمران نے جواب دیا۔ جواب سن کر بیرونی دروازہ کھل گیا۔ عمران اس دروازے سے باہر نکلا تو چند قدموں کے فاصلے پر میٹنگ ہال کے الفاظ چمکتے نظر آئے پھر عمران کے قریب پہنچتے ہی میٹنگ ہال کا دروازہ خود بخود کھل گیا۔ عمران اندر داخل ہو گیا۔ اندر بے شمار افراد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ان کرسیوں کے سامنے دیوار ایک سکرین نصب تھی۔ عمران بھی آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران کے بیٹھتے ہی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر چند لمحے تو بجلیاں کوندیں اور پھر ایک آدمی کا چہرہ دکھائی دیا۔ جس کی آنکھیں کبوتر کے خون کی مانند سرخ ہو رہی تھیں۔ اس آدمی کو دیکھتے ہی تمام افراد اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو عمران بھی طوہاً کرہاً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... ڈینجر پرنس نے ان تمام آدمیوں سے کہا اس کی

آواز پورے ہال میں گونجی تھی۔ تمام آدمی ہال میں بیٹھ گئے۔

"میں تم سب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ پاکیشیا میں ہمارا مشن کامیاب ہو گیا ہے۔ اب ہماری واپسی ہے۔ ای نائن سیکشن کے افراد یہاں سے کافرستان کی طرف جانے والے جنگی جہاز کی نگرانی شروع کر دیں۔ اس جہاز کو بحفاظت کافرستان پہنچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اب تم لوگ جا سکتے ہو۔ واپسی کی تیاری شروع کر دو"...... ڈینجر پرنس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ تمام افراد یہ سن کر وہاں سے کھڑے ہو گئے۔ عمران نے بھی کرسی سے کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن وہ بوکھلا کر رہ گیا۔ کرسی نے اسے جکڑ لیا تھا۔ عمران کو احساس تک نہ ہو سکا کہ کس وقت اس کی گردن کے عقب سے کمر کے پیچھے سے اور پاؤں کے عقب سے فولادی شکنجے نکلے جنہوں نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کو اس طرح جکڑ لیا کہ اس کے لئے اپنے جسم کو حرکت تک دینا دشوار ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا مسٹر عمران۔ تم ابھی تک یہاں بیٹھے ہو۔ تم خود کو بے حد ذہین اور شاطر انسان سمجھتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم میری آدمی کی جگہ لے لو گے اور مجھے اس کا علم ہی نہیں ہو گا"۔ اچانک ڈینجر پرنس کی غراہٹ بھری آواز ابھری اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

مصنف
ظہیر احمد

ڈینجر پرنس حصہ دوم

وہ لمحہ — جب عمران کو زنجیروں میں جکڑ کر سمندر برد کر دیا گیا۔ یہ سمندر کا ایسا حصہ تھا جہاں شارک مچھلیاں تھیں۔ زنجیروں میں جکڑے ہوئے عمران پر شارک مچھلیاں جھپٹ پڑیں اور لمحوں میں اس کے ٹکڑے اُڑ گئے۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فری لانسر علی عمران اتنا ہی بے بس تھا ——؟

وہ لمحہ — جب جولیا بلیک مامبا کے قبضے میں آ گئی اور بلیک مامبا نے جولیا کو جامد حالت میں سمندر میں پھینک دیا اور پھر ——؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس — جس کے تمام ممبران بلیک مامبا کی قید میں تھے اور بے ہوشی کی حالت میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔

بلیک مامبا — جس نے ممبران کو ہلاک کرنے کے لئے ان کے جسموں سے ٹائم بم لگا دیئے۔ اور پھر ——؟

وہ لمحہ — جب ڈینجر پرنس کے سامنے ایک اور ڈینجر پرنس آ گیا۔ وہ ڈینجر پرنس کون تھا۔ ایک حیرت انگیز سچویشن۔

شائع ہوگیا ہے

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایک خوبصورت اور انتہائی منفرد انداز کا ناول

مکمل ناول

فاسٹ فائٹ

مصنف ظہیر احمد

فاسٹ فائٹ — ایک ایسی فائٹ جو عمران اور اس کے ساتھیوں کی کافرستان میں ہوئی تھی۔

فاسٹ فائٹ — جو کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس کے خلاف تھی اور یہ فائٹ عمران نے جان بوجھ کر اپنے سر لی تھی۔ کیوں ——؟

عمران — جس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ انتہائی تیز رفتاری سے کافرستانی سرحد کراس کر کے کافرستان پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن ——؟

عمران — اور اس کے ساتھیوں نے جیسے ہی کافرستانی سرحد کراس کی وہ سرحدی محافظوں کی نظروں میں آ گئے۔ اور پھر ——؟

کافرستان — جس نے پاکیشیا کے خلاف ایک خوفناک سازش کا ارتکاب کیا۔ وہ سازش کیا تھی۔

فاسٹ فائٹ — کس کے خلاف تھی جس کے لئے عمران نے اپنے ساتھیوں کو کھلی چھٹی دے دی تھی۔

وہ لمحہ — جب عمران اور اس کے ساتھی ہر طرف سے مسلح افراد میں گھرے ہوئے تھے اور ان کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہ تھی۔ پھر ——؟

عمران سیریز

ڈینجر پرنس

ظہیر احمد

ڈینجر پرنس دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز ملتان

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی

---------- محمد علی قریشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی

کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری

طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 170/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

محترم قارئین۔

السلام علیکم:۔

میرے نئے ناول "ڈینجر پرنس" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کہانی کا ٹمپو اور کردار نگاری جس عروج کی طرف بڑھ رہی ہے اس سے آپ یقیناً لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ میں آپ کے اس لطف میں رخنہ نہیں ڈالنا چاہتا۔ اس لئے صرف ایک قاری کا خط پیش لفظ میں شامل کر کے رخصت چاہوں گا۔

محمد ارسلان علی، گوجر خان ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں۔ مجھے آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ کے ناول نوجوان نسل کی کردار سازی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ آپ کا یہ قلمی جہاد واقعی اندھیروں میں روشن مینار کی سی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ آپ کے ناول ہر قسم کی غیر اخلاقی باتوں سے پاک ہوتے ہیں اور ناولوں میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی کہ فیملی ممبر پڑھنے سے اجتناب کرے۔ آپ کے ناول ہر لحاظ سے اور ہر عمر کے افراد کے لئے دلچسپی کے حامل ہوتے ہیں جو آپ کا خاصہ ہے۔ آپ کے ناولوں میں یہ خوبی بھی بدرجہ اتم موجود ہے کہ آپ کا ہر ناول اپنے انداز اور انوکھی طرز نگاری سے مزین ہوتا ہے۔ آپ کی تعریف سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

محترم محمد ارسلان علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ جیسے قاری میرا اثاثہ ہیں۔ میری واقعی یہی کوشش ہوتی ہے کہ میں ناولوں کے ذریعے نوجوان نسل کو ایسے راستے دکھا سکوں جن پر چل کر نہ صرف وہ بلکہ ان کے دوست احباب بھی ملک و قوم کی خدمت کے لئے کوشاں ہو جائیں اور ملک و قوم کے خلاف کام کرنے والے اور بری سوچ رکھنے والوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑے ہو جائیں اور اگر انہیں ملک و قوم کے لئے اپنی جان کا نذرانہ بھی دینا پڑے تو وہ اس سے نہ ہچکچائیں۔ بس اتنا یاد رکھیں کہ قربانی صرف اللہ کی راہ میں ہونی چاہئے جو کبھی رائیگاں نہیں جاتی اور اس کا ثمر بھی اللہ ضرور دیتا ہے۔ آخر میں سانحہ پشاور کے معصوم شہید بچوں کے لئے دعائے مغفرت اور ان کے لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہوں۔ ان معصوم بچوں نے جام شہادت نوش کیا ہے اور شہید کبھی مرا نہیں کرتے۔ ان کے اعلیٰ درجات یقیناً ہماری اور آپ کی سوچ سے بھی بڑھ کر ہیں۔

اب اجازت دیجئے۔

اللہ آپ کا نگہبان ہو۔

آپ کا مخلص۔

ظہیر احمد

"ہیلو۔ ہیلو۔ اوور"...... جوزف نے ٹرانسمیٹر پر مسلسل کال دیتے ہوئے کہا لیکن ٹرانسمیٹر سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ اس کا رابطہ اچانک ہی عمران سے ختم ہو گیا تھا۔

جوزف عمران کو کاروں کے پیچھے جاتے دیکھ کر سر سلطان کی کوٹھی میں داخل ہوا۔ کوٹھی سنسان تھی سامنے موجود برآمدے کو عبور کرتے ہوئے اس نے جیب سے پستول نکال لیا۔ پھر وہ پلک جھپکتے میں برآمدے کو پار کر کے ڈرائنگ روم میں داخل ہو چکا تھا۔ سامنے اسے سر سلطان بے ہوش دکھائی دیئے۔ ان کے سر سے خون بہہ کر قالین کو تر کر رہا تھا۔ جوزف نے تیزی سے ان کی نبض چیک کی۔ نبض اپنی صحیح رفتار سے چل رہی تھی۔ جوزف نے انہیں اٹھایا اور صوفے پر لٹا دیا۔ قریب پڑے ہوئے فون کو اٹھایا لیکن وہ ڈیڈ پڑا ہوا تھا۔ مجرموں نے ٹیلیفون کے تار کاٹ دیئے تھے۔

جوزف تیزی سے باہر نکلا۔ اس نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ کوئی

نوکر یا کوئی ملازم دکھائی نہیں دے رہا تھا پھر سرونٹ کوارٹرز کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے شور اور چیخیں سنیں جو ایک کوارٹر کے اندر سے آ رہی تھیں۔ جوزف کوارٹر کے اندر داخل ہوا تو ایک کمرے کے دروازے کو زور زور سے تھپتھپایا جا رہا تھا۔ جوزف نے آگے بڑھ کر باہر سے کنڈی کھول دی۔ اندر سے کوٹھی کے ملازم اور چوکیدار تیزی سے باہر نکلے۔ جوزف کی شکل سے وہ واقف تھے۔ جوزف کو دیکھ کر انہوں نے چیخ چیخ کر اسے بتایا کہ چند آدمی کوٹھی کے اندر گھس آئے تھے جنہوں نے گنوں کی زد میں انہیں لے کر اس کوارٹر میں بند کر دیا تھا۔ جوزف نے انہیں سر سلطان کے پاس چھوڑا اور خود کوٹھی کے عقبی حصے میں لگی ہوئی تار کو جوڑ کر ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جوزف بول رہا ہوں''...... جوزف نے سنجیدگی سے کہا۔

''اوہ تم۔ بولو کیوں فون کیا ہے''...... جوزف کی آواز پہچان کر بلیک زیرو نے اصل آواز میں کہا تو جوزف نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''تم اب کہاں ہو''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''میں سر سلطان کے گھر پر ہی ہوں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو کے آنے کا سن کر جوزف وہیں رک گیا۔ آدھے گھنٹے بعد بلیک زیرو وہاں پہنچ گیا۔ وہ سادہ سے میک اپ میں تھا۔ بلیک زیرو نے دانش منزل سے ہی سپیشل ہسپتال کال کر دی تھی جہاں سے ایک خصوصی ایمبولینس پہنچ گئی اور اس ایمبولینس میں بلیک زیرو نے اپنی نگرانی میں سر سلطان کو سپیشل ہسپتال روانہ کر دیا۔

''تمہاری عمران صاحب سے بات ہوئی ہے''...... ایمبولینس روانہ ہونے کے بعد بلیک زیرو نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ میں کافی دیر سے باس سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن وہ میری کال رسیو نہیں کر رہے ہیں''...... جوزف نے جواب دیا۔

''مجھے دو ٹرانسمیٹر۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا کر جیب سے عمران کا دیا ہوا ٹرانسمیٹر نکال کر اسے دے دیا۔ بلیک زیرو عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن عمران واقعی کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔

''لگتا ہے عمران صاحب یا تو مصروف ہیں یا پھر وہ آؤٹ آف رینج ہیں اسی لئے ان سے رابطہ نہیں ہو رہا''...... بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے بلیک زیرو کو اپنی ریسٹ واچ سے کلائی پر ضربیں لگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ جوزف کے ساتھ لان میں تھا اور لان میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔

"کال آ رہی ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں دیکھتا ہوں کس کی کال ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بلیک زیرو تیزی سے سامنے موجود ایک بڑے درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ درخت کے عقب میں پہنچ کر بلیک زیرو نے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور پھر جیسے ہی اس نے سوئیاں ملائیں اسی لمحے ریسٹ واچ پر لگا ہوا سبز بلب روشن ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو۔ جولیا کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف میں کافی دیر سے آپ کو کال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اوور"...... دوسری جانب سے جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں تشویش کا عنصر غالب تھا۔

"مختصر بات کرو۔ اوور"...... بلیک زیرو نے خشک لہجے میں کہا۔

"چیف میں ملٹری ہسپتال سے بول رہی ہوں۔ اب سے ڈیڑھ گھنٹے پہلے ملٹری ہسپتال سے مجھے سیل فون پر کال آئی مجھے فوری طور پر ہسپتال پہنچنے کی تاکید کی گئی تھی۔ میں وہاں پہنچی تو مجھے بتایا گیا کہ

صفدر اور کیپٹن شکیل کو شدید زخمی حالت میں وہاں لایا گیا ہے۔ چونکہ ان کی حالت زیادہ تشویش ناک تھی اس لئے انہیں فوری طور پر آپریشن تھیٹر لے جایا گیا ہے جہاں پچھلے ایک گھنٹے سے ان کا آپریشن ہو رہا ہے۔ تفصیل پوچھنے پر معلوم ہوا کہ سرداور کی لیبارٹری سے سات میل دور ایک فوجی یونٹ مشق کر رہا تھا۔ واپسی پر انہیں صفدر اور کیپٹن شکیل زخمی حالت میں ملے صفدر قدرے ہوش میں تھا۔ اس نے کیپٹن کو میرا نمبر بتایا کہ مس جولیا کو ان کے متعلق اطلاع دی جائے پھر صفدر مزید تفصیل بتائے بغیر بے ہوش ہو گیا۔ کیپٹن ان زخمیوں کو اٹھا کر ملٹری ہسپتال میں لے آیا اور یہاں سے اس نے مجھے کال کر کے ان کے متعلق اطلاع دی تھی۔ اب میں وہاں آپ کے حکم کی منتظر ہوں۔ اوور"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل کی اب پوزیشن کیا ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ان کی کار پر ہینڈ گرنیڈ مارا گیا تھا چیف۔ اس بم سے ان کی کار تباہ ہو گئی تھی اور دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"تم وہیں موجود رہو۔ انہیں تھوڑی دیر بعد سپیشل ہسپتال میں منتقل کر دیا جائے گا۔ ان کو منتقل کرنے کے بعد تمہارا کام ختم۔ اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... بلیک زیرو نے حکم دیا اور ٹرانسمیٹر بند کر

اسی لمحے بلیک زیرو کو اپنی ریسٹ واچ سے کلائی پر ضربیں لگتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ وہ جوزف کے ساتھ لان میں تھا اور لان میں اس وقت کوئی نہیں تھا۔

"کال آ رہی ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں دیکھتا ہوں کس کی کال ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بلیک زیرو تیزی سے سامنے موجود ایک بڑے درخت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ درخت کے عقب میں پہنچ کر بلیک زیرو نے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور پھر جیسے ہی اس نے سوئیاں ملائیں اسی لمحے ریسٹ واچ پر لگا ہوا سبز بلب روشن ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو۔ جولیا کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چیف میں کافی دیر سے آپ کو کال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اوور"...... دوسری جانب سے جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کی آواز میں تشویش کا عنصر غالب تھا۔

"مختصر بات کرو۔ اوور"...... بلیک زیرو نے خشک لہجے میں کہا۔

"چیف میں ملٹری ہسپتال سے بول رہی ہوں۔ اب سے ڈیڑھ گھنٹے پہلے ملٹری ہسپتال سے مجھے سیل فون پر کال آئی مجھے فوری طور پر ہسپتال پہنچنے کی تاکید کی گئی تھی۔ میں وہاں پہنچی تو مجھے بتایا گیا کہ

صفدر اور کیپٹن شکیل کو شدید زخمی حالت میں وہاں لایا گیا ہے۔ چونکہ ان کی حالت زیادہ تشویش ناک تھی اس لئے انہیں فوری طور پر آپریشن تھیٹر لے جایا گیا ہے جہاں پچھلے ایک گھنٹے سے ان کا آپریشن ہو رہا ہے۔ تفصیل پوچھنے پر معلوم ہوا کہ سرداور کی لیبارٹری سے سات میل دور ایک فوجی یونٹ مشق کر رہا تھا۔ واپسی پر انہیں صفدر اور کیپٹن شکیل زخمی حالت میں ملے صفدر قدرے ہوش میں تھا۔ اس نے کیپٹن کو میرا نمبر بتایا کہ مس جولیا کو ان کے متعلق اطلاع دی جائے پھر صفدر مزید تفصیل بتائے بغیر بے ہوش ہو گیا۔ کیپٹن ان زخمیوں کو اٹھا کر ملٹری ہسپتال میں لے آیا اور یہاں سے اس نے مجھے کال کر کے ان کے متعلق اطلاع دی تھی۔ اب میں وہاں آپ کے حکم کی منتظر ہوں۔ اوور"...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صفدر اور کیپٹن شکیل کی اب پوزیشن کیا ہے۔ اوور"...... بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"ان کی کار پر ہینڈ گرنیڈ مارا گیا تھا چیف۔ اس بم سے ان کی کار تباہ ہو گئی تھی اور دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"تم وہیں موجود رہو۔ انہیں تھوڑی دیر بعد سپیشل ہسپتال میں منتقل کر دیا جائے گا۔ ان کو منتقل کرنے کے بعد تمہارا کام ختم۔ اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... بلیک زیرو نے حکم دیا اور ٹرانسمیٹر بند کر

دیا۔ یہ سب سن کر وہ پریشان ہو گیا تھا۔ ایک طرف عمران کی
پراسرار گمشدگی، دوسرا صفدر اور کیپٹن شکیل کی کار پر ہینڈ گرنیڈ مارا گیا
تھا۔ لیکن وہ عمران کا تربیت یافتہ تھا۔ جس نے مشکل حالات میں
بھی ذہن کو ناامیدی کی دلدل میں نہ جانے دیا تھا۔ بلیک زیرو نے
ٹرانسمیٹر دوبارہ آن کیا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی۔
دوسرے لمحے وہ ملٹری کے سپیشل وارڈ کے چیف کو صفدر اور کیپٹن
شکیل کو سپیشل ہسپتال منتقل کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ بلیک زیرو ابھی
حکم دے کر فارغ ہوا ہی تھا کہ ایک بار پھر اس کے واچ
ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا۔ بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔
دوسری جانب سے ٹائیگر بول رہا تھا۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

''یس۔ ایکسٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... بلیک زیرو نے سرد لہجے
میں جواب دیا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں جناب۔ اوور''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

''یس۔ کہاں سے بول رہے ہو تم اور کیوں کال کیا ہے۔
اوور''...... ایکسٹو نے اسی لہجے میں کہا۔

''مجھے باس نے سن کلب کے مالک شارمن کی نگرانی کا حکم دیا
تھا جناب اور میں اسی کی نگرانی کر رہا تھا۔ باس نے کہا تھا کہ اگر

وہ دستیاب نہ ہو سکیں تو میں آپ کو کال کر کے رپورٹ دے دوں۔
اسی لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔ اوور''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

''او کے۔ بتاؤ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا تو
ٹائیگر نے اسے شارمن کی ہلاکت کی رپورٹ دینی شروع کر دی۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ حالات انتہائی نازک ہیں اس
لئے اس معاملے کو دیکھنے کے لئے میں خود وہاں آ رہا ہوں۔ ہو سکتا
ہے کہ ہمیں وہاں کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ڈینجر پرنس تک
پہنچا جا سکے۔ اوور''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''او کے سر۔ اوور''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''میرے آنے تک تم ایک بار پھر رہائش گاہ کا جائزہ لو اور اگر
وہاں کوئی چھپا ہوا ہو تو اسے قابو کر لو۔ اوور''...... بلیک زیرو نے
کرخت لہجے میں کہا۔

''میں نے جائزہ لے لیا ہے جناب لیکن آپ کہتے ہیں تو میں
ایک بار پھر چیک کر لیتا ہوں۔ اوور''...... ٹائیگر نے کہا تو بلیک
زیرو نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ بلیک زیرو نے
جوزف کو چند ضروری ہدایات دیں اور پھر وہ سیدھا دانش منزل گیا۔
وہاں جا کر عمران کے لئے پیغام لکھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے اور پھر
سٹور میں جا کر ضروری اشیاء اٹھائیں اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔
تھوڑی دیر کے بعد وہ ٹائیگر کی بتائی ہوئی رہائش گاہ کے باہر الو کی

آواز میں کاشن دے رہا تھا۔ جواباً دو بار الو کی صدا بلند ہوئی۔ بلیک زیرو اس وقت ایکسٹو کے مخصوص میک اپ میں تھا۔ چہرے پر کالا نقاب لگا رکھا تھا۔ بلیک زیرو عقبی دیوار پھلانگ کر برآمدے میں پہنچا اور پھر اسے سامنے ایک کمرہ کھلا ہوا نظر آیا۔

بلیک زیرو تیزی سے آگے بڑھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے سامنے صوفے کے پاس ایک آدمی زمین پر پڑا دکھائی دیا۔ بلیک زیرو آگے بڑھا پھر ٹائیگر کو بے ہوش دیکھ کر چونکا اسی وقت دروازہ بند ہو گیا اور ایک کرخت آواز گونجی۔

بلیک زیرو تیزی سے مڑا لیکن دیر ہو گئی تھی۔ دروازہ ایک زور دار آواز کے ساتھ بند ہو گیا اور کمرے کی فضا میں ایک زور دار اور فاتحانہ قہقہہ گونج اٹھا۔

"خوش آمدید مسٹر ایکسٹو۔ چوہے دان پسند آیا"...... قہقہے کے تھمتے ہی ایک بھیانک اور مکروہ آواز کمرے میں بلند ہوئی اور سیاہ پوش جو ایکسٹو تھا ساکت ہو کر رہ گیا۔ دوسرے لمحے بلیک زیرو کا ہاتھ غیر محسوس انداز میں اپنی جیب کی طرف گیا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی گیند تھی۔ پلک جھپکتے ہی بلیک زیرو نے گیند کو مخصوص انداز میں پریس کیا اور اسے بند دروازے کی طرف اچھال دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دروازے کے پرخچے اڑ گئے۔ بلیک زیرو نے جیب سے ایسی ہی ایک اور گیند نکالی اور اسے انگوٹھے اور ایک انگلی سے پریس کر کے

دروازے سے باہر اچھال دیا۔ باہر ایک زور دار دھماکہ ہوا جس سے کمرے کے در و دیوار لرز اٹھے۔ دوسرا بال بلاسٹر پھینکتے ہی بلیک زیرو نے تیسرا بال بلاسٹر نکالا اور ٹائیگر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دوسرے ہی لمحے وہ ٹائیگر کو کاندھے پر اٹھا چکا تھا۔ ہاتھ میں دبے ہوئے تیسرے بال بلاسٹر کو مخصوص انداز میں پریس کر کے اس نے کھلے دروازے سے برآمدے کی طرف اچھال دیا اور ساتھ ہی ایک زور دار جمپ لگایا اور تقریباً اڑتا ہوا ٹوٹے دروازے کو عبور کر کے ٹائیگر سمیت برآمدے میں جا گرا اسی وقت کمرے میں موجود الماریاں کھلیں اور ان میں سے تیزی سے متعدد آدمی باہر نکلے۔ انہوں نے مشین گنیں سنبھالیں اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھے۔

بلیک زیرو نے پھر جیب سے ایک بال بلاسٹر نکالا اور اسے کمرے میں اچھال دیا ایک اور دھماکہ ہوا اور کمرے میں موجود گن آدمیوں کے پرخچے اڑ گئے اور چیخ و پکار کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی وقت بلیک زیرو کو عقب میں آہٹ محسوس ہوئی۔ بلیک زیرو تیزی سے گھوما اسی وقت ان آدمیوں نے جنہوں نے باہر سے دروازہ بند کیا تھا اور پھر بلاسٹرز کے دھماکوں سے دور پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔ انہوں نے تیزی سے مورچہ بنا کر بلیک زیرو اور ٹائیگر پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ بلیک زیرو نے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں بے ہوش ٹائیگر کو دور دھکا دیا اور خود دیوار کے

کونے کی جانب چھلانگ لگا دی گولیوں کی بارش ٹائیگر اور بلیک زیرو کے درمیان سے گزر گئی۔ اسی وقت اندر کمرے سے برآمدے میں مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ گونجی۔

ٹائیگر اور بلیک زیرو چونکہ زمین پر لیٹے ہوئے تھے اس لئے گولیوں سے محفوظ رہے۔ گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئیں۔ بلیک زیرو نے ایک پھر پلٹا لیا اور ٹائیگر کے پاس پہنچا۔ ٹائیگر کی ناک انگلیوں سے بند کی اور پھر ایک زور دار تھپڑ ٹائیگر کے چہرے پر مارا۔ ٹائیگر نے ایک زور دار جھرجھری لی اور ہوش میں آ گیا۔ اسی وقت پھر مشین گنوں کی ریٹ ریٹ گونجی۔ دونوں جانب سے گولیاں برسائی گئیں۔ جو دیواروں کا پلاستر ادھیڑ کر ان پر گراتی رہیں۔

''ہوش میں آؤ ٹائیگر۔ یہ سنبھالو اور جلدی سے باہر نکلنے کی کوشش کرو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب میں سے مشین پسٹل نکال کر ٹائیگر کو تھما دیا۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل تھاما اور ایک لمبا جمپ لے کر دیوار کے دوسرے کونے کے پاس جا گرا۔ اسی وقت گولیاں اس کے جسم سے آدھے انچ کے فاصلے سے گزر گئیں۔

ٹائیگر نے فرش پر گرتے ہی ایک پلٹا کھایا اور پھر اس کے مشین پسٹل نے شعلے اگلے۔ نشانہ تاک کر لیا گیا تھا بائیں جانب سے آنے والے آدمی نے مشین گن کا فائر کرنے کی کوشش کی مگر اس

سے پہلے ہی ایک گولی اس کے سینے میں لگی اور وہ ایک کریہہ چیخ کے ساتھ جہنم واصل ہوتا چلا گیا۔

دوسری جانب بلیک زیرو نے پھر بال بلاسٹر نکالا اور اسے پریس کرتے ہوئے ایک طرف اچھال دیا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور چیخوں سے فضا گونج اٹھی۔ بلیک زیرو نے ایک اور بال بلاسٹر اچھالا اس کے ساتھ ہی ایک اور زور دار دھماکہ ہوا اور گرد و غبار کا ایک بھونچال سا آیا۔ ایک بال بلاسٹر کمرے کی دیوار پر لگا تھا جس سے دیوار کے پرخچے اڑ گئے۔ دوسرا بال بلاسٹر اندر کمرے کی دوسری دیوار پر لگا۔ اس کے بھی پرخچے اڑ گئے۔ اب چھت صرف دو دیواروں کے سہارے کھڑی تھی۔ بلیک زیرو نے مزید ایک اور بال بلاسٹر نکالا اور اسے مخالف سمت میں پھینک دیا۔ اس طرف بھی لرزہ خیز دھماکہ ہوا اور کئی آدمیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ اس کے بعد بلیک زیرو نے آخری بال بلاسٹر نکالا اور اسے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

''کمرے میں جو کوئی بھی موجود ہے باہر نکل آئے ورنہ اس کے چیتھڑے اڑا دیئے جائیں گے''...... بلیک زیرو نے زور دار لہجے میں کہا۔ جواب میں اندر خاموشی رہی۔ بلیک زیرو نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر آخری بال بلاسٹر اندر اچھال دیا۔ ایک لرزہ خیز چیخ بلند ہوئی اور پھر تیزی سے آدمی ہاتھ اٹھا کر باہر نکل آئے۔ اسی وقت بلیک زیرو کے مخالف سمت سے گولیاں چلیں اور دونوں آدمی چیختے ہوئے زمین پر آ گرے۔ گولیاں ان کے سینوں پر ایک لکیر

بناتی ہوئی گزر گئی تھیں۔

"تم اگر اسلحہ نہ ڈالو گے تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا"..... اس آدمی نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا جس نے مشین گن کا پورا میگزین اسلحہ ڈالنے والوں پر خالی کیا تھا۔ ٹائیگر نے آواز پہچان لی وہ فلپ تھا۔ جواباً ٹائیگر نے اس کی جانب فائر داغ دیا۔ اس نے تیزی سے ستون کی آڑ لے لی اور گولی ضائع چلی گئی۔ اس نے پھر برسٹ مارنے کے لئے پوزیشن بدلنے کی کوشش کی ٹائیگر کے مشین پسٹل نے پھر قہقہہ لگایا وہ تیزی سے پھر ستون کے پیچھے ہو گیا۔

"فلپ تم جتنا بھی بچو موت سے نہیں بچ سکتے۔ تم نے ایک پاؤں میری گردن پر رکھ کر دوسرا پاؤں ایکسٹو کی گردن پر رکھنے کا جو ارادہ کیا ہے۔ وہ تمہارے لئے ارادہ اجل ثابت ہوا ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ٹائیگر تمہاری اور ایکسٹو کی موت اسی طرح آئے گی۔ جس طرح میں نے سوچی ہے۔ تم دونوں کو موت سے کوئی نہیں بچا سکتا"..... فلپ نے ٹائیگر کی بات کاٹ کر پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ستون کی آڑ سے نکل کر فائر بھی کر دیا۔ بلیک زیرو نے ایک لانگ جمپ لیا اور ایک مردہ آدمی کے ہاتھوں میں دبی ہوئی مشین گن جھپٹی اور پھر دیوار کی اوٹ میں ہو کر باہر بچے ہوئے آدمیوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ ادھر سے بھی جواباً فائرنگ ہوئی لیکن وہ زیادہ دیر بلیک زیرو کے سامنے نہ ٹک سکے۔ جلد ہی

ان سب کو ہلاک کر دیا۔

دوسری جانب ٹائیگر اور فلپ کے درمیان باقاعدہ ٹھنی ہوئی تھی۔ دونوں کی گولیاں ابھی تک کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی تھیں ٹائیگر نے مشین پسٹل کا آخری فائر کیا اور پھر تیزی سے میگزین ڈالنے لگا۔ فلپ ستون کی اوٹ سے نکلا اس نے مشین گن کا رخ ٹائیگر کی جانب کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی لیکن ٹائیگر نے فوری طور پر اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا۔ گولیاں ٹائیگر کے سر کے اوپر سے گزر گئیں۔ ٹائیگر نے سینے کے بل لیٹ کر پوزیشن لی اور پھر اس کے مشین پسٹل نے شعلہ اگلا۔ گولی فلپ کی طرف گئی لیکن وہ تیزی سے اوٹ میں ہو چکا تھا۔ فلپ نے چند لمحوں کے بعد ستون سے سر باہر نکالا تو ٹائیگر نے تیزی سے فائر کیا لیکن اس نے سر کو تیزی سے دوبارہ ستون کی اوٹ میں چھپا لیا۔ مشین گن کا ایک سرا ستون سے باہر رہ گیا۔ ٹائیگر نے تاک کر پھر نشانہ لیا۔ گولی مشین گن پر لگی۔

مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک جھٹکے کے ساتھ دور جا گری۔ اسی وقت ٹائیگر نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور فلپ کو مشین پسٹل کی زد میں لے لیا۔ فلپ چونکا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر پر چھلانگ لگائی۔ ٹائیگر کو سنبھلنے اور فائر کرنے کا موقع نہ ملا۔ ٹائیگر مشین پسٹل سمیت اچھل کر دور جا گرا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ فلپ ایک خونخوار دھاڑ کے ساتھ ٹائیگر پر حملہ آور

ہوا۔ ٹائیگر نے اپنے آپ کو تیزی سے سنبھالا اور سائیڈ پر ہو گیا۔ قلپ اپنے زور پر زمین پر گر گیا۔ ٹائیگر نے تیزی سے لات چلائی۔ لات قلپ کی پسلی میں لگی اور وہ اونٹ کی مانند بلبلا کر دور جا گرا۔ ٹائیگر نے اس پر چھلانگ لگا دی اور دونوں ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش میں لگ گئے۔ دونوں دست و گریباں ایک دوسرے کو زمین پر گرانے کی کوشش کرنے لگے کہ اچانک بلیک زیرو کی آواز گونجی اس نے ایکسٹو کی مخصوص آواز میں ٹائیگر کو مخاطب کیا تھا۔

"ٹائیگر اسے چھوڑ دو۔ اس سے میں خود نپٹوں گا"...... بلیک زیرو نے سرد لہجے میں کہا۔

"سر میں۔ میں"...... ٹائیگر نے اس کی گردن کے گرد حلقہ سخت کرتے ہوئے کہا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ایکسٹو اسے اجازت دے دے کہ وہ اس کی گردن اسی طرح دبا دے اور اپنے پاؤں تلے کچلے جس طرح اس نے ٹائیگر کے ساتھ کیا تھا۔

"نہیں ٹائیگر اس نے موت کو بلایا ہے۔ اب اسے اس کا مزہ بھی چکھ لینے دو۔ کہیں یہ قبر میں پڑا یہ نہ سوچتا رہے کہ میں ایکسٹو سے نہ ٹکرا سکا"...... بلیک زیرو نے کہا۔ ٹائیگر نے حکم حاکم مرگ مفاجات کے مصداق اسے چھوڑ دیا۔ اس وقت بلیک زیرو نے آگے بڑھ کر قلپ کے منہ پر مکا رسید کیا۔ مکے کی ضرب پر وہ اچھل کر کمر کے بل زمین پر گرا۔ بلیک زیرو نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اس

نے تیزی سے پینترا بدلا اور کھڑا ہو گیا۔

بلیک زیرو کے کھڑے ہوتے ہی اس نے تیزی سے گھوم کر بلیک زیرو کی پنڈلی پر زور دار ٹھوکر ماری۔ بلیک زیرو کا جسم جھکا۔ بلیک زیرو نے زمین پر گرنے سے بچنے کے لئے دونوں ہاتھوں کو نیچا کیا اسی وقت قلپ نے اپنے پنجوں کے حلقوں کو کھولا اور بلیک زیرو کی گردن کے گرد حلقہ بنایا اور پھر دباتا چلا گیا۔ قلپ کے ہاتھوں میں بلا کی طاقت تھی۔ بلیک زیرو کو ایک لمحہ محسوس ہوا کہ اس کا سانس ابھی ٹوٹا کہ ٹوٹا۔ بلیک زیرو نے زور لگا کر قلپ کے آہنی شکنجے سے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش میں قلپ کے سینے پر عین دل کے مقام پر کہنیاں رسید کیں۔

قلپ درد کی شدت سے اچھل کر کمر کے بل دور جا گرا۔ بلیک زیرو نے جھرجھری لے کر اپنا سانس درست کیا اور آگے بڑھ کر تیزی سے ایک ٹھوکر قلپ کو مار دی۔ اس نے پلٹا کھا کر زمین پر لیٹے لیٹے کھلتے ہوئے اسپرنگ کی مانند جمپ لگایا اور بلیک زیرو پر آ گرا۔ بلیک زیرو نے اسے ہاتھوں پر سنبھالا اور اسے ایک مکا رسید کرنا چاہا تھا لیکن وہ بلیک زیرو کے ہاتھوں سے مچھلی کی مانند پھسل کر نکل گیا۔ نکلتے ہی اس نے الٹی لات سے بلیک زیرو پر ضرب لگائی۔ لات بلیک زیرو کے سینے پر لگی وہ کراہ کر رہ گیا۔ قلپ تیزی سے گھوما۔ اس نے بلیک زیرو کے منہ پر مکا چلایا۔

بلیک زیرو تیزی سے بیٹھ گیا اور اس کا مکا فضا میں لہرا کر رہ

گیا۔ پھر تو قلب پر آفت ٹوٹ پڑی۔ وہ بوکھلا کر رہ گیا کیونکہ بلیک زیرو پر جنون طاری ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو نے مکوں اور ٹھوکروں کا مینہ اس پر برسانا شروع کر دیا اور قلب ہذیانی انداز میں چیختا رہا اور چلاتا رہا اور پھر جب اس کی کراہیں اور چیخیں دم توڑتی نظر آئیں تو بلیک زیرو نے اس کا بازو پکڑ کر ایک زور دار جھٹکا دیا۔ بازو کے سہارے قلب کا پورا جسم لٹو کی مانند گھوما۔ تڑاخ کی متعدد آوازیں بلند ہوئیں۔ قلب کی بازو کی ہڈی پہلے ہتھیلی اور پھر کہنی اور پھر بغل کی جانب سے ٹوٹتی چلی گئی۔ بلیک زیرو نے اس کے بازو کی ہڈی کو تین جگہ سے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس نے ایک زور دار آواز کے ساتھ ایک چیخ ماری۔

"قلب مرنے سے پہلے اپنے انجام دیکھ لو"...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔ اس کی آواز میں سانپ کی سی کاٹ اور شیر کی سی دھاڑ تھی۔ ساتھ ہی اس نے تڑپتے ہوئے قلب کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ قلب نے اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے بلیک زیرو کے پاؤں کو دیکھا۔ اس نے ہلنے جلنے کی کوشش کی لیکن بے کار موت کا فرشتہ آ پہنچا تھا۔ بلیک زیرو کا پاؤں اس کی گردن پر دباؤ بڑھتا چلا گیا اور پھر زمین سے ملنے سے پہلے ہی قلب کے منہ سے خون کا فوارہ نکلا اور اس نے چند لمحے تڑپنے کے بعد دم توڑ دیا تو ادھر بلیک زیرو نے قلب کی گردن سے اپنا پاؤں ہٹا لیا سامنے دیوار پر ایک بڑی سی سکرین نصب تھی۔ بلیک زیرو ابھی قلب کو ہلاک کر

کے فارغ ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے اچانک سکرین خود بخود روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک غیر ملکی دکھائی دیا جو ڈینجر پرنس تھا اس کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو رہا تھا اور غصے کی شدت سے اس کا جسم کانپ رہا تھا۔ اس کی نظریں سامنے کھڑے ایکسٹو پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا ہو۔

"ایکسٹو تم نے قلب کو ہلاک کر کے اچھا نہیں کیا۔ اب میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تمہاری آنے والی نسلیں تک یاد رکھیں گی۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ میں تمہارے جسم کے ریشے ریشے علیحدہ کر کے کتوں کے آگے ڈال دوں گا"...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی خیر مناؤ۔ اب تمہارا نمبر ہے۔ تمہارا انجام اس سے بھی زیادہ عبرتناک ہے"...... ایکسٹو نے اس سے زیادہ تیز اور سفاک لہجے میں گرج کر کہا۔

"مجھ تک پہنچنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ فی الحال تم اپنی موت کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ویسے مرنے سے پہلے میں تمہیں ایک اور افسوسناک خبر بھی دے دوں کہ میں نے پاکیشیا سے جو حاصل کرنا تھا کر لیا ہے اور وہ ہے ہاٹ واٹر فارمولا جسے میں کافرستان کے حوالے کر دوں گا۔ کافرستان اس فارمولے کا جب پاکیشیا پر استعمال کرے گا تو پاکیشیا کا نام و نشان تک مٹا کر رکھ دے گا لیکن افسوس کہ اس وقت تک شاید تم زندہ نہ رہو اور

پاکیشیا کی تباہی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکو۔ کاش تمہارے دو جسم ہوتے ایک کا حشر میں یہاں کرتا اور دوسرے کا حشر اس وقت ہوتا جب ہاٹ واٹر سے پاکیشیا پر تباہی نازل کی جاتی اور یہ سب دیکھ کر تم اپنے ہاتھوں اپنی بوٹیاں نوچنے پر مجبور ہو جاتے۔ کاش۔ کاش"...... ڈینجر پرنس نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا اور ایکسٹو کے جواب دینے سے پہلے اس نے سکرین پر دکھائی دینے والا سرخ بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی ایک ہولناک اور سماعت شکن دھماکہ ہوا۔ بلیک زیرو اور ٹائیگر نے لاشعوری طور پر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن بے کار۔ دھوئیں، گرد و غبار، اینٹوں اور ملبے کی بارش سی ہوئی اور بلیک زیرو کو یوں محسوس ہوا جیسے چھت کا سارا ملبہ اس پر اور ٹائیگر پر آ گرا ہو۔

ڈینجر پرنس ابھی اپنے نئے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو ڈینجر پرنس چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ ہیڈ کوارٹر سے کال تھی۔ کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد بلیک مامبا کی کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

"بلیک مامبا بول رہا ہوں۔ اوور"...... بلیک مامبا کی پھنکارتی ہوئی آواز ہال میں گونجی۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں بلیک مامبا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"امید ہے کہ اس بار تم ناکامی کی خبر دینے کی بجائے موت کا راستہ اختیار کرنا زیادہ بہتر سمجھو گے"...... بلیک مامبا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں کسی بھیڑیئے کی سی کاٹ تھی۔

"آپ کا انتخاب ناکام نہیں رہا بلیک ماسبا۔ میں ہر محاذ پر کامیاب رہا ہوں۔ میں ابھی یہ خوشخبری آپ کو دینے والا ہی تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن۔ ریئلی ویل ڈن۔ مجھے تم سے یہی امید تھی ڈینجر پرنس۔ تفصیل بتاؤ۔ اوور"...... بلیک ماسبا نے کہا۔

"سپیشل سرچنگ مشین سے میں نے اس بات کا پتہ چلا لیا تھا کہ سر داور نے اپنا ہاٹ واٹر فارمولا ریڈ لیبارٹری کے سیکرٹ سٹرانگ روم میں رکھا ہوا ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کی مدد سے ریڈ لیبارٹری کے سٹرانگ روم کے سیکورٹی انچارج کو بھاری معاوضہ دے کر خرید لیا تھا۔ اس سیکورٹی انچارج کی مدد سے میرے آدمی ان مخصوص راستوں سے ہوتے ہوئے سٹرانگ روم تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد میرے آدمیوں نے سائنسی آلات اور کٹرز کا استعمال کرتے ہوئے سٹرانگ روم کھولا اور پھر انہوں نے وہاں سے ہاٹ واٹر فارمولا برآمد کر لیا۔ میرے پاس یہ اطلاعات بھی تھیں کہ لیبارٹری کے باہر رینجرز اور سیکورٹی فورسز کے ساتھ ساتھ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی موجود تھے۔ میرے آدمیوں کے لئے سیکورٹی فورس کے آدمیوں اور رینجرز کا مقابلہ مسئلہ نہ تھا۔ البتہ سیکرٹ سروس کے ارکان ان کے لئے خطرے کا باعث بن سکتے تھے۔ میرے آدمیوں نے رینجرز اور سیکورٹی اہلکاروں کو ریڈ شیل سے بے ہوش

کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور یہ ممکن تھا کہ سیکرٹ سروس کے ارکان نے ایسی گولیاں نگل رکھی ہوں جن کی وجہ سے ریڈ شیل سے وہ بچ جائیں اس لئے سب سے پہلے انہیں راستے سے ہٹانا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے سب سے پہلے ایک پلاننگ کی۔ اس پلاننگ کے تحت میں نے اپنے سیکشن کی ایک ذہین لڑکی ایلیا کو بلایا اور اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کے لئے ایک پلان ترتیب دیا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اسے مظلوم لڑکی سمجھ کر اس کی طرف متوجہ رہیں اور میرے باقی آدمیوں کو عقب سے ریڈ لیبارٹری تک پہنچنے کا موقع مل سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایلیا کو میک اپ کے ذریعے شدید زخمی حالت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے سامنے ڈال دیا گیا اور میرے باقی ساتھی لیبارٹری کے عقب میں پہنچ گئے جہاں انہوں نے ریڈ شیلز کا استعمال کیا اور ریڈ لیبارٹری کے گرد موجود سیکورٹی کو بے ہوش کر کے لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج کی رہنمائی میں لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور انہوں نے اندر جا کر سٹرانگ روم سے ہاٹ واٹر فارمولا حاصل کر لیا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا فارمولا تمہارے پاس پہنچ چکا ہے۔ اوور"...... بلیک ماسبا نے پوچھا۔

"یس بلیک ماسبا۔ فارمولا میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ اوور"۔ ڈینجر پرنس نے جواب دیا۔

"ویل ڈن۔ میں تمہاری اس کامیابی پر بے حد خوش ہوں لیکن سرداور کے ہلاک نہ ہونے کا مجھے اتنا ہی افسوس ہے۔ اوور"۔ بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما۔ مجھے بھی اس پر افسوس ہے لیکن آپ فکر نہ کریں جلد ہی میں آپ کو سرداور کی ہلاکت کی بھی خوشخبری سناؤں گا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ اور کوئی بات۔ اوور"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ آپ کو ایک اور خوشخبری دینی ہے۔ اوور"۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔

"کیسی خوشخبری۔ اوور"...... بلیک ماما نے پوچھا۔

"ہم نے عمران کو بھی پکڑ لیا ہے اب وہ ہمارے قبضے میں ہے۔ میں نے اسے کسی چوہے کی طرح قید کر رکھا ہے۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"عمران گرفتار ہو گیا ہے۔ یقین نہیں آتا۔ تفصیل بتاؤ کیسے گرفتار ہوا ہے وہ۔ اوور"...... بلیک ماما نے حیران ہو کر کہا۔

"عمران کو پکڑنے کے لئے بھی میں نے ایک خصوصی پلان بنایا تھا۔ میں نے اپنے ایک آدمی پر سیکرٹری خارجہ سرسلطان کا میک اپ کیا اور ایک گروپ کے ساتھ سرسلطان کی کوٹھی پر حملہ کر دیا۔ سرسلطان نے خطرے کی حالت میں عمران کو فون کیا۔ عمران جب آیا تو میرے آدمیوں نے اپنے آدمی جس پر سرسلطان کا میک اپ

کیا ہوا تھا کو کار میں ڈالا اور جان بوجھ کر عمران کے سامنے فرار ہو گئے۔ میری توقع کے عین مطابق عمران نے ان کا تعاقب کیا۔ ان کے درمیان زبردست جنگ ہوئی اور عمران ان سے نقلی سرسلطان کو چھڑا کر لے گیا۔ نقلی سرسلطان کو عمران نے اصل سرسلطان سمجھ کر جب اٹھایا تو اس نے بے ہوشی کی دوا میں بجھی ہوئی سوئی عمران کو چبھو دی۔ عمران بے ہوش ہو گیا۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے سوّدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو ڈینجر پرنس۔ میں تم سے بہت خوش ہوں اب میں اپنی آنکھوں سے عمران کی موت کا تماشہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں ماسٹر سکرین آن کر رہا ہوں۔ تم اس کا لنک ماسٹر کمپیوٹر سے کر دو تاکہ میں عمران کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکوں۔ پھر میں تمہیں حکم دوں گا کہ تمہیں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے۔ اوور"...... بلیک ماما نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ میں ابھی ماسٹر کمپیوٹر سکرین آن کرتا ہوں۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے کہا اور پھر اس نے میز کی سائیڈ پر پڑا ہوا اپنا لیپ ٹاپ کمپیوٹر اٹھایا اور اسے اوپن کر کے آپریٹ کرنے لگا۔ جلد ہی سکرین پر ایک سافٹ ویئر لوڈ ہوا اور دوسرے لمحے ایک میڈیا پلیئر آن ہو گیا اور سکرین پر روشنی کے جھماکے ہوئے اور پھر منظر واضح ہو گیا۔ منظر کو دیکھتے ہی ڈینجر پرنس کا خون کھول اٹھا۔ اس کی آنکھیں شعلے اگلنے لگیں۔ مٹھیاں بھنچ گئیں۔ جسم پر لرزہ

طاری ہو گیا اور منہ سے غراہٹیں نکلنے لگیں۔ عمران کمرے سے باہر راہداری میں مشین گن کے ذریعے اس کے آدمیوں کو جہنم واصل کر رہا تھا۔ عمران کو قید سے آزاد اور ان ایکشن دیکھ کر ڈینجر پرنس تیزی سے گھوما اور کمپیوٹر کی سائیڈ میں موجود بٹن دبانا ہی چاہتا تھا کہ بلیک ماما نے اسے روک دیا۔

"رکو۔ ڈینجر پرنس۔ مجھے یہ سب دیکھنے دو۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے بلیک ماما کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو ڈینجر پرنس کا بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا۔ اس کے چہرے پر شرمندگی اور خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"نانسنس۔ تمہیں معلوم نہیں کہ عمران کیا ہے۔ تم اسے قید کر کے خوش ہو گئے تھے اور اس نے تمہارے ہی ہیڈ کوارٹر میں تمہارے ہی آدمیوں کے لئے موت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اوور"...... بلیک ماما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ۔ تو ٹھیک ہے بلیک ماما۔ لیکن اب۔ اب میں کیا کروں۔ اوور"...... ڈینجر پرنس نے بوکھلا کر کہا۔

"نانسنس۔ دیکھ کیا رہے ہو۔ اسے جلد سے جلد پکڑو۔ یاد رہے کہ تم نے اسے زندہ پکڑنا ہے کیونکہ ہم نے اسے زندہ کافرستان کے حوالے کرنا ہے۔ اسے پکڑنے کے لئے جو کرنا ہے کرو۔ اگر یہ جلد سے جلد نہ پکڑا گیا تو یہ تم سمیت تمہارا سارا سیکشن ختم کر دے گا۔ نانسنس۔ اوور اینڈ آل"...... بلیک ماما نے غصے سے چیختے

ہوئے کہا اور ساتھ ہی اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ ڈینجر پرنس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر شدید غصہ، پریشانی اور انتہائی تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ غصیلی نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا جو اس کے ساتھیوں سے مشین گنیں چھین کر انہیں موت کے گھاٹ اتارتا ہوا ہیڈ کوارٹر میں بھاگتا پھر رہا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے عمران راہداری سے سگنل روم اور پھر میک اپ چیکنگ روم میں پہنچ گیا جہاں تین افراد موجود تھے۔ چند ہی لمحوں میں عمران نے ان تینوں افراد کو ہلاک کر دیا اور پھر اس نے وہاں موجود ایک آدمی کا میک اپ کیا اور پھر ڈینجر پرنس کے حکم پر میٹنگ ہال میں پہنچا اور پھر جب وہ کرسی پر بیٹھ گیا تو ڈینجر پرنس کے لبوں پر ایک خونخوار مسکراہٹ ابھر آئی اور اس نے نیلے رنگ کا ایک بٹن دبا کر میٹنگ ہال میں موجود افراد کو مخاطب کیا اور پھر فتح کا اعلان کرنے کے بعد انہیں واپسی کی تیاری کرنے کا حکم دیا تو وہ تمام رخصت ہو گئے لیکن عمران کرسی سے نہ اٹھ سکا۔

"کیا ہوا مسٹر عمران۔ تم ابھی تک یہاں بیٹھے ہو۔ تم خود کو بے حد ذہین اور شاطر انسان سمجھتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم میری آدمی کی جگہ لے لو گے اور مجھے اس کا علم ہی نہیں ہو گا"۔ ڈینجر پرنس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو تم نے مجھے پہچان لیا ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس ہیڈ کوارٹر کے ایک ایک حصے پر میری نظر ہے۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ایک معمولی سی چیونٹی بھی رینگتی ہے تو مجھے اس کا پتہ چل جاتا ہے"...... ڈینجر پرنس نے جواب دیا۔

"تم نے مجھے دھوکے سے یہاں قید کیا ہے۔ اگر ہمت ہے تو آؤ میرے سامنے اور مجھ سے مقابلہ کرو"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ میں چاہوں تو ابھی تمہارا غرور خاک میں ملا سکتا ہوں لیکن ابھی تمہاری موت میں کچھ وقت باقی ہے اس لئے ابھی انتظار کرو"...... ڈینجر پرنس نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کو ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن بلیک ماما کے حکم پر مجبور تھا۔ جس کا آرڈر تھا کہ عمران کو زندہ کافرستان کے حوالے کرنا ہے۔

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ مجھ سے ڈر گئے ہو۔ ہمت ہے تو سامنے آؤ۔ میرے بازوؤں کی قوت آزماؤ۔ تمہارا دل اگر دھڑکنا بند نہ ہو جائے تو عمران نہ کہنا"...... عمران نے اسے طیش دلانے والے انداز میں کہا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا"...... ڈینجر پرنس نے چنگھاڑتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ کسی ڈریکولا کی ناخلف اولاد معلوم ہوتے ہو۔ ویسے یاد رکھو کہ میرا خون کڑوا ہے پیو گے تو زہر بن کر تمہاری

رگوں میں اتر جائے گا اور تم بے موت مارے جاؤ گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ میں تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ کھینچ ڈالوں گا"...... ڈینجر پرنس نے پھنکارتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سکرین آف کر دی۔ اس کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس نے فوراً میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

"ڈی تھری بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ڈینجر پرنس بول رہا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس پرنس۔ حکم"...... ڈینجر پرنس کی آواز سن کر ڈی تھری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیلک روم میں ایک آدمی موجود ہے۔ میں نے اسے میگنٹ چیئر پر جکڑ دیا ہے۔ اسے جا کر ایس ون کا طویل بے ہوشی والا انجکشن لگا دو۔ جب وہ بے ہوش ہو جائے تو اس کی چیکر مشین سے چیکنگ کرنا کہ وہ بے ہوش ہونے کی اداکاری تو نہیں کر رہا۔ جب مطمئن ہو جاؤ کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے تو اسے لے جا کر ہارڈ روم میں بند کر دینا۔ ہارڈ روم کو لاک کر کے اس کی چابی لا کر مجھے دے دینا تاکہ سوائے میرے ہارڈ روم کوئی نہ کھول سکے"......

ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔
"یس پرنس"...... ڈی تھری نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ڈینجر پرنس نے فوراً رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات تھے۔ اسے یقین تھا کہ ایس ون انجکشن لگنے کے بعد عمران کو اس وقت تک ہوش نہیں آئے گا جب تک وہ اسے اینٹی انجکشن نہ لگا دے اور اگر کسی طرح عمران کو ہوش آ بھی گیا تو وہ کسی بھی صورت میں ہارڈ روم سے باہر نہ نکل سکے گا کیونکہ ہارڈ روم صرف نام کا ہی نہیں حقیقت میں ہارڈ روم تھا جو فولاد کا بنا ہوا تھا اور اس روم پر اگر ایٹم بم بھی مار دیا جائے تو اس ہارڈ روم کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی عمران ہارڈ روم کی دیواروں سے سوائے سر ٹکرانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

جولیا اپنے فلیٹ میں موجود تھی۔ وہ سٹنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے دیوار پر ساٹھ انچ کی ایک بڑی سی ایل ای ڈی سکرین نصب تھی جس پر اس نے ایک تھرل مووی لگائی ہوئی تھی اور وہ بڑی انہماک اور دلچسپی سے فلم دیکھنے میں مصروف تھی کہ اچانک اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں تو وہ چونک پڑی۔ اس نے فوراً ریسٹ واچ کی طرف دیکھا تو اس کی ریسٹ واچ پر سرخ رنگ کا بلب سپارک کر رہا تھا۔

جولیا نے فوراً میز پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھا کر سکرین آف کر دی اور ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ کر باہر نکال لیا۔ اس نے تیزی سے سوئیاں گھمائیں اور پھر جیسے ہی اس نے ونڈ بٹن اندر دبایا تو اسی لمحے اسے تیز آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایکسٹو کالنگ۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ جولیا اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جولیا ابھی تھوڑی دیر کے بعد تنویر تمہیں کال کرے گا۔ تم نے ایک لڑکی کا میک اپ کر کے اس کی جگہ لینی ہے۔ اپنا پی فائیو ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ اوور“...... ایکسٹو نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

” وہ لڑکی کون ہے چیف جس کا مجھے میک اپ کرنا ہے اور کیوں۔ اوور“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تنویر تمہیں اس کے بارے میں تفصیل بتا دے گا اور وہ تمہیں یہ بھی سمجھا دے گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔ اوور“...... ایکسٹو نے کہا۔

”یس چیف۔ لیکن......“ جولیا نے کہنا چاہا۔

”بحث کا وقت نہیں ہے۔ صرف حکم کی تعمیل کرو۔ اوور اینڈ آل“...... ایکسٹو کی سپاٹ آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ تیز تیز چلتی ہوئی ایک کمرے میں گئی اور کمرے کے وارڈ روب کے ایک خانے سے جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر لے آئی اور تنویر کی کال کا انتظار کرنے لگی۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی تو جولیا نے فوراً ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے تنویر کی آواز سنائی

دی جو اسے مسلسل کال دے رہا تھا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ تنویر کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور“...... دوسری طرف سے تنویر نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس۔ جولیا اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... جولیا نے کہا۔

”خبردار۔ ہلنے کی کوشش تمہیں موت سے ہمکنار کر سکتی ہے“۔ تنویر کی گرجدار آواز آئی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ اوور“...... جولیا نے حیرت سے کہا۔

”معاف کرنا مس جولیا۔ میں آپ سے مخاطب نہیں تھا۔ آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر ایسل بار چلی آئیں۔ یہاں آ کر آپ نے کسی سے کوئی بات نہیں کرنی اور سیدھی نیجر ایسل کے آفس میں آنا ہے۔ اپنے ساتھ سپیشل میک اپ کٹ بھی لے آئیں۔ اس کے بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کو کیا کرنا ہے البتہ ایسل کے آفس کے دروازے پر آپ نے تین بار مخصوص انداز میں دستک دینا ہے تاکہ مجھے پتہ چل سکے کہ آپ پہنچ گئی ہیں۔ اوور“۔ تنویر نے کہا۔

”پھر تو بتاؤ کہ معاملہ کیا ہے“...... جولیا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا۔

”یہیں آ جائیں پھر میں سب کچھ بتا دوں گا۔ اوور“...... تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جلد سے جلد تمہارے پاس پہنچنے کی کوشش

کرتی ہوں۔ اوور"...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو تنویر نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ جولیا اٹھی اور پھر وہ تیز تیز چلتی ہوئی دوسرے کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہو کر اور ہلکا پھلکا میک اپ کر کے اپنے فلیٹ سے نکلی اور اپنی کار میں تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرتی ہوئی ایسل بار کی طرف روانہ ہو گئی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد وہ ایسل بار کے احاطے میں داخل ہو رہی تھی اور پھر اس کی کار سیدھی پورچ میں رکی اور پھر وہ کار سے نکل آئی۔ کار سے نکل کر وہ بار کے مین ڈور کی طرف بڑھی اور پھر وہ ایک ہال میں داخل ہوئی تو ہال میں چند افراد موجود تھے۔ وہاں ہر طرف شراب اور منشیات کی بو رچی ہوئی تھی۔ جولیا نے چہرے پر ایسا کوئی تاثر ظاہر نہ ہونے دیا جس سے ایسا لگے کہ یہ بو اسے ناگوار محسوس ہوئی ہے۔ وہ تیز تیز چلتی ہوئی کاؤنٹر کی طرف بڑھی جہاں ایک نوجوان لڑکی بار ٹینڈر کے فرائض سرانجام دے رہی تھی۔

"یس مس"...... لڑکی نے اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے منیجر ایسل نے بلایا ہے۔ کہاں ہے وہ"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ وہ اپنے آفس میں ہی ہیں"...... لڑکی نے جواب دیا۔

"کہاں ہے اس کا آفس"...... جولیا نے اسی انداز میں پوچھا۔

"دائیں طرف راہداری میں چلی جائیں۔ راہداری کے اختتام پر آخری کمرہ ہے جس پر منیجر ایسل لکھا ہوا ہے"...... لڑکی نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھتی چلی گئی۔ راہداری سے گزر کر وہ راہداری کے اختتام پر پہنچی تو اسے سامنے ایک کمرے کا دروازہ دکھائی دیا جس پر منیجر ایسل لکھا ہوا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ جولیا نے دروازے پر مخصوص انداز میں تین بار دستک دی۔ جواب میں دروازہ کھل گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔ فرش پر ایک ادھیڑ عمر آدمی زخمی حالت میں سہمے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی جولیا سمجھ گئی کہ یہ بار کا منیجر ایسل ہی ہو سکتا ہے۔ ایک کونے میں ایسل کی میز کے پاس ایک غیر ملکی لڑکی موجود تھی جو انتہائی سہمے ہوئے انداز میں کھڑی تھی اس کے ساتھ ایک سیاہ فام آدمی کھڑا تھا جو شکل و صورت سے ہی افریقی دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بھی لڑکی کے قریب دیوار سے لگا ہوا کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ سر سے بلند تھے۔ تنویر کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور وہ ایسل کے سر پر موت بن کر کھڑا تھا۔

"دروازہ بند کر دیں مس جولیا"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازہ بند کر کے اسے لاک لگا دیا۔

"مس جولیا آپ اسے کور کریں تاکہ میں اسے باندھ سکوں۔ اس نے کافی مزاحمت کر لی ہے اب میں اسے ایسا کوئی موقع نہیں

دینا چاہتا"...... تنویر نے فیجر ایسل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ فیجر ایسل کی جانب کر دیا۔ تنویر نے اپنا مشین پسٹل جیب میں رکھا اور پھر وہ فیجر ایسل کی طرف بڑھا۔ تنویر نے اپنی پتلون کی بیلٹ کھینچی اور اس سے فیجر ایسل کے ہاتھ اس کی پشت پر لا کر باندھ دیئے۔ اس کے بعد وہ اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوا۔

"میرے قریب آؤ"...... تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو وہ دانتوں سے ہونٹ کاٹتی ہوئی تنویر کی طرف بڑھی۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... تنویر نے پوچھا۔

"آہانا"...... لڑکی نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ ایشیائی تھا اور شکل وصورت شوگرانی لڑکیوں سے ملتی جلتی تھی۔

"بلیک مامبا تنظیم سے تعلق رکھتی ہو"...... تنویر نے پوچھا۔

"ہاں۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے نہیں"...... آہانا نے چونک کر کہا۔ اس کے لہجے میں بدحواسی تھی جیسے بے خیالی میں اس کے منہ سے ہاں نکل گیا ہو۔ اسی وقت فیجر ایسل جو زخمی حالت میں تنویر کی بیلٹ سے بندھا پڑا تھا یکلخت پوری قوت سے اٹھا اور اس نے رکے بغیر جولیا پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا ہوشیار تھی۔ جیسے ہی فیجر ایسل نے اس پر چھلانگ لگائی جولیا بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر ہو گئی اور فیجر ایسل اپنی جھونک میں دیوار سے جا ٹکرایا اور پھر وہ

سیدھا ہوا تو جولیا کے مشین پسٹل نے شعلہ اگلا۔ گولی فیجر ایسل کے سر پر لگی۔ وہ ایک کربیہ چیخ کے ساتھ نیچے گرا اور پھر وہ اپنے ہی خون میں لت پت چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ فیجر ایسل کو ہلاک ہوتے دیکھ کر آہانا کا رنگ بدل گیا اور اس کے جسم میں یکلخت تھرتھری سی دوڑ گئی۔ اسی لمحے تنویر کا ہاتھ حرکت میں آیا۔ چٹاخ کی آواز گونجی۔ تھپڑ آہانا کے رخسار پر پڑا اور نشان چھوڑتا چلا گیا اور اس کی آنکھوں میں اندھیرا سا چھانے لگا۔

"سچ بتاؤ۔ تمہارا بلیک مامبا تنظیم سے تعلق ہے یا نہیں"۔ تنویر نے سفاک انداز میں پوچھا۔ جواب میں آہانا خاموش رہی۔ اس کی خاموشی کو دیکھ کر تنویر جولیا کی طرف متوجہ ہوا۔

"میں دس تک گنوں گا۔ اگر گنتی ختم ہونے تک اس کے منہ سے سچ نہ نکلے تو اسے گولی مار دینا"...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس نے مشین پسٹل کا رخ آہانا کی طرف کر دیا۔ آہانا خوف سے لرز گئی۔ تنویر نے گنتی شروع کی۔ جب تنویر سات پر پہنچا تو اچانک لڑکی کے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے سیاہ فام نے سامنے پڑی کرسی کو زور دار ٹھوکر ماری۔ کرسی تقریباً اڑتی ہوئی تنویر کی طرف آئی۔ تنویر اس کے لئے تیار نہ تھا۔ وہ لڑکھڑایا اور پھر سنبھلنے کے باوجود جولیا پر جا گرا۔ جولیا بھی اس صورتحال کے لئے تیار نہ تھی۔ وہ بھی تنویر کے ساتھ فرش پر گر گئی۔ تنویر کی زور دار ٹکر کی وجہ سے جولیا کے ہاتھ سے مشین

پسٹل نکل گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ تنویر اور جولیا سنبھلتے اچانک آہانا نے ایک لمبا جمپ لگایا اور تیزی سے میز کی طرف بڑھی۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور پھر جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو ایک لمبی نال والا سیاہ رنگ کا ریوالور اس کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔

''خبردار۔ اگر تم دونوں میں سے کسی نے حرکت کی تو گولی مار دوں گی''...... آہانا نے پھنکارتے ہوئے انداز میں کہا۔ تنویر نے جولیا کی طرف معذرت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ اس کے دیکھا دیکھی جولیا نے بھی ہاتھ بلند کر دیئے۔ غلطی تنویر کی بھی نہیں تھی کیونکہ وہ بھی غفلت اور دھوکے میں مار کھا گیا تھا۔ آہانا مشین پسٹل لہراتی ہوئی ان کی طرف آئی اور پھر اس نے اپنے پاؤں کے سہارے جولیا کا پسٹل اپنی جانب کیا اور پھر اسے ٹھوکر مار کر دور پھینکا اور پھر اپنے ساتھی کی طرف بڑھی۔

''گڈ شو۔ ڈی فورمین تم نے تو کمال کر دیا۔ پرنس تمہاری اس کارکردگی سے بہت خوش ہو گا''...... آہانا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آہانا میرے سوال کا جواب دو''...... تنویر نے کہا۔ تنویر کی آواز نے سناٹے میں ارتعاش پیدا کیا تھا تنویر کے لہجے میں بلا کا اعتماد تھا جیسے وہ گن پوائنٹ پر نہ ہو بلکہ اس نے انہیں گن پوائنٹ پر لے رکھا ہو۔ ایک لمحے کے لئے آہانا رکی۔ اس نے حیرت زدہ نظروں سے تنویر اور جولیا کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھا۔

''لگتا ہے موت کو سامنے دیکھ کر تم اپنا دماغی توازن کھو بیٹھے ہو''...... آہانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''جو بھی سمجھ لو لیکن مجھے میرے سوال کا جواب دے دو''۔ تنویر نے اسی لہجے میں کہا۔

''کیوں ڈی فورمین اس کی آخری خواہش پوری کر دوں''۔ آہانا نے شوخ لہجے میں کہا۔ ریوالور ہاتھ میں آنے کے بعد اس کا رنگ ہی بدل گیا تھا اب وہ شیرنی دکھائی دے رہی تھی جس کے چہرے پر خونخواری کے تاثرات واضح دکھائی دے رہے تھے۔

''جیسے تمہاری مرضی۔ ان کی موت تو ہر حال میں یقینی ہے''۔ ڈی فورمین نے لاپرواہانہ انداز میں کہا۔

''جواب دو آہانا۔ تمہارا بلیک ماما تنظیم سے تعلق ہے یا نہیں''۔ تنویر نے کہا اس مرتبہ اس کے انداز پر جولیا بھی چونک پڑی۔ کیونکہ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے تنویر پاگل ہو گیا ہو۔ اس مرتبہ اس کی آواز میں جنونی کیفیت تھی۔ واقعی موت کے خوف نے تنویر پر گہرا اثر چھوڑا تھا۔ جولیا نے اس کی یہ حالت دیکھی تو وہ چیخ پڑی کیوں کہ اب تنویر کے جسم پر رعشہ بھی طاری ہونا شروع ہو گیا تھا۔

''تنویر کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ اس قدر بوکھلا کیوں گئے ہو''...... جولیا نے چیختے ہوئے پوچھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ مجھے مار دے گی۔ یہ بلیک ماما تنظیم سے تعلق رکھتی ہے''...... تنویر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ آہانا جو ڈی فورمین کو

آزاد کرنا چاہتی تھی رک گئی اور حیرت سے تنویر کو گھورنے لگی۔ تنویر کے چہرے سے ایسا لگتا تھا جیسے وہ واقعی خوف سے پاگل ہو گیا تھا۔

''بتاؤ۔ جلدی بتاؤ''...... اچانک تنویر نے جو پاگل پن کی آخری سٹیج پر پہنچ چکا تھا، زور سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''بکواس۔ بلیک ماما تنظیم کا نام تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہئے''...... آہانا نے بپھرے ہوئے انداز میں کہا۔ اس نے ریوالور کا رخ تنویر کی جانب کیا اور ٹریگر دبانا شروع کر دیا جواب میں ریوالور سے صرف ٹرچ ٹرچ کی آوازیں سنائی دیں تو آہانا اور ڈی فورمین بری طرح سے چونک پڑے جبکہ تنویر اب نارمل انداز میں کھڑا تھا اور اس کے ہونٹوں پر یکلخت انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ وہ آہانا کی جانب انتہائی طنزیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ مینجر ایسل کا ریوالور خالی کیسے ہو گیا۔ ایسل تو ہمیشہ اپنے پاس لوڈڈ ریوالور رکھتا ہے''...... آہانا نے ایک بار پھر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے خیال میں، میں اتنا ہی نانسنس ہوں کہ میز کی دراز میں رکھے ہوئے ریوالور کو لوڈڈ ہی رہنے دوں''...... تنویر نے غرا کر کہا تو آہانا خوف بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''کک کک۔ کیا مطلب''...... آہانا نے بوکھلا کر کہا۔

''میں نے دراز میں ریوالور دیکھ لیا تھا اور میں نے اسے اسی

وقت خالی کر دیا تھا''...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور جیب میں سے مشین پسٹل نکال کر اس کا رخ آہانا کی طرف کر دیا۔

''اب تم دونوں اپنے منہ دوسری طرف کر لو۔ ہری اپ''...... تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو آہانا نے ڈی فورمین کی طرف دیکھا۔ ڈی فورمین نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہلکا سا سر ہلایا اور پھر دونوں دیوار کی طرف مڑتے چلے گئے۔ یہ دیکھ کر تنویر ان دونوں کے قریب پہنچ گیا۔ تنویر نے کوٹ کی جیب سے ایک ریوالور بھی نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ آہانا اور ڈی فورمین کچھ سمجھتے اسی لمحے تنویر کا مشین پسٹل اور ریوالور والے ہاتھ بیک وقت حرکت میں آئے اور کمرہ یکلخت ان دونوں کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ تنویر نے ایک ساتھ ان کے سروں پر ریوالور اور مشین پسٹل کے دستے مار دیئے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑتے تنویر نے ان کے سروں پر ایک اور ضرب لگائی اور وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر گرتے چلے گئے۔

''باہر کسی نے ان کی آوازیں سن لی تو''...... جولیا نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے''...... تنویر نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ اب بتاؤ یہ سارا کیا چکر ہے اور یہ لڑکی آہانا کون ہے اور تم ایسل بار میں کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میں ایک ریسٹورنٹ کے کیبن میں بیٹھا لنچ کر رہا تھا کہ مجھے

ساتھ والے کیبن سے کسی لڑکی کے بولنے کی آواز سنائی دی۔ میں اس کی آواز پر توجہ نہ دیتا لیکن جب اس نے بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس کا نام لیا تو میں چونک پڑا اور پھر میں نے اس کی باتیں غور سے سننی شروع کر دیں۔ یہ ڈینجر پرنس سے بات کر رہی تھی اور اسے بتا رہی تھی کہ بہت جلد سی پورٹ سے ایک بحری جہاز روانہ ہونے والا ہے۔ تو دوسری طرف سے کہا گیا کہ آہانا اور اس کا ساتھی ڈی فورٹین منیجر ایسل سے سارا سامان لے کر سی پورٹ پہنچ جائے۔ ان کی باتیں عجیب و غریب تھی جو مجھے صاف طور پر سمجھ نہ آئی تھیں۔ مجھے بس یہی اندازہ ہوا تھا کہ سی پورٹ پر ایک بحری جہاز کھڑا ہے جس کا نام اس نے سی شارک لیا تھا۔ ان کا کچھ سامان اس کلب کے منیجر ایسل کے پاس پڑا تھا جسے یہ لینے کے لئے یہاں پہنچے تھے۔ جب یہ دونوں ساتھ والے کیبن سے نکلے تو میں بھی ان کے پیچھے کیبن سے نکل آیا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہنچ گیا۔ میں سیدھا منیجر ایسل کے آفس میں داخل ہوا۔ مجھے دیکھ کر ان دونوں اور خاص طور پر منیجر ایسل نے ان ایکشن ہونے کی کوشش کی لیکن میں نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ میں نے یہاں آتے ہوئے راستے میں چیف کو فون کر دیا تھا کہ مجھے مدد کے لئے آپ کی ضرورت ہے اور چیف آپ کو کال کر کے کہہ دیں کہ میں جب بھی آپ کو کال کروں آپ فوراً یہاں پہنچ جائیں"...... تنویر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ اب بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے اور تم نے مجھے میک اپ کٹ لانے کے لئے کیوں کہا تھا۔ چیف نے بھی کہا تھا کہ مجھے کسی لڑکی کا میک اپ کرنا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''میں نے آہانا اور اس کے ساتھی ڈی فورٹین کو دیکھا تو مجھے ڈی فورٹین کا قد کاٹھ میرے جیسا لگا جبکہ آہانا کا قد کاٹھ آپ سے ملتا جلتا تھا۔ ان کی باتیں سن کر مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے ڈینجر پرنس اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے اور وہ اب اپنے سیکشن کو لے کر یہاں سے نکلنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اپنے ساتھیوں اور سامان سمیت وہ سی شارک نامی بحری جہاز کے ذریعے واپس جا رہا تھا۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ میں اکیلا وہاں پہنچ جاؤں اور ان سب کے ساتھ ڈینجر پرنس کو بھی ہلاک کر دوں لیکن پھر مجھے اندازہ ہوا کہ ڈینجر پرنس کو اکیلے ہلاک کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اگر میں آہانا اور ڈی فورٹین کو قابو کر لوں۔ آہانا کا میک اپ آپ کر لیں اور میں ڈی فورٹین کا میک اپ کر لوں تو ہم ان کی جگہ سی شارک میں پہنچ جائیں گے اور پھر وہاں اگر واقعی ڈینجر پرنس ہوا تو ہم دونوں مل کر اس کے خلاف ایکشن کر سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں''...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس کا میک اپ کرتی ہوں۔ تم ڈی فورٹین کا میک اپ کر لو"...... جولیا نے کہا۔

"پہلے آپ میک اپ کر لیں پھر میں کرتا ہوں"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور سائیڈ میں پڑے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے آہانا کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ آہانا کے روپ میں دکھائی دے رہی تھی۔

"بالکل ٹھیک۔ آپ نے زبردست میک اپ کیا ہے۔ اب آپ کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ آہانا نہیں ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں جولیا بھی مسکرا دی۔

"آواز کا مسئلہ ہو سکتا ہے بہرحال میں کوشش کروں گی کہ میں اس جیسی آواز نکال سکوں"...... جولیا نے کہا۔

"آپ ایک دو بار پریکٹس کر کے دیکھ لیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے لئے اس کی آواز اپنانا مشکل نہیں ہو گا"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور آہانا کے انداز میں بولنے کی پریکٹس کرنے لگی۔ جلد ہی اس کی آواز آہانا جیسی ہو گئی۔

جب جولیا، آہانا کی آواز کی نقل کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس دوران تنویر جولیا سے میک اپ کٹ لے کر ڈی فورٹین کا میک اپ کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھی ڈی فورٹین کے روپ میں آ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں آہانا کو ہوش میں لا کر اس سے ضروری

معلومات حاصل کر لینی چاہئیں۔ یہ جس بحری جہاز میں جا رہی ہے ہو سکتا ہے کہ اس جہاز میں جانے کے لئے انہوں نے خصوصی کوڈ ورڈز طے کر رکھے ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس کی زبان کھلوانی ضروری ہے ورنہ ہم اس سے قیمتی معلومات حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ایسا کرتے ہیں کہ میں ڈی فورٹین کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے جاتا ہوں اور اس سے ضروری معلومات حاصل کرتا ہوں۔ آپ آہانا کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھ گچھ کر لیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے غلط بیانی بھی کر سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے جولیا کے ساتھ مل کر آہانا کو اٹھایا اور اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد تنویر نے ایسل کو جس بیلٹ سے باندھا تھا۔ اس نے ایسل کی لاش سے اپنی اور ایسل کی پتلون سے اس کی بیلٹ نکالی اور اس سے آہانا کو مضبوطی کے ساتھ کرسی پر باندھ دیا اور جیب سے ایک پتلی دھار والا خنجر نکال کر جولیا کو دے دیا۔ اس کے بعد اس نے بے ہوش ڈی فورٹین کو اٹھایا اور اسے اس کمرے کے عقب میں بنے ہوئے چھوٹے کیبن میں لے گیا جہاں شاید ایسل فارغ اوقات میں جا کر آرام کرتا تھا۔

تنویر کو ڈی فورٹین کو لے جاتے دیکھ کر جولیا آگے بڑھی اور اس نے کرسی پر بے ہوش پڑی ہوئی آہانا کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دوسرے یا تیسرے ہی تھپڑ پر آہانا چیخ

ہوئی ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر بندھی ہوئی ہے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو اور ڈی فورٹین۔ ڈی فورٹین کہاں ہے"...... آہانا نے جولیا کو سر پر کھڑے اور اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میرا ساتھی اسے دوسرے کمرے میں ذبح کرنے کے لئے لے گیا ہے"...... جولیا نے خشک لہجے میں کہا تو آہانا بری طرح سے چونک پڑی۔

"ذ۔ ذ۔ ذبح"...... اس نے خوف کے عالم میں کہا۔

"ہاں۔ ادھر میرا ساتھی ڈی فورٹین کو ذبح کرے گا اور ادھر میں تمہیں ذبح کروں گی"...... جولیا نے اس کی آنکھوں کے سامنے خنجر لہراتے ہوئے کہا تو آہانا کا رنگ بدل گیا اور اس کے جسم میں ایک بار پھر تھرتھری سی دوڑ گئی۔

"نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ مجھے مت مارو پلیز۔ میں۔ میں......" اس نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس کے ساتھیوں کے لئے ہمارے دلوں میں رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ سمجھی تم"...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"لل لل۔ لیکن......" آہانا نے اسی انداز میں کہا۔

"اگر تم میرے ہاتھوں دردناک عذاب نہیں اٹھانا چاہتی تو جو

میں پوچھوں مجھے سچ سچ بتا دو۔ ورنہ میں تمہارے خوبصورت چہرے کو بگاڑ دوں گی"...... جولیا نے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم کیا پوچھنا چاہتی ہو اور یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ یہ تم میرے جیسی کیوں دکھائی دے رہی ہو۔ کیا تم نے میرا میک اپ کیا ہے"...... آہانا نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے خوف کے عالم میں وہ پہلے جولیا کے چہرے پر اپنا میک اپ نہ دیکھ سکی ہو اور اب اسے اچانک جولیا کا بدلا ہوا چہرہ دکھائی دیا ہو۔

"ہاں۔ میں نے تمہارا میک اپ کیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"لل لل۔ لیکن کیوں"...... آہانا نے کہا۔

"سوال تم نہیں۔ میں کروں گی۔ تمہیں صرف جواب دینا ہے اور وہ بھی سچ سچ"...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"کک کک۔ کیا پوچھنا چاہتی ہو تم"...... آہانا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا پورا نام کیا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"آہانا۔ آہانا سارکل"...... آہانا نے خوف بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا تعلق بلیک مامبا تنظیم سے ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"نن نن۔ نہیں نہیں۔ میں تمہیں یہ سب نہیں بتا سکتی"...... آہانا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے کمرہ اس کی دردناک

چیخوں سے گونج اٹھا۔ جولیا کا خنجر والا ہاتھ یکلخت حرکت میں آیا اور آہانا کا دایاں گال کٹتا چلا گیا۔ وہ بری طرح سے سر مار رہی تھی۔

"بولو۔ جلدی"...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"ہاں ہاں۔ میرا تعلق بلیک مامبا تنظیم سے ہے اور میں ڈینجر پرنس کے سپیشل سیکشن سے تعلق رکھتی ہوں"...... آہانا نے خوف اور تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا کوڈ کیا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"کک کک۔ کون سا کوڈ"...... آہانا نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"جس طرح تمہارے سیاہ فام ساتھی کا کوڈ ڈی فورٹین ہے اسی طرح یقیناً تمہارا بھی کوئی کوڈ ہوگا۔ بولو کیا ہے کوڈ"...... جولیا نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے خنجر مار کر اس کے دوسرے گال پر بھی کٹ لگا دیا۔ آہانا کرسی پر بندھی ہوئی بری طرح سے تڑپنے لگی۔ اس کے دونوں گالوں پر زخموں کے لمبے نشان بن گئے تھے جہاں سے خون بہہ کر اس کی گردن اور کاندھوں پر آ رہا تھا۔

"بولو جلدی بولو آہانا۔ میرے پاس وقت نہیں ہے"...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"ڈی ٹین۔ میرا کوڈ ڈی ٹین ہے"...... آہانا نے حلق کے بل

چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب بتاؤ کہ فیجر اسل کون ہے اور تم اس کے پاس کیا کرنے آئی تھی"...... جولیا نے پوچھا۔

"فیجر اسل ڈینجر پرنس کا ساتھی ہے اور یہ یہاں بلیک مامبا تنظیم کے لئے کام کرتا ہے۔ ڈینجر پرنس نے اس سے کاغذات بنوائے تھے تاکہ ان کاغذات کے ذریعے یہاں سے نکلا جا سکے۔ میں اس سے وہی کاغذات لینے آئی تھی"...... آہانا نے کہا۔

"کیا ڈینجر پرنس پاکیشیا سے واپس جا رہا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں ڈینجر پرنس نہیں البتہ اس نے سپیشل سیکشن کے چند افراد کو واپس بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نے چونکہ سرداور کا فارمولا حاصل کر لیا ہے اس لئے وہ یہاں زیادہ آدمیوں کو نہیں رکھنا چاہتا اس لئے وہ کچھ افراد کو واپس بھجوا رہا ہے"...... آہانا نے جواب دیا تو جولیا چونک پڑی۔

"اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیا واقعی ڈینجر پرنس نے ہاٹ واٹر فارمولا حاصل کر لیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ وہ فارمولا حاصل کر چکا ہے"...... آہانا نے کہا۔

"کیا تم جانتی ہو کہ ڈینجر پرنس کہاں ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ ڈینجر پرنس کے بارے میں ہم میں سے کوئی نہیں جانتا

کہ وہ کہاں ہوتا ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً اپنے ٹھکانے بدلتا رہتا ہے اور میک اپ بھی''...... آہانا نے جواب دیا۔

''تو تمہارا اس سے رابطہ کیسے ہوتا ہے''...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ہم سے فون یا پھر ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتا ہے''...... آہانا نے جواب دیا۔

''کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر یا فون سیٹ جس سے تم اس سے بات کرتی ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''میرے ہینڈ بیگ میں ایک سیل فون ہے جو انٹرنیشنل رومنگ کے تحت کام کرتا ہے اور اسی سیٹ کو بطور ٹرانسمیٹر بھی استعمال کیا جا سکتا ہے''...... آہانا نے جواب دیا تو جولیا نے ایک صوفے پر رکھا ہوا لیڈیز ہینڈ بیگ آگے بڑھ کر اٹھا لیا۔

''یہی ہے تمہارا ہینڈ بیگ''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں''...... آہانا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیا ڈینجر پرنس نے تمہیں بھی ان افراد کے ساتھ واپس جانے کا کہا ہے جو پاکیشیا سے واپس جا رہے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں بھی ان کے ساتھ جا رہی ہوں''...... آہانا نے جواب دیا۔

''کیا یہ درست ہے کہ تم جس شپ میں جا رہی ہو اس کا نام سی شارک ہے''...... جولیا نے کہا تو آہانا بری طرح سے چونک

پڑی۔

''تمہیں سی شارک کے بارے میں کیسے معلوم ہوا''...... آہانا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔ ورنہ......'' جولیا نے خون آلود خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا تو آہانا خوف سے کانپ اٹھی۔

''ہاں۔ ہم سی شارک کے ذریعے جا رہے ہیں جو ایکریمیا سے یہاں پہنچ چکا ہے اور اب سے چار گھنٹوں کے بعد یہاں سے کافرستان کے لئے روانہ ہو جائے گا''...... آہانا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کافرستان۔ کیا مطلب۔ کیا تم کافرستان جاؤ گی''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ سی شارک ایک مال بردار شپ ہے جس سے کچھ سامان پاکیشیا اتارا جائے گا اور باقی کافرستان، اس کے بعد شپ دوبارہ ایکریمیا کے لئے روانہ ہو جائے گا اور ہم بھی اسی شپ میں ایکریمیا روانہ ہو جائیں گے''...... آہانا نے کہا۔

''تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ بلیک مامبا تنظیم کا تعلق ایکریمیا سے ہے''...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ دنیا میں یہ بات کوئی بھی نہیں جانتا ہے کہ بلیک مامبا تنظیم کا تعلق کس ملک سے ہے البتہ بلیک مامبا تنظیم کے سیکشن

پوری دنیا میں موجود ہیں۔ میرا تعلق ایکریمیا سے ہے اور مجھے حال ہی میں ڈینجر پرنس کے سپیشل سیکشن میں ٹرانسفر کیا گیا تھا"...... آہانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم یہ بھی نہیں جانتی کہ بلیک ماما کون ہے اور ڈینجر پرنس کا اصل نام کیا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں کیا اس بارے میں شاید ہی تمہیں کوئی کچھ بتا سکے"۔ آہانا نے سر جھٹک کر جواب دیا۔

"تب تو تم بلیک ماما تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی لاعلم ہوگی"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ میں بلیک ماما تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ نہیں جانتی"...... آہانا نے کہا۔ جولیا چند لمحے اسے گھورتی رہی۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ گالوں پر دو زخم لگنے کے بعد آہانا کو احساس ہو گیا تھا کہ اس کے سامنے کھڑی لڑکی کسی خونخوار شیرنی سے کم نہیں ہے جو اسے واقعی چیر پھاڑ سکتی ہے اس لئے اس کا لہجہ بدلا ہوا تھا اور وہ سچ سچ جواب دے رہی تھی۔

جولیا، آہانا سے سوال کرتی رہی اور آہانا اس کے ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دیتی رہی۔ تھوڑی ہی دیر میں تنویر کیبن سے نکل کر باہر آ گیا۔

"اس نے بتایا کچھ"...... تنویر نے آہانا کی طرف اشارہ کر کے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ سب کچھ بتا دیا ہے"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"ڈی فورٹین نے بھی زبان کھول دی ہے"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا کیا ہے تم نے ڈی فورٹین کے ساتھ"...... آہانا نے تنویر کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ میں نے اس کی گردن کاٹ دی ہے"...... تنویر نے سفاک لہجے میں کہا تو آہانا یہ سن کر کانپ کر رہ گئی۔

"اگر اس نے کچھ نہیں بتایا تو یہ خنجر مجھے دے دیں۔ میں اس کی دونوں آنکھیں نکال دیتا ہوں۔ اس کے کان اور ناک بھی اڑا دیتا ہوں پھر اس کی زبان سے جو بھی نکلے گا سچ ہی نکلے گا"۔ تنویر نے سفاکی سے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ بتا چکی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"گڈ شو۔ تو پھر اسے زندہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے"...... تنویر نے کہا اور اس نے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا اور آہانا کچھ کہتیں تنویر نے آہانا پر یکے بعد دیگرے دو فائر کر دیئے۔ دونوں گولیاں آہانا کے سر میں لگیں اور اس کا سر ناریل کی طرح ٹوٹ کر بکھرتا چلا گیا۔

"کیا بتایا ہے اس نے آپ کو"...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا تو جولیا نے آہانا سے جو پوچھا تھا اور آہانا نے اسے جو جواب دیئے تھے ان کے بارے میں تنویر کو تفصیل بتا دی۔

"ٹھیک ہے۔ ڈی فورٹین نے بھی ایسے ہی جواب دیئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان دونوں نے جو کچھ بتایا ہے وہ غلط نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں"...... جولیا نے کہا۔

"اب ہمیں جلد سے جلد سی شارک پر پہنچ جانا چاہئے"۔ تنویر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے آہانا کا ہینڈ بیگ چیک کیا۔ اس میں اسے خصوصی ساخت کا سیل فون بھی مل گیا اور ایسے کاغذات بھی مل گئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اور ان کے بیس ساتھی کافرستان اور پھر ایکریمیا روانہ ہو رہے ہیں۔ ان کاغذات کی رو سے ان سب کو سیاح ظاہر کیا گیا تھا جو مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے اب واپس جا رہے تھے۔

"کیا ہم ان حلیوں میں یہاں سے نکل سکتے ہیں"...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ دونوں انہی حلیوں میں یہاں آئے تھے۔ منیجر ایسل نے ان کا بڑے پرتپاک انداز میں استقبال کیا تھا"...... تنویر نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں منیجر ایسل کے آفس سے نکلتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ

دونوں اپنی اپنی کاروں میں سوار ایسل بار سے نکلتے جا رہے تھے۔ جولیا اپنی کار میں تھی اور تنویر اپنی کار میں۔ سی پورٹ پہنچتے ہی تنویر نے اپنی کار جولیا کی کار کے پاس لا کر روک لی۔

"مس جولیا۔ میری ابھی چیف سے بات ہوئی ہے۔ چیف کا حکم ہے کہ سی شارک میں آپ اکیلی جائیں گی"...... تنویر نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"اکیلی۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ چیف نے میرے ذمہ ایک اور کام لگا دیا ہے۔ مجھے یہیں رکنا ہے"...... تنویر نے سنجیدگی سے کہا۔

"کون سا کام"...... جولیا نے پوچھا۔

"ابھی چیف نے کچھ بتایا نہیں۔ انہوں نے مجھے رکنے کا حکم دیا ہے اور آپ کے لئے حکم دیا ہے کہ آپ آہانا کے روپ میں سی شارک میں سوار ہو جائیں اور پھر وہی کریں جو آپ کو کرنا چاہئے۔ چیف کا خیال ہے کہ اگر ڈینجر پرنس اس شپ میں ہوا تو اس روپ میں آپ کے لئے اس تک پہنچنا آسان ہو جائے گا"...... تنویر نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اسی لمحے تنویر نے کار آگے بڑھا دی اور جولیا اسے واپس جاتے دیکھتی رہی۔ وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر اس نے کار پارک کی اور بندرگاہ پر پہنچ گئی۔ مختلف جہازوں کے درمیان سی شارک بھی کھڑا تھا۔ جولیا نے ادھر ادھر دیکھنے کی کوشش نہ کی تا کہ اگر کوئی اسے دیکھ رہا ہو تو وہ شک میں

جتلانہ ہو سکے۔ وہ سیدھی مین دروازے کی طرف بڑھی۔ آہانا کے کہنے کے مطابق اس نے ہاتھ میں مصنوعی پھول پکڑا ہوا تھا۔ جو اسے آہانا کے ہینڈ بیگ سے مل گیا تھا۔ مین دروازے پر موجود ایک لمبے تڑنگے آدمی نے جولیا کو خوش آمدید کہا اور اندر جانے کی اجازت دے دی۔ اندر داخل ہو کر جونہی وہ ایک کمرے میں داخل ہوئی کمرے کا دروازہ بند ہو گیا اور ایک کرخت آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

"کوڈ"...... کرخت آواز نے کہا۔

"ڈینجر پرنس"...... جولیا نے جواب دیا۔

کوڈ نام"...... اسی آواز نے پوچھا۔

"ڈی ٹمن"...... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ وہ آہانا کے انداز میں بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"سیکشن اور اصل نام"...... دوبارہ اسی لہجے میں سوال کیا گیا۔

"سپیشل سیکشن اور نام آہانا سارکل ہے"...... جولیا نے بے دھڑک جواب دیا۔ اس کے جواب کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ جولیا آگے بڑھ گئی۔ سی شارک کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ جہاز کا ایک حصہ مسافروں کے لئے تھا جو سمندری راستے سے سفر کرتے تھے اور اس جہاز کا دوسرا حصہ مال برداری کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ جس کی ایک جانب بے شمار بڑے بڑے ہال بنے ہوئے تھے۔ باقی سارا حصہ سوائے عرشے کے چار بڑے گوداموں پر مشتمل

تھا۔ جن میں لاکھوں ٹن وزنی سامان پڑا ہوا تھا۔ یہ جہاز ایکریمیا کی مشہور فرم کارلو سے تعلق رکھتا تھا۔ جو سامان کی کئی ممالک میں ترسیل کرتا تھا۔

جہاز میں اس کے علاوہ بے شمار مرد اور عورتیں سوار تھیں جو ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ جولیا بھی اطمینان بھرے انداز میں جہاز میں گھومتی پھرتی رہی۔ وہ جہاز میں موجود ایک ایک آدمی کا جائزہ لے رہی تھی۔ وہ چونکہ اپنے ساتھ سپیشل گلاسز لائی تھی اس لئے ان گلاسز کی مدد سے وہ یہ چیک کر سکتی تھی کہ ان افراد میں کس نے میک اپ کر رکھا ہے۔ اسے وہاں میک اپ میں کئی چہرے دکھائی دیئے تھے لیکن ان میں سے اسے ایسی کوئی شخصیت دکھائی نہ دی تھی جو اس کے خیال کے مطابق ڈینجر پرنس ہو سکتا تھا۔ گو کہ جولیا نے ڈینجر پرنس کو نہ دیکھا تھا لیکن اس کے خیال کے مطابق ڈینجر پرنس کو ایسی شخصیت ہونا چاہئے تھا جس سے وہاں موجود تمام افراد مرعوب ہوتے اور اس کے احکامات کے پابند ہوتے۔ لیکن ان میں سے کوئی باس یا سربراہ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ سب دوستوں کی طرح ایک دوسرے سے گھلے ملے ہوئے تھے۔

ان سب کو جہاز کے کپتان کی ہدایات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور جہاز کا کپتان جس کا نام جوزف تھا جو ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جو کم از کم میک اپ میں نہیں تھا۔

شپ تین گھنٹوں تک وہاں رکا رہا پھر سی پورٹ سے اجازت

ملتے ہی شپ وہاں سے روانہ ہو گیا جس کی منزل کافرستان تھی۔ جہاز کے سی پورٹ سے روانہ ہوتے ہی انہیں کافی سرو کی گئی جو جولیا سمیت وہاں موجود تقریباً تمام مسافروں نے پی تھی۔ جولیا جہاز کی سیر کرتی ہوئی انتہائی غیر محسوس انداز میں جہاز کی مختلف جگہوں کو کھنگالتی رہی۔ چھپنے کی جگہیں، خفیہ راستے اور ممنوعہ علاقے اس کی خاص توجہ کا مرکز تھے۔ جہاز کے مخصوص حصوں کا معائنہ کرنے کے بعد وہ نچلے عرشے پر آ گئی۔ یہاں رش کم تھا۔

جولیا ریلنگ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظریں بپھری ہوئی لہروں پر جم گئیں جن کو پھیلاتا ہوا سی شارپ نامی یہ بحری جہاز تیزی سے اپنی منزل کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ جولیا کو آمانا کے نام سے ایک کیبن بھی الاٹ کیا گیا تھا جہاں وہ اکیلی رہ سکتی تھی۔ جولیا جب لہریں دیکھتے دیکھتے تھک گئی تو وہ پلٹی اور تیز تیز چلتی ہوئی کیبن کی طرف چل دی۔ کیبن زیادہ بڑا نہیں تھا لیکن اس کی سہولت کے لئے وہاں ہر چیز موجود تھی۔ سامنے ایک آرام دہ بستر لگا ہوا تھا۔ جولیا نے جوتے اتارے اور آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ گئی پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا تو وہ فوراً بستر سے اتری اور پھر وہ انتہائی باریک بینی سے کیبن کے ایک ایک حصے اور ایک ایک چیز کو چیک کرنے لگی۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ کیبن میں پریشانی کا سبب بننے والی کوئی چیز نہیں ہے تو وہ دوبارہ بستر پر آ کر لیٹ گئی۔ جلد ہی جولیا کی آنکھ لگ گئی۔ پھر اس کی آنکھ اس وقت

کھلی جب اس کے کیبن کے دروازے پر زور زور سے دستک دی جا رہی تھی۔ دستک کی آواز سن کر جولیا فوراً بستر سے اٹھی۔ اس نے جوتے پہنے اور پھر وہ دروازے کے پاس آ گئی۔

"کون ہے"...... جولیا نے اونچی آواز میں کہا۔

"میں ہوں سٹیورٹ"...... باہر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کون سٹیورٹ"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں سی شارک شپ کا نائب کپتان ہوں"...... باہر سے کہا گیا۔

"اوکے۔ کس لئے آئے ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"کیپٹن صاحب نے آپ کو ڈیک پر آنے کا کہا ہے۔ سب وہاں پہنچ رہے ہیں۔ آپ بھی پہنچ جائیں"...... سٹیورٹ نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے میں آ رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"اوکے"...... سٹیورٹ نے کہا اور پھر جولیا نے اس کے واپس جاتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے اپنی ریسٹ واچ دیکھی تو یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ تقریباً پانچ گھنٹوں سے زیادہ وقت سوئی رہی تھی۔

"حیرت ہے۔ میں اتنا کیسے سو گئی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کچھ دیر سوچتی رہی پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور ڈیک پر جانے کے لئے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ کیبن کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور پھر مختلف راستوں اور راہداریوں سے ہوتی

ہوئی ڈیک پر آ گئی جہاں واقعی تقریباً تمام مسافر موجود تھے۔ جولیا وہاں پہنچی تو اچانک اسے ایک ہیلی کاپٹر کی تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اس نے چونک کر سر اٹھا کر دیکھا تو شمال کی طرف سے اسے ایک ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر نجی کمپنی کا معلوم ہو رہا تھا اور خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا۔ چونکہ ہیلی کاپٹر کا رخ شپ کی طرف تھا اور شپ کے عرشے پر ایک ہیلی پیڈ بھی بنا ہوا تھا اس لئے جولیا سمجھ گئی کہ ہیلی کاپٹر اسی شپ پر لینڈ کرے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہیلی کاپٹر شپ پر لینڈ کرتا دکھائی دیا۔

"یہ ہیلی کاپٹر اس شپ کے مالک اسمتھ کا ہے۔ لگتا ہے وہ خود آئے ہیں"...... جولیا کے پاس کھڑی ایک نوجوان لڑکی نے آہستہ آواز میں کہا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ لڑکی ایکریمین تھی اور وہ خاصی خوبرو اور خوش لباس تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی جیسے شپ کے اونر کے شپ پر آنے پر اسے بے حد مسرت ہو رہی ہو۔ جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سائیڈ پر موجود سیڑھیاں اترتی ہوئی عرشے پر آ گئی اور عرشے کی ریلنگ سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی نظر نیچے سمندر پر پڑی۔ جہاز تیزی سے پانی کی موجوں کو کاٹتا ہوا محو سفر تھا۔

جولیا نے سامنے نظر اٹھائی دور دور تک پانی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس دنیا میں پانی کے سوا کوئی چیز نہ ہو۔ جہاز

کے پاس پانی میں سینکڑوں مچھلیاں اور دیگر آبی مخلوق پانی کی سطح پر تیر رہی تھی۔ جولیا زیادہ دیر ان کا تماشا نہ دیکھ سکی کیونکہ ہیلی کاپٹر عرشے پر لینڈ کر رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے رکتے ہی اس کا عقبی دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا ادھیڑ عمر آدمی جس کے سر اور داڑھی مونچھوں کے بال برف کی طرح سفید نظر آ رہے تھے اور اس نے سفید رنگ کا ہی سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سر پر سفید رنگ کا فلیٹ ہیٹ تھا اور اس نے آنکھوں پر سیاہ رنگ کا چشمہ لگا رکھا تھا وہ سونے کی موٹھ والی چھڑی ہاتھ میں لئے ہیلی کاپٹر سے اترا اور سر اٹھا کر شپ میں موجود لوگوں کی طرف دیکھنے لگا۔ شپ پر موجود افراد نے اسے دیکھ کر ہاتھ ہلانے شروع کر دیئے۔ جواب میں ادھیڑ عمر آدمی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ گہری ہوئی اور اس نے بھی جواباً ہاتھ ہلانا شروع کر دیا۔

"اس کے بارے میں جانتی ہو کہ یہ کون ہے"...... جولیا کو عقب سے آواز سنائی دی تو جولیا چونک پڑی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ اس کے پیچھے وہی ایکریمین لڑکی کھڑی تھی جس نے اسے بتایا تھا کہ ہیلی کاپٹر سے اس شپ کا اونر آ رہا ہے۔

"اسے میں جانتی ہوں یا نہیں یہ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو"...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میرا نام سارکا ہے اور میں بھی تمہاری طرح بلیک ماما سے تعلق رکھتی ہوں"...... لڑکی نے جواب دیا تو جولیا غور سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب۔ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ میرا تعلق بلیک ماما سے ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"اس میں ہنسنے والی کون سی بات ہے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھے تمہاری سوچ پر ہنسی آ رہی ہے"...... سارکا نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ ایسا کیا کہہ دیا میں نے"...... جولیا نے کہا۔

"تم شاید بھول رہی ہو کہ سی شارک بلیک ماما کی ملکیت ہے اور اس شپ میں سوائے بلیک ماما کے آدمیوں کے اور کوئی سوار نہیں ہو سکتا۔ اسی مال بردار شپ سے بلیک ماما اپنے آدمیوں کو تمام ممالک میں پہنچاتا ہے"...... سارکا نے جواب دیا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"میں نئی ہوں اس لئے مجھے یہ سب معلوم نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نئی تو میں بھی ہوں۔ خیر میں اس آدمی کے بارے میں بات کر رہی تھی"...... سارکا نے کہا۔

"ہاں"...... جولیا نے کہا۔

"تو کیا تم واقعی نہیں جانتی کہ یہ کون ہے"...... سارکا نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے تو یہ بات تم سے ہی معلوم ہوئی ہے کہ یہ اس شپ کا اونر ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کی شخصیت کا کوئی اور رخ ہے تو میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی"...... جولیا نے کہا۔

"یقین تو خیر مجھے بھی نہیں ہے لیکن مجھے اس پر شک ہے"۔ سارکا نے کہا۔

"کس بات کا شک"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ یہ آدمی کون ہو سکتا ہے"...... سارکا نے کہا۔

"تم خواہ مخواہ تمہید باندھ رہی ہو۔ اگر تمہیں معلوم ہے کہ یہ آدمی کون ہے تو بتا کیوں نہیں دیتی"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس کی آواز سنی ہے اور میری ٹرانسمیٹر پر بلیک ماما سے بھی بات ہو چکی ہے۔ مجھے اس آدمی کی آواز اور بلیک ماما کی آواز میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا"...... سارکا نے کہا تو جولیا یکلخت چونک پڑی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ یہ......" جولیا نے کہنا چاہا تو سارکا تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے جولیا کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"چپ رہو۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں"...... سارکا نے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا لیکن ان کے ارد گرد

اور دور نزدیک کوئی نہیں تھا۔ سب افراد ڈیک پر موجود تھے جبکہ سفید سوٹ والا ادھیڑ عمر آدمی ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"کیا واقعی تم سچ کہہ رہی ہو کہ یہ وہی ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہیں شاید یہ سن کر حیرت ہو گی کہ قدرت نے مجھے ایسی صلاحیت دے رکھی ہے جو شاید ہی کسی اور کے پاس ہو"۔ سارکا نے کہا۔

"کیسی صلاحیت"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں ایک بار جس کی اصل آواز سن لوں۔ اس کے بعد وہ جتنی مرضی آواز بدل کر بات کرے میں اسے پہچان لیتی ہوں"۔ سارکا نے کہا اور اس کی بات سن کر جولیا حیران رہ گئی۔

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں بالکل۔ مجھے تم سے بھلا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے"...... سارکا نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو یہ واقعی تمہاری حیرت انگیز اور انوکھی صلاحیت ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ میری پہلی بار بلیک مامبا سے ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد ایک بار مجھے بے ہوش کر کے بلیک مامبا کے ہیڈ کوارٹر لے جایا گیا تھا۔ ہیڈ کوارٹر میں بلیک مامبا میرے سامنے نقاب لگا کر آیا تھا۔ اس نے مجھ سے چند باتیں کی

تھیں۔ اس کے بعد مجھے بلیک مامبا کے سلور سیکشن میں شامل کر دیا گیا جو ساڈان میں کام کرتا ہے۔ ساڈان جانے کے لئے مجھے اسی شارک میں لایا گیا تھا اور پھر میں اسی شپ سے ساڈان پہنچی تھی۔ جب میں ساڈان کا سفر کر رہی تھی تو اتفاق سے یہ آدمی اس شپ میں آ گیا۔ اس شپ میں اس کا تعارف شپ کے اونر کے طور پر کرایا گیا تھا۔ جب یہ آدمی اپنے ساتھیوں کو احکامات دے رہا تھا تو میں نے اس کی آواز سنی تھی اور تمہیں یہ سن کر حیرت ہو گی کہ اس کی آواز اور بلیک مامبا کی آواز میں مجھے کوئی فرق محسوس نہ ہوا تھا جو نقاب پوش کے روپ میں مجھے بلیک مامبا ہیڈ کوارٹر میں ملا تھا"...... سارکا نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"تو کیا تمہیں یقین ہے کہ یہی آدمی بلیک مامبا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ یقین تو ہے لیکن......" سارکا کہتے کہتے رک گئی۔

"لیکن کیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"ٹرانسمیٹر پر اور سامنے آنے پر اس کا لہجہ انتہائی کرخت، سرد اور نہایت خشک ہوتا ہے لیکن جب یہ اس شپ کے اونر کے روپ میں یہاں آتا ہے تو اس کے لہجے میں انتہائی مٹھاس، نرمی اور خوش گفتاری پائی جاتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کوئی دوسرا اسے بلیک مامبا کے طور پر پہچان ہی نہیں سکتا"...... سارکا نے کہا۔

"اگر یہ ایسا نہ کرے تو پھر یہ سب کی نظروں میں نہ آ جائے"۔

جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ بات تو ہے"...... سارکا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تم بھی یہ بات اپنے تک محدود رکھو۔ اگر بلیک ماما کو معلوم ہو گیا کہ تم اس کی اصلیت جانتی ہو تو تمہیں شاید دوسرا سانس لینا بھی نصیب نہ ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"میں جانتی ہوں"...... سارکا نے کہا۔

"تو پھر تم نے یہ بات مجھے کیوں بتائی ہے"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں کیوں۔ میں تم سے پہلی بار مل رہی ہوں لیکن اس کے باوجود مجھے نجانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے میں تمہیں پہلے سے ہی جانتی ہوں اور ہم دونوں کلوز فرینڈز ہیں اور تمہیں دیکھتے ہی میرے منہ سے بے اختیار یہ سب نکل گیا"...... سارکا نے کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں۔ میں اس بات کو ہمیشہ کے لئے بھول جاؤں گی کہ تم نے مجھے کچھ بتایا ہے تم بھی اپنے دماغ سے یہ نکال دو کہ تم نے مجھے کچھ بتایا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے تمہیں کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی تم نے کچھ سنا ہے"...... سارکا نے فوراً کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک انہیں ڈیک سے چار مسلح افراد سیڑھیاں اتر کر نیچے آتے دکھائی دیے۔ ان چاروں

کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ تیزی سے نیچے آئے اور انہوں نے جولیا اور سارکا پر یکلخت مشین گنیں تان لیں۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شپ کے اونر مسٹر اسمتھ نے تم دونوں کو اپنے کیبن میں بلایا ہے"...... ان میں سے ایک آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم دونوں کو۔ لیکن کیوں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سارکا کا بھی رنگ زرد پڑ گیا تھا اور وہ بے چینی سے جولیا کی طرف دیکھ رہی تھی جیسے وہ اسے کچھ بتانا چاہتی ہو۔

"ہمیں نہیں معلوم۔ ہم حکم کے غلام ہیں اور مسٹر اسمتھ نے تمہیں فوراً کیبن میں آنے کا کہا ہے۔ چلو"...... اس آدمی نے کہا تو جولیا سر جھٹک کر رہ گئی۔

"آؤ سارکا۔ دیکھتے ہیں کہ مسٹر اسمتھ کو ہم سے کیا کام آن پڑا ہے"...... جولیا نے سارکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... سارکا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر سے زردی یوں غائب ہو گئی تھی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اب وہ بے حد بااعتماد اور پرسکون دکھائی دے رہی تھی۔ جولیا اور سارکا آگے بڑھیں تو چاروں مسلح افراد ان کے عقب میں آ گئے اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھ کر ڈیک پر آئے اور ڈیک کی دوسری طرف موجود سیڑھیاں اتر کر عرشے کے دوسرے

حصے کی طرف بڑھ گئے۔ اس طرف ایک بڑا سا کیبن تھا جو شپ کے اونر مسٹر اسمتھ کے لئے مخصوص تھا۔ کیبن کا دروازہ بند تھا اور باہر دو مسلح افراد چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ انہیں آتے دیکھ کر ان میں سے ایک آدمی نے کیبن کا دروازہ کھول دیا۔

"چلو"...... جولیا اور سارکا کے پیچھے آنے والے مشین گن بردار نے کرخت لہجے میں کہا تو جولیا اور سارکا کیبن میں داخل ہو گئیں۔ کیبن خاصا بڑا تھا اور وہاں ضرورت کا سارا سامان موجود تھا۔ سامنے ایک بڑی میز تھی جس کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر وہی سفید بالوں اور لباس والا ادھیڑ عمر بیٹھا ہوا تھا جسے جولیا نے ہیلی کاپٹر سے اترتے دیکھا تھا۔

"میرے سامنے لاؤ ان دونوں کو"...... ادھیڑ عمر آدمی نے انہیں اندر داخل ہوتے دیکھ کر مسلح افراد سے کہا تو مسلح افراد نے جولیا اور سارکا کی کمروں سے مشین گنوں کی نالیں لگا کر انہیں میز کی طرف دھکیل دیا۔ ادھیڑ عمر آدمی جو شپ کا اونر اسمتھ تھا وہ بڑے غور سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا جو آن تھا لیکن اس میں سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

"تمہارا نام سارکا اور تم آہانا ہو"...... اسمتھ نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں آہانا ہوں"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اور میں سارکا ہوں"...... سارکا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم میں وہ صلاحیت موجود ہے کہ تم ایک بار کسی کی آواز سن لو اور وہ آدمی چاہے جتنی مرضی آواز بدل کر بات کرے تو تم اس آدمی کو پہچان لیتی ہو"...... اسمتھ نے سارکا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سارکا اور جولیا چونک پڑیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مسٹر اسمتھ۔ میں بھلا کسی کی آواز کیسے پہچان سکتی ہوں"...... سارکا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مسٹر اسمتھ اسے بلا کر اچانک اس کے سامنے ایسی بات کر دے گا۔ جولیا بھی اس کی بات سن کر حیران رہ گئی تھی۔

"کیوں۔ ابھی کچھ دیر پہلے تو تم آہانا کو میرے اور بلیک مامبا کے بارے میں کچھ بتا رہی تھی"...... اسمتھ نے مسکراتے ہوئے کہا تو سارکا کا جسم لرز اٹھا۔

"مم۔ مم۔ میں نے اسے کچھ نہیں بتایا اور نہ ہی میں نے آپ کے بارے میں یا بلیک مامبا کے بارے میں کوئی بات کی ہے"۔ سارکا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ مت بولو سارکا۔ یہ میرا شپ ہے اور اس شپ کے ایک ایک انچ پر میرا کنٹرول ہے۔ اس شپ میں ایک چیونٹی بھی رینگتی ہے تو اس کے رینگنے کی سرسراہٹ میرے کانوں تک پہنچ جاتی

ہے۔ تم دونوں شاید اس بات سے لاعلم ہو کہ اس شپ میں وائس لیزر سسٹم پھیلا ہوا ہے۔ اس سسٹم کے تحت ماسٹر کمپیوٹر میں ایسا سیٹ اپ کیا گیا ہے کہ جیسے ہی شپ میں موجود کوئی بھی شخص میرا نام یا پھر بلیک مامبا یا بلیک مامبا کے کسی خاص سیکشن کا نام لیتا ہے تو سسٹم اس کی آواز کی خود بخود ریکارڈنگ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ تم دونوں نے عرشے پر جو باتیں کی ہیں ان باتوں میں ایک بار نہیں تم دونوں نے کئی بار بلیک مامبا کا اور میرا نام لیا تھا تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ تم دونوں نے جو باتیں کی ہوں وہ ریکارڈ نہ ہوئی ہوں۔ کہو تو میں وہ سب کچھ تمہیں سنا دوں جو تم نے میرے بارے میں اور بلیک مامبا کے بارے میں کہا تھا"...... اسمتھ نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے کہا تو سارکا کے ساتھ ساتھ جولیا کا دل بھی بے اختیار دھڑک اٹھا۔ سارکا تو جیسے گنگ سی ہو کر رہ گئی۔

"مم مم۔ میں میں......" سارکا نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم بہت خطرناک لڑکی ہو سارکا۔ تم نے میری آواز پہچان لی ہے اور تم اس بات کا بھی یقین کر بیٹھی ہو کہ میں ہی بلیک مامبا ہوں۔ یہ بات سچ نہیں ہے لیکن چونکہ تمہاری ان باتوں سے میری حیثیت مشکوک ہوتی ہے اس لئے میں نے تمہاری ساری ریکارڈنگ بلیک مامبا کو بذریعہ ٹرانسمیٹر سنوا دی ہے تاکہ وہی تمہارا اور آیانا کا فیصلہ کر سکے۔ اب کچھ ہی دیر میں بلیک مامبا کی کال آئے گی اور یہ فیصلہ وہی کرے گا کہ تم دونوں کا کیا کرنا ہے"...... اسمتھ نے

کہا۔

"مم مم۔ مجھے معاف کر دیں مسٹر اسمتھ۔ میں نے تو محض اپنا خیال ظاہر کیا تھا"...... سارکا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا یہ خیال بہت خطرناک ہے کہ میں ہی بلیک مامبا ہوں۔ بلیک مامبا اس بات کو قطعی برداشت نہیں کرتا کہ اس کی شخصیت کسی اور سے منسوب کی جائے۔ تم سے غلطی ہوئی ہے اور ہر غلطی کی ایک سزا ہوتی ہے اور تم نے ایک نہیں بلکہ دو غلطیاں کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم نے مجھے بلیک مامبا سمجھ لیا اور تم نے جو سب سے بڑی غلطی کی ہے وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے دماغ میں پیدا ہونے والے اس فرسودہ خیال کو آیانا کے سامنے ظاہر کر دیا اور اسے یہ باور کرا دیا کہ میں ہی بلیک مامبا ہوں۔ تمہاری اس غلطی کی سزا اب اسے بھی مل سکتی ہے اس لئے تم دونوں تیار رہو۔ کسی بھی لمحے بلیک مامبا کا حکم آ سکتا ہے"...... اسمتھ نے کہا۔

"اس میں میری کیا غلطی ہے۔ میں نے تو اسے نہیں کہا تھا کہ یہ سب باتیں مجھے بتائے"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جو بھی ہے۔ میں نے کہا تو ہے کہ میں تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ سارکا نے زبان کھولی ہے اور تم نے اس کی باتیں سنی ہیں اس لئے بلیک مامبا کی نظروں میں تم دونوں ہی مجرم بن چکی ہو۔ اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ تم دونوں کو سزا کا حقدار ٹھہراتا ہے یا صرف سارکا کو"...... اسمتھ نے ٹھہرے ہوئے لہجے

میں کہا۔

"نہیں نہیں۔ بلیک ماما سے کہیں مسٹر اسمتھ کہ وہ مجھے معاف کر دیں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی اور میں اپنی اس غلطی کی معافی مانگتی ہوں"...... سارکا نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تو تم مانتی ہو کہ تم نے غلطی کی ہے"...... اسمتھ نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں نے غلطی کی ہے لیکن فار گاڈ سیک بلیک ماما سے کہیں مسٹر اسمتھ کہ وہ میری اس غلطی کو معاف کر دیں۔ میں آئندہ بھول کر بھی ایسی غلطی نہیں کروں گی"...... سارکا نے چیخنے والے انداز میں کہا۔

"تمہیں معاف کرنے کا اختیار بھی بلیک ماما کے پاس ہے۔ اس معاملے میں تمہاری طرح میں بھی کچھ نہیں کر سکتا"...... اسمتھ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تو اسمتھ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فوراً ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

"بلیک ماما آن لائن ہے اس لئے اب تم دونوں خاموش رہو"...... اسمتھ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہیلو ہیلو۔ اسمتھ۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

"یس بلیک ماما۔ میں آپ کی آواز سن رہا ہوں۔ اوور"۔ اسمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سارکا کو ہلاک کر دو۔ ابھی اور اسی وقت۔ اوور"...... بلیک ماما کی سرد آواز سنائی دی اور اس کی آواز سن کر سارکا بری طرح سے اچھل پڑی۔ جولیا نے بھی بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس سے پہلے کہ جولیا اور سارکا کچھ کہتیں اسی لمحے اسمتھ نے میز کی دراز کھولی اور اس میں ہاتھ ڈال دیا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سنہرے رنگ کا پسٹل دکھائی دے رہا تھا۔ پھر اس کے پسٹل نے یکے بعد دیگرے دو شعلے اگلے جو سارکا کے جسم میں اتر گئے اور وہ ایک ہولناک چیخ کے ساتھ زمین پر گری اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ایک زوردار ہچکی لی اور دم توڑ دیا۔ جولیا اس کا حشر دیکھ کر کانپ گئی۔

"میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے بلیک ماما۔ اوور"...... اسمتھ نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اوور"...... بلیک ماما کی آواز سنائی دی تو جولیا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔ بلیک ماما کے کہنے کا مطلب صاف تھا کہ وہ کیبن میں لگے ہوئے خفیہ کیمروں کی مدد سے انہیں دیکھ رہا ہے۔

"آہانا کے لئے کیا حکم ہے بلیک ماما۔ اوور"...... اسمتھ نے ایک بار پھر ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے پسٹل کا رخ جولیا

کی طرف کر رکھا تھا۔

"یہ آہانا نہیں ہے۔ اوور"...... بلیک ماما کی آواز سنائی دی تو نہ صرف اسمتھ بلکہ جولیا بھی اچھل پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ آہانا نہیں ہے تو کون ہے۔ اوور"...... اسمتھ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن جولیا ہے"...... بلیک ماما نے سانپ کی طرح پھنکار کر کہا اور جولیا کو اپنے سر پر بم پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ اسمتھ بھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ اس کے سامنے آہانا نہیں بلکہ سیکرٹ سروس کی رکن جولیا کھڑی ہے۔

"میں اس کا اصل چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ یہ جولیا ہی ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ اس کا یہاں ہونے کا مطلب صاف ہے کہ آہانا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ چکی تھی اور انہوں نے اسے ہلاک کر کے جولیا کو اس کے میک اپ میں یہاں بھیج دیا تا کہ یہ مجھ تک یا پھر ڈینجر پرنس تک پہنچ سکے۔ کیوں جولیانا فٹز واٹر۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا۔ اوور"...... بلیک ماما نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ میں جولیانا نہیں آہانا ہی ہوں"۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا تو جواب میں بلیک ماما کا زوردار قہقہہ سنائی دیا۔

"تم خود کو میری نظروں سے نہیں چھپا سکتی جولیانا۔ میں نے کہا ہے نا کہ تم نے اگرچہ جدید ترین میک اپ کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہارا اصل چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ اوور"...... بلیک ماما نے کہا۔

"اگر یہ جولیا ہے تو کیا میں اسے گولیاں مار دوں۔ اوور"۔ اسمتھ نے کہا۔

"نہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی بھی ممبر کو میں اتنی آسان موت نہیں مرنے دوں گا۔ یہ ڈپٹی چیف ہے اس لئے اس کی موت بھی اس کے شایان شان ہو گی۔ اوور"...... بلیک ماما نے کہا۔

"تو حکم کریں بلیک ماما۔ اس کی موت کے لئے ہمیں کیا انتظام کرنا ہو گا۔ اوور"...... اسمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ سمندر میں کوئی اس کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا۔ یہ خود کو بچانے کی کوشش کرنا چاہے تو کر سکتی ہے لیکن افسوس کہ یہ سمندر کے جس حصے میں ہے یہاں شارک اور آدم خور مچھلیوں اور گوشت خور آبی جانوروں کی کوئی کمی نہیں ہے جو سمندر میں گرتے ہی اس کے ٹکڑے اڑا دیں گے۔ اوور"...... بلیک ماما نے خشک لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے"...... جولیا نے زور سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں کر سکتے۔ کون روکے گا ہمیں"...... اسمتھ نے غرا کر کہا۔

"ایکسٹو تم سے ایسا انتقام لے گا کہ تمہاری نسلیں تک یاد رکھیں گی"...... جولیا نے بپھری ہوئی شیرنی کی طرح گرج کر کہا۔

"ایکسٹو کی موت بھی میرے ہاتھوں لکھی ہے۔ تم فکر نہ کرو جلد ہی میں ایکسٹو اور تمہارے تمام ساتھیوں کو بھی ایک ایک کر کے تمہارے پیچھے روانہ کر دوں گا۔ اوور"...... بلیک ماما نے سخت لہجے میں کہا۔

"تمہارا یہ خواب کبھی پورا نہیں ہو گا بلیک ماما میں تمہیں اور تمہارے تمام ساتھیوں کو ختم کر دوں گی اور......" جولیا نے غراتے ہوئے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسمتھ نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے گولڈن پسٹل پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو پسٹل سے گولی کی بجائے اس بار نارنجی رنگ کی شعاع سی نکل کر جولیا کے سر سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے جولیا کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ اپنی جگہ یوں ساکت ہوتی چلی گئی جیسے اچانک اس کے جسم کی ساری طاقت سلب کر لی گئی ہو۔

جولیا نے حرکت کرنے اور بولنے کی کوشش کی لیکن اس کے اعصاب منجمد ہو گئے تھے اور اس کی زبان جیسے اس کے تالو سے چپک گئی تھی۔ وہ سن اور دیکھ سکتی تھی لیکن نہ تو وہ اپنی جگہ سے جنبش کر سکتی تھی اور نہ ہی کچھ بول سکتی تھی۔

"یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے اسمتھ کہ تم نے اسے فاسٹ ریز سے مفلوج کر دیا ہے۔ اب یہ نہ تو کچھ بول سکتی ہے اور نہ ہی اپنی جگہ سے حرکت کر سکتی ہے۔ اسے اسی حالت میں اٹھا کر سمندر میں پھینک دو تاکہ سمندر میں گرتے ہی آبی جانور اس پر موت بن کر جھپٹ پڑیں اور اس کے ٹکڑے اڑا دیں۔ یہ مفلوج ہونے کے باوجود انتہائی دردناک موت مرے گی۔ اوور اینڈ آل"...... بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"لے جاؤ اسے"...... اسمتھ نے پیچھے کھڑے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا تو ان چاروں نے اپنی مشین گنیں کاندھوں پر ڈالیں اور جولیا کے قریب آ گئے۔ دو افراد نے مل کر جولیا کو اٹھایا اور اسے لے کر کیبن سے باہر نکلتے چلے گئے۔ باہر آ کر وہ عرشے کی طرف بڑھے۔ ڈیک اور عرشے پر کئی افراد موجود تھے۔ جولیا کو اس طرح باہر لاتے دیکھ کر وہ چونک پڑے۔

جولیا کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا لیکن چونکہ اس کا جسم مکمل طور پر مفلوج ہو چکا تھا اس لئے وہ کوشش کے باوجود کوئی حرکت نہ کر سکتی تھی۔ جولیا کا بس نہ چل رہا تھا ورنہ وہ ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑتی اور ان کے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیتی۔

دونوں افراد جولیا کو اسی طرح اٹھائے عرشے کی ریلنگ کی طرف بڑھے۔ جولیا نے آخری مرتبہ اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی۔

لیکن لا حاصل۔ دونوں افراد نے جولیا کا جسم پلٹایا اور جولیا سمندر کی طرف دیکھنے لگی جہاں نیچے سمندر کا پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے ان دونوں افراد نے جولیا کو ہاتھوں پر اٹھا کر اسے پانی میں اچھال دیا ایک زور دار چھپاکہ ہوا۔ جولیا کا جسم چند لمحے پانی میں دکھائی دیا اور پھر پانی میں بیٹھتا چلا گیا۔ جہاں موت اپنے گلے لگانے کے لئے بے تاب انداز میں اس کا انتظار کر رہی تھی۔

ڈینجر پرنس تیز تیز چلتا ہوا ہارڈ روم کے دروازے کے پاس آیا جہاں دو مسلح افراد چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ڈینجر پرنس نے جیب سے ایک چابی نکال کر ایک آدمی کی طرف بڑھا دی۔

"دروازہ کھولو"...... ڈینجر پرنس نے کہا تو اس آدمی نے اس سے چابی لی اور ہارڈ روم کا دروازہ کھولنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ڈینجر پرنس نے دونوں افراد کو اشارہ کیا اور پھر وہ اندر داخل ہو گیا۔ دونوں مشین گن بردار اس کے ساتھ ہارڈ روم میں داخل ہو گئے۔ سامنے ایک کرسی رکھی ہوئی تھی جس کے پائے زمین میں گڑے ہوئے تھے۔ ہارڈ روم کی دیواریں اور چھت فولاد کی بنی ہوئی تھیں۔ کمرے میں سوائے اس کرسی کے اور کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ کرسی پر عمران بیٹھا ہوا تھا جسے راڈز میں جکڑ دیا گیا تھا۔ اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ابھی تک بے ہوش ہے۔

"دروازہ لاک کر دو"...... ڈینجر پرنس نے بھرائے ہوئے لہجے میں غرا کر کہا۔

"اوکے پرنس"...... دروازے کے قریب کھڑے آدمیوں نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ دروازہ لاک کر دیا گیا۔ ڈینجر پرنس عمران کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ چند لمحے عمران کو غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی جس پر کیپ لگا ہوا تھا۔ سرنج میں ہلکے زرد رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا اور سرنج پر اے ایس ون لکھا ہوا تھا۔

"یہ انجکشن اسے لگا دو"...... ڈینجر پرنس نے سرنج ایک آدمی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے ڈینجر پرنس سے سرنج لے لی۔

"یہ تو اینٹی ایس ون ہے پرنس۔ کیا آپ اسے ہوش میں لانا چاہتے ہیں"...... اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے"...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی اس کی غراہٹ سن کر بوکھلا گیا۔

"اوہ۔ نو پرنس۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو لگاؤ اسے انجکشن۔ نانسنس"...... ڈینجر پرنس نے سرد لہجے میں کہا تو وہ آدمی اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے

عمران کی گردن ایک طرف کر کے انگلیوں سے اس کی گردن کی ایک خاص رگ تلاش کی اور پھر اس نے سرنج سے کیپ اتار کر ایک طرف پھینکا اور سرنج کی سوئی عمران کی گردن کی مخصوص رگ میں پیوست کر دی۔ سوئی پیوست ہوتے ہی اس نے محلول عمران کی گردن کی رگ میں انجیکٹ کرنا شروع کر دیا۔ جب سارا محلول عمران کی گردن کی مخصوص رگ میں انجیکٹ ہو گیا تو اس آدمی نے سوئی عمران کی گردن کی رگ سے نکال لی اور خالی سرنج ایک طرف اچھال دی۔

"اوکے۔ اب پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ"...... ڈینجر پرنس نے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ ڈینجر پرنس کی نظریں بدستور عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اچانک عمران کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوتے دیکھ کر ڈینجر پرنس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"ہوش میں آؤ عمران۔ میں تم سے ملنے آیا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اسی لمحے عمران نے جھرجھری سی لی اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔

عمران چند لمحے کرسی پر بیٹھا اپنے اوسان بحال کرتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ ڈینجر پرنس کو غور سے دیکھنے لگا۔

"کیسے ہو عمران"...... ڈینجر پرنس نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ویسا ہی ہوں جیسا پہلے تھا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جانتے ہو کہ میں نے تمہیں ایس ون کا انجکشن لگایا تھا جس کے بعد کسی بھی انسان کو اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا جب تک اسے اینٹی انجکشن نہ لگا دیا جائے"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"تو کیا اب مجھے ہوش میں لانے کے لئے اینٹی لگایا گیا ہے"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اینٹی لگنے کے بعد ہی تم ہوش میں آئے ہو ورنہ تم مردوں سے بدتر حالت میں پڑے ہوئے تھے"...... ڈینجر پرنس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوش میں لانے کے لئے میں تمہارا شکریہ ادا کروں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اطمینان دیکھ کر ڈینجر پرنس کو شدید غصہ آ رہا تھا۔

"تم اس وقت موت کے منہ میں ہو عمران۔ میں چاہوں تو تمہیں ابھی گولیوں سے چھلنی کر سکتا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

"تو کر دو۔ تمہیں کس نے روکا ہے"...... عمران نے کہا تو ڈینجر پرنس غرا کر رہ گیا۔

"میں تمہیں ہلاک ضرور کروں گا لیکن اس سے پہلے میں تمہاری آنکھوں میں موت کا خوف دیکھنا چاہتا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"موت کا خوف۔ وہ کیا ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا کہ موت کا خوف کیا ہوتا ہے"...... ڈینجر پرنس نے خشک لہجے میں کہا اور جیب سے اپنا ریوالور نکال لیا۔ اس نے ریوالور کا چیمبر کھولا اور اس میں موجود ساری گولیاں نکال لیں۔

"یہ ریوالور دیکھ رہے ہو تم"...... ڈینجر پرنس نے ریوالور عمران کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں اندھا ہوں۔ مجھے ریوالور نہیں نظر آ رہا"۔ عمران نے مسخرانہ لہجے میں کہا تو ڈینجر پرنس غرا کر رہ گیا۔

"میں نے اس ریوالور کی ساری گولیاں نکال دی ہیں اب میں چیمبر میں صرف ایک گولی ڈالوں گا۔ صرف ایک گولی"...... ڈینجر پرنس نے کہا اور اس نے ریوالور کی ساری گولیاں جیب میں رکھیں اور ایک گولی انگلیوں میں پکڑ کر ریوالور کے چیمبر میں ڈال دی۔

"یہ دیکھو۔ ریوالور میں صرف ایک ہی گولی ہے"......

ڈینجر پرنس نے ریوالور کا چیمبر عمران کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو یہ بھی دکھائی نہیں دے رہی"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تمہیں اور کچھ دکھائی دے یا نہ دے لیکن تم اپنی موت اپنی آنکھوں سے ضرور دیکھ سکو گے"...... ڈینجر پرنس نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جھٹکے سے ریوالور کا چیمبر بند کیا اور پھر وہ چیمبر کو زور زور سے گھمانے لگا۔

"میں نے چیمبر گھما دیا ہے۔ اب مجھے بھی معلوم نہیں ہے کہ چیمبر کے کس خانے میں گولی ہے اور کون کون سے خانے خالی ہیں"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ان خانوں کے ساتھ مجھے تمہارے دماغ کا خانہ بھی خالی معلوم ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے کہ تمہارے دماغ کے خالی خانے میں صرف بھس ہی بھرا ہوا ہو۔ کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا تو ڈینجر پرنس نے غصے سے ریوالور عمران کے سر سے لگا دیا۔

"میں صرف تین تک گنوں گا اور پھر ٹریگر دبا دوں گا"۔ ڈینجر پرنس نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیوں تین تک کیوں۔ اس سے آگے گنتی نہیں آتی ہے کیا تمہیں"...... عمران نے جان بوجھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک"...... ڈینجر پرنس نے اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو ڈینجر پرنس غرا کر رہ گیا۔

"میں تمہاری آنکھوں میں موت کا خوف دیکھنا چاہتا ہوں عمران۔ صرف موت کا خوف"...... ڈینجر پرنس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"موت کا خوف انہیں ہوتا ہے جنہیں اپنی زندگی سے پیار ہوتا ہے اور میں نے تو اپنی زندگی اپنے ملک و قوم کے لئے وقف کر رکھی ہے اور میرا ایمان ہے کہ موت کا ایک دن معین ہے۔ ایک نہ ایک دن تو سب کو مرنا ہی ہے تو پھر خوف کیسا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں ابھی تمہارے چہرے پر موت کا خوف دیکھنا چاہتا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"کیوں۔ کیا مجھے خوفزدہ کرنے کے لئے تم نے کسی سے شرط لگا رکھی ہے"...... عمران نے کہا۔

"دو۔ اب میں تین کہوں گا اور ساتھ ہی ٹریگر دبا دوں گا"۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"کہہ تو دیا ہے تین اب دبا دو ٹریگر"...... عمران نے اسی اطمینان سے کہا تو ڈینجر پرنس غرا کر رہ گیا اور اس نے ٹریگر دبا دیا۔

ریوالور سے ٹرچ کی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ۔ تم بچ گئے۔ پہلا خانہ خالی تھا۔ لیکن ضروری نہیں کہ دوسرا خانہ بھی خالی ہی ہو"...... ڈینجر پرنس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"دوسرا کیا تیسرا، چوتھا بلکہ ریوالور کے سارے خانے ہی خالی ہیں۔ میں اندھا ضرور ہوں۔ مجھے ریوالور تو دکھائی نہیں دے رہا لیکن میں نے یہ ضرور دیکھ لیا ہے کہ تم نے ریوالور میں گولی ڈالتے ہوئے بڑی صفائی سے وہ گولی اپنے آستین میں گرا دی تھی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈینجر پرنس چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"تم نے ریوالور مجھے موت سے ڈرانے کے لئے میرے سر سے لگا رکھا ہے جبکہ اس ریوالور میں ایک گولی بھی نہیں ہے۔ تمہارا یہ کھیل بے کار گیا ہے ڈینجر پرنس"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ڈینجر پرنس ایک بار پھر غرا کر رہ گیا اور اس نے ریوالور عمران کے سر سے ہٹا لیا۔

"تمہاری نظریں بہت تیز ہیں۔ میں نے تو سوچا تھا کہ تم یہی سمجھو گے کہ ریوالور میں گولی ہے اور وہ کسی بھی وقت چل سکتی ہے مگر......" ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مگر۔ تمہارے دل کے ارماں تمہارے دل میں ہی رہ گئے"۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ سن لو عمران کہ تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی لکھی ہے"...... ڈینجر پرنس نے قہر آلود لہجے میں غرا کر کہا۔

"کس ہاتھ پر لکھی ہے ذرا دکھانا مجھے اپنے ہاتھ"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ آخر تم کس مٹی کے بنے ہوئے ہو عمران۔ موت کو سامنے دیکھ کر بھی تم خوف زدہ نہیں ہو رہے ہو۔ آخر کیوں"۔ ڈینجر پرنس نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اس کی دو وجوہات ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کون سی وجوہات"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"ایک تو میں نے دیکھ لیا تھا کہ تم نے ریوالور میں کوئی گولی نہیں ڈالی اور مجھے خالی ریوالور سے ڈرانے کی کوشش کر رہے تھے۔ تمہارے اس بچگانہ کھیل سے میں بھلا کیسے ڈر سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اور دوسری وجہ کیا ہے"...... ڈینجر پرنس نے غرا کر کہا۔

"دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر تم نے مجھے ہلاک کرنا ہوتا تو یہ کام تم پہلے ہی کر چکے ہوتے تمہیں اس طرح مجھے بے ہوش کر کے باندھنے کی ضرورت پیش نہ آتی"...... عمران نے کہا۔

"تم واقعی چالاک ہو۔ بے حد چالاک۔ یہ درست ہے کہ میں تمہیں ہلاک کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے بلیک ماما نے تمہیں ہلاک کرنے سے منع کر رکھا ہے۔ اگر بلیک ماما مجھے اجازت دے دیتا

تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے ٹکڑے اُڑا دیتا“...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ بلیک مامبا مجھے زندہ کیوں رکھنا چاہتا ہے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”میں تمہارے اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا“۔ ڈینجر پرنس نے کہا۔

”چلو یہی بتا دو کہ تم نے جو ہاٹ واٹر فارمولا حاصل کیا ہے وہ کہاں ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہ بلیک مامبا کے پاس پہنچ چکا ہے“...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

”اتنی جلدی۔ کیا تم نے فارمولے کو پر لگا دیئے تھے جو وہ اُڑتا ہوا بلیک مامبا تک پہنچ گیا ہے“...... عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لو۔ میں نے اپنے آدمی کو فارمولا دے دیا تھا جو اسے لے کر یہاں سے فوراً روانہ ہو گیا تھا اور اب وہ فارمولا تمہاری پہنچ سے بہت دور جا چکا ہے“...... ڈینجر پرنس نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارے ساتھیوں نے ریڈ لیبارٹری کے سٹرانگ روم سے جو فارمولا حاصل کیا تھا وہ اصل فارمولا ہی ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈینجر پرنس چونک پڑا۔

”ہاں۔ میں نے فارمولا چیک کیا تھا۔ وہ اصل ہے“......

ڈینجر پرنس نے کہا۔

”چلو۔ تم مطمئن ہو تو پھر مجھے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے“۔ عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو“...... ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں تو بے چارہ سا آدمی ہوں جو تمہارے سامنے راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا ہوں۔ تمہارے ہاتھ میں خالی ریوالور ہے جس میں گولیاں بھر کر تم مجھ پر فائرنگ کر کے مجھے ہلاک کر سکتے ہو ایسی صورت میں بھلا میں بے چارہ کیا کہہ سکتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”بتاؤ۔ کیا ہے تمہارے دماغ میں“...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

”میرے دماغ میں سب کچھ ہے۔ البتہ تم اپنا دماغ چیک کراؤ کہ اس میں کچھ ہے بھی یا یونہی خالی دماغ لئے گھوم رہے ہو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ یو نان سنس۔ تم مجھ سے اس انداز میں بات نہیں کر سکتے۔ میں ڈینجر پرنس ہوں۔ ڈینجر پرنس۔ جس کا نام سن کر دنیا کے طاقتور ترین ایجنٹوں کے بھی پسینے چھوٹ جاتے ہیں“۔ ڈینجر پرنس نے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

”نہیں شاید گرمی زیادہ لگتی ہو گی۔ بہرحال اگر تم کہو تو میں تمہیں ایک راز کی بات بتا سکتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

"راز کی بات۔ کون سی راز کی بات"...... ڈینجر پرنس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ جو فارمولا تم نے بلیک مامبا کو بھیجا ہے وہ اسے ملا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میری بلیک مامبا سے بات ہوئی تھی۔ فارمولا اس تک پہنچ چکا ہے"...... ڈینجر پرنس نے جواب دیا۔

"تو کیا اس نے فارمولا چیک نہیں کرایا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ اور تم مجھ سے یہ احمقانہ سوال کیوں کر رہے ہو"...... ڈینجر پرنس نے غرا کر کہا۔

"تمہاری بھلائی کے لئے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میری بھلائی۔ کیا مطلب"...... ڈینجر پرنس نے چونک کر کہا۔

"بلیک مامبا کو اگر معلوم ہو گیا کہ تم نے جس طرح نقلی سائنس دان سر داور کو ہلاک کرایا تھا اسی طرح اسے جو فارمولا بھیجا گیا ہے وہ بھی نقلی ہے تو وہ تمہارا کیا حشر کرے گا"...... عمران نے کہا تو ڈینجر پرنس اچھل پڑا۔

"نقلی فارمولا۔ کیا مطلب"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں سر داور کی حفاظت کے لئے تو سخت حفاظتی انتظامات کروں لیکن ان کے فارمولے کی حفاظت کرنا بھول جاؤں گا اور اسے ایسی جگہ رکھ دوں جہاں سے کوئی بھی

آسانی سے اسے حاصل کر لے۔ ایسا سیٹ اپ میں نے ہی کیا تھا کہ تم یا تمہارے آدمی اگر فارمولے کے پیچھے لگ جائیں تو انہیں وہی فارمولا ملے جو میں خود انہیں دینا چاہتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈینجر پرنس کا حقیقتاً رنگ اڑ گیا۔

"تت تت۔ تم۔ تم"...... ڈینجر پرنس نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں نے ہی تمہارے آدمیوں کو اتنا موقع فراہم کیا تھا کہ اگر وہ ریڈ لیبارٹری تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ وہاں کے سیکورٹی آفیسر کو بھاری معاوضہ دے کر اس سٹرانگ روم تک پہنچ جائیں جہاں سے انہیں ہاٹ واٹر فارمولا مل سکتا تھا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ دیکھنے میں وہ فارمولا اصل معلوم ہوتا ہے لیکن اس فارمولے میں ایسا کچھ نہیں ہے جس سے تم یا بلیک مامبا کوئی بھی فائدہ اٹھا سکے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو ڈینجر پرنس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ جب میں نے فارمولا چیک کیا تھا تو وہ مجھے اصل فارمولا معلوم ہوا تھا"...... ڈینجر پرنس نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا بنایا ہوا فارمولا اصل نہ لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ عمران نے کہا تو ڈینجر پرنس غرا کر رہ گیا۔ وہ غصے کی شدت سے آگے بڑھا اور اس نے اچانک عمران کے منہ پر زور دار مکا مار دیا۔ عمران

کا منہ دوسری طرف گھوم گیا۔

"میں تمہارا خون پی جاؤں گا عمران"...... ڈینجر پرنس نے چیختے ہوئے کہا۔

"کڑوا خون ہے۔ ہضم نہیں کر سکو گے"...... عمران نے کہا تو ڈینجر پرنس نے ایک اور مکا اس کے منہ پر مار دیا۔

"اپنے ہاتھ سنبھال کر رکھو ڈینجر پرنس۔ ایسا نہ ہو کہ میں تمہارے دونوں ہاتھ اکھاڑ کر رکھ دوں"...... اس بار عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم پدی میرے ہاتھ اکھاڑو گے۔ ڈینجر پرنس کے ہاتھ۔ ہونہہ۔ میں تمہیں کسی مچھر کی طرح مسل کر رکھ دوں گا عمران۔ تمہیں میری طاقت کا اندازہ نہیں ہے"...... ڈینجر پرنس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"دیکھ رہا ہوں تمہاری طاقت۔ مجھے باندھ کر مجھ پر ہاتھ اٹھا رہے ہو۔ اگر تم میں اتنی طاقت ہے تو ایک بار مجھے کھول دو اور میرا مقابلہ کرو۔ تمہاری ساری طاقت میں تمہارے ناک کے راستے باہر نہ نکال دوں تو کہنا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم میرا مقابلہ کرو گے۔ ڈینجر پرنس کا مقابلہ"...... ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور صرف پانچ منٹ کے بعد تمہاری لاش میرے قدموں میں پڑی ہو گی"...... عمران نے اسے غصہ دلانے والے

انداز میں کہا تو ڈینجر پرنس کی ناک سے جنگلی سانڈ جیسی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کا رنگ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں آگ اگلنے لگی تھیں۔

"پانچ منٹ۔ صرف پانچ منٹ میں، میں تمہارا بھرکس نکال دوں گا۔ تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا اور میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی صدیوں تک تمہاری روح بلبلاتی رہے گی"...... ڈینجر پرنس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"چیخنے سے تم اپنی برتری ثابت نہیں کر سکتے۔ ہمت ہے تو مردانہ وار سامنے آؤ"...... عمران نے اسے اور زیادہ غصہ دلاتے ہوئے کہا۔ چٹاخ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ عمران کے چہرے پر پڑنے والے تھپڑ سے گونج اٹھا۔

"میں تمہاری گز بھر کی زبان کاٹ کر رکھ دوں گا۔ تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے میں تمہارا یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔ تم نے ابھی میری طاقت کا مظاہرہ نہیں دیکھا اس لئے تم نے مجھے یہ چیلنج کر دیا ہے میرے بازوؤں میں تمہاری ہڈیوں کو چکنا چور کر کے رکھ دیں گے"...... ڈینجر پرنس نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ بزدل انسان اگر تم میں ہمت ہے تو مجھے آزاد کر کے مجھ سے مقابلہ کرو اس طرح شیر کو پنجرے میں جکڑ کر تم اپنی کامیابی کا اعلان نہیں کر سکتے"...... عمران نے پھر اسے غصہ دلاتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے تم ایسے نہیں مانو گے۔ مجھے تمہارا علاج کرنا ہی پڑے گا"...... ڈینجر پرنس نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک اور سرنج تھی۔ اس سرنج میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ سرنج کے اگلے حصے پر کیپ بھی لگی ہوئی تھی۔ ڈینجر پرنس نے سرنج اپنے ساتھی کی طرف اچھال دی جس نے اسے ہوا میں ہی دبوچ لیا۔

"اسے انجکشن لگاؤ جلدی"...... ڈینجر پرنس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس پرنس"...... اس آدمی نے کہا اور سرنج لے کر تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"ہونہہ۔ مقابلہ نہیں کرنا چاہتے اس لئے دوبارہ مجھے انجکشن لگا کر بے ہوش کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ بے ہوشی کا انجکشن نہیں ہے نانسنس"...... ڈینجر پرنس نے جواباً غرا کر کہا۔

"تو کون سا انجکشن ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"انجکشن لگنے دو پھر تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ یہ کون سا انجکشن ہے۔ لگاؤ انجکشن اسے"...... ڈینجر پرنس نے پہلے عمران سے اور پھر اپنے ساتھی کی طرف دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔

"یس پرنس"...... اس آدمی نے کہا اور اس نے فوراً سرنج سے

کیپ اتاری اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے سرنج کی سوئی عمران کے بازو میں گھونپ دی۔ عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس آدمی نے سبز محلول عمران کے بازو میں انجیکٹ کیا اور پھر اس نے سوئی باہر کھینچ لی۔

ڈینجر پرنس جو اس عرصے میں سامنے والی دیوار کے پاس پڑی ہوئی ایک پورٹیبل مشین کی طرف بڑھ گیا تھا اس نے مشین آن کی اور پھر اس پر لگے ہوئے مختلف بٹن پریس کرنے لگا۔ بٹن پریس ہوتے کٹاک کٹاک کی تیز آوازیں سنائی دیں اور عمران کی کرسی کے راڈز غائب ہوتے چلے گئے۔ راڈز کھلتے دیکھ کر عمران چونک پڑا اور تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کے قریب کھڑے ہوئے آدمی بوکھلا کر تیزی سے الٹے قدموں پیچھے ہٹ گئے۔ انہوں نے فوراً کاندھوں سے مشین گنیں اتار کر ان کا رخ عمران کی طرف کر دیا اور پھر وہ ٹریگر دبانے ہی لگے تھے کہ کمرہ ڈینجر پرنس کی کرخت آواز سے گونج اٹھا۔

"رکو۔ اسے میں نے آزاد کیا ہے"...... ڈینجر پرنس نے کہا تو وہ دونوں حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"اس نے مجھے چیلنج کیا ہے اور میں اس کے چیلنج کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ ڈینجر پرنس صرف نام کا ہی نہیں بلکہ حقیقت میں بھی ڈینجر ہے جس کا مقابلہ یہ حقیر انسان نہیں کر سکتا"...... ڈینجر پرنس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن پرنس......" دوسرے آدمی نے کہنا چاہا جو اب تک خاموش تھا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ تم کون ہوتے ہو میرے کسی بھی فیصلے پر بولنے والے"...... ڈینجر پرنس اس پر ہی الٹ پڑا اور وہ آدمی بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"سوری پرنس"...... اس آدمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"اب اگر تم دونوں میں سے کسی نے میرے اور اس کے درمیان آنے کی کوشش کی تو میں اسے گولی مار دوں گا سمجھے تم"...... ڈینجر پرنس نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس پرنس"...... ان دونوں نے بیک وقت کہا۔ عمران خاموشی سے راڈز والی کرسی کے پاس کھڑا تھا۔ اسے اپنے جسم میں عجیب سی سنسناہٹ محسوس ہو رہی تھی اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی طاقت آہستہ آہستہ مفلوج ہوتی جا رہی ہو۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور عمران جانتا تھا کہ اس کے ساتھ یہ جو کچھ بھی ہو رہا تھا اسی انجکشن کا ری ایکشن تھا جو اسے راڈز والی کرسی سے آزاد کرنے سے پہلے لگایا گیا تھا۔

"کیوں عمران۔ کیا تم میرا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو"۔ ڈینجر پرنس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تو تم نے مجھے یہ انجکشن مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے لگایا ہے"...... عمران نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"جو مرضی سمجھو۔ بولو کرو گے میرا مقابلہ"...... ڈینجر پرنس نے متانت سے کہا۔

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس انجکشن سے تم نے میرے اعصاب کمزور کر دیئے ہیں اور میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا تو یہ تمہاری بھول ہے"...... عمران نے کہا۔ اس پر عجیب سی نقاہت طاری ہوتی جا رہی تھی لیکن وہ خود کو سنبھالے ہوئے تھا اور اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ زبردستی آنکھیں کھول رہا ہو۔ اس کے چہرے کا رنگ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا اور یہ سرخی اس کی آنکھوں میں بھی دکھائی دے رہی تھی جو اس بات کا ثبوت تھی کہ اسے لگایا جانے والا انجکشن انتہائی سریع الاثر ڈرگ کی ڈوز تھی جس سے عمران جسمانی ایذا کا شکار بنتا جا رہا تھا۔

"ہونہہ۔ اس حالت میں تم میرا مقابلہ نہیں کر سکتے عمران۔ بہتر ہے اپنا چیلنج واپس لیتے ہوئے اپنے گھٹنے میرے سامنے ٹیک دو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ ورنہ......" ڈینجر پرنس نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تم نے مجھے سمجھانے کے لئے کی ہے یا خود کو مجھ سے بچانے کے لئے"...... عمران نے مسکرا کر کہا اور اس حالت میں بھی عمران کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر ڈینجر پرنس کا خون کھول اٹھا وہ

انتہائی جارحانہ انداز میں عمران کی طرف لپکا اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا ڈینجر پرنس تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے ایک زور دار مکا عمران کے منہ پر مار دیا اور عمران کرسی سے ٹکرا کر فرش پر لڑھک گیا۔

''الرٹ رہو لیکن کوئی مداخلت نہ کرنا''...... ڈینجر پرنس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی عمران کو ٹھوکر مار دی۔ عمران نے پلٹا کھایا لیکن اس کے باوجود بھی ڈینجر پرنس کے بوٹ کی ٹو عمران کی پنڈلی سے ٹکرائی۔ عمران کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکل گئی۔ عمران کو یوں لگا جیسے اس کی پنڈلی کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہو۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالا اور درد کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے ڈینجر پرنس کی لات پھر گھومی۔

''میں تمہاری ایک ایک ہڈی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا عمران''...... ڈینجر پرنس نے لات گھماتے ہوئے دانت پیس کر کہا۔ عمران نے پلٹا کھایا تو ڈینجر پرنس کا وار خالی گیا۔ عمران نے پھرتی سے ڈینجر پرنس کی اٹھی ہوئی ٹانگ پکڑی اور تیزی سے گھما کر اسے دور اچھال دیا۔ ڈینجر پرنس کمر کے بل فرش پر گر کر قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ عمران نے ڈینجر پرنس کو چھاپنے کے لئے چھلانگ لگائی لیکن ڈینجر پرنس زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا۔ عمران اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر جا گرا۔ اٹھتے ہوئے عمران کو چکر آیا اور اسے زمین اور

آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے ڈرگ کا انجکشن اثر کر رہا تھا۔ عمران نے یہ محسوس کرتے ہی اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے سر کو جھٹکا دیا۔ جسم کے عضلات پھیلائے۔ آنکھوں میں چھانے والی غنودگی کو دانتوں پر دانت دبا کر دور کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

ڈینجر پرنس نے کھڑے ہوتے ہی عمران کے سر پر ایک زور دار مکا مارا اور دوسرا سینے پر۔ عمران دوبارہ فرش پر بیٹھ گیا۔ سر پر پڑنے والا مکا بجائے ڈینجر پرنس کے عمران کے لئے فائدہ مند ثابت ہوا کیونکہ سر پر پڑنے والے مکے نے عمران کے ذہن کو غنودگی کی دنیا میں پہنچنے سے وقتی طور پر بچا لیا تھا۔ عمران کے حواس جگا دیئے اور عمران یکلخت دوبارہ ہشاش بشاش ہو گیا۔ وہ پھرتی سے کھڑا ہوا۔ ڈینجر پرنس کا ایک اور مکا پھر اس کے سر پر پڑا۔ عمران دوبارہ نیچے بیٹھا پھر وہ کھلتے ہوئے اسپرنگ کی طرح اچھلا۔ اس کے سر کی ٹکر ڈینجر پرنس کے منہ پر پڑی۔ ڈینجر پرنس چنگھاڑ کر کمر کے بل فولادی فرش پر چلا گیا۔ اس کی ناک پھٹ گئی۔ خون پھوار کی صورت میں اس کی ناک سے نکل کر چہرے کو رنگین بنانے لگا۔ عمران نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ اس کی لات تیزی سے گھومی اور ڈینجر پرنس دوسری مکروہ چیخ کے ساتھ الٹ کر دور جا گرا۔

''بس ابھی سے چیخنے لگے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ڈینجر پرنس کی طرف بڑھا اور ساتھ ہی قریب پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر ڈینجر پرنس پر دے ماری۔ کرسی ڈینجر پرنس کے سر

پر پڑی۔ ڈینجر پرنس ایک بھیانک چیخ کے ساتھ زمین پر گرتا چلا گیا۔

"خبردار حرکت مت کرنا۔ ورنہ گولیاں تمہیں بھون کر رکھ دیں گی"...... ڈینجر پرنس کے زمین پر گرتے ہی دور کھڑے ہوئے آدمیوں نے زور سے چلا کر عمران سے کہا۔ عمران نے تیزی سے ڈینجر پرنس کی طرف چھلانگ لگائی اور اس کے سر پر پہنچ گیا۔ ڈینجر پرنس کا سر بری طرح زخمی ہو گیا تھا۔ خون اس کے سر سے بہہ بہہ کر فرش کو رنگین بنا رہا تھا۔ کرسی کی پشت لوہے کی بنی ہوئی تھی جو سیدھی ڈینجر پرنس کی کھوپڑی پر لگی تھی۔ عمران نے تیزی سے زخمی ڈینجر پرنس کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ اس نے کسمسانے کی کوشش کی لیکن عمران نے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کی زخمی ناک پر دوبارہ مکا مارا۔ ڈینجر پرنس نے ایک ہولناک چیخ ماری اور خود کو عمران کی گرفت سے آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگا۔

"مار ڈالو۔ اس نانسنس کو مار ڈالو"...... ڈینجر پرنس نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے تیزی سے اس کے جسم کو جھٹکا دیا تو ڈینجر پرنس کا جسم گھوما اور اس کی کمر عمران کے سینے سے آ لگی۔ ساتھ ہی عمران نے دوسرا ہاتھ ڈینجر پرنس کی گردن کے گرد حائل کر دیا۔ اس سے پہلے کہ ڈینجر پرنس کچھ سمجھتا عمران اسے گھسیٹتا ہوا تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے جا لگا۔ اس نے ڈینجر پرنس کی گردن

پر اس بری طرح سے بازو حائل کر دیا تھا کہ ڈینجر پرنس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا اور اس کے حلق سے خرخراہٹوں کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔

"خبردار اگر کوئی آگے بڑھا تو میں اس کی گردن توڑ دوں گا"۔ عمران نے ڈینجر پرنس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ دونوں اپنی جگہ ساکت ہو گئے اور پریشانی کے عالم میں ڈینجر پرنس کی طرف دیکھنے لگے جو عمران کے بازوؤں میں بری طرح سے تڑپتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے واقعی جس انداز میں اس کی گردن پکڑ رکھی تھی اسے بس ایک جھٹکا ہی دینے کی دیر تھی اور ڈینجر پرنس کی گردن کی ہڈی ایک لمحے میں ٹوٹ سکتی تھی۔ وہ دونوں جوش کے ساتھ ایک قدم آگے بڑھے لیکن ڈینجر پرنس کا یہ حشر دیکھ کر رک گئے۔ ان کے تیور نہایت خطرناک دکھائی دے رہے تھے اور ان کی آنکھیں حیرت اور غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔

"پرنس کو چھوڑ دو"...... ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔

"بکو مت۔ اسلحہ پھینک دو ورنہ......" عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈینجر پرنس کی گردن کو جھٹکا دیا تو ڈینجر پرنس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا

کہ پرنس کو چھوڑ دو"..... دوسرے آدمی نے عمران کو غصیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ ڈینجر پرنس نے اپنے جسم کو زوردار جھٹکا دیا اور ہاتھوں کے سہارے کوشش کی کہ عمران کے شکنجے سے نکل سکے لیکن بے سود۔ عمران نے اپنے سر کو پیچھے کر کے دوبارہ اپنے سر کی ضرب اس کی کنپٹی پر ماری۔ ڈینجر پرنس کی پھر چیخ بلند ہوئی اور کٹے ہوئے مرغ کی طرح تڑپنے لگا۔

ڈینجر پرنس گردن پر موجود انتہائی دباؤ کی وجہ سے بے ہوش ہونے کے قریب تھا اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور وہ بامشکل سانس لے پا رہا تھا۔ سینے میں دل زور سے دھڑک رہا تھا ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سینے کی ہڈیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔ آنکھیں پتھرانے لگی تھیں جسم میں اب اتنی طاقت بھی نہ رہ گئی تھی کہ ڈینجر پرنس اب اپنی گردن عمران سے چھڑا سکے۔ ادھر دونوں مسلح آدمی ڈینجر پرنس کی وجہ سے بے بس تھے۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ عمران کو زندہ درگور کر دیتے یا پھر کچا چبا جاتے۔

"میں تم سے آخری بار کہہ رہا ہوں۔ اسلحہ ڈال دو ورنہ....."
عمران نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے خونخوار بھیڑیے کی طرح غرا کر کہا جنہوں نے ابھی تک مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں اور وہ اس موقع کی تلاش میں تھے کہ کسی طرح عمران کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔ وہ دونوں اس کا بھیانک چہرہ دیکھ کر کانپ اٹھے۔ انہوں نے عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی وحشت اور

درندگی کو دیکھا اور پھر بے اختیار انہوں نے اسلحہ پھینک دیا۔

"اب تم دونوں اپنے ہاتھ سر پر رکھو اور پیچھے ہٹتے ہوئے دیوار سے لگ جاؤ"..... عمران نے انہیں دوبارہ سپاٹ لہجے میں حکم دیتے ہوئے کہا۔ ان دونوں نے اس بار عمران کے حکم پر فوراً عمل کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سر پر رکھے اور آہستہ آہستہ قدم پیچھے ہٹانے لگے اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ دیوار کے ساتھ جا کر لگ گئے۔

"تم پچھتاؤ گے"..... ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ڈینجر پرنس کی قوت مدافعت کم ہوتی جا رہی تھی۔ عمران کے دماغ میں بھی ڈرگ کے انجکشن کی وجہ سے بار بار اندھیرے کی یلغار ہو رہی تھی لیکن وہ اپنی تمام تر قوت ارادی کو بروئے کار لا کر اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا یہی وجہ تھی کہ وہ ابھی تک جما کھڑا تھا اور اس نے ڈینجر پرنس جیسے انسان کو بھی اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ ان دونوں افراد کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر عمران ڈینجر پرنس کو گھسیٹتا ہوا آگے لایا اور پھر اس نے ڈینجر پرنس کی گردن کو بل دیتے ہوئے اس کا جسم نیچے کی طرف جھکایا اور خود بھی نیچے جھک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے مشین گن اٹھائی اور پھر مشین گن اٹھا کر وہ سیدھا ہوا ہی تھا کہ ڈینجر پرنس کو جیسے موقع مل گیا اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی کہنی عمران کی پسلیوں پر ماری۔ عمران کی گرفت ایک لمحے کے لئے ڈھیلی ہوئی تھی کہ ڈینجر پرنس یکلخت تڑپا اور عمران کی گرفت سے نکلتا چلا گیا۔ اس

نے خود کو زمین پر گرایا اور تیزی سے عمران سے دور ہٹتا چلا گیا۔
جیسے ہی ڈینجر پرنس، عمران کی گرفت سے نکلا ایک آدمی نے اچانک مشین گن کی طرف چھلانگ لگا دی لیکن عمران چونکہ پہلے ہی مشین گن اٹھا چکا تھا اس لئے عمران نے مشین گن کا رخ اس آدمی کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ کمرہ تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ وہ آدمی ایک بھیانک چیخ کے ساتھ جہنم رسید ہو گیا۔

"تم نے اس کا حشر دیکھ لیا۔ اب کسی نے کوئی غلط حرکت کی تو زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا"...... عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے ایک برسٹ مارا جو دوسرے آدمی کے سر کے اوپر سے گزرتا ہوا کمرے کی دیوار پر لکیریں بناتا چلا گیا۔ وہ آدمی اور ڈینجر پرنس ساکت ہو کر رہ گئے۔

"بس عمران۔ اب تمہارا کھیل ختم ہونے والا ہے"۔ ڈینجر پرنس نے عمران کو گھورتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ دیوار کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اپنی گردن پر تھے۔ عمران کے بازو کے دباؤ کی وجہ سے اس کا حشر ہو گیا تھا۔ تکلیف میں ہونے کے باوجود وہ عمران کی طرف تضحیک بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے مشین گن کا رخ دوسرے آدمی کی طرف کیا اور ٹریگر دبانے ہی لگا تھا کہ اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا سا لگا۔

اس کا جسم اچانک مفلوج ہونے لگا تھا۔ اپنی تمام تر قوت ارادی

کے باوجود اب اس کے اعصاب جواب دے رہے تھے اور جسم شل ہو رہا تھا۔ عمران کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کسی ڈیپ فریزر میں بند کر دیا گیا ہو اس کا پورا جسم آہستہ آہستہ سرد ہوتا جا رہا تھا۔ ڈرگ کی ہیوی ڈوز کا اثر پوری طرح ظاہر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ عمران کے ذہن میں دھند پھیلنے لگی۔ اس کے اعصاب اس کے دماغ کے کنٹرول سے باہر ہو گئے اور اس کے قدم کسی شرابی کی مانند ڈگمگانے لگے۔

"مم۔ مم۔ میں۔ میں......" عمران کے منہ سے بمشکل نکلا اور پھر اچانک اس کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر نیچے گر گئی۔ جیسے ہی مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر نیچے گری اسی لمحے دوسرا آدمی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دوسری مشین گن اٹھائی اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

پیچھے ہٹتے ہی اس نے عمران پر فائرنگ کی۔ عمران کی قسمت اچھی تھی کہ جیسے ہی اس آدمی نے فائرنگ کی عمران الٹ کر نیچے گرتا چلا گیا اور اس آدمی کی چلائی ہوئی گولیاں عمران کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔

"رک جاؤ نانسنس۔ یہ تم کیا کر رہے ہو"...... اسے عمران پر فائرنگ کرتے دیکھ کر ڈینجر پرنس نے چیختے ہوئے کہا اور وہ آدمی جو ایک بار پھر عمران پر فائرنگ کرنے کے لئے ٹریگر دبانے ہی لگا تھا کہ اس نے فوراً ٹریگر سے انگلی ہٹا لی۔

"لل لل۔ لیکن پرنس......" اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ مجھے اسے زندہ رکھنا ہے"...... ڈینجر پرنس نے دھاڑتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے مشین گن کی نال نیچی کر لی۔ عمران کے ذہن پر غنودگی کا کالا لبادہ اپنا دامن پھیلا چکا تھا۔ پتلیاں بند ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ چہرے پر تنے ہوئے عضلات خود بخود ڈھیلے پڑتے جا رہے تھے۔ واضح دکھائی دے رہا تھا کہ عمران اب بے ہوش ہوا ہی چاہتا ہے۔ یہ عمران ہی کی قوت ارادی تھی کہ وہ اتنی دیر تک اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا اگر اس کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو کب کا اپنے حواس کھو چکا ہوتا۔ عمران نے آخری بار اپنی تمام تر قوت ارادی استعمال کرتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر اس نے یکلخت اندازے کے ساتھ مشین گن سیدھی کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ کمرہ تیز انسانی چیخوں سے گونج اٹھا لیکن عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ اس کی فائرنگ کا کون شکار ہوا ہے۔ عمران کی انگلی ٹریگر پر دبتی چلی گئیں اور پھر مشین گن کا سارا میگزین ختم ہونے سے پہلے عمران کے دماغ میں اندھیرا بھرتا چلا گیا۔ عمران نے شعوری اور پھر لاشعوری طور پر خود کو سنبھالنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ناکام رہا اور وہ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔

گڑگڑاہٹ کی تیز اور خوفناک آوازیں گونجیں۔ دونوں نے بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اطراف کا جائزہ لیا اور پھر بلیک زیرو اور ٹائیگر دونوں نے تیزی کے ساتھ بیرونی دروازے کی جانب چھلانگیں لگائیں۔ انہوں نے جونہی عقاب کی مانند اڑتے ہوئے کھلے دروازے کو عبور کیا۔ ایک فلک شگاف دھماکہ ہوا۔ کمرے کی چھت ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر فرش پر آ گئی۔ کنکریٹ اور اینٹوں کا ملبہ فرش پر بے ہوش پڑے افراد پر گرا اور ان کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"جلدی کرو۔ نکلو یہاں سے ورنہ یہ ساری کوٹھی تباہ ہو جائے گی اور ہمارا یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا"...... بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر نے بھی اٹھنے میں دیر نہ لگائی وہ دونوں تیزی سے ایک طرف بھاگے۔ اسی وقت پھر ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی

طاقتور دیو نے یکلخت انہیں اٹھا کر پوری قوت سے ہوا میں اچھال دیا ہو۔ وہ دونوں برآمدے میں تھے۔ دھماکے کی شدت سے وہ باؤنڈری وال کے پاس جا گرے۔ گرتے ہی وہ دونوں تیزی سے اٹھے اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھے جس کا چھوٹا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ بلیک زیرو نے ٹائیگر کا ہاتھ پکڑا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند ہی لمحوں میں وہ کوٹھی سے باہر تھے۔ سڑک پر آتے ہی بلیک زیرو نے دوڑتے دوڑتے رک کر تباہ شدہ عمارت کو دیکھا اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کوٹھی کا اندرونی حصہ منہدم ہو چکا تھا۔ اگر وہ تیزی اور پھرتی دکھاتے ہوئے فوراً اس کوٹھی سے باہر نہ نکل آئے ہوتے تو اب تک کوٹھی کے ہزاروں ٹن ملبے میں ان کی لاشیں تک کچلی جا چکی ہوتیں۔

"انہوں نے یہ سارا کھیل ہمیں ہلاک کرنے کے لئے رچایا تھا"...... ٹائیگر نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تمہیں نہیں۔ انہوں نے یہ چال میرے لئے چلی تھی تاکہ یہ مجھے ہلاک کر سکیں"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"لیکن یہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ڈینجر پرنس نے اب ضرورت سے زیادہ پر پھیلانے شروع کر دیئے ہیں۔ اب اس کے پر کاٹنے ہی پڑیں گے"...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا تمہیں اس کے بارے میں کوئی ثبوت ملا ہے کہ وہ کہاں

ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"فی الحال تو نہیں لیکن میں اپنا کام جاری رکھوں گا اور مجھے یقین ہے کہ میں ڈینجر پرنس تک پہنچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ڈھونڈ لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کوشش جاری رکھو۔ میں بھی دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں مزید کیا ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے لئے کوئی حکم ہو تو بتائیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ تم عمران سے رابطے میں رہو ہو سکتا ہے کہ اسے تمہاری ضرورت ہو۔ مجھے اگر کوئی کام ہوا تو میں خود ہی تم سے رابطہ کر لوں گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے بلیک زیرو کو سلام کیا اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔ بلیک زیرو وہاں سے پیدل ٹائیگر کی مخالف سمت چل دیا۔ سامنے دکھائی دینے والی سڑک پر آگے بڑھنے کی بجائے بلیک زیرو نشیب میں اترتا چلا گیا جہاں اس نے گھنی جھاڑیوں کی اوٹ میں ایکسٹو کے استعمال میں رہنے والی مخصوص کار پارک کی تھی۔ بلیک زیرو اس میں بیٹھا۔ کار نے یوٹرن لیا اور پھر وہ تیزی سے نشیب سے سڑک پر آئی اور دوسرے ہی لمحے وہ ہوا سے باتیں کر رہی تھی پھر ابھی وہ کچھ ہی دور گئی تھی کہ بلیک زیرو چونک پڑا۔ ٹھنڈی سی چیز اس کی گردن سے آ لگی تھی۔

"گاڑی روک دو مسٹر ایکسٹو"...... ایک غراتی ہوئی آواز میں

بلیک زیرو کو حکم دیا گیا۔

"ہونہہ"...... بلیک زیرو نے عقبی آئینے پر نظر ڈال کر ہنکارہ بھرا۔ کار کی پچھلی سیٹ پر ایک غیر ملکی بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے مشین پسٹل کی نال اس کی گردن سے لگی ہوئی تھی۔ بلیک زیرو نے کار کی رفتار آہستہ کر دی لیکن روکی نہیں۔ یقیناً وہ آدمی بلیک زیرو کی عدم موجودگی میں کار کی سیٹوں کے درمیان چھپ کر لیٹ گیا تھا۔

"شاید بم کے دھماکے نے تمہارے کان کے پردے اڑا دیئے ہیں یا پھر موت کو سامنے دیکھ کر اوسان خطا ہو گئے ہیں۔ تم نے سنا نہیں کہ میں نے کہا ہے کہ گاڑی روک دو"...... اس آدمی نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم"...... بلیک زیرو نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام موت ہے۔ میں نے تمہارے سر سے جو مشین پسٹل لگایا ہوا ہے اس کا ٹریگر میرے اشارے کا منتظر ہے"...... اس آدمی نے ایک دھیما سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"اچھی اداکاری کر لیتے ہو"...... بلیک زیرو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اداکاری نہیں کر رہا نانسنس۔ میں ڈینجر پرنس کا خاص آدمی ہوں۔ مجھے ڈی تھرتین کہا جاتا ہے"...... اس آدمی نے اپنے اسی لہجے کو برقرار رکھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کہاں ہے ڈینجر پرنس"...... بلیک زیرو نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"وہ جہاں بھی ہے محفوظ ہے۔ تم اس تک نہیں پہنچ سکتے"۔ ڈی تھرتین نے کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے۔ میں بہت جلد اس کی شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا"...... بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔

"اس سے پہلے میں تمہارا خاتمہ کر دوں گا"...... ڈی تھرتین نے جواباً غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تو تمہیں میرے ساتھ چلنا ہے۔ اس کے بعد ڈینجر پرنس کی مرضی کہ وہ تمہارے بارے میں کیا فیصلہ کرتا ہے۔ اگر تم نے تعاون کیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ پرنس تک پہنچنے سے پہلے تمہاری روح آسمانوں کی طرف پرواز کر جائے"...... ڈی تھرتین نے مشین پسٹل کی نال کا دباؤ بلیک زیرو کی کنپٹی پر بڑھاتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے سبق نہیں سیکھا۔ ڈینجر پرنس کی رہائش گاہ کا ابھی جو حشر ہوا ہے اس کے انجام سے تم لاعلم ہو یا پھر موت کو سامنے دیکھ کر تمہاری یادداشت ختم ہو گئی ہے"...... بلیک زیرو نے پھنکار کر کہا۔

"وہ ڈینجر پرنس کی رہائش گاہ نہیں تھی۔ ایسل کلب کے مالک ایسل کی رہائش گاہ تھی اور اس رہائش گاہ کو محض تمہارے شکار کے لئے شکار گاہ کے طور پر استعمال کیا گیا تھا لیکن افسوس کہ تم وہاں سے بچ نکلے۔ خیر کوئی بات نہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر بار قسمت تمہارے ہی ساتھ ہو۔ اب تم لاکھ کوشش بھی کر لو تب بھی میرے ہاتھوں زندہ نہیں بچ سکو گے"...... ڈی تھرٹین نے کہا۔

"تم غلطی کر رہے ہو"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں غرا کر کہا۔

"کیسی غلطی"...... ڈی تھرٹین نے چونک کر کہا۔

"اس کار میں آ کر تم نے میرے نہیں بلکہ اپنی موت کے پروانے پر دستخط کئے ہیں اور اب تمہارے ساتھ وہ ہونے والا ہے جس کا تمہیں علم ہی نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خبردار۔ اگر کوئی حرکت کی تو کھوپڑی اڑا دوں گا"...... ایکسٹو کی بات سن کر ڈی تھرٹین نے چیختے ہوئے کہا لیکن بلیک زیرو نے اس کی بات ختم ہوتے ہی یکلخت کار کا اسٹیرنگ گھما دیا۔ کار نے تیزی سے موڑ کاٹا اور پھر کار تیزی سے نشیب میں اتری اور پھر سامنے دکھائی دینے والے درخت سے ٹکرا گئی۔ ایک دھماکہ ہوا اور وہ آدمی پچھلی سیٹ سے اچھل کر اگلی سیٹ پر سے ہوتا ہوا ونڈ سکرین سے جا ٹکرایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے آپ کو سنبھالتا بلیک

زیرو، جس نے جان بوجھ کر کار درخت سے ٹکرائی تھی۔ کار درخت سے ٹکرانے سے چند سیکنڈ پہلے سٹیرنگ سے ہٹ کر اگلی سیٹ پر لیٹ گیا تھا، اس نے ایک زور دار مکا ڈی تھرٹین کے منہ پر مارا اور دوسرے ہاتھ سے یکلخت اس کا مشین پسٹل چھین لیا۔ جو غیر ارادی طور پر اب بھی ڈی تھرٹین کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا پھر بلیک زیرو نے پلک جھپکنے میں دروازہ کھولا اور اسے ایک زور دار دھکا دیا تو وہ کھلے دروازے سے ہوتا ہوا کار سے باہر زمین پر جا گرا۔ یہ سب اتنے کم وقت میں ہوا تھا کہ ڈی تھرٹین کو سنبھل کر اٹھ بیٹھنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ دوسرے لمحے بلیک زیرو نے جمپ لگایا اور پھر وہ بھی کار سے باہر نکل آیا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"...... بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ڈی تھرٹین اسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

"سامنے دکھائی دینے والے بڑے سے ٹیلے کے پیچھے چلو"۔ بلیک زیرو نے غرا کر کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فائر ڈی تھرٹین کے پاؤں کے درمیان کر دیا۔ گرد کا غبار اٹھا اور وہ چیخ کر اس سمت تیزی سے دوڑنے لگا جس طرف کا اشارہ بلیک زیرو نے کیا تھا۔ بلیک زیرو بھی اس کے عقب میں لپکا۔ ٹیلے کو عبور کرتے ہی بلیک زیرو نے اسے رکنے کا حکم دیا تو وہ رک گیا اور متوحش نظروں سے ایکسٹو کی طرف دیکھنے لگا۔

"تو تم نے چہرے پر ماسک میک اپ لگا رکھا ہے"...... بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ڈی تھرمین، ایکسٹو کی یہ بات سن کر چونکا۔ اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا۔

"تمہیں شاید معلوم نہ ہو اس لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میں رحم کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ اس لئے میں تم سے جو پوچھوں مجھے سچ سچ بتا دینا ورنہ......" بلیک زیرو نے غراتے ہوئے کہا۔

"ورنہ کیا"...... ڈی تھرمین نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ورنہ مجھے تمہارے جسم کو چھلنی کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہو گی"...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔ ایکسٹو کے لہجے میں اس قدر سرد مہری تھی کہ ڈی تھرمین نارمل ہونے کے باوجود اس کا لہجہ سن کر ایک بار پھر کانپ کر رہ گیا۔

"بولو۔ مجھے جواب دو گے یا نہیں"...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... ڈی تھرمین نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ تم میری کار میں کس مقصد کے لئے آئے تھے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔ جواب میں ڈی تھرمین خاموش رہا تو بلیک زیرو اس کی خاموشی دیکھ کر سمجھ گیا کہ سیدھی

انگلیوں سے گھی نہیں نکلنے والا اس نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا رخ ڈی تھرمین کی ایک ٹانگ کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ فضاء ڈی تھرمین کی زوردار چیخوں سے گونج اٹھی۔ وہ چیختا ہوا زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ مشین پسٹل کی گولیاں سیدھی ڈی تھرمین کی دائیں ران میں لگی تھی اور اس کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ جہاں سے تیزی سے خون ابلنے لگا۔

"چیخنے چلانے سے کچھ نہیں ہو گا۔ اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو میں اسی طرح تمہارے چیتھڑے اڑاتا رہوں گا۔ بولو"...... بلیک زیرو نے سرد مہری سے کہا۔

"ڈینجر پرنس کے حکم سے"...... ڈی تھرمین نے درد کی شدت سے ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اسے یہ کیسے علم ہوا کہ میں اس کار میں آیا ہوں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جب تم یہاں پر آئے تم نے کار روکی اور پھر تم اندر داخل ہو رہے تھے تو یہ سب ہم یہاں چھپ کر دیکھ رہے تھے۔ ہم نے ہی پرنس کو تمہاری کار کے بارے میں بتایا تھا اسی وقت پرنس نے حکم دیا تھا کہ میں کار میں چھپ جاؤں تاکہ اگر ایکسٹو کسی طرح وہاں سے بچ کر نکل آئے تو یہاں موت اس کے لئے تیار کھڑی ہو"...... ڈی تھرمین نے جواب دیا۔

"گڈ۔ اب آئے ہو سیدھے راستے پر۔ اگر یہ بات تم پہلے بتا

"دیتے تو تمہاری یہ حالت نہ ہوتی"...... بلیک زیرو نے کہا۔ ویسے اس نے اپنی غلطی کو بھی محسوس کر لیا تھا کہ جلدی میں وہ کار کو آٹو لاک لگانا بھول گیا تھا اگر وہ کار کا آٹو میٹک حفاظتی سسٹم آن کر دیتا تو یہ لوگ اس کی کار کھولنا تو درکنار اسے چھو بھی نہ سکتے تھے۔

"تمہارا اصل نام کیا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کالٹر۔ میرا نام کالٹر ہے"...... اس نے جواب دیا۔

"کب سے ڈینجر پرنس کے ساتھ ہو"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"تقریباً ایک ماہ سے"...... ڈی تھرٹین نے درد کی شدت کو برداشت کرتے ہوئے کہا۔

"ڈینجر پرنس کہاں ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"معلوم نہیں"...... ڈی تھرٹین نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اڑنے کی کوشش کرو گے تو بے موت مارے جاؤ گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم میرے ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دیتے جاؤ"...... بلیک زیرو نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"یقین کرو میں سچ کہہ رہا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جھوٹ مجھے موت کی دلدل میں لے جائے گا"...... ڈی تھرٹین نے کہا۔

"ہونہہ۔ کس کے توسط سے تنظیم میں آئے ہو"...... بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے غرا کر پوچھا۔

"آہانا کے ذریعے"...... ڈی تھرٹین نے کہا۔ اس کے لہجے میں

سچائی کی جھلک تھی جسے بلیک زیرو محسوس کر لیا تھا۔

"آہانا۔ کون آہانا"...... بلیک زیرو نے بھی سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ آہانا کے بارے میں اسے تنویر کی رپورٹ پہلے ہی مل چکی تھی جس نے آہانا کو ایک ریسٹورنٹ کے کیبن میں باتیں کرتے سنا تھا اور پھر ایکسٹو نے آہانا کے روپ میں جولیا کو آگے لانے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ اس کے ذریعے ڈینجر پرنس تک پہنچا جا سکے کیونکہ تنویر نے اسے جو رپورٹ دی تھی اس کے کہنے مطابق آہانا ڈینجر پرنس کو بہت قریب سے جانتی تھی۔

"ایسل بار کے منیجر کے توسط سے۔ وہ ایسل بار میں ٹھہری ہوئی ہے"...... ڈی تھرٹین نے کہا۔

"اب تمہیں ہینڈل کون کرتا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"پہلے آہانا ہی کے ذریعے احکامات ملتے تھے۔ اب پرنس خود ہی ہدایات دیتے ہیں"...... ڈی تھرٹین نے کہا۔

"وہ کیوں"...... بلیک زیرو نے پھنکار کر پوچھا۔

"اس لئے کہ پرنس کے کہنے کے مطابق پاکیشیا میں ان کا مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اب وہ یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں اس لئے آہانا سے رابطہ ختم ہو گیا ہے کیونکہ وہ بھی آج کل میں روانہ ہو رہی ہے"...... ڈی تھرٹین نے جواب دیا۔

"رابطے کا طریقہ......" ابھی بلیک زیرو نے فقرہ مکمل نہیں کیا تھا کہ اچانک ہی وہ چونک پڑا۔ ڈی تھرٹین نے دوسری پنڈلی سے

باندھا ہوا خنجر نکالا اور بجلی کی سی تیزی سے بلیک زیرو کی طرف اچھال دیا۔ بلیک زیرو نے خود کو تیزی سے زمین پر گرا دیا اور خنجر بلیک زیرو کے سر کے بالوں کو چھوتا ہوا گزر گیا۔ زمین پر گرتے ہی بلیک زیرو کا مشین پسٹل گرجنے لگانے لگا۔ اس سے شعلے برآمد ہوئے اور ڈی تھرٹین کا جسم چھلنی ہوتا چلا گیا۔ ڈی تھرٹین ایک بھیانک چیخ کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ گولیوں نے اس کے سینے اور چہرے کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ گولیاں چلانے کے بعد بلیک زیرو مشین پسٹل اس کی لاش کی طرف اچھال کر واپس پلٹ کر سیدھا کار کے پاس آیا۔ کار کے پاس پہنچ کر اس نے کار کا جائزہ لیا۔ کار اس کی توقع کے عین مطابق محفوظ تھی۔ باڈی کے اگلے حصے پر لگا ہوا آہنی جنگلہ کار کو بچا گیا تھا۔ بلیک زیرو نے کار اسٹارٹ کی اور اسے بیک کرنے لگا۔ کار بیک کر کے وہ سڑک پر آیا اور پھر وہ رکے بغیر کار دانش منزل کی طرف دوڑاتا لے گیا۔

کھلے سمندر میں ایک بڑا اور طاقتور اسلحہ سے لیس بحری جہاز انتہائی تیز رفتاری سے کافرستان کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس جہاز میں مہلک اسلحہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہائیڈروجن ری ایکٹر بھی موجود تھا جو اکریمیا سے کافرستان منتقل کیا جا رہا تھا۔ اس ہائیڈروجن ری ایکٹر کے سلسلے میں اکریمیا اور کافرستان کے مابین ایک معاہدہ ہوا تھا اور کافرستان نے کروڑوں ڈالرز کے عیوض یہ ری ایکٹر اکریمیا سے حاصل کیا تھا اور اب اس ری ایکٹر کی کافرستان کو ڈیلیوری کی جانی تھی جسے فول پروف سیکورٹی انتظامات کے ساتھ بحری جہاز میں روانہ کیا گیا تھا اور بحری جہاز جس کا نام گریٹ گابلر تھا انتہائی تیز رفتاری سے کافرستان کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔

اسلحہ اور ری ایکٹر کی حفاظت کے لئے۔ گریٹ گابلر میں سیکورٹی فورس کے علاوہ سائنسی حفاظتی سسٹم اور جدید اسلحہ بھی نصب تھا تاکہ

اگر اس جہاز کو راستے میں روکنے یا تباہ کرنے کی کوشش کی جاتی تو اسے ہر حال میں بچایا جا سکے۔ گریٹ گابلر کو بحفاظت کافرستان پہنچانے کی ذمہ داری ایکریمین ایجنسی ہارڈ راک کی تھی جس کا سربراہ کرنل گارشل تھا۔ کرنل گارشل نے گریٹ گابلر میں ہر طرف مسلح افراد کی فورس پھیلائی ہوئی تھی جو گریٹ گابلر کے ایک ایک انچ کی حفاظت کر رہی تھی۔

جہاز کے عرشے کے سامنے بنے ہوئے ایک وسیع ہال میں ایک بڑی میز کے گرد بیس افراد بیٹھے سامنے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ایک آدمی کو خاموشی سے دیکھ رہے تھے جو کسی فائل پر دستخط کرنے میں مصروف تھا۔ یہ آدمی کرنل گارشل تھا اور اس کے ساتھ کافرستانی ایجنسی راکار کا سربراہ کرنل اوبرائے بیٹھا ہوا تھا جو ابھی تھوڑی دیر قبل تیز رفتار ہیلی کاپٹر سے گریٹ گابلر پر پہنچا تھا۔ گریٹ گابلر پر کرنل اوبرائے کا نہایت پرتپاک استقبال کیا گیا تھا۔ معاہدے کے رو سے گریٹ گابلر کے کافرستانی سرحد میں داخل ہوتے ہی اس کی سیکورٹی کی ذمہ داری کرنل اوبرائے کو سونپی جانی تھی جو اپنی حفاظت میں گریٹ گابلر کو کافرستان لے جاتا اور ری ایکٹر مخصوص مقام پر پہنچا دیتا۔ اب چونکہ کافرستانی سرحد قریب تھی اس لئے کرنل گارشل اور کرنل اوبرائے گریٹ گابلر کی سیکورٹی کی منتقلی کے کاغذات پر دستخط کر رہے تھے۔ گریٹ گابلر کو کرنل اوبرائے کی حفاظت میں دے کر کرنل گارشل کا کام ختم ہو جاتا۔ دستخط کرنے کے بعد کرنل

گارشل نے سر اٹھایا اور فائل کرنل اوبرائے کی طرف بڑھا دی۔

"میں نے دستخط کر دیئے ہیں کرنل اوبرائے۔ اب آپ بھی دستخط کر دیں تاکہ ہمارا معاہدہ حتمی شکل میں پورا ہو سکے"...... کرنل گارشل نے کرنل اوبرائے سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل اوبرائے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فائل اٹھائی اور اس کا غور سے مطالعہ کرنے لگا۔ فائل کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نے فائل میز پر رکھی اور جیب سے قلم نکال کر مختلف صفحات پر دستخط کرنے لگا۔

"اب سے تھوڑی ہی دیر میں گریٹ گابلر کی ساری سیکورٹی آپ کے حوالے کر دی جائے گی اور پھر ہمارا کام ختم"...... کرنل گارشل نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ جس خوش اسلوبی اور حفاظت سے گریٹ گابلر کو یہاں تک لائے ہیں اسی حفاظت سے ہم اسے کافرستان لے جائیں گے اور پھر ری ایکٹر کو اپنی حفاظت میں ہمیں کافرستانی لیبارٹری میں منتقل کرانا ہے"...... کرنل اوبرائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل۔ یہ ری ایکٹر اب آپ کے ملک کی ملکیت ہے۔ جس طرح آپ کا ملک ایٹمی پاور بن چکا ہے۔ اسی ری ایکٹر کی وجہ سے جلد ہی کافرستان ہائیڈروجن پاور بن کر ابھرے گا اور اس پاور کے سامنے بہت سے ممالک آپ کے سامنے سرنگوں ہو جائیں گے"...... کرنل گارشل نے کہا۔

"بے شک۔ ہمارے مقابلے میں جس طرح پاکیشیا نے ایٹمی طاقت حاصل کر لی ہے اور اس کی ایٹمی طاقت کے سامنے ہماری طاقت کا توازن کمزور ہوا ہے یہ بات ہمیں کھل رہی تھی لیکن اب جب ہم ہائیڈروجن پاور حاصل کر لیں گے تو جواب میں پاکیشیا کچھ بھی نہ کر سکے گا اور روسیاہ، پاکیشیا اور دوسرے ممالک کو کافرستان کو ایشیا کی سب سے بڑی طاقت تسلیم کرنا ہی پڑے گا"...... کرنل اوبرائے نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہوگا"...... کرنل گارشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"امید ہے آپ نے ہمارا دوسرا کام بھی کر دیا ہوگا"۔ کرنل اوبرائے نے کرنل گارشل کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ہم نے بلیک مامبا کے ذریعے آپ کے ایک نہیں دونوں کام کرا دیئے ہیں۔ بلیک مامبا نے پاکیشیا سے ہائٹ واٹر کا فارمولا بھی حاصل کر لیا ہے اور آپ کا ازلی دشمن بھی بلیک مامبا کی مدد سے ہمارے قابو میں آ چکا ہے۔ فارمولا اور آپ کا دشمن علی عمران اس وقت اسی شپ میں موجود ہیں۔ سرحد پر پہنچتے ہی میں فارمولا آپ کے حوالے کر دوں گا"...... کرنل گارشل نے کہا تو کرنل اوبرائے کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اور عمران"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"آئیں۔ میں آپ کو اس سے ابھی ملوا دیتا ہوں"...... کرنل گارشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن۔ کافرستان کو اکریمیا کی دوستی پر فخر ہے اور کافرستان، اکریمیا کی اس فراخدلی پر ہمیشہ ممنون رہے گا جو ہائیڈروجن ری ایکٹر کی صورت میں اکریمیا نے کافرستان کو فراہم کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی ہی بدولت ہمیں ہمارا ازلی دشمن عمران بھی مل رہا ہے اور پاکیشیا کا ایک نیا اور انوکھا فارمولا بھی۔ یہ آپ کی ہی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آپ نے ہمارے لئے بین الاقوامی مجرم تنظیم بلیک مامبا سے بات کی اور ان کے ذریعے پاکیشیا سے یہ فارمولا حاصل کیا"...... کرنل اوبرائے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا یہ ساری باتیں ان سب کے سامنے کہنا ضروری ہیں"۔ کرنل گارشل نے کرنل اوبرائے کی طرف دیکھ کر قدرے خشک لہجے میں کہا تو کرنل اوبرائے بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ یہاں میرے اور آپ کے سوائے تمام افراد گونگے اور بہرے ہیں۔ جو بات یہاں ہوگی اس کے بارے میں ان میں سے کوئی بھی زبان نہیں کھولے گا"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"پھر بھی آپ کو ان سب کے سامنے یہ ساری باتیں نہیں کرنی چاہئیں"...... کرنل گارشل نے ناگوار لہجے میں کہا۔

"میں نے کہا ہے نا آپ کو فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب گونگے اور بہرے ہیں"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"آپ کہتے ہیں تو میں مان لیتا ہوں بہرحال اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے مجھے خصوصی طور پر مجرم تنظیم بلیک مامبا سے بات کرنی پڑی تھی اور یہ بات آپ کے اور میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ میرے بلیک مامبا سے گہرے روابط ہیں اور میں ان کے ذریعے ایسے کام کروا لیتا ہوں۔ اس بات کی اگر ایکریمین ایجنسیوں کو بھنک بھی پڑ جائے تو میرا ایک منٹ میں کورٹ مارشل کر دیا جائے"...... کرنل گارشل نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں کرنل گارشل۔ جو خفیہ ڈیل آپ کے اور میرے درمیان ہوئی تھی اس کے بارے میں کسی کو کبھی پتہ نہیں چلے گا۔ اب آپ ہاٹ واٹر فارمولا میرے سپرد کر دیں تاکہ میں اسے ایک نظر دیکھ لوں کہ فارمولے میں کوئی کمی تو نہیں ہے"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں نقلی فارمولا لایا ہوں"...... کرنل گارشل نے اس بار غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ میرا کہنے کا یہ مقصد نہ تھا"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"تو پھر کیا کہنا چاہتے ہیں آپ"...... کرنل گارشل نے اسی انداز میں کہا۔

"آپ نے ہمارے کہنے پر بلیک مامبا کو سرداور کو ہلاک کرنے کا ٹاسک بھی دیا تھا لیکن وہ اپنے اس مقصد میں ناکام ہو گئے

تھے۔ سرداور اور عمران کو اس بات کا بھی علم ہو گیا تھا کہ بلیک مامبا کا سپیشل گروپ جس کا سربراہ ڈینجر پرنس ہے سرداور کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا فارمولا بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سرداور یا عمران نے فارمولا ہی بدل دیا ہو یا اس کی ایسی کاپی بنا کر رکھ دی ہو جو ہمارے کام کی نہ ہو"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"کیا آپ کو فارمولوں کو پڑھنے کی سمجھ ہے"...... کرنل گارشل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے فارمولے پڑھنے کی خصوصی ٹریننگ لی ہوئی ہے"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"اوکے۔ میں دکھا دیتا ہوں آپ کو فارمولا لیکن......" کرنل گارشل کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"میں سمجھ گیا۔ آپ فکر نہ کریں۔ اگر آپ نے ہمارا کام کیا ہے تو ہم بھی دوستوں کے دوست ہیں اور دوستوں کے کام آنے والے انسان ہیں"...... کرنل اوبرائے نے ہنستے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک سیلڈ لفافہ نکال کر کرنل گارشل کے ہاتھ میں دے دیا۔

"یہ کیا ہے"...... کرنل گارشل نے چونک کر کہا۔

"اس میں گارنٹڈ چیک ہے جسے آپ دنیا کے کسی بھی انٹرنیشنل بنک سے کیش کرا سکتے ہیں۔ ہم نے اپنے وعدے کے مطابق آپ

کو دس کروڑ ڈالرز کا چیک دیا ہے"...... کرنل اوبرائے نے کہا تو کرنل گارشل کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔

"کیا میں ایک نظر اسے دیکھ سکتا ہوں"...... کرنل گارشل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس کرنل۔ اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ آپ اپنی پوری تسلی کر لیں چاہیں تو کسی بھی انٹرنیشنل بنک کو کال کر کے اس چیک کی تصدیق کر لیں۔ مجھے بھلا اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... کرنل اوبرائے نے کہا تو کرنل گارشل نے فوراً لفافہ چاک کیا اور پھر اس نے لفافے سے ایک گارنٹڈ چیک نکال لیا جس پر واقعی دس کروڑ ڈالرز کی خطیر رقم درج تھی۔ کرنل گارشل نے فوراً جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور پھر وہ نمبر پریس کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں اس کا رابطہ ہو گیا۔ دوسری طرف ملٹری انٹر بنک کی میٹروپولیٹن برانچ کا منیجر تھا جسے کرنل گارشل ذاتی طور پر جانتا تھا۔ اس نے منیجر کو چیک کے اندراجات بتائے اور اس سے تصدیق مانگی کہ آیا یہ چیک اصل ہے اور کیا اس چیک کے ذریعے اس کے اکاؤنٹ میں اس قدر خطیر رقم ٹرانسفر ہو سکتی ہے یا نہیں تو دوسری طرف سے بنک منیجر اسے تفصیل بتانے لگا جسے سن کر کرنل گارشل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب تو آپ مطمئن ہیں"...... کرنل اوبرائے نے جو غور سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا، مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں مطمئن ہوں"...... کرنل گارشل نے کہا اور پھر اس نے بھی اپنے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لفافہ نکال کر کرنل اوبرائے کے حوالے کر دیا۔ کرنل اوبرائے نے بے تابی سے لفافہ کھولا اور اس میں موجود پرنٹڈ پیپر نکال لئے۔ وہ غور سے ان پیپرز کو دیکھ رہا تھا۔ پیپرز دیکھتے ہوئے اس کے چہرے پر اطمینان کی لہریں پھیلتی جا رہی تھیں۔

"ویل ڈن۔ ریئلی ویل ڈن کرنل گارشل۔ یہ اصل فارمولا ہے"...... کرنل اوبرائے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب آئیں۔ میں آپ کا دشمن بھی آپ کے سپرد کر دوں تاکہ ہماری ڈیل مکمل ہو جائے جس کے لئے میں نے آپ سے اتنا بھاری معاوضہ لیا ہے"...... کرنل گارشل نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل اوبرائے بھی مسکرا دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی باقی سب افراد بھی ان کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ سب میری واپسی تک یہیں رکیں گے"...... کرنل اوبرائے نے ان کی طرف دیکھ کر تحکمانہ لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کرنل اوبرائے اور کرنل گارشل تیز تیز چلتے ہوئے کیبن کے دروازے کی طرف بڑھے۔ جیسے ہی وہ دروازے کے نزدیک پہنچے اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں باہر نکل آئے۔ ان کے باہر نکلتے

ہی اچانک مختلف جانب سے تین افراد نکل کر وہاں اکٹھے ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ یہ کرنل گارشل کے آدمی تھے۔ کرنل گارشل نے انہیں ہدایات دیں تو انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے اور تیزی سے ایک طرف بھاگتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں کرنل گارشل کے آدمیوں نے عرشے کو سنبھال لیا۔

کرنل گارشل اور کرنل اوبرائے تیز تیز چلتے ہوئے جہاز کے کنارے کی طرف بڑھے جہاں ایک بڑی سی کرین نما مشین موجود تھی۔ کرنل گارشل کے حکم پر ایک آدمی آگے بڑھ کر کرین پر سوار ہو گیا۔ اس نے آپریٹنگ سیٹ سنبھالی۔ کرنل گارشل اور کرنل اوبرائے سمیت وہاں موجود سب افراد نے اپنی گردنیں اوپر کو اٹھائیں۔ اس ہیوی کرین کے بلند و بالا اور مضبوط ریلنگ کے سہارے لکڑی کا ایک بڑا سا تابوت جہاز کے فرش سے تقریباً پچاس فٹ اونچا فضا میں لٹکا ہوا تھا۔

آپریٹنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے بٹن دبایا۔ بٹن کے دبتے ہی کرین کی مشین سے انچ راڈ پینتالیس ڈگری زاویے سے پندرہ ڈگری زاویے کی طرف بڑھا۔ تابوت سست رفتاری سے عرشے کی جانب آنے لگا پھر تقریباً دو منٹ کے بعد عرشے پر آ کر ٹک گیا۔

"کھولو اسے"...... کرنل گارشل نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر تحکم بھرے لہجے میں کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور

تیزی سے ایک طرف چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک نوکیلا آہنی راڈ تھا۔ اس نے بڑی مہارت سے تابوت کو کھولنا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں تابوت کھل گیا۔ اندر عمران چت لیٹا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔ تابوت کی ایک سائیڈ میں آکسیجن سلنڈر رکھا ہوا تھا جس کا ماسک عمران کے منہ اور ناک پر چڑھا ہوا تھا تاکہ وہ بند تابوت کے اندر سانس لے سکے۔

"اس کے چہرے سے ماسک اتارو"...... کرنل گارشل نے اپنے ساتھی سے کہا تو جس آدمی نے تابوت کھولا تھا اس نے جھک کر عمران کے منہ پر لگا ہوا ماسک اتار دیا۔ عمران کا چہرہ دیکھ کر کرنل اوبرائے کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کرنل اوبرائے یہ رہا علی عمران۔ ایک کینچوے سے بھی بدتر حالت میں۔ پوری دنیا میں اس کی شہرت کے ڈنکے بج رہے تھے اور یہ شہ زور مشہور تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ لومڑی سے زیادہ چالاک اور گینڈے سے زیادہ طاقتور اور شیر سے زیادہ نڈر انسان ہے جس پر دنیا کی کوئی طاقت قابو نہیں پا سکتی لیکن دیکھ لو ڈینجر پرنس نے اس بہادر اور نڈر انسان کو کس حال میں پہنچا دیا ہے۔ اب یہ نہ اپنی مرضی سے اس تابوت سے اٹھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حرکت کر سکتا ہے۔ اسے ایسے انجکشن لگائے گئے ہیں کہ

جب تک ان کے اینٹی انجکشن نہ لگا دیئے جائیں اسے کسی بھی صورت میں ہوش نہیں آ سکتا''...... کرنل گارشل نے نخوت اور تکبر میں ڈوبے ہوئے لہجے میں اور زور دار قہقہہ لگا کر کہا۔

''بلیک ماما کی تنظیم واقعی انتہائی دلیر اور خطرناک انسانوں پر مشتمل ہے جنہوں نے اس جیسے شیطان کو قابو کر لیا ہے ورنہ یہ شیطان جب بھی کافرستان آتا تھا ہماری لاکھ کوششوں کے باوجود کسی کے قابو نہیں آتا تھا۔ آج اسے اپنے قدموں میں مردوں سے بدتر حالت میں دیکھ کر مجھے واقعی بے حد خوشی ہو رہی ہے۔ یہ سب تمہاری اور بلیک ماما کی وجہ سے ممکن ہوا ہے ورنہ اس خطرناک انسان کو اس حالت میں دیکھنا کبھی کسی کو نصیب نہیں ہوا''...... کرنل اوبرائے نے اسی طرح انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں یہ سب بلیک ماما اور ڈینجر پرنس کی بدولت ممکن ہوا ہے۔ اگر میں نے اسے زندہ آپ کے حوالے کرنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں اس کے اسی حالت میں ٹکڑے اڑا دیتا اور اس کی لاش کے ٹکڑے سمندر برد کر دیتا''...... کرنل گارشل نے کہا۔

''اس کا ایسا ہی انجام ہو گا کرنل گارشل۔ آپ فکر نہ کریں۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے کافرستان کو متعدد بار نقصان پہنچایا ہے اور اس بار اس کی باری ہے۔ اب یہ ہمارے ہاتھوں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکے گا''...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

''ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اگر یہ زندہ بچ گیا تو پھر آپ یہ یقین کر لیں کہ نہ آپ زندہ بچیں گے اور نہ میں اور اس بار نہ ہی ایکریمیا اور نہ کافرستان اس سے محفوظ رہ سکیں گے۔ یہ ہر طرف آگ اور خون کا طوفان کھڑا کر دے گا جسے روکنا شاید ہم میں سے کسی کے بس میں نہ ہو''...... کرنل گارشل نے کہا۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ ہم اسے زیادہ دیر زندہ نہیں رہنے دیں گے۔ اسے ہم نے صرف یہ احساس دلانا ہے کہ اس کی موت ہمارے ہاتھوں ہو گی اور ہم اس کا مدفن بھی کافرستان میں ہی بنانا چاہتے ہیں تاکہ پاکیشیا کو اس بات کا پتہ چل جائے کہ کافرستان کی طرف طرف دیکھنے والی میلی آنکھوں کا کیا انجام ہوتا ہے''۔ کرنل اوبرائے نے کہا۔

''جو بھی ہے میں نے آپ سے جو کہنا تھا کہہ دیا ہے''۔ کرنل گارشل نے سنجیدگی سے کہا۔

''کاش عمران کے ساتھ ساتھ ہمیں ایکسٹو بھی مل جاتا تو یہ ہمارے لئے بہت پرمسرت بات ہوتی''...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ بلیک ماما ایجنسی اس سلسلے میں بھی کام کر رہی ہے۔ اگر ایکسٹو ان کے ہاتھ آ گیا تو معاہدے کے تحت وہ بھی آپ کے حوالے کر دیا جائے گا''...... کرنل گارشل نے کہا۔

''مجھے امید ہے کہ جلد ہی میں ایکسٹو کو بھی ایسی ہی بے بسی کی

حالت میں دیکھوں گا''...... کرنل اوبرائے نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یقیناً ایسا ہی ہوگا''...... کرنل گارشل نے جواب دیا۔

''کیا اسے اب یہاں سے اٹھا لیا جائے''...... کرنل اوبرائے نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس شپ میں ایک ہارڈ کیبن موجود ہے۔ کافرستان منتقلی تک اسے اسی کیبن میں رکھا جائے گا۔ اسے جو انجکشن لگائے گئے ہیں ان انجکشنوں کی وجہ سے اسے خود ہوش نہیں آئے گا لیکن اس کے باوجود اس خطرناک انسان کو جس قدر حفاظت میں رکھا جائے ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہوگا''...... کرنل گارشل نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... کرنل اوبرائے نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کو عمران کے متعلق ہدایات دینے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے عمران کو تابوت سمیت اٹھایا اور اسے لے کر ایک طرف چل پڑے۔

کرنل گارشل اور کرنل اوبرائے سامنے موجود عرشے سے نیچے جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھے۔ ان کے عقب میں تین مشین گن بردار تھے جو بدستور ان کی حفاظت پر مامور تھے۔ کرنل گارشل نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے آدمیوں کو وہیں رہنے کا کہا اور خود کرنل اوبرائے کے پیچھے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد وہ ایک راہداری سے ہوتے ہوئے ایک بڑے سے

کمرے میں پہنچے جس میں سامنے ایک بڑی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ کرنل گارشل نے آگے بڑھ کر سکرین کے نیچے لگے ہوئے بٹنوں کو پریس کیا اور بٹنوں کے اوپر لگی ہوئی ناب گھمائی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر روشنیوں کے جھماکے ہونے لگے جب سکرین صاف ہوئی تو وہاں بلیک مامبا کا چہرہ دکھائی دیا جس نے نقاب لگا رکھا تھا اور اس کے نقاب پر سیاہ رنگ کے ایک سانپ کی تصویر بنی ہوئی تھی جو بلیک مامبا سانپ کی تھی۔ کرنل گارشل نے بلیک مامبا کو دیکھ کر اسے مخصوص انداز میں سلام کیا جبکہ کرنل اوبرائے نے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ سجا لی۔

''کرنل گارشل مشن کا کیا رہا''...... بلیک مامبا نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''میں نے فارمولا کرنل اوبرائے کے حوالے کر دیا ہے بلیک مامبا اور کرنل اوبرائے نے فارمولا دیکھ کر اس بات کی بھی تصدیق کر دی ہے کہ فارمولا اوریجنل ہے''...... کرنل گارشل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''علی عمران اس وقت کہاں ہے۔ کیا پھر تو تم سے کوئی حماقت نہیں ہوئی''...... بلیک مامبا نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

''میں نے علی عمران کو بھی کرنل اوبرائے کے سپرد کر دیا ہے۔ عمران کو ڈبل ایس تھری کا انجکشن لگایا گیا ہے جس سے وہ بدستور بے ہوش ہے اور اسے اس وقت تک ہوش نہیں آ سکتا ہے جب

تک اسے اینٹی ڈبل ایس تھری انجکشن نہ لگا دیا جائے۔ جب تک ہم کافرستان کے ساحل تک نہیں پہنچ جاتے عمران کو بے ہوشی کی حالت میں ہم ہارڈ کیبن میں رکھیں گے تاکہ کسی بھی قسم کے رسک کا احتمال نہ رہے"...... کرنل گارشل نے جواب دیا۔ لہجہ اب بھی مؤدبانہ ہی تھا۔

"مکمل تفصیل بتاؤ اور عمران کو سکرین پر دکھاؤ"...... بلیک ماما نے تحکم سے بھرپور لہجے میں غرا کر کہا۔

"اوکے بلیک ماما"...... کرنل گارشل نے کہا اور سکرین کے نیچے لگا ہوا دوسرا بٹن دبا دیا۔ بٹن کے دبتے ہی سکرین پر بیک وقت دو مناظر نظر آنے لگے۔ ایک منظر میں عمران فولاد کے بنے ہوئے بڑے سے کیبن میں ایک تابوت میں پڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر سکون تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ گہری نیند سو رہا ہو۔ سکرین کے دوسرے حصے میں بلیک ماما کی شکل بدستور دکھائی دے رہی تھی۔

"راستے میں اسے کہیں ہوش تو نہیں آیا تھا"...... بلیک ماما نے اسی طرح انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نو بلیک ماما۔ تابوت میں مسلسل ریکارڈنگ کرنے والا کیمرہ نصب کیا گیا تھا جس سے میں ماسٹر کمپیوٹر پر عمران کو مسلسل چیک کرتا رہا ہوں۔ اس ریکارڈنگ میں مجھے کسی بھی جگہ ایسی کوئی تصویر نہیں ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہو کہ عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی

ہوش آیا ہو یا اس نے حرکت کی ہو"...... کرنل گارشل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تابوت کھول کر کیا تم نے اس کی جسمانی سکیننگ کی ہے"۔ بلیک ماما نے پوچھا تو کرنل گارشل کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے تاثرات دکھائی دیئے۔

"سکیننگ۔ نن۔ نن۔ نو بلیک ماما۔ یہ بے ہوش تھا اس لئے میں نے اس کی سکیننگ کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی"...... کرنل گارشل نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ وہ عمران ہے کوئی عام آدمی نہیں کہ جس کی سکیننگ نہ کی جائے تو کوئی بات نہیں۔ عمران کی قوت مدافعت اور جسمانی نظام انتہائی حد تک طاقتور ہے۔ اسے ڈبل ایس تھری تو کیا اگر پلس ایس تھری کا انجکشن بھی لگا دیا جائے تو اس کا جسمانی نظام اس طاقتور انجکشن کو بھی برداشت کر سکتا ہے۔ تم اسے بے ہوش سمجھ کر اطمینان کر رہے ہو اگر وہ بے ہوشی کی اداکاری کر رہا ہو تو تم کیا کرو گے۔ تم اس کی وجہ سے آتش فشاں کے دہانے پر ہو۔ جس شپ پر تم نے اسے رکھا ہوا ہے اسی شپ میں ہائیڈروجن ری ایکٹر موجود ہے۔ اگر اسے ہوش آ گیا تو اس کے سامنے فولادی دیواریں بھی رکاوٹ نہیں بن سکیں گی اور وہ تم سمیت اس سارے شپ کو لمحوں میں تباہ کر دے گا"...... بلیک ماما نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

"سوری بلیک ماما۔ میں ابھی اس کی سکیننگ کراتا ہوں"۔ کرنل گارشل نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے بلیک ماما کے سامنے اس طرح لرزتے دیکھ کر کرنل اوبرائے حیران ہو رہا تھا لیکن وہ خاموش کھڑا تھا۔

"فوری طور پر اس کی چیکنگ کرو اور اگر اس کے جسم میں تمہیں معمولی سی بھی حرکت نظر آئے تو اسے یکے بعد دیگرے ویل ایس تھری کے دو انجکشن مزید لگا دینا۔ سمجھے تم"...... بلیک ماما نے کرخت اور انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما"...... کرنل گارشل نے اسی انداز میں کہا۔

"اس معاملے میں کسی قسم کی غیر ذمہ داری کا ثبوت نہ دو۔ میں نہیں چاہتا کہ اس بار عمران کو کوئی بھی موقع ملے اور میں کرنل اوبرائے سے بھی یہی کہوں گا کہ کافرستان منتقل کراتے ہی اسے اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر دیا جائے تاکہ اس شخص کو کچھ کرنے کا کوئی موقع میسر نہ آ سکے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ آپ فکر نہ کریں۔ کافرستان منتقل ہوتے ہی ہم اسے بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر دیں گے"...... کرنل اوبرائے نے جواب دیا۔

"اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما"...... کرنل اوبرائے نے جواب دیا۔

"کرنل اوبرائے کیا تم ڈینجر پرنس کے اقدامات سے مطمئن

ہو"...... بلیک ماما نے اس بار کرنل اوبرائے سے مخاطب ہو کر پوچھا تو کرنل اوبرائے کے ساتھ ساتھ کرنل گارشل بھی چونک پڑا۔

"ڈینجر پرنس"...... کرنل اوبرائے کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ کرنل گارشل کے میک اپ میں یہ ڈینجر پرنس ہے۔ تمہارے لئے ہم جو کام کر رہے ہیں وہ کرنل گارشل کے بس کی بات نہیں تھی اس لئے میری ہدایات پر ڈینجر پرنس نے کرنل گارشل کا میک اپ کیا تھا اور اس شپ پر پہنچ گیا تھا"...... بلیک ماما نے جواب دیا تو کرنل گارشل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ کرنل اوبرائے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کرنل گارشل کو دیکھنا شروع ہو گیا تھا جیسے اچانک کرنل گارشل کے سر پر سینگ نظر آنا شروع ہو گئے ہوں۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے مجھے کئی مرحلوں پر کرنل گارشل کا انداز بدلا ہوا اور اجنبی سا محسوس ہو رہا تھا"...... کرنل اوبرائے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ بات میں نے تمہیں اس لئے بتائی ہے کرنل اوبرائے کہ عمران اور ٹائیگر کو کافرستان صحیح سلامت پہنچانے کا ٹاسک تم نے کرنل گارشل کے ذریعے ہمیں دیا تھا اس لئے یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنا کام انتہائی محتاط انداز میں اور حتمی طور پر پورا کریں۔ کرنل گارشل پر مجھے بھروسہ نہیں تھا۔ اس سے عمران کے معاملے میں کہیں بھی چوک ہو سکتی تھی اسی لئے میں نے خصوصی طور پر

ڈینجر پرنس کے ذریعے یہ سارا کام کرایا تھا اور اب تمہارے ساتھ بلیک مامبا کا ڈینجر پرنس موجود ہے جو اس بات کی گارنٹی ہے کہ ری ایکٹر اور عمران ہر حال میں کافرستان صحیح سلامت پہنچا دیئے جائیں گے''...... بلیک مامبا نے کہا۔

''میں بلیک مامبا کا شکر گزار ہوں''...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

''کرنل اوبرائے میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ تم عمران کو زندہ حالت میں کافرستان کیوں لے جانا چاہتے ہو۔ کیا تم مجھے اس بات کا جواب دے سکتے ہو''...... بلیک مامبا نے سپاٹ انداز میں کہا مگر اس کے لہجے میں تجسس واضح تھا۔

''ہم عمران کو سسکا سسکا کر ماریں گے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے متعدد بار ہمارے بے شمار ایجنٹوں کو ہلاک کیا ہے اور یہ جب بھی کافرستان آئے ہیں انہوں نے کافرستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ کافرستان کی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور دوسری بہت سی ایجنسیاں آج تک اس انسان کا بال بھی بانکا نہ کر سکی ہیں۔ چونکہ پاکیشائی سائنس دان سرداور کی ہلاکت اور اس کے فارمولے کے حصول کا ٹاسک ہمیں دیا گیا تھا اور اس بات کا بھی خدشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اگر ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو بھی جاتے ہیں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس خاص طور پر عمران جیسے انسان سے کوئی بعید نہیں کہ وہ سرداور کی ہلاکت کا بدلہ لینے اور خاص طور پر ہاٹ واٹر فارمولا حاصل کرنے کے لئے ایک بار پھر کافرستان پہنچ

جائے اور ہاٹ واٹر فارمولے کے حصول کے لئے وہ یہاں آگ و خون کا طوفان کھڑا کر دے اس لئے ہم نے فارمولے کے ساتھ ساتھ عمران کو بھی اپنے قبضے میں کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ اب چونکہ عمران ہمارے قبضے میں ہے اور ہم اسے کافرستان لے جا کر فوراً ہلاک کر دیں گے اس لئے ہمیں اس بات سے کوئی خطرہ نہ ہو گا کہ پاکیشیا سے کوئی بھی ہاٹ واٹر فارمولا حاصل کرنے کافرستان پہنچ سکتا ہے۔ یہ خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ضرور لاحق ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک ہم نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی کارکردگی کو سٹڈی کیا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ایک طرف اور علی عمران ایک طرف نظر آیا ہے اور ہماری معلومات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران عمران کے تحت کام کرتے ہیں۔ سارا کام عمران کا ہوتا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران محض اس کے دم چھلے بنے رہتے ہیں اس لئے ہماری سٹڈی کے مطابق اگر عمران کو راستے سے ہٹا دیا جائے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ رہی بات یہ کہ ہم نے اسے زندہ کیوں گرفتار کرایا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر بار یہ گرفتار بھی ہو جاتا ہے اور اسے گولیاں بھی مار دی جاتی ہیں لیکن بعد میں پتہ چلتا ہے کہ مرنے والا اس کی بجائے کوئی اور ہے یا پھر کسی اور طریقے سے یہ حیرت انگیز طور پر خود کو یقینی موت سے بچا لیتا ہے اس لئے جب تک ہم اسے اپنے ہاتھوں سے اور

اپنے سامنے موت کے گھاٹ نہ اتاریں گے ہم اس بات پر قطعی یقین نہیں کر سکتے کہ عمران ہلاک ہو چکا ہے"...... کرنل اوبرائے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم لوگ اس خطرے کے پیش نظر ایسا کر رہے ہو کہ یہ عمران کے میک اپ میں کوئی اور نہ ہو اور بعد میں عمران آ کر کافرستان میں فارمولے کے حصول کے لئے طوفان نہ کھڑا کر سکے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے علاوہ اس نے آج تک کافرستان کو جو نقصان پہنچایا ہے اور اس کے اور اس کی ٹیم کے ہاتھوں ہمارے جو ایجنٹ مارے گئے ہیں اور ایجنسیاں تباہ ہوئی ہیں ہم اس سے ان سب کا انتقام بھی لینا چاہتے ہیں۔ ہم اسے انتہائی اذیت ناک موت ماریں گے۔ ایسی دردناک موت جس کی دنیا میں مثال نہ ملے"...... کرنل اوبرائے نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسے اس طرح تڑپا تڑپا کر مارا جائے کہ اس کی روح بھی صدیوں تک بلبلاتی رہے۔ میں عمران کا ایسا انجام دیکھنا چاہتا ہوں کہ پوری انسانیت کانپ اٹھے اور موت خود چیخ اٹھے"...... بلیک مامبا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہو گا ہم اسے اتنی عبرتناک موت ماریں کہ آئندہ کسی کو بھی کافرستان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہو"...... کرنل اوبرائے نے فتح سے سرشار لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ جس طرح تم سب یہ چاہتے ہو کہ عمران تمہاری آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو تاکہ تم پوری طرح مطمئن ہو جاؤ اسی طرح میری بھی یہی خواہش ہے کہ میں اس انسان کو اپنے ہاتھوں قتل کروں یا کم از کم اسے اپنی نظروں کے سامنے مرتا ہوا دیکھوں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ عمران کی ہلاکت میرے سامنے کی جائے"۔ بلیک مامبا نے غرا کر کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ کیوں نہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ہم عمران کی موت کا جو جشن منانا چاہتے ہیں اس میں آپ بھی شریک ہو سکتے ہیں"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"نہیں۔ میں بذات خود وہاں نہیں آؤں گا۔ میرا نمائندہ ڈینجر پرنس کرنل گارشل کے روپ میں آپ کے ساتھ رہے گا اور میں اس کے ذریعے عمران کی دردناک اور بھیانک موت کا تماشہ ضرور دیکھوں گا"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"ٹھیک ہے بلیک مامبا۔ میں ڈینجر پرنس کو اپنے ساتھ ضرور لے جاؤں گا اور پھر جو کچھ بھی ہو گا اس کے اور آپ کے سامنے ہی ہو گا"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"اگر میں کہوں کہ عمران کو ابھی اور اسی وقت میرے سامنے ہلاک کر دیا جائے تو کیا تم میری بات پر عمل کرو گے"...... بلیک مامبا نے کہا تو کرنل اوبرائے چونک پڑا۔

"ابھی"...... کرنل اوبرائے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ابھی اور اسی وقت"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ کرنل اوبرائے اس مشن کا انچارج ہے اور عمران کی موت کا فیصلہ بھی ان کے ہاتھوں میں ہی ہے۔ یہ چاہیں تو ابھی عمران کو موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے"...... کرنل گارشل نے کہا تو کرنل اوبرائے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کیوں کرنل اوبرائے۔ کیا کرنل گارشل درست کہہ رہا ہے"۔ بلیک مامبا نے کرنل اوبرائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ عمران کو میں نے ذاتی حیثیت سے آپ کے ذریعے زندہ حاصل کیا ہے۔ میں چاہوں تو اسے اسی وقت آپ کے سامنے گولیوں سے چھلنی کر سکتا ہوں"...... کرنل اوبرائے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی ہے کہ تم نے میری بات سے اختلاف نہیں کیا ہے اور میرے لئے عمران کو ابھی ہلاک کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہو لیکن مجھے تمہاری ایک بات اچھی نہیں لگی ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"کون سی بات"...... کرنل اوبرائے نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ عمران کو گولیاں مار کر اسے آسان موت مارا جائے۔ اس کی موت تو انتہائی بھیانک اور انتہائی خوفناک دلخراش ہونی چاہئے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"تو میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیتا ہوں۔ اسے زندہ رکھ کر

جب اس کے جسم سے بوٹی بوٹی الگ کی جائے گی تو وہ جس درد اور بھیانک اذیت سے دوچار ہو گا اسے دیکھ کر یقیناً آپ خوش ہو جائیں گے"...... کرنل اوبرائے نے سفاکی سے کہا۔

"نہیں۔ اگر تم اسے میرے مشورے پر ہلاک کرنا چاہتے ہو تو اسے ہلاک کرنے کا میرے ذہن میں ایک اور پلان ہے۔ کیا تم اس پر عمل کرو گے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ عمران آپ کے توسط سے ہی ہمارے ہاتھ آیا ہے۔ اگر آپ اسے اپنے ہاتھوں ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں اس کی ہلاکت کی ویڈیو بنوا لوں گا جس کے ذریعے میں اعلیٰ حکام کو مطمئن کر دوں گا کہ عمران کو واقعی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب اس کا بھوت بھی آ جائے تو وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"گڈ شو۔ میں اسے ایسی اذیت ناک زندگی دینا چاہتا ہوں کہ وہ موت کی آرزو کرے گا لیکن موت اس سے کوسوں دور ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"اوہ۔ وہ کیسے"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"میں عمران کو سمندر کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ یہاں پر جہاز رکوا دو۔ بے ہوش عمران کو آکسیجن کا سلنڈر باندھ دو۔ تاکہ وہ اس میں سے سانس لے سکے لیکن سلنڈر خالی ہونا چاہئے۔ سلنڈر سے ایک خالی ٹیوب منسلک ہو جس کی لمبائی اتنی

ضرور ہو کہ وہ پانی سے باہر نکلی رہے اور اس کا سلسلہ اس جہاز کے ساتھ ہو تاکہ عمران اس سے سانس لے سکے۔

"یس بلیک ماما"...... کرنل گارشل نے کہا جو ڈینجر پرنس تھا۔

"سمندر میں عمران کے پھینکے جانے کا مطلب تو سمجھ رہا ہوں لیکن آکسیجن کا مطلب نہیں سمجھا"...... کرنل اوبرائے نے حیرت بھرے اور پرتجسس لہجے میں پوچھا۔

"بس دیکھتے رہو۔ میں کیا کرتا ہوں۔ ڈینجر پرنس میں تمہیں چار چیزیں بتاتا ہوں ان کا خاص خیال رکھو اور ان پر عمل کرو۔ نمبر ایک بڑی اور وزنی چٹان ایک زنجیر کے ذریعے عمران کے جسم سے باندھ دو۔ چٹان اور عمران کے درمیان دس گز کا فاصلہ ہو۔ زنجیر اتنی موٹی ہونی چاہئے کہ جو کسی حالت میں کسی انسان کے لئے توڑنا ناممکن ہو۔ نمبر دو جس جگہ عمران کو پھینکا جائے وہاں پر ٹیلی ٹیوبس نیچے ڈال دو تاکہ ہم براہ راست نیچے عمران کے ساتھ جو ہو رہا ہو گا دیکھ سکیں۔ نمبر تین عمران کے آکسیجن ماسک کے ساتھ ایک عدد خنجر بھی اڑس دو۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا دشمن اس بے بسی کے حالت میں مرے کہ وہ کسی سے مقابلہ نہ کر سکے۔ نمبر چار سمندر میں ڈالنے سے پہلے اسے ہوش میں لانے والا انجکشن لگا دینا تاکہ یہ فوری ہوش میں آ سکے اور ہم اس کی بے بسی کا تماشہ دیکھ سکیں۔ ہاں ٹیلی ٹیوبس کے ساتھ ہی واٹر پروف مائیک بھی پھینک دینا جس سے صرف میری آواز اس تک پہنچے اگر وہ چیخے تو میں اس کی آواز

نہ سن سکوں اور وہ اسی آس میں چیخ چیخ کر مر جائے کہ ہم جان بوجھ کر اس کی صدائیں سن کر نظر انداز کر رہے ہیں اس سے اس کی بے بسی میں اور اضافہ ہو گا۔ سن لیا تم نے۔ دیکھو کرنل اوبرائے دشمن سے اس طرح انتقام لیا جاتا ہے میں اسے لڑنے کے لئے اسلحہ فراہم کر رہا ہوں۔ زندہ رہنے کے لئے آکسیجن بھی دے رہا ہوں۔ وہ لڑے گا۔ آخری سانس تک لڑے گا۔ بھاگنا چاہے گا لیکن بھاگ نہ سکے گا۔ وہ زنجیر اور چٹان اسے سمندر سے نکلنے کا کوئی موقع نہ دیں گے۔ وہ بے بسی کی تصویر بن کر رہ جائے گا"...... بلیک ماما نے بھیانک انداز میں کہا۔ اس کے انداز میں ایسی درندگی اور سفاکی تھی کہ ڈینجر پرنس سمیت وہاں موجود ہر فرد کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

ڈینجر پرنس نے احترام کے ساتھ سر جھکایا اور پھر مختلف لوگوں کو حکم دینے لگا تقریباً بیس منٹ کے بعد بے ہوش عمران کے جسم پر پھانسی کے مجرم کی مانند بیڑیاں لگی ہوئی تھیں اور ان بیڑیوں سے موٹی زنجیریں نکل کر ایک بھاری پتھر جیسی چٹان کے گرد جال بنا چکی تھیں جو تقریباً پندرہ من کا ضرور رہا ہو گا۔ یہ زنجیریں صحت مند انسانی بازو سے زیادہ موٹی تھیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے جہاز کے عرشے کے پاس سات آٹھ چرخیاں لگ گئیں چھ چرخیوں پر مختلف تاریں لپٹی ہوئی تھیں جن کے سروں پر اسپیکر نما آلے فٹ تھے البتہ دو چرخیوں پر ربڑ کی دو انچ چوڑی نالیاں لپٹی ہوئی تھیں۔

ڈینجر پرنس کے حکم پر چرخیوں کے کناروں پر لگی ہوئی موٹروں کو اسٹارٹ کیا گیا اور انسٹرومنٹ سمندر میں ڈال دیئے گئے۔ چرخیاں انسٹرومنٹ کے وزن کے سہارے گھومیں اور پھر وہ انسٹرومنٹ تاروں کو لیتے ہوئے سمندر کی گہرائیوں میں گم ہو گئے۔ چرخیاں گھومتی رہیں اور پھر اس وقت رکیں جب ساری تاریں ختم ہو گئیں صرف ان کے آخری سرے چرخیوں میں منسلک پلگوں میں پھنسے رہ گئے۔

ڈینجر پرنس کے حکم کے مطابق اس کے ساتھیوں نے ان تاروں کو کھینچ کر سامنے پڑی ہوئی ایک مشین میں فٹ کیا۔ تاروں کے فٹ ہوتے ہی مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین بھی روشن ہو گئی۔ سکرین پر چند لمحے تو روشنی کے جھماکے ہوتے رہے پھر منظر صاف ہو گیا۔ اب سکرین پر سمندر کی تہہ کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ دور دور تک چٹانیں بکھری ہوئی دکھائی دے رہی تھیں ان چٹانوں میں چھوٹی بڑی مچھلیاں، مگرمچھ، سیاہ رنگ کے بچھوؤں اور دیگر آبی جانور ادھر ادھر دوڑتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ کہیں کہیں خورد رو آبی گھاس بھی دکھائی دے رہی تھی۔

چٹانوں کا رنگ کالا اور ہیبت ناک تھا۔ کیمرے کی طرف سے مطمئن ہو جانے کے بعد ڈینجر پرنس نے عمران کو انجکشن لگانے کا حکم دیا۔ انجکشن لگانے کے بعد انہوں نے عمران کو اٹھایا اور آکسیجن ماسک پہنا کر آکسیجن ٹینک میں دوسری چرخی پر لپٹی ہوئی ٹیوب

منسلک کی اور پھر انہوں نے اس بڑے چٹان جیسے پتھر کو کرین کی مدد سے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ منوں وزنی چٹانی پتھر ایک زور دار چھپاکے کے ساتھ سمندر کی سطح پر گرا اور پھر پوری قوت سے سمندر کی تہہ میں اترتا چلا گیا۔ زنجیر سے منسلک عمران بھی کسی تنکے کی مانند اور بے بسی کے ساتھ سمندر کی تہہ میں اترتا چلا گیا۔ عمران کو سمندر میں پھینک کر ڈینجر پرنس اور کرنل اوبرائے واپس اس کمرے میں آ گئے جہاں سکرین روشن تھی اور انہیں سمندری مناظر کے ساتھ ساتھ سکرین کے ایک حصے میں بلیک ماما بھی دکھائی دے رہا تھا۔

چند ہی لمحوں میں چٹان نما بھاری پتھر نیچے بکھری ہوئی چٹانوں کے درمیان جا گرا۔ عمران پتھر سے کچھ دور پہلو کے بل گرا تھا۔ عمران کے نیچے گرتے ہی مختلف کونوں کھدروں سے چھوٹی بڑی مچھلیاں برآمد ہوئیں اور اس کے قریب جا کر اسے سونگھنے لگیں۔

"بس اب کچھ ہی دیر میں اس کے خون کی بو پا کر بہت سے مگرمچھ اس کے قریب پہنچ جائیں گے اور پھر تم دونوں اس کی بھیانک موت کا تماشہ دیکھنا"...... سکرین پر موجود بلیک ماما نے کرنل اوبرائے اور ڈینجر پرنس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس بلیک ماما"...... ڈینجر پرنس نے کہا۔ عمران کے نیچے گرتے ہی کئی چھوٹی بڑی مچھلیوں نے اس کے گرد طواف شروع کر دیا اسی لمحے عمران کو لگے ہوئے انجکشن نے اپنا اثر دکھا دیا اور

انہوں نے عمران کے جسم میں حرکت ہوتے دیکھی۔

"اسے ہوش آ رہا ہے"...... کرنل اوبرائے نے کہا۔

"ہاں۔ ہوش میں آنے کے باوجود یہ کچھ نہ کر سکے گا"۔ ڈینجر پرنس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے عمران نے حرکت کی اور پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ اپنے چہرے پر ماسک دیکھ کر اور خود کو پانی میں دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ ہوش میں آنے کے فوراً بعد اس کا ذہن جاگ گیا اور وہ تیزی سے موجودہ صورتحال کا جائزہ لینے لگا۔ اس کی آنکھوں پر گاگلز تھے جس سے اسے باہر ہر طرف پانی ہی پانی دکھائی دے رہا تھا۔ خود کو اس طرح گہرے پانی میں دیکھ کر ایک لمحے کے لئے عمران بوکھلا گیا۔

"کیا اس سے آپ بات کر سکتے ہیں بلیک مامبا"...... کرنل اوبرائے نے سکرین پر موجود بلیک مامبا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ ہم صرف اس کی موت کا تماشہ دیکھ سکتے ہیں اور کچھ نہیں"...... بلیک مامبا نے جواب دیا۔ اسی لمحے عمران نے تیزی سے اپنے حواس مجتمع کئے اور زور سے اپنے آپ کو پانی کی سطح کی طرف اچھالا۔ وہ تیزی سے اوپر اٹھا لیکن چند فٹ اوپر جانے کے بعد ایک جھٹکے سے دوبارہ نیچے زمین پر آ گرا۔ اب جو عمران نے غور کیا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اس کے پورے جسم پر بیڑیاں لگی ہوئی تھیں اور ایک فولادی اور موٹی زنجیر ان کے ساتھ منسلک تھی

جس کا تعلق ایک بڑے پتھر سے تھا اور وہ پتھر بھی دیگر پتھروں میں پھنس گیا تھا۔

عمران کی حالت انتہائی دگرگوں ہو رہی تھی۔ وہ خود کو زنجیروں سے آزاد کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ کرنل اوبرائے، ڈینجر پرنس اور بلیک مامبا، عمران کی ہر حرکت کو نہ صرف دیکھ رہے تھے بلکہ وہ عمران پر گزرنے والے ہر لمحے کے احساس کو بھی محسوس کر رہے تھے جیسے یہ سب کچھ عمران کے ساتھ نہیں بلکہ ان کے ساتھ ہو رہا ہو اور پھر اچانک پانی میں زور دار بھونچال آ گیا اور انہوں نے ایک طرف سے ایک بڑے مگرمچھ کو اس طرف آتے دیکھا۔

"بس۔ اب عمران کا کھیل ختم ہونے والا ہے۔ یہ گوشت خور مگرمچھ ہے۔ عمران اس کا مقابلہ نہ کر سکے گا"...... بلیک مامبا نے کہا۔ ڈینجر پرنس اور کرنل اوبرائے نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ مگرمچھ تیزی سے عمران کی طرف بڑھ رہا تھا اور عمران نے بھی اس مگرمچھ کو دیکھ لیا تھا جس کی لمبائی تقریباً تیس فٹ ضرور ہو گی۔ دور ہی سے اس کا انداز بتا رہا تھا کہ آج وہ شکار سے محروم رہا ہے اس لئے جو بھی چیز اسے دکھائی دے گی وہ اسے چٹ کر جائے گا۔ اپنے سامنے دکھائی دینے والی چھوٹی بڑی مچھلیوں کا شکار کرتا ہوا وہ مگرمچھ عمران کی طرف بڑھتا آ رہا تھا۔ اس کے نوکیلے اور آری کے دندانوں جیسے لمبے دانت دیکھ کر انہوں نے عمران کے

چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہوتے دیکھے۔ موت مگرمچھ کے روپ میں تیزی سے عمران کی جانب بڑھی آ رہی تھی۔ مگرمچھ کی کی آنکھوں میں سرخی دوڑ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایسی چمک ابھری ہوئی تھی جو من پسند خوراک کو دیکھ کر وحشی جانور کی نظروں میں ابھر آتی ہے۔

عمران نے اپنے لباس میں ہاتھ مارنے شروع کر دیئے اور پھر اچانک عمران چونک پڑا اور پھر دوسرے ہی لمحے ماسک کے ساتھ اڑسا ہوا خنجر عمران کے ہاتھ میں تھا۔ عمران کے چہرے پر چند لمحوں کے لئے اطمینان دکھائی دیا اب وہ بے بسی سے موت کا شکار ہونے سے بچ گیا تھا۔ عمران نے خنجر کو ہاتھ میں تولا اور پھر مگرمچھ کا انتظار کرنے لگا۔ مگرمچھ نے قریب آتے ہی اپنا بھاڑ سا منہ کھولا تو اس کے کھلے ہوئے منہ کا قطر اتنا تھا کہ عمران سالم اس کے اندر بغیر رکاوٹ کے داخل ہو سکتا تھا۔

عمران نے تیزی سے زمین پر چھلانگ لگائی۔ زمین پر گرتے ہی مگرمچھ عمران کے اوپر سے گزر گیا۔ آگے جا کر وہ مڑا اور اس کی سرخ آنکھوں میں غیظ و غضب کا طوفان دکھائی دیا۔ اب وہ تیزی سے عمران کی طرف لپکا۔ اس بار مگرمچھ نے یہ گنجائش نہ چھوڑی تھی کہ عمران زمین پر لیٹ سکے۔ وہ جیسے ہی عمران کے پاس پہنچا عمران نے پلٹا کھایا اور دائیں جانب پلٹ گیا۔ مگرمچھ دوبارہ اپنے زور پر پانی میں تیرتا چلا گیا۔ مگرمچھ نے ایک زوردار گرج بلند کی۔

اس کی اس حرکت سے پانی میں بھونچال سا آ گیا۔ پرسکون پانی کھولتے ہوئے پانی کی طرح لرزنے لگا۔ مگرمچھ نے پھر ایک زوردار آواز بلند کی اور عمران کی طرف بڑھا۔ عمران نے اس مرتبہ زنجیر کی لمبائی کا جائزہ لیا اور پھر زگ زیگ کے انداز میں زمین سے تقریباً چپاں ہو کر آتے ہوئے مگرمچھ کا بغور جائزہ لیا اور پھر جونہی وہ عمران سے تقریباً دو گز کے فاصلے پر پہنچا، عمران نے اپنا جسم سمیٹا اور اپنا جسم اوپر اٹھایا۔ اس نے اس بات کا خاص دھیان رکھا کہ زنجیر کی لمبائی سے اس کی اٹھان زیادہ نہ ہو۔ مگرمچھ عمران کے نیچے سے گزر گیا۔

زنجیر مگرمچھ کے جسم سے ٹکرائی جو بانس کی مانند اس کے سامنے سیدھی کھڑی تھی۔ عمران کے جسم کو جھٹکا لگا پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کے سامنے گرتا اس نے کمال پھرتی سے خنجر کو سیدھا کیا اور پوری قوت سے مگرمچھ کے سر کے اوپر گرا اور خنجر سیدھا مگرمچھ کی آنکھ میں پیوست ہو گیا۔ آنکھ میں وار کرتے ہی عمران پھسل کر پانی میں جا گرا۔ مگرمچھ نے کرب میں ڈوبی ہوئی چنگھاڑ ماری اور دوسرے ہی لمحے پانی میں جل تھل مچ گئی۔ مگرمچھ چنگھاڑتا ہوا پانی میں غوطے کھانے لگا۔ پانی میں ہر جانب جھاگ ہی جھاگ پھیل گیا۔ پانی کے اس طوفان میں عمران کو کچھ دکھائی نہ دیا۔ عمران نے تیزی سے ایک بار پھر جسم کو سمیٹا اور ایک بڑے سے پتھر سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا اور حالات کا جائزہ لینے لگا۔ ابھی اسے وہاں

کھڑے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ دائیں اور بائیں جانب سے تین اور بڑے بڑے مگرمچھ تیزی سے عمران کی طرف بڑھے آ رہے تھے۔

"اب یہ کسی صورت نہیں بچ سکتا"...... کرنل لویرائے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اس کے چہرے پر اطمینان اور فتحمندی کی جھلک واضح دکھائی دے رہی تھی۔ مگرمچھوں نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے یکلخت عمران پر حملہ کر دیا۔ عمران نے جس مگرمچھ کی آنکھ پر خنجر مارا تھا وہ مگرمچھ بھی تیزی سے پلٹ کر آیا اور اس نے عمران کی ٹانگوں پر حملہ کر دیا اور عمران خود کو چار مگرمچھوں میں گھرا دیکھ کر بری طرح سے اچھل کود کر رہا تھا۔ وہ خنجر والا ہاتھ لہراتے کے ساتھ ساتھ زنجیروں کو بھی زور زور سے ہلا رہا تھا تا کہ مگرمچھ اس سے دور رہیں لیکن کب تک۔ ایک مگرمچھ نے اچانک عمران کی ایک ٹانگ پکڑ لی۔ جیسے ہی اس کی ٹانگ مگرمچھ کے منہ میں آئی انہوں نے عمران کے چہرے پر شدید کرب کے تاثرات دیکھے اور پھر دوسرے لمحے انہوں نے عمران کی ٹانگ سے خون نکل کر پانی میں شامل ہوتے دیکھا۔ عمران خنجر سے اس مگرمچھ پر وار کر ہی رہا تھا کہ اس کے گرد موجود باقی تین مگرمچھ بھی اس پر جھپٹ پڑے۔ ان میں سے ایک مگرمچھ نے عمران کے خنجر والے ہاتھ پر حملہ کیا۔ مگرمچھ کا جبڑا عمران کے خنجر والے ہاتھ پر پڑا۔ دوسرے لمحے انہوں نے عمران کا بازو اس کے جسم سے الگ ہو کر گرتے دیکھا۔

اس سے پہلے کہ اس کا کٹا ہوا بازو نیچے گرتا ایک مگرمچھ تیزی سے آگے بڑھا اور وہ عمران کا کٹا ہوا بازو نگلتا چلا گیا۔ عمران اب بری طرح سے تڑپ رہا تھا اس کے گرد پانی میں اس کے خون کی سرخی ہی سرخی پھیلتی جا رہی تھی۔ اسی لمحے ایک اور مگرمچھ عمران کی کمر کی طرف سے آگے بڑھا اور اس نے اچانک جھپٹا مار کر عمران کے پہلو میں دانت گاڑ دیئے۔ عمران نے چاہا کہ زور لگا کر اس کی گرفت سے نکل جائے لیکن بے سود۔ مگرمچھ بے حد طاقتور تھا اس نے جس بری طرح سے عمران کو جکڑا تھا اس سے بچنا عمران کے لئے ممکن نہ تھا۔ دوسرے لمحے ان چاروں مگرمچھوں نے عمران کے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیئے اور انہیں سمندر میں عمران کی لاش کے ٹکڑے تیرتے اور ان پر مگرمچھ جھپٹتے دکھائی دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سمندر میں موجود عمران کی لاش کے ٹکڑے بھی غائب ہوتے چلے گئے۔

سمندر میں گرتے ہی جولیا تیز لہروں میں تیزی سے بہتی ہوئی دور چلی گئی۔ چونکہ اس کا جسم حرکت سے قاصر تھا اس لئے وہ تیز لہروں سے بچنے کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا جسم شہتیر کی طرح ڈوبتا اور ابھرتا ہوا شپ سے دور ہوتا جا رہا تھا۔

پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے اس کے منہ میں پانی بھر گیا تھا اور سمندر کا نمکین پانی جیسے ہی اس کے حلق سے نیچے اترا اسے ابکائیاں سی آنا شروع ہو گئیں۔ پانی ناک اور منہ کے راستے اس کے پھیپھڑوں میں بھرتا جا رہا تھا جس سے جولیا کا سانس بھی رک گیا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرے کی یلغار ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس وقت جولیا کی حالت ایسی تھی جیسے واقعی اس کا آخری وقت آ گیا ہو۔

کافی دور آنے کے بعد جب سمندر کی لہروں کا زور ختم ہوا تو جولیا سمندر کے اس حصے میں آ گئی جہاں پانی میں ٹھہراؤ تھا۔ وہاں

آتے ہی جولیا کا جسم سطح پر تیرنے لگا۔ چونکہ اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہو رہی تھی اس لئے وہ پانی میں ڈوبنے سے بچ گئی تھی اور پیٹ میں ہوا بھر جانے کی وجہ سے وہ سطح پر ہی تیر رہی تھی البتہ اس کا جسم ہلکے بہاؤ کے پانی میں شہتیر کی طرح گھوم رہا تھا۔

جیسے ہی جولیا کا جسم سیدھا ہوتا اسے اوپر کھلا آسمان دکھائی دیتا جہاں دور دور تک کوئی پرندہ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ جولیا کے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا تھا اور آنکھوں کے سامنے بار بار آنے والے اندھیرے نے اسے ہر سوچ سے عاری کر دیا تھا اور پھر نجانے کب جولیا کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ اس کے دماغ میں اندھیرا بھر چکا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور بے ہوشی کی ہی حالت میں سمندر کے ہلکے بہاؤ میں بہتی چلی جا رہی تھی۔ بے ہوش ہونے کے بعد اس کا جسم بھی سیدھا ہو گیا تھا اور اب وہ کسی تختے کی طرح آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

پھر نجانے کتنی دیر بعد جس طرح دور اندھیرے میں جگنو سا چمکتا ہے بالکل اسی طرح جولیا کے دماغ میں بھی روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ہوش میں آتے ہی جولیا نے ایک زور دار ابکائی لی اور اس کے حلق سے نمکین پانی کا سیلاب سا امنڈ پڑا۔ دو تین بار اس نے ابکائیاں لیں اور اپنے پیٹ میں بھرا ہوا سارا نمکین پانی باہر الٹ دیا۔ اس نے آنکھیں کھولیں لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ ا ۔ ایسا محسوس ہو رہا

تھا جیسے وہ کسی نرم گدے پر اوندھی پڑی ہو۔ اس نے سر اٹھایا اور دائیں بائیں دیکھنے کی کوشش کی لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند کے باعث اسے کچھ دکھائی نہ دیا۔ جولیا نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنا جسم اوپر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس کے دماغ میں طوفان سا برپا تھا۔ کانوں میں تیز شور کی آوازیں گونج رہی تھیں اور اسے اپنے جسم میں شدید ٹیسیں سی اٹھتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں۔ ابھی تک جولیا کا شعور نہ جاگا تھا وہ لاشعوری کیفیت میں اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اور پھر چند لمحوں بعد جب اس کا شعور جاگنا شروع ہوا تو اس کی آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی دھند بھی چھٹنے لگی۔

پوری طرح ہوش میں آتے ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ ایک ویران ریتیلے جزیرے پر موجود تھی۔ جزیرہ دور دور تک سنسان اور ویران دکھائی دے رہا تھا۔ جولیا سمندر کے کنارے ریت پر پڑی ہوئی تھی سمندر کا پانی اس کے پیروں کو چھوتا ہوا واپس پلٹ رہا تھا۔ شعور جاگتے ہی جولیا کے دماغ میں سابقہ مناظر کسی فلم کے منظر کی طرح اجاگر ہونا شروع ہو گئے۔ اسے یاد آیا کہ وہ چیف کے حکم سے سی شارک شپ میں آہانا بن کر گئی تھی جہاں اس کی ملاقات سارکا نامی لڑکی سے ہوئی تھی۔ وہاں ایک ہیلی کاپٹر آیا تھا جس میں سے سفید سوٹ والا ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آیا تھا۔ اس آدمی کے بارے میں سارکا نے جولیا کو بتایا تھا کہ یہ سی شارک شپ کا مالک

اسمتھ ہے جس پر اسے شبہ ہے کہ یہی بلیک ماما ہے۔ ابھی وہ باتیں ہی کر رہی تھیں کہ وہاں چھ مسلح افراد آن پہنچے اور وہ ان دونوں کو گھیر کر اسمتھ کے پاس لے گئے جو سی شارک شپ کے آفس نما کیبن میں موجود تھا۔ اسمتھ نے بلیک ماما کے حکم پر سارکا کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا اور بلیک ماما نے اسمتھ کو جولیا کی حقیقت بھی بتا دی تھی۔ میک اپ میں ہونے کے باوجود اس نے جولیا کو پہچان لیا تھا۔ جولیا نے لاکھ انکار کرنا چاہا لیکن بلیک ماما نے اس کی ایک بھی بات سننے سے انکار کر دیا تھا اور پھر بلیک ماما نے اسمتھ کو حکم دیا کہ جولیا کو بے ہوش کر کے سمندر میں پھینک دے۔ اسمتھ کے ہاتھ میں سنہری دستے والا پسٹل تھا جس کا اس نے ایک بٹن پریس کیا تھا جس سے ایک شعاع نکل کر جولیا پر پڑی تھی اور جولیا کا جسم یکلخت مفلوج ہو گیا تھا اور پھر اسے بلیک ماما کے حکم کے مطابق سمندر میں پھینک دیا گیا۔

جولیا کو یاد تھا کہ پانی میں گرتے ہی اس کے پیٹ اور پھیپھڑوں میں پانی بھر گیا تھا اس کے دماغ میں اندھیروں کی یلغار ہوئی تھی۔ مفلوج ہونے کی وجہ سے وہ کسی بھی طرح اپنا بچاؤ نہ کر سکی تھی اور وہ یہی سمجھی تھی کہ اس کا آخری وقت آن پہنچا ہے اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور اب اسے یہاں اس ویران جزیرے پر ہوش آیا تھا جہاں تاحد نگاہ ریت کا وسیع میدان پھیلا ہوا تھا۔ شاید سمندر کی لہریں اسے بے ہوشی کی حالت میں یہاں

لے آئی تھیں اور اسے اسی حالت میں ساحل پر لا کر پھینک دیا تھا۔
جولیا چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے سر جھٹکا اور آہستہ آہستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ مسلسل سمندر کی لہروں میں بہتے رہنے کی وجہ سے اس کی حالت انتہائی خراب ہو گئی تھی۔ اس کے جسم کی ساری ہڈیوں میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں لیکن جولیا نے دانتوں پر دانت جما لئے تھے اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

دوپہر کا وقت تھا۔ سورج عین اس کے سر پر چمک رہا تھا جس کی تیز روشنی اور حرارت اس کے جسم میں سوئیاں سی چبھو رہی تھیں۔ جولیا کے عقب میں تاحد نگاہ سمندر تھا اور دوسری طرف تاحد نگاہ ریت کا صحرا دکھائی دے رہا تھا جہاں دور دور تک اسے کوئی سایہ دار جگہ یا درخت بھی دکھائی نہ دے رہے تھے۔

"یہ کون سا علاقہ ہے اور میں کہاں ہوں"...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ سورج کی تپش کی وجہ سے اس کا حلق سوکھ رہا تھا اور اسے پیاس محسوس ہو رہی تھی لیکن چونکہ وہاں سوائے ریت کے یا سمندر کے کھارے پانی کے اور کچھ نہ تھا اس لئے وہ اپنی پیاس بھلا کیسے بجھا سکتی تھی۔ جولیا چند لمحے کھڑی سوچتی رہی پھر اس نے آہستہ آہستہ ریت کے سمندر کی طرف قدم بڑھانے شروع کر دیئے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئی ہو گی کہ گرم ریت نے اسے مزید جھلسانا شروع کر دیا۔

"یہاں تو شدید گرمی ہے۔ اگر میں اسی طرح چلتی رہی تو

میرے جسم میں موجود سارا پانی پسینے کی صورت نکل جائے گا اور مجھے ڈی ہائیڈریشن ہو جائے گا"...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر دور تک دیکھنے کی کوشش کی لیکن سوائے چمکدار ریت کے اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"یہاں تو دور دور تک کوئی پہاڑی ٹیلہ یا نخلستان بھی دکھائی نہیں دے رہا ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پلٹ کر سمندر کی طرف دیکھنے لگی لیکن سمندر میں سوائے پانی کی چمک اور لہروں کے اسے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔ جولیا نے اپنے لباس کی تلاشی لی لیکن اس کے پاس کچھ نہ تھا البتہ اس کی کلائی پر ریسٹ واچ بدستور بندھی ہوئی تھی۔ جولیا نے کچھ سوچ کر ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچا تو وہ آن ہو گیا چونکہ ریسٹ واچ واٹر پروف تھی اس لئے اسے کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ ریسٹ واچ میں چونکہ شارٹ رینج ٹرانسمیٹر تھا اور جولیا پاکیشیا سے نجانے کتنی دور اور کس جزیرے پر موجود تھی اس لئے وہ چیف یا اپنے کسی ساتھی سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ نہیں کر سکتی تھی۔

جولیا کو بخوبی یاد تھا کہ جب اسے مفلوج کر کے سمندر میں پھینکا گیا تھا تو اس کی تلاشی نہیں لی گئی تھی۔ اس کے پاس چیف کا دیا ہوا خصوصی ٹرانسمیٹر اور مشین پسٹل کے ساتھ ضروری سامان ہونا چاہئے تھا لیکن شاید سمندری لہروں کی انتھک جنگ نے اس سے اس کی ہر چیز چھین لی تھی اور اب وہ بے یار و مددگار ایک نامعلوم بے آباد

جزیرے پر موجود تھی۔ جولیا کچھ سوچ کر واپس ساحل کی طرف آ گئی اور اس امید سے سمندر کی طرف دیکھنا شروع ہو گئی کہ اگر اس کی قسمت نے یاوری کی تو شاید اسے دور سے کوئی شپ، موٹر بوٹ یا کوئی لانچ دکھائی دے جائے لیکن ایسا کچھ نہ تھا۔ جولیا کے چہرے پر اب تشویش لہرانے لگی تھی۔

اس کے سامنے دو ہی راستے تھے ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور دوسرا ریت کا صحرا۔ دونوں جانب ہی موت تھی۔ وہ جس طرف بھی رخ کرتی اسے شاید موت کے سوا کچھ نہ ملتا۔ جولیا وہیں بیٹھ گئی اور پریشانی کے عالم میں دور نظر آنے والی لہروں کی جانب دیکھنے لگی۔ شدید گرمی کے باعث اس کے جسم سے پسینہ بہہ رہا تھا اور پیاس سے اس کا برا حال ہوتا جا رہا تھا۔ جولیا جانتی تھی کہ پسینہ بہنے کی وجہ سے جوں جوں اس کے جسم کا پانی کم ہوتا جائے گا اس پر کمزوری غالب آتی جائے گی۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے اس کا برا حشر ہو سکتا تھا۔ وہ کنارے کے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی تاکہ سمندر کا پانی اس کے جسم پر پڑتا رہے اور اس پانی کی وجہ سے اس کے جسم سے پسینے کا اخراج کم سے کم ہو سکے۔

یہ تو اس پر قدرت کی مہربانی تھی کہ اس کا جسم مفلوج تھا اس لئے وہ سمندر میں بہتی ہوئی اس جزیرے کے کنارے تک پہنچ گئی تھی ورنہ سمندر میں وہ ڈوب بھی سکتی تھی اور اس پر گوشت خور آبی جانور بھی حملہ کر سکتے تھے جو اسے بے ہوشی کے دوران ہی چٹ کر

جاتے۔ جولیا کے پاس اب کوئی راستہ نہ تھا۔ وہ بے دست و پا ہو کر رہ گئی تھی۔

جولیا نے فیصلہ کیا کہ تیز دھوپ تک وہ یہیں ساحل کے پاس ہی رکے گی اور شام ڈھلتے ہی وہ ریگستان کا رخ کرے گی اس کے بعد اس کی قسمت جہاں اسے لے جاتی۔

عمران کی لاش کو مگرمچھوں کو کھاتے دیکھ کر کرنل اوبرائے اور ڈینجر پرنس جیسے ساکت سے ہو کر رہ گئے تھے۔ چند ہی لمحوں میں دنیا کے خطرناک ترین اور ذہین ترین ایجنٹ علی عمران آخر کار اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔ بلیک مامبا نے عمران کو ایسی دہشت ناک اور بھیانک موت سے دوچار کیا تھا جس کی مثال نہ ملتی تھی۔ سمندر میں اب خون کی سرخی ہی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کی لاش کے ٹکڑے مگرمچھوں نے ہڑپ کر لئے تھے اور اب وہاں عمران کا نام و نشان تک دکھائی نہ دے رہا تھا۔

"ہاہاہا۔ دیکھا تم نے کرنل اوبرائے۔ یہ ہے میرا انتقام اور یہ ہے عمران کا انجام"...... اچانک بلیک مامبا نے زور زور سے اور فاتحانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں اس قدر درندگی تھی کہ کرنل اوبرائے کانپ کر رہ گیا۔

"واقعی۔ دشمن کا یہی انجام ہونا چاہئے تھا۔ ہم نے عمران کی

جس انداز میں موت سوچی تھی۔ اس کی موت ہماری سوچ سے کہیں بڑھ کر عبرت ناک ہوئی ہے"...... کرنل اوبرائے نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بلیک مامبا۔ کیا میں کچھ بول سکتا ہوں"...... ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ انداز میں بلیک مامبا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ بولو ڈینجر پرنس۔ آج میں بہت خوش ہوں"...... بلیک مامبا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کو یقین ہے کہ واقعی علی عمران ہلاک ہو چکا ہے"...... ڈینجر پرنس نے بدستور مؤدبانہ لہجے کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا تم نے اس کی موت اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی ہے"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"موت تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے لیکن......" ڈینجر پرنس کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن۔ لیکن کیا"...... بلیک مامبا نے سخت لہجے میں کہا۔ کرنل اوبرائے بھی حیرت سے ڈینجر پرنس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اگر میں کہوں کہ مجھے عمران کی موت پر یقین نہیں آیا ہے تو"...... ڈینجر پرنس نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو بلیک مامبا اور کرنل اوبرائے یکلخت چونک پڑے۔

"میں سمجھا نہیں ڈینجر پرنس تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ جو کہنا ہے

کھل کر بات کرو“...... بلیک مامبا نے سپاٹ انداز میں کہا۔

”کچھ کہنے کی بجائے میں آپ کو اور کرنل اوبرائے کو کچھ دکھانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو“...... ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا دکھانا چاہتے ہو تم مجھے“...... بلیک مامبا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے آج تک آپ سے کچھ نہیں مانگا ہے بلیک مامبا۔ آج میں پہلی اور آخری بار یہ درخواست کر رہا ہوں کہ آپ کو اور کرنل اوبرائے کو جو دکھاؤں وہ آپ خاموشی سے دیکھیں“۔ ڈینجر پرنس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں ایسے لہجے اور ایسے عمل کا عادی نہیں۔ بہرحال عمران تمہارے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچا ہے اس خوشی میں تمہیں اجازت ہے“...... بلیک مامبا نے شاہانہ لہجے میں کہا۔

”تھینک یو بلیک مامبا۔ میں جو کچھ آپ کو دکھانے والا ہوں اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے“...... ڈینجر پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تم ضرورت سے زیادہ پراسرار بننے کی کوشش کر رہے ہو ڈینجر پرنس“...... بلیک مامبا نے غرا کر کہا۔

”بلیک مامبا۔ بس چند منٹ“...... ڈینجر پرنس نے کہا تو بلیک مامبا خاموش ہو گیا۔ ڈینجر پرنس آگے بڑھا اور اس نے تیزی سے

مشین آپریٹ کرنی شروع کر دی۔ سکرین سے اب سمندر کا منظر غائب ہو گیا تھا۔ دوسرے حصے پر گریٹ گابلر کے عرشے کا منظر دکھائی دینے لگا۔ جہاں مسلح افراد موجود تھے۔ ڈینجر پرنس نے ایک بٹن پریس کیا اور پھر وہ اچانک کرنل اوبرائے کی طرف مڑا۔ اس سے پہلے کہ کرنل اوبرائے کچھ سمجھتا اسی لمحے ڈینجر پرنس کا بھرپور مکا کرنل اوبرائے کی کنپٹی پر پڑا۔ کرنل اوبرائے اس اچانک افتاد کے لئے تیار نہ تھا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ وہ الٹ کر گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ڈینجر پرنس کی ٹانگ اس کی کنپٹی پر پڑی۔ کرنل اوبرائے کی تیز چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر ساکت ہوتا چلا گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس“...... بلیک مامبا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”ابھی کچھ نہیں کیا ہے میں نے ڈیئر بلیک مامبا لیکن اب میں جو کرنے جا رہا ہوں وہ سب دیکھ کر تمہارے یقیناً چھکے بلکہ ستے اور اٹھے بھی چھوٹ جائیں گے“...... ڈینجر پرنس نے شوخی سے بھرپور لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پر لگے ہوئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

سکرین پر عرشے پر موجود جو مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے وہ سب اچانک بری طرح سے چونک پڑے اور پھر حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ اسی لمحے وہ اس بری طرح سے

لہرانے لگے جیسے انہوں نے بے تحاشہ شراب پی لی ہو اور دوسرے لمحے وہ سب لہراتے ہوئے گرتے چلے گئے۔

"یہ کیا ڈینجر پرنس۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔ یہ سب کیسے بے ہوش ہو گئے ہیں اور یہ تم کر کیا رہے ہو کیا تم ہوش میں ہو"۔ بلیک مامبا کی چیختی ہوئی آواز گونجی۔

"خاموش رہو"...... ڈینجر پرنس نے اس بار انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"یہ تم مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہے ہو نانسنس۔ کیا تم ہوش میں تو ہو"...... بلیک مامبا نے پھنکار کر کہا۔

"میں تو مکمل طور پر ہوش میں ہوں لیکن مجھے دیکھ کر تمہارے ہوش یقیناً اڑ جائیں گے"...... ڈینجر پرنس نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو سکرین پر موجود بلیک مامبا بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ آواز۔ یہ آواز تو ڈینجر پرنس کی نہیں ہے"...... بلیک مامبا نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہو بھی نہیں سکتی اور وہ بے چارہ تو اب بولنے کے قابل ہی نہیں رہا ہے"...... ڈینجر پرنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... بلیک مامبا نے ہکلاہٹ زدہ لہجے میں کہا۔

"وہی جو تم سن رہے ہو"...... ڈینجر پرنس نے کہا اور دوسرے

لمحے اس نے اپنا ایک ہاتھ گردن پر رکھا۔ چٹکی سی بھری اور دوسرے لمحے اس کی گردن سے ایک باریک سی جھلی اترنی شروع ہو گئی۔ سکرین پر موجود بلیک مامبا آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ ڈینجر پرنس کے چہرے سے جیسے ہی جھلی اتری اور اس جھلی کے پیچھے سے جو چہرہ ظاہر ہوا اسے دیکھ کر بلیک مامبا اس بری طرح سے اچھلا جیسے یکلخت اس کے سر پر طاقتور بم پھٹ پڑا ہو۔

"تم"...... بلیک مامبا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جلاد اعظم، منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)۔ آپ کی خدمت میں بذات خود حاضر خدمت ہے"...... عمران نے باقاعدہ اسے کورنش بجا لاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ بلیک مامبا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ وہ جسے ڈینجر پرنس سمجھ رہا ہے وہ علی عمران ہو سکتا ہے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تت تت تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور ڈینجر پرنس۔ کہاں ہے ڈینجر پرنس"...... بلیک مامبا نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے جس عمران کو مگرمچھوں کا شکار بنتے دیکھا ہے وہی تمہارا اصل پرنس تھا۔ وہ صرف پرنس تھا لیکن میں ہوں اصل ڈینجر پرنس"...... عمران نے بڑے ہی مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''یہ نہیں ہو سکتا۔ ڈینجر پرنس نہیں مر سکتا۔ تم اس کی جگہ نہیں لے سکتے۔ آخر یہ سب کیسے ممکن ہے۔ ڈینجر پرنس تمہارے ہاتھوں کیسے شکست کھا سکتا ہے اور تم تم......'' بلیک ماما نے پاگلوں کی طرح اپنے سر کے بال نوچتے ہوئے کہا۔

''مجھے دیکھ کر تمہارے ہاتھوں کے طوطے کیوں اڑ گئے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا''...... بلیک ماما نے چیخ کر کہا۔

''میرا خون پینا ہے تو اس میں شکر ضرور ملا لینا کیونکہ میرا خون کڑوا ہے تم کڑوے کا مطلب تو جانتے ہو گے......'' عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔ بلیک ماما کی آنکھیں بدستور پھٹی ہوئی تھیں۔ اس کی آنکھیں خون کی طرح سرخ ہوتی جا رہی تھیں اور وہ یوں مٹھیاں بھینچ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ عمران کے پاس آ کر اپنے ہاتھوں سے اس کی گردن دبا دے۔

''میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا عمران۔ میں تم سے انتقام لوں گا۔ انتہائی خوفناک انتقام''...... بلیک ماما نے کہا۔

''کس کا انتقام''...... عمران نے کہا۔

''ڈینجر پرنس کی موت کا انتقام''...... بلیک ماما نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ ڈینجر پرنس کو میں نے نہیں مگرمچھوں نے ہلاک کیا ہے وہ بھی تمہارے کہنے پر۔ انتقام لینا ہے تو ان سے لو۔

میں نے بھلا کیا کیا ہے''...... عمران نے سہم جانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو بلیک ماما غرا کر رہ گیا۔

''تم نے میرا انتقام نہیں دیکھا۔ میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ نہ تو زمین تمہیں پناہ دے گی اور نہ آسمان''...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

''تت تت۔ تم مجھے ڈرا رہے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ابھی تو میں صرف تمہیں ڈرا رہا ہوں ایک بار تم میرے ہاتھ لگ جاؤ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ ڈر کیا ہوتا ہے اور انتقام کیسے لیا جاتا ہے''...... بلیک ماما نے غرا کر کہا۔

''اب تمہیں مجھ سے انتقام لینے کے لئے خواب ہی دیکھنے پڑیں گے اور وہ بھی اس وقت تک جب تک میرے ہاتھ تمہاری گردن تک نہیں پہنچ جاتے۔ بہت جلد تم میری گرفت میں ہو گے بلیک ماما۔ جس طرح میں نے تمہارے رائٹ ہینڈ ڈینجر پرنس کو ہلاک کیا ہے تمہاری موت اس سے بھی زیادہ بھیانک ہو گی۔ ایک بار میں تمہارے سامنے پہنچ جاؤں پھر تمہیں میں بتاؤں گا کہ ڈینجر کا کیا مطلب ہوتا ہے اور اصل پرنس کون ہے''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ میں میں......'' بلیک ماما نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی سے بکریوں کی طرح ممنانا شروع کر دیا تم نے۔ ابھی تو میں نے تمہیں صرف ڈینجر پرنس کی موت کا منظر دکھایا ہے۔ ابھی تم کرنل اوبرائے کی موت کا منظر بھی دیکھو گے اور اس شپ میں جتنے بھی افراد ہیں ان کی بھی ہلاکت ہو گی۔ ایسی ہلاکت جسے دیکھ کر تمہاری نیندیں اڑ جائیں گی اور تم اس وقت کو کوسو گے جب تم نے میرے خلاف پلاننگ کی تھی اور اپنے ایجنٹوں کو پاکیشیا بھیجا تھا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"خاموش ہو جاؤ عمران۔ تم نے جو کچھ کیا ہے اسے دیکھ کر میرا خون کھول رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میں تمہاری ان حرکتوں کا بدلہ پاکیشیا سے لینا شروع کر دوں۔ پاکیشیا میں بلیک مامبا کے ابھی بہت سے ایجنٹ موجود ہیں۔ میں نے اگر انہیں حکم دے دیا تو وہ پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں گے"...... بلیک مامبا نے چیختے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہوا تو تمہارا انجام بے حد بھیانک ہو گا بلیک مامبا۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے پاکیشیا میں جتنی لاشیں گرانی تھیں گرا چکے ہو۔ اب میری باری ہے۔ اب تم اپنے آدمیوں کی لاشیں اٹھانے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... عمران نے غرا کر کہا اور تیزی سے کرنل اوبرائے کی طرف لپکا جو بدستور بے ہوش تھا۔

"عمران"...... بلیک مامبا نے غرا کر کہا لیکن عمران نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اس نے کرنل اوبرائے کو اٹھا کر ایک کرسی پر

بٹھایا اور اس کا کوٹ کھول کر اس کے کاندھوں سے نیچے کر دیا۔ ساتھ ہی عمران تیزی سے کیبن کی ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی۔ الماری میں اسلحہ موجود تھا۔ عمران نے وہاں سے ایک مشین پسٹل اٹھایا اور اس کا میگزین چیک کرنے لگا۔ مشین پسٹل لوڈڈ تھا۔

عمران مشین پسٹل لے کر کرنل اوبرائے کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ سکرین پر بدستور بلیک مامبا موجود تھا اور وہ غصے سے پیچ و تاب کھاتا ہوا عمران کی حرکات دیکھ رہا تھا۔ عمران نے سب سے پہلے کرنل اوبرائے کی کوٹ کی جیب سے ہاٹ واٹر کا فارمولا نکال کر اپنی جیب میں رکھا اور پھر وہ کرنل اوبرائے کو سخت نظروں سے گھورنے لگا۔ دوسرے لمحے کیبن یکلخت زور دار چٹاخ چٹاخ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے پوری قوت سے بے ہوش کرنل اوبرائے کے منہ پر طمانچے مارنے شروع کر دیئے تھے۔ دوسرا یا تیسرا تھپڑ کھاتے ہی کرنل اوبرائے کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے مشین پسٹل اس کے سر سے لگا دیا۔

"بیٹھے رہو۔ ورنہ کھوپڑی اڑا دوں گا"...... عمران نے غرا کر کہا تو کرنل اوبرائے فوراً بیٹھ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے آ گئے اور وہ

ڈینجر پرنس۔ ڈینجر پرنس کہاں گیا"...... کرنل اوبرائے نے خوف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہارا ڈینجر پرنس مگرمچھوں کا شکار بن کر جہنم واصل ہو چکا ہے کرنل اوبرائے۔ تم نے مجھے بلیک مامبا اور ڈینجر پرنس کی مدد سے اس لئے اغوا کرایا تھا تاکہ تم مجھے کافرستان لے جا کر ہلاک کر سکو لیکن دیکھ لو میں زندہ ہوں اور تمہارے سر پر موت بن کر کھڑا ہوں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو کرنل اوبرائے کانپ کر رہ گیا۔

"لل لل۔ لیکن تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور اور......" کرنل اوبرائے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جس کی جہاں موت آئی ہوتی ہے موت کا فرشتہ وہاں خود ہی پہنچ جاتا ہے اور تم نے مجھے خصوصی طور پر یہاں اپنی ہلاکت کے لئے بلایا ہے اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ میں تم تک نہ پہنچتا"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"نن نن۔ نہیں نہیں۔ تم مجھے ہلاک نہ کرنا۔ میں تم سے اپنی غلطی کی معافی مانگتا ہوں۔ بلیک مامبا۔ مجھے اس سے بچاؤ"...... کرنل اوبرائے نے پہلے عمران سے اور پھر سکرین پر بلیک مامبا کو دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"یہ تمہیں کیسے بچائے گا۔ تمہارے بعد بہت جلد میں موت بن کر اس کے سر پر پہنچ جاؤں گا اور اس کا بھی بھیانک حشر کروں

گا"...... عمران نے کہا تو بلیک مامبا غرا کر رہ گیا۔

"تم بہت بڑے دعوے کر رہے ہو عمران"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"عمران جو کہتا ہے وہ کر کے بھی دکھاتا ہے بلیک مامبا۔ تم نے اپنے ساتھی کا حشر دیکھ ہی لیا ہے۔ اب اس کا حشر دیکھو"۔ عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ پیچھے ہٹا۔ اسے پیچھے ہٹتے دیکھ کر کرنل اوبرائے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اس سے پہلے کہ وہ اپنا کوٹ درست کرتا اسی لمحے کیبن مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کی تیز آواز اور کرنل اوبرائے کی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے برسٹ مار کر اس کا سینہ چھلنی کر دیا تھا۔ کرنل اوبرائے کی لاش کرسی پر گری اور پھر کرسی سمیت نیچے جا گری۔ عمران نے اسے اتنی گولیاں ماری تھیں کہ اس بے چارے کو تڑپنے کا بھی موقع نہ مل سکا تھا۔

"عمران یہ تم جو بھی کر رہے ہو اچھا نہیں کر رہے۔ تمہیں ان سب کا حساب دینا پڑے گا"...... بلیک مامبا نے غرا کر کہا۔

"حساب تو میں تم سے لوں گا بلیک مامبا۔ وہ بھی بہت جلد"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے مشین پسٹل کی فائرنگ سے سکرین چکنا چور کر دی۔ سکرین کے ٹوٹتے ہی عمران نے اس مشین پر بھی گولیاں برسائیں اور اسے تباہ کر دیا۔ اس کے بعد عمران نے مشین پسٹل ایک طرف اچھالا اور ماسک دوبارہ اپنے چہرے پر چڑھا کر

اسے ایڈجسٹ کیا اور کرنل گارشل کی شکل اختیار کر لی اور پھر اس الماری کے پاس آ گیا جہاں سے اس نے مشین پسٹل نکالا تھا۔

الماری اسلحے سے بھری ہوئی تھی۔ عمران نے وہاں سے چند طاقتور بم اٹھا کر جیبوں میں ڈال لئے۔ ایک جگہ اسے ڈائنا مائٹ دکھائی دیا تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے ڈائنا مائٹ اٹھایا اور اسے اسی الماری میں ایڈجسٹ کر کے اس کے ساتھ [illegible] لگانا شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔ اس نے الماری سے مشین پسٹل کے چند فالتو میگزین اٹھائے اور انہیں جیبوں میں ٹھونستا ہوا کیبن کے دروازے کی طرف بڑھا۔ کیبن کا دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا۔ باہر ہر طرف مسلح افراد گرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

عمران نے آپریٹنگ مشین سے شپ میں موجود تمام افراد کو ایک زہریلی گیس پھیلا کر بے ہوش کر دیا تھا اور اب وہ سب مردہ کنچھووں کی طرح پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے ان پر کوئی توجہ نہ دی وہ تیزی سے عرشے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عرشے کے کنارے پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ اس نے نیچے جھانک کر دیکھا تو اسے عرشے کی ریلنگ کے نیچے بندھی ہوئی بڑی سی موٹر بوٹ دکھائی دی۔ وہ یہ موٹر بوٹ پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ اس نے فوراً موٹر بوٹ کو سمندر میں اتارنے والی کرین سنبھالی اور موٹ موٹر بوٹ آہستہ آہستہ سمندر میں اتارنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں موٹر بوٹ سمندر میں تھی۔

عمران نے اوپر سے ہی موٹر بوٹ میں چھلانگ لگائی اور پھر اس نے سائیڈ ہک میں لگی ہوئی رسی کھول دی۔ رسی کھلتے ہی موٹر بوٹ حرکت میں آئی اور پانی کے بہاؤ کے ساتھ آگے بڑھی۔ عمران نے موٹر بوٹ کے کیبن میں جا کر اس کا انجن اسٹارٹ کیا اور پھر وہ موٹر بوٹ چلاتا ہوا شپ سے دور آ گیا۔

موٹر بوٹ کے کیبن میں اسلحے کے ساتھ ساتھ خشک خوراک وافر مقدار میں موجود تھی۔ عمران موٹر بوٹ کو گریٹ گابلر سے تقریباً آدھا بحری میل دور لے گیا پھر اس نے موٹر بوٹ ایک جگہ روک لی۔ ابھی اس نے موٹر بوٹ روکی ہی تھی کہ اچانک ایک ہولناک دھماکہ ہوا پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے دھماکے ہوتے چلے گئے۔ ان دھماکوں نے گریٹ گابلر کے ٹکڑے اڑا دیے تھے۔ شپ کے جلتے ہوئے ٹکڑے سمندر میں دور دور تک گرتے دکھائی دے رہے تھے۔ پہلا دھماکہ تو ڈائنا مائٹ کا نتیجہ تھا۔ لیکن دوسرے دھماکے اس شپ میں موجود اسلحے اور ری ایکٹر کی تباہی کے تھے۔

"خس کم جہاں پاک"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک طویل سانس لیا پھر اس نے قطب نما سے سمت کا تعین اور میٹروں کی مدد سے فاصلے کا جائزہ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ پاکیشیا کی سمندری حدود سے تقریباً سات سو بحری میل کے فاصلے پر ہے۔ اس نے قطب نما کے ذریعے راستے کا تعین کیا اور اس نے ایک بار پھر موٹر بوٹ کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔

موٹر بوٹ تیزی سے پانی کی لہروں کو چیرتی ہوئی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئی۔ عمران نے چند لمحے تو جہاز کے تھوڑے سے جلتے ہوئے حصے کو دیکھا جو اب دور سے پانی پر چراغ کی مانند دکھائی دے رہا تھا پھر اس نے اپنی ساری توجہ موٹر بوٹ کی طرف مبذول کر دی اور اسے تیزی سے سمندر پر دوڑاتا لے گیا۔

بلیک مامبا کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ سی شارک شپ کے کیبن میں غصے سے ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ عمران نے جیسے ہی سکرین پر مشین پسٹل سے فائرنگ کی تھی اس کے ساتھ ہی اس کی سکرین بھی تاریک ہو گئی تھی۔ سکرین کے تاریک ہوتے ہی اس نے چہرے پر لگا ہوا بلیک مامبا کا نقاب اتار پھینکا تھا اور اسمتھ کے روپ میں آ گیا تھا۔

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا ورنہ وہ ابھی عمران کے پاس پہنچ جاتا اور اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے کر دیتا۔

"آخر کیسے۔ یہ سب آخر کیسے ہو گیا۔ میری جب ڈینجر پرنس سے بات ہوئی تھی تو اس نے بتایا تھا کہ اس نے عمران کو ایس تھری کا انجکشن لگا کر بے ہوش رکھا ہوا ہے اور اسے ہارڈ روم میں بند کر رکھا ہے۔ پھر عمران کو ہوش کیسے آ گیا اور ڈینجر پرنس اس کے ہاتھ

کیسے لگ گیا"...... بلیک ماما نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی نظروں کے سامنے ڈینجر پرنس ہلاک ہو چکا تھا اور ایک وہی ایسا انسان تھا جو اس کے سوالوں کے جواب دے سکتا تھا یا پھر عمران ہی ایسا انسان تھا جو اسے بتا سکتا تھا کہ اس نے ڈینجر پرنس کو کیسے قابو کیا ہے اور اس پر ایس تھری انجکشن کا اثر کیسے ختم ہوا تھا۔

"مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ جلد سے جلد کچھ کرنا ہوگا۔ عمران گریٹ گابلر میں موجود ہے۔ اس نے ڈینجر پرنس کے ساتھ ساتھ کرنل اوبرائے کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور شپ میں موجود تمام افراد کو بھی بے ہوش کر دیا ہے۔ اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ ان سب کو بھی بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر دے اور شپ میں اسلحہ بھی موجود ہے۔ وہ اس شپ کو بھی تباہ کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو۔ تو کیا ہوگا"...... بلیک ماما نے مسلسل بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔ اس نے میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے آن کرنے لگا۔ ٹرانسمیٹر آن کر کے اس نے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور دوسری طرف کال دینے لگا۔

"لیس۔ گلاسکر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک ماما بول رہا ہوں۔ اوور"...... بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ لیس بلیک ماما۔ حکم۔ اوور"...... گلاسکر کی مؤدبانہ آواز

سنائی دی۔

"گلاسکر۔ تم میرے نائب ہو اور میرے بعد بلیک ماما میں نمبر ٹو ہو۔ میری بات دھیان سے سنو۔ ایکریمیا سے ایک شپ جس کا نام گریٹ گابلر ہے اس میں کافرستان کو ڈیلیور کرنے کے لئے اسلحے کی بڑی کھیپ اور ہائیڈروجن ری ایکٹر بھیجا گیا تھا۔ اس شپ کی حفاظت کی ذمہ داری ایکریمین ایجنسی ہارڈ راک کی تھی جس کا سربراہ کرنل گارشل تھا۔ کرنل گارشل، بلیک ماما کے لئے کام کرتا تھا اور کرنل گارشل کے ذریعے کافرستانی ایجنسی راکار نے بلیک ماما سے ایک خفیہ ڈیل کی تھی۔ اس ڈیل کے تحت بلیک ماما نے پاکیشیا کے ایک سائنس دان سرداور کو ہلاک کرنا تھا اور اس کا بنایا ہوا ایک خاص فارمولا ہاٹ واٹر حاصل کرنا تھا جسے حاصل کرنے کے بعد اسے کرنل گارشل کے ذریعے کرنل اوبرائے تک پہنچانا تھا۔ کرنل اوبرائے نے کافرستانی سمندری حدود شروع ہوتے ہی کرنل گارشل سے گریٹ گابلر کی حفاظت کی ذمہ داری لینی تھی اور اسی شپ میں کرنل گارشل نے ہاٹ واٹر فارمولا بھی کرنل اوبرائے کے سپرد کر دینا تھا۔ اس کے علاوہ کرنل اوبرائے نے کرنل گارشل کے ذریعے بلیک ماما کو یہ مشن بھی دیا تھا کہ اگر ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرنے والے علی عمران کو بھی زندہ اس کے سپرد کر دیں تو وہ اس کا بھاری معاوضہ دے گا۔ پاکیشیا میں موجود ڈینجر پرنس نے اس ٹاسک پر کام کیا۔ اس نے نہ صرف پاکیشیا سے ہاٹ واٹر

فارمولا حاصل کر لیا بلکہ عمران کو بھی زندہ پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ ایکریمیا سے گریٹ گابلر روانہ ہونے کا وقت آیا تو میرے حکم پر ایکریمین ایجنسی کا سربراہ کرنل گارشل شپ سے الگ ہو گیا اور اس کی جگہ ڈینجر پرنس نے سنبھال لی اور وہ عمران اور ہاٹ واٹر فارمولا لے کر گریٹ گابلر پہنچ گیا۔ اس نے ہاٹ واٹر فارمولا معاہدہ کے تحت کافرستانی ایجنسی کے چیف کرنل اوبرائے کو دے دیا جس نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ فارمولا اصل ہے۔ اس کے بعد ڈینجر پرنس نے عمران کو بھی بے ہوشی کی حالت میں کرنل اوبرائے کے سپرد کر دیا۔ کرنل اوبرائے عمران کو بے ہوشی کی حالت میں کافرستان لے جا کر اسے اذیت ناک موت مارنا چاہتا تھا۔ میری جب اس سے ویژول سکرین پر بات ہوئی تو میں نے اسے فوری طور پر اس خطرناک انسان عمران کو ہلاک کرنے کا مشورہ دے دیا۔ میرے مشورے کو کرنل اوبرائے نے مان لیا اور اس نے میرے کہنے پر عمران کو ہوش میں لانے کا انجکشن لگا کر اسے موٹی زنجیروں سے باندھا اور اس پتھر سے زنجیریں باندھ کر اسے سمندر میں پھینک دیا۔ عمران کو سمندر کے جس حصے میں پھینکا گیا تھا وہاں خطرناک مگرمچھ موجود تھے۔ میرے حکم پر ڈینجر پرنس نے عمران کے جسم کے ساتھ اور سمندر کے اس حصے میں جہاں عمران کو پھینکا جانا تھا واٹر پروف کیمرے ڈلوا دیئے تھے تاکہ ہم سب عمران کی عبرتناک موت کا نظارہ کر سکیں۔ عمران سمندر میں گہرائی میں پہنچا تو

اسے ہوش آ گیا۔ اس پر سمندر میں موجود چار مگرمچھوں نے حملہ کر دیا''..... بلیک ماما نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ گلاسکر کو عمران کی مگرمچھوں کے ساتھ ہونے والی جنگ کی تفصیلات بتانے لگا۔

''گڈ شو۔ یہ تو ہمارے لئے بے حد خوشی کی بات ہے بلیک ماما کہ عمران کو مگرمچھوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اس کی لاش کے ٹکڑے بھی ہڑپ کر لئے ہیں۔ اوور''..... گلاسکر نے ساری بات سن کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اگر ایسا ہوتا تو میرے لئے یہ زندگی کی سب سے بڑی خوشخبری ہوتی۔ اوور''..... بلیک ماما نے غرا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ اوور''..... گلاسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ عمران کو ڈینجر پرنس نے اغوا کیا ہے اور جسے سمندر میں پھینکا گیا ہے وہ علی عمران ہی ہے جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مگرمچھوں کی خوراک بن گیا ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ اوور''..... بلیک ماما نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہوا تھا۔ میں سمجھا نہیں۔ اوور''..... گلاسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہم نے جسے سمندر برد کیا تھا اور جس انسان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مگرمچھ کھا گئے تھے وہ عمران نہیں تھا۔ اوور''..... بلیک

ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بلیک ماما۔ اگر وہ عمران نہیں تھا تو کون تھا۔ اوور"...... گلاسکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ڈینجر پرنس تھا۔ اوور"...... بلیک ماما نے کہا۔

"ڈینجر پرنس۔ کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ عمران کی جگہ سمندر میں پھینکا جانے والا ڈینجر پرنس کیسے ہو گیا۔ اوور"...... گلاسکر کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو بلیک ماما نے اسے ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر دوسری طرف موجود گلاسکر جیسے گنگ سا ہو کر رہ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ عمران تو بے حد خطرناک انسان ہے بلیک ماما۔ اس نے کب ڈینجر پرنس کو قابو کیا اور یہ سب۔ یہ سب کیسے ہو گیا"...... گلاسکر نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت کا عنصر تھا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ عمران گریٹ گابلر میں موجود ہے اور اس نے وہاں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اس نے کرنل اوبرائے کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور اس سے اب اس بات کی ہی امید کی جا سکتی کہ وہ شپ پر موجود سیکورٹی سمیت شپ کے کریو کو بھی ہلاک کر دے گا۔ شپ میں بے پناہ اسلحہ موجود ہے۔ اس پر عمران کا قبضہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران شپ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ تم فوری طور پر کافرستان میں موجود ہمارے بلیک سیکشن کو کال کرو اور انہیں

صورتحال کے بارے میں بتاؤ۔ وہ ہیلی کاپٹروں کا اسکوارڈ لے کر سمندر میں جائیں اور گریٹ گابلر کو گھیرنے کی کوشش کریں۔ ان سے کہنا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے نہ صرف گریٹ گابلر کو تباہ ہونے سے بچائیں بلکہ عمران کو بھی ہلاک کر دیں۔ اب ہم کسی بھی صورت میں رسک نہیں لیں گے۔ عمران کو دیکھتے ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔ اوور"...... بلیک ماما نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ نے جو لوکیشن بتائی ہے وہاں سے تو کافرستان بہت دور ہے۔ کافرستان سے بلیک سیکشن کے آدمی اگر ہیلی کاپٹر لے کر نکلیں گے تو انہیں سمندر کے اس حصے تک پہنچنے میں کافی وقت لگ جائے گا کیونکہ وہ دارالحکومت سے ہٹ کر ایک غیر آباد علاقے میں موجود ہیں۔ اوور"...... گلاسکر نے کہا۔

"کچھ بھی ہو۔ تم انہیں کال کرو اور جلد سے جلد انہیں گریٹ گابلر کی طرف روانہ کرو۔ ڈیٹس مائی آرڈر۔ اوور"...... بلیک ماما نے گرجتے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ اوور"...... گلاسکر نے بلیک ماما کا گرجدار لہجہ سن کر کانپتے ہوئے کہا اور بلیک ماما نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا اور پھر وہ پریشانی کے عالم میں اپنی پیشانی مسلتا ہوا میز کے گرد سے ہوتا ہوا اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے بٹن پریس کر کے

ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر جیسے ہی اس نے ایک اور بٹن پریس کیا اسے تیز آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ گلاسکر کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے گلاسکر اسے کال دے رہا تھا۔

''یس۔ بلیک ماما اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... بلیک ماما نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک بری خبر ہے بلیک ماما۔ اوور''...... گلاسکر نے کہا۔ اس کے لہجے میں پریشانی اور خوف کا عنصر تھا۔

''لگتا ہے آج کا دن ہی بری اور منحوس خبروں کا ہے۔ پہلے عمران زندہ بچ گیا۔ ڈینجر پرنس مارا گیا اور کرنل اوبرائے بھی ہلاک ہو گیا اور یہ کہ گریٹ گابلر بھی عمران کے قبضے میں ہے۔ اس سے بری خبریں اور کیا ہو سکتی ہیں۔ اوور''...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

''عمران نے گریٹ گابلر کو تباہ کر دیا ہے۔ اوور''...... گلاسکر نے کہا اور اس کی بات سن کر بلیک ماما جیسے ساکت سا ہو کر رہ گیا۔ اس کا چہرہ پتھرا سا گیا تھا اور اس کی آنکھیں جیسے بے نور ہو کر رہ گئی تھیں۔

''بلیک ماما۔ کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ اوور''۔ اسے خاموش پا کر دوسری طرف سے گلاسکر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں سن رہا ہوں۔ اوور''...... بلیک ماما نے مردہ لہجے میں

کہا۔

''سمندر میں ہر طرف گریٹ گابلر کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں۔ سب کچھ تباہ ہو چکا ہے۔ اوور''...... گلاسکر نے کہا۔

''اور عمران۔ اس کا کیا ہوا۔ کیا وہ زندہ بچ کر نکل گیا ہے۔ اوور''...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہیلی کاپٹر کے اسکوارڈ نے دور تک سمندر کی سرچنگ کی تھی لیکن عمران انہیں کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔ میں نے اسکوارڈ کو واپس بلا لیا ہے لیکن ایک ہیلی کاپٹر بدستور سمندر میں موٹر بوٹ یا لانچ تلاش کر رہا ہے جس میں عمران موجود ہو سکتا ہے۔ اگر پائلٹ کو ایسی کوئی بھی موٹر بوٹ یا لانچ دکھائی دی تو وہ اسے تباہ کر دے گا۔ اوور''...... گلاسکر نے کہا۔

''وہ یقیناً شپ کی موٹر بوٹ لے کر نکلا ہو گا۔ پائلٹ سے کہو کہ وہ سمندر کو کھنگالے اور اسے جہاں بھی ہماری موٹر بوٹ دکھائی دے اس پر وہ اتنے میزائل برسائے کہ موٹر بوٹ کے پرخچے اڑ جائیں۔ عمران ہماری ہی موٹر بوٹ میں ہو سکتا ہے۔ اوور''۔ بلیک ماما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس بلیک ماما۔ ایسا ہی ہو گا۔ اوور''...... گلاسکر نے کہا اور بلیک ماما نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ سب کر کے تم نے اچھا نہیں کیا ہے عمران۔ میں تمہارا قبر تک پیچھا کروں گا۔ تم نے میرے ہی ہاتھوں جس طرح ڈینجر پرنس

کو ہلاک کرایا ہے میں تم سے اس کا بھیانک انتقام لوں گا۔ ایسا انتقام کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی''...... بلیک مامبا نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا۔ بلیک مامبا نے چونک کر اسے آن کیا اور بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ شپ کنٹرولنگ روم انچارج فالسر کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... بٹن پریس ہوتے ہی دوسری طرف سے سی شارک شپ کے کنٹرول روم انچارج کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ بلیک مامبا اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... بلیک مامبا نے سرد لہجے میں کہا۔

''بلیک مامبا۔ آپ کے لئے ایک اطلاع ہے۔ اوور''...... فالسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیسی اطلاع۔ اوور''...... بلیک مامبا نے اسی انداز میں پوچھا۔

''ایک بڑی موٹر بوٹ شمال مشرق کی جانب سے نہایت تیزی سے ہمارے شپ کی طرف بڑھی آ رہی ہے۔ اوور''...... فالسر نے کہا تو بلیک مامبا چونک پڑا۔

''موٹر بوٹ۔ کون سی موٹر بوٹ ہے۔ کیا تم نے اسے چیک کیا ہے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس بلیک مامبا۔ یہ ایم ایم ہنڈرڈ موٹر بوٹ ہے جس پر وائٹ ہارس کا مونو گرام بنا ہوا ہے۔ اوور''...... فالسر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''وائٹ ہارس۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو گریٹ گابلر کی ریسکیو موٹر بوٹ ہے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے چونک کر کہا۔

''یس بلیک مامبا۔ اوور''...... فالسر نے کہا تو بلیک مامبا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ جوش اور غصے کے ملے جلے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''کتنے افراد ہیں اس موٹر بوٹ میں۔ اوور''...... بلیک مامبا نے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

''سپیشل راڈار سے پتہ چلتا ہے کہ اس موٹر بوٹ میں دو افراد سوار ہیں بلیک مامبا۔ جن میں سے ایک مرد ہے اور ایک عورت۔ اوور''...... فالسر نے کہا تو بلیک مامبا کے چہرے پر حیرت لہرانے لگی۔

''مرد اور عورت۔ کیا مطلب۔ اوور''...... بلیک مامبا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس بلیک مامبا۔ موٹر بوٹ میں ایک مرد اور ایک عورت موجود ہیں۔ مجھے ان دونوں کے ہی کاشن مل رہے ہیں۔ اوور''...... فالسر نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ اگر موٹر بوٹ گریٹ گابلر کی ہے تو اس میں صرف عمران کو ہی ہونا چاہئے تھا۔ پھر یہ عورت کہاں سے آ گئی۔ گریٹ گابلر میں تو کوئی عورت نہیں تھی۔ اوور''...... بلیک مامبا نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''کاشن تو یہی ہے بلیک ماما۔ اوور''...... فالسر نے کہا۔ اس نے بلیک ماما کی بڑبڑاہٹ سن لی تھی۔

''موٹر بوٹ جہاز سے کتنی دور ہے۔ اوور''...... بلیک ماما نے ٹرانسمیٹر پر فالسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''شپ سے موٹر بوٹ کا فاصلہ پچیس بحری میل ہے اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے اسی طرف بڑھی آ رہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ بیس منٹ تک وہ یہاں پہنچ جائے گی۔ اوور''...... فالسر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اس پر نظر رکھو۔ اوور''...... بلیک ماما نے کہا۔

''لیس بلیک ماما۔ اوور''...... فالسر نے جواب دیا اور بلیک ماما نے اوور اینڈ آل کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر ایک طرف رکھا اور پھر اس نے جیب سے اپنا مخصوص سیل فون نکالا اور اس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہڈسن بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اسمتھ بول رہا ہوں''...... بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ لیس باس۔ حکم''...... ہڈسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فوراً ہیلی کاپٹر فضاء میں لے جاؤ۔ میں تمہیں لوکیشن بتاتا ہوں۔ ایک موٹر بوٹ آ رہی ہے۔ اس موٹر بوٹ پر وائٹ ہارس کا

مونوگرام لگا ہوا ہے۔ تم ہیلی کاپٹر سے اس موٹر بوٹ پر نظر رکھو اور پھر میں جیسے ہی تمہیں کاشن دوں اس موٹر بوٹ پر میزائل فائر کر کے اسے تباہ کر دینا۔ میں تم سے مسلسل رابطے میں رہوں گا''۔ بلیک ماما نے کہا۔

''لیس باس''...... ہڈسن نے اسی انداز میں جواب دیا۔

''جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ موٹر بوٹ ہمارے شپ سے زیادہ دور نہیں ہے''...... بلیک ماما نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''لیس باس''...... ہڈسن کی آواز سنائی دی تو بلیک ماما نے سیل فون آف کئے بغیر اسے جیب میں رکھا اور میز کی دراز کھول کر ایک دوربین نکالی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

دوربین لے کر وہ کیبن سے نکلا اور تیز تیز چلتا ہوا شپ کے عرشے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور عرشے کی ریلنگ سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جونہی نظر سامنے دوڑائی تو وہ چونک پڑا دور بہت دور اسے ایک سیاہ نقطہ سا اپنی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔ بلیک ماما نے فوراً دوربین آنکھوں سے لگائی اور اسے ایڈجسٹ کرتے ہوئے اس نقطے کو دیکھنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں دوربین میں اسے موٹر بوٹ واضح دکھائی دینے لگی۔ اسی لمحے بلیک ماما نے ایک آدمی کو کنٹرول روم سے نکل کر موٹر بوٹ کے عرشے پر آتے دیکھا۔ بلیک ماما نے دوربین کا فوکس سیٹ کیا اور پھر اس کے منہ سے غضبناک آوازیں نکلیں۔ چہرہ غصے سے سیاہ پڑ گیا۔ آنکھیں

کبوتر کے خون کی مانند سرخ ہو گئیں اور مٹھیاں بھنچ سی گئیں۔

"عمران" ...... بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔ دور بین سے موٹر بوٹ کے عرشے پر اسے عمران کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ نہ صرف عمران بلکہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی موجود تھی اور اس لڑکی کو بھی دیکھ کر بلیک مامبا نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ جولیا تھی جسے اس نے سمندر میں مفلوج حالت میں پھنکوا دیا تھا۔ عمران بدستور کرنل گارشل کے میک اپ میں تھا جبکہ جولیا کے چہرے پر اسے بدستور آبانا کا میک اپ دکھائی دے رہا تھا۔

"ہونہہ۔ یہ لڑکی زندہ کیسے بچ گئی اور یہ عمران کو کیسے مل گئی" ...... بلیک مامبا نے غراتے ہوئے کہا۔ ان دونوں کو دیکھ کر اس کا دماغ بری طرح سے سلگنا شروع ہو گیا تھا۔ اسی لمحے اس نے شپ سے اپنا ہیلی کاپٹر ہوا میں بلند ہوتے دیکھا۔ یہ وہی ہیلی کاپٹر تھا جس میں وہ یہاں پہنچا تھا۔ بلیک مامبا نے فوراً جیب سے اپنا سیل فون نکالا جو ابھی تک آن تھا اور اس کا ہیلی کاپٹر کے پائلٹ ہڈسن سے رابطہ تھا۔

"ہڈسن" ...... بلیک مامبا نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ...... پائلٹ ہڈسن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا تمہیں موٹر بوٹ دکھائی دے رہی ہے" ...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے موٹر بوٹ دیکھ لی ہے" ...... ہڈسن نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر تیزی سے اس موٹر بوٹ کی طرف لے جاؤ۔ میں نے تصدیق کر لی ہے اس موٹر بوٹ میں میرے دشمن موجود ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ شپ تک پہنچ جائیں ان کی موٹر بوٹ پر میزائل فائر کرو اور اس موٹر بوٹ کے پرخچے اڑا دو۔ فوراً" ...... بلیک مامبا نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے باس" ...... ہڈسن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ بلیک مامبا نے فضا میں بلند ہوئے والے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے اس طرف مڑ کر جاتے دیکھا جس طرف سے عمران اور جولیا کی موٹر بوٹ آ رہی تھی۔ بلیک مامبا نے سیل فون آف کر کے جیب میں رکھا اور پھر اس نے ایک بار پھر دور بین آنکھوں سے لگا لی اور دور سے آنے والی موٹر بوٹ کو دیکھنے لگا جو تیز رفتاری سے اسی جانب بڑھی آ رہی تھی۔

عمران مسلسل اور کافی دیر سے موٹر بوٹ کو سمندر پر دوڑا رہا تھا۔ وہ اس وقت انٹرنیشنل بارڈر کے قریب تھا۔ یہاں اس کا کافرستانی کوسٹ گارڈز سے بھی سابقہ پڑ سکتا تھا اس لئے وہ جلد سے جلد اس علاقے سے نکل جانا چاہتا تھا۔

موٹر بوٹ نئی تھی اور اس کا انجن بھی انتہائی طاقتور تھا اس لئے عمران کو اسے تیز رفتاری سے چلانے میں کوئی دقت نہ آ رہی تھی۔ اس نے موٹر بوٹ کا فیول بھی چیک کر لیا تھا۔ ٹینک میں فیول فل تھا۔ وہ اس فیول سے ہی پاکیشیائی حدود میں پہنچ سکتا تھا اس لئے وہ تیز رفتاری سے موٹر بوٹ دوڑائے جا رہا تھا۔ اس کے لئے دقت روٹ میپ کی تھی۔ موٹر بوٹ میں ایسا کوئی روٹ میپ موجود نہ تھا جسے دیکھ کر وہ پاکیشیا پہنچ سکتا ہو۔ البتہ موٹر بوٹ میں کمپاس ضرور لگا ہوا تھا اس لئے وہ اس کمپاس سے ہی استفادہ کر رہا تھا۔ موٹر بوٹ چلاتے ہوئے اس کے ذہن میں وہ واقعات کسی فلم کے

مناظر کی طرح گھوم رہے تھے جب وہ ڈینجر پرنس سے مقابلہ کر رہا تھا۔ ڈینجر پرنس نے اس سے مقابلہ کرنے سے پہلے اسے ڈرگ کا انجکشن لگا دیا تھا تاکہ اس کے مقابلے میں عمران کی قوت مدافعت کمزور پڑ جائے اور وہ عمران پر اپنی طاقت کی برتری ثابت کر سکے۔

عمران نے ڈرگ انجکشن لگنے کے باوجود ڈینجر پرنس کا بھرپور مقابلہ کیا تھا اور اسے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب ڈینجر پرنس اس کے سامنے نڈھال ہو گیا اور بازی تقریباً عمران کے ہاتھ میں آ گئی تھی تو اسی وقت عمران کو لگے ہوئے ڈرگ کے انجکشن نے اپنا بھرپور اثر دکھانا شروع کر دیا۔ عمران پر غنودگی غالب آتی جا رہی تھی اور اس کی آنکھیں کوشش کے باوجود بند ہوتی چلی جا رہی تھیں۔ چہرے پر تنے ہوئے عضلات خود بخود ڈھیلے پڑتے جا رہے تھے۔ اس کے دماغ میں اندھیرا چھا رہا تھا اور یہ عمران ہی کی قوت ارادی تھی کہ وہ ابھی تک بے ہوشی کی سرحد میں داخل نہیں ہوا تھا۔ ورنہ اس کی جگہ کوئی دوسرا ہوتا تو کب کا بے ہوش ہو چکا ہوتا۔ عمران نے بے ہوش ہونے سے پہلے اپنی تمام تر قوت ارادی کو بروئے کار لاتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور پھر اس نے یکلخت اندازے کے ساتھ مشین گن سیدھی کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آوازیں کمرے میں گونجیں۔ ساتھ میں کمرے میں تیز چیخیں لہرائیں لیکن عمران کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا۔ وہ

نہیں دیکھ سکا تھا کہ اس کی فائرنگ کا کون شکار ہوا ہے۔ عمران کی انگلی ٹریگر پر دبتی چلی گئی اور پھر مشین گن کا سارا میگزین ختم ہونے سے پہلے عمران کے دماغ میں اندھیرا ابھرتا چلا گیا۔ عمران نے شعوری اور لاشعوری طور پر خود کو سنبھالنے کی بھرپور کوشش کی لیکن ناکام رہا اور وہ بے ہوش ہوتا چلا گیا۔

گزرے ہوئے لمحے عمران کے دماغ کے پردے پر فلمی مناظر کی طرح چل رہے تھے۔ عمران کو جب ہوش آیا تو اس نے جو منظر دیکھا وہ اس کی خوشی اور مسرت کا باعث بنا تھا۔ اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے جو فائرنگ کی تھی اس فائرنگ کی زد میں نہ صرف ڈینجر پرنس کا ساتھی آ کر ہلاک ہو گیا تھا بلکہ ڈینجر پرنس کو بھی گولیاں لگی تھیں۔

عمران نے اٹھ کر فوراً ڈینجر پرنس کو چیک کیا تو یہ دیکھ کر وہ اور زیادہ خوش ہو گیا کہ وہ زندہ تھا۔ دو گولیاں اس کے کاندھے کو چیرتی ہوئی گزر گئی تھیں اور ایک گولی اس کے سر سے رگڑ کھاتی ہوئی گزری تھی۔ سر سے ٹکرا کر گزرنے والی گولی کے باعث ڈینجر پرنس بے ہوش ہو گیا تھا اور وہ عمران کے ہوش میں آنے کے باوجود بدستور بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ یہ عمران کی خوش نصیبی ہی تھی کہ اسے اپنی مضبوط قوت ارادی کی وجہ سے ڈرگ انجکشن لگنے کے باوجود ازخود ہوش آ گیا تھا اور دوسرا یہ کہ اسے ڈینجر پرنس سے پہلے ہوش آیا تھا۔ چونکہ عمران بدستور ڈینجر پرنس کے ساتھ ایک مخصوص کمرے

میں تھا جہاں کوئی نہیں آیا تھا اس لئے عمران نے فوراً ڈینجر پرنس کو باندھا اور پھر اس نے ڈینجر پرنس کو ہوش میں لانے سے پہلے اس کی کنپٹی پر مخصوص انداز میں ہک مارنے شروع کر دیئے۔ اس نے ڈینجر پرنس کی قوت ارادی کو مزید کمزور کیا اور پھر وہ اسے ہوش میں لے آیا۔ ڈینجر پرنس کو ہوش میں لانے کے بعد عمران نے فوراً اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں اور اسے اپنے ٹرانس میں لینا شروع کر دیا۔ ڈینجر پرنس خود بھی ماہر ہپناٹسٹ تھا لیکن چونکہ ایک تو وہ زخمی تھا اور دوسرا عمران نے اس کی کنپٹی پر مخصوص انداز میں ہکس مار کر اس کی قوت ارادی مزید ختم کر دی تھی اس لئے وہ آسانی سے عمران کی ٹرانس میں آ گیا۔ عمران نے سب سے پہلے اس سے ضروری معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے ڈینجر پرنس کے دماغ میں عمل تنویم کے ذریعے یہ بات بٹھانی شروع کر دی کہ وہ ڈینجر پرنس نہیں بلکہ عمران ہے اور اس کے حکم ثانی تک اسے عمران بن کر ہی رہنا پڑے گا چاہے اس کے سامنے بلیک مامبا خود بھی آ جائے تو وہ اس کے سامنے یہی ظاہر کرے گا کہ وہ عمران ہے۔

کمرے میں ایک الماری تھی۔ عمران نے اس الماری کو چیک کیا تو اسے وہاں ایک ماسک میک اپ کٹ بھی مل گئی۔ میک اپ کٹ ملنے پر عمران کے لئے اپنے منصوبے پر عمل کرنا مزید آسان ہو گیا چنانچہ اس نے سب سے پہلے ڈینجر پرنس کے چہرے پر ماسک چڑھا کر اس کا چہرہ اپنے جیسا بنا دیا اور پھر اس نے اپنے چہرے پر

ڈینجر پرنس کا ماسک میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ میک اپ کرنے
کے بعد عمران نے ڈینجر پرنس کا لباس اتار کر خود پہنا اور اپنا لباس
اسے پہنا دیا۔

وہ چونکہ ڈینجر پرنس کے روپ میں آ گیا تھا اس لئے اس نے
فوراً کمرے کا دروازہ اوپن کر دیا۔ اس نے ڈینجر پرنس کے
آدمیوں کو بلایا اور پھر ان کی مدد سے اس نے اصل ڈینجر پرنس کو
ہارڈ روم میں بند کرا دیا اور خود ڈینجر پرنس کے ہیڈ کوارٹر پر قابض
ہو گیا۔ اس کے بعد اسے بلیک مامبا کی طرف سے حکم ملا کہ وہ کرنل
گارشل کا میک اپ کر کے خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے فوری طور پر
بحرالکاہل میں کافرستان جانے والے گریٹ گابلر شپ میں پہنچ
جائے۔ بلیک مامبا نے اسے فارمولا اور عمران کو بے ہوشی کی حالت
میں گریٹ گابلر ساتھ لے جانے کا حکم دیا تھا۔ عمران کو ڈینجر پرنس
کے آفس میں موجود سیف کے ایک خفیہ خانے سے فارمولا مل چکا
تھا۔ یہ بات عمران نے ڈینجر پرنس کو ڈاج دینے کے لئے ہی کہی
تھی کہ اسے ریڈ لیبارٹری سے جو فارمولا ملا تھا وہ نقلی تھا حالانکہ ایسا
نہیں تھا ریڈ لیبارٹری سے چوری کیا جانے والا فارمولا اصل فارمولا
ہی تھا۔ عمران نے ڈینجر پرنس کے آفس کے خفیہ خانے سے ملنے
والے فارمولے کو چیک کیا تو یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر
رہ گیا کہ فارمولے کی کاپی بنائی جا چکی تھی۔ عمران نے کاپی تلاش
کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اسے وہاں سے فارمولے کی کاپی

نہ مل سکی جس کا مطلب واضح تھا کہ فارمولے کی کاپی بلیک مامبا کو
بھجوائی جا چکی ہے۔ عمران کے لئے یہ روح فرسا بات تھی۔ سرداور
نے فارمولے کی جو فائل بنائی تھی اس فائل کے کاغذات خصوصی
طور پر تیار کئے گئے تھے جن کی اگر کاپی بنائی جاتی یا مائیکرو فلم سے
تصویر حاصل کی جاتی تو ان کاغذات پر ایسے نشان ابھر آتے تھے جو
اس بات کی تصدیق کر دیتے تھے کہ فائل کی تصاویر یا کاپی بنائی گئی
ہے۔

عمران نے اصل فارمولا تو حاصل کر لیا تھا لیکن اسے اس
فارمولے کی کاپی بھی حاصل کرنی تھی تاکہ سوائے سرداور کے اور
کوئی بھی اس فارمولے پر کام نہ کر سکے۔ ویسے بھی یہ فارمولا
خالصتاً پاکیشیا کی ایجاد تھا اس لئے عمران بھلا یہ کیسے برداشت کر سکتا
تھا کہ اس فارمولے سے کوئی استفادہ کرے۔ ڈینجر پرنس کے روپ
میں اسے اب بلیک مامبا تک پہنچنے کا راستہ مل گیا تھا اور اسے
ڈینجر پرنس کے آفس سے چند ایسی دستاویزات بھی مل گئی تھیں جن
سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ کافرستان اور ایکریمیا کے درمیان جنگی
اسلحہ اور خاص طور پر ہائیڈروجن بم کے ری ایکٹر کی ڈیل ہوئی تھی
اور بہت جلد یہ ری ایکٹر اور جدید ترین اسلحے کا ذخیرہ ایکریمیا سے
کافرستان منتقل کیا جانے والا تھا۔ ان دستاویزات سے عمران کو یہ
بھی معلوم ہو گیا کہ ایکریمین ایجنسی ہارڈ راک کا چیف کرنل گارشل،
بلیک مامبا کے لئے کام کرتا تھا۔ اس لئے اس نے بلیک مامبا کو یہ

ساری رپورٹ دے دی تھی کہ ایکریمیا سے کب اسلحے کی کھیپ اور ریکٹر کافرستان روانہ کیا جاتا ہے۔ دستاویزات میں اس شپ کا بھی نام موجود تھا اور یہ شپ گریٹ گابلر تھا جہاں عمران نے ڈینجر پرنس کے روپ میں نہیں بلکہ کرنل گارشل کے روپ میں پہنچنا تھا۔

ڈینجر پرنس سے عمران کو اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ کافرستان نے بلیک مامبا تنظیم کے ساتھ سرداور کی ہلاکت کے ساتھ ساتھ ان کے فارمولے کے حصول اور عمران کو بھی زندہ پکڑ کر ان کے حوالے کرنے کا معاہدہ کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اب تک عمران کو زندہ رکھا گیا تھا اور ڈینجر پرنس دلی خواہش کے باوجود عمران ہلاک نہ کر سکا تھا۔

عمران ڈینجر پرنس کے میک اپ پر کرنل گارشل کا میک اپ کر کے نقلی عمران اور فارز۔ لے سمیت ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے گریٹ گابلر پہنچ گیا جہاں اس کی ملاقات کافرستانی ایجنسی راکار کے چیف کرنل اوبرائے سے ہوئی اور پھر اس پر تمام حالات واضح ہوتے چلے گئے۔ عمران یہ سب سوچ سوچ کر تھک گیا تو اس نے زور سے سر جھٹکا اور اپنی ساری توجہ موٹر بوٹ کو ا ر تیزی سے دوڑانے پر صرف کر دی۔

عمران موٹر بوٹ کو مسلسل تیزی سے سمندر میں دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں عمران کو کئی بحری جہاز دکھائی دیئے لیکن عمران ان سے کئی کترا کر آگے بڑھتا رہا۔ کئی جگہوں پر پانی کی بڑی بڑی

طوفانی موجوں نے چاہا کہ موٹر بوٹ کو الٹ دیں لیکن عمران نے بڑی مہارت سے موٹر بوٹ کو بچا لیا۔ موٹر بوٹ چونکہ جدید تھی اور اسے ایسے ہی خطروں سے نمٹنے کے لئے ہی بنایا گیا تھا اس لئے عمران کو اسے چلانے میں کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑ رہا تھا۔

مسلسل اور کئی گھنٹے سفر کرنے کے بعد عمران کو دور سے ایک سیاہ پٹی دکھائی دی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے فوراً کنٹرول روم کے ایک کیبن سے دوربین نکالی اور پھر وہ انجن کو آٹو پائلٹ پر لگا کر باہر آ گیا۔ عرشے کے کنارے پر آ کر وہ ریلنگ کے پاس رکا اور پھر وہ دوربین سے وہ اس سیاہ پٹی کو دیکھنے لگا جو اس کے خیال کے مطابق پاکیشیا کا ساحل نہیں ہو سکتا تھا۔

عمران کے خیال کے مطابق یہ کوئی جزیرہ ہو سکتا تھا۔ وہ اس جزیرے کی پہچان سے یہ تعین کرنا چاہتا تھا کہ وہ درست سمت میں سفر کر رہا ہے یا نہیں۔ سیاہ پٹی بہت دور تھی۔ عمران نے دوربین ایڈجسٹ کی اور سیاہ پٹی کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا یہ ایک ویران اور سنسان جزیرہ تھا۔ جزیرہ ریگستان پر مشتمل تھا جہاں دور دور تک نہ کوئی ٹیلہ دکھائی دے رہا تھا اور نہ درخت اور نہ ہی اس جزیرے پر کوئی ذی روح دکھائی دے رہی تھی۔

”یہ تو کافرستانی جزیرہ ولڈوس معلوم ہوتا ہے اور یہاں سوائے ریت کے میدان کے اور کچھ بھی نہیں ہے“...... عمران نے

بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دور بین گھما کر جزیرے کو دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیا اور آنکھوں سے دور بین ہٹا لی۔ دور بین ہٹاتے ہی وہ یکلخت چونکا اور اس نے ایک بار پھر آنکھوں پر دور بین لگا لی۔ آنکھوں سے دور بین ہٹاتے ہوئے اسے ساحل کے کنارے پر ایک انسان دکھائی دیا تھا جو ساحل پر کھڑا زور زور سے ہاتھ ہلا رہا تھا۔

"اس ویران اور سنسان جزیرے پر یہ کون ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ ہاتھ ہلانے والے انسان کی طرف دور بین ایڈجسٹ کرنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ وہ انسان ایک لڑکی تھی۔

"یہ کون ہو سکتی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے دور بین آنکھوں سے ہٹائی اور تیز تیز چلتا ہوا واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے موٹر بوٹ کو آٹو پائلٹ سے ہٹایا اور اس کا کنٹرول خود سنبھال لیا۔ دوسرے لمحے موٹر بوٹ مڑ کر تیزی سے جزیرے کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

تقریباً بیس منٹ بعد عمران اس ساحل پر پہنچ گیا۔

عمران نے موٹر بوٹ ساحل پر لگائی تو لڑکی تیز تیز چلتی ہوئی اس کے قریب آ گئی۔ عمران کنٹرول روم سے نکلا اور عرشے سے ہوتا ہوا ریلنگ کے پاس آ گیا۔ اس نے باہر آ کر اس لڑکی کو دیکھا تو یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا کہ وہ لڑکی اور کوئی نہیں

جولیا تھی۔ جولیا کو میک اپ میں اور اس سنسان اور غیر آباد جزیرے پر دیکھ کر عمران واقعی حیران رہ گیا تھا۔ اس نے جولیا کو اس کے قد کاٹھ سے پہچانا تھا۔

"کیا آپ میری مدد کر سکتے ہیں"...... جولیا نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران چونکہ کرنل گارشل کے میک اپ میں تھا اس لئے وہ عمران کو نہ پہچان سکی تھی۔

"کیسی مدد"...... عمران نے آواز بدل کر پوچھا۔

"میں اس سنسان اور غیر آباد جزیرے پر پھنس گئی ہوں۔ یہاں شدید گرمی ہے اور میں بھوکی پیاسی بھی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن تم اس ویران اور سنسان جزیرے پر کیا کر رہی ہو۔ یہاں تم آئی کیسے ہو"...... عمران نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"میں سیر کرنے کے لئے نکلی تھی۔ یہاں پہنچی تو میری لانچ خراب ہو گئی۔ لانچ کے پیندے میں سوراخ ہو گیا تھا۔ اس لئے اس میں پانی بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ میں نے لانچ کو بچانے کی بے حد کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکی اور لانچ ڈوب گئی۔ میں بڑی مشکلوں سے جان بچا کر یہاں پہنچی ہوں اور نجانے کب سے مدد کا انتظار کر رہی تھی"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ جولیا کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔

"اس سے اچھا اور کوئی جھوٹ نہیں بول سکتی تم"...... عمران نے نے کہا۔

"جھوٹ۔ کیا مطلب۔ میں نے کیا جھوٹ بولا ہے"...... جولیا نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہیں۔ یہ بتاؤ کہ تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آہانا۔ میرا نام آہانا ہے اور تم"...... جولیا نے جواب دیا۔

"آہانا۔ کیا تمہارا تعلق ہوائی مخلوق سے ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہوائی مخلوق۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ویران جزیروں پر بھوت پریت ہوتے ہیں اور خاص طور پر بھوتوں کی فی میل انسانی روپ بدل کر ساحلوں پر آ کر کھڑی ہو جاتی ہیں تاکہ کوئی کشتی یا جہاز وہاں سے گزرے تو وہ اس کے مسافروں کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا کر اپنے قریب بلا سکیں اور پھر مجھ جیسے ناعاقبت اندیش جیسے ہی ساحلوں پر آتے ہیں تم جیسی بھیانک حسینائیں ان کی گردنیں دبوچ کر ان کا خون پی جاتی ہیں۔ اگر تم اسی نسل سے تعلق رکھتی ہو تو بتا دو میں ابھی ڈر کر بھاگ جاتا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں ڈرانے والی چڑیل دکھائی دیتی ہوں"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے کب کہا کہ تم چڑیل ہو"...... عمران نے کہا۔

"تو اور کیا کہہ رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"بھتنی"...... عمران نے کہا تو جولیا اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگی۔

"تو تم سمجھ رہے ہو کہ میں بھتنی ہوں اور روپ بدل کر یہاں کھڑی ہوں تاکہ تم آؤ تو میں تمہارا خون پی سکوں"...... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو ایسا نہیں لگ رہا تھا لیکن اب تم نے جس طرح تیور بدلے ہیں اب تو واقعی مجھے خوف آنے لگا ہے"...... عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔ بولو"...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"کیوں۔ خون پینے سے پہلے تم نام پتہ پوچھتی ہو"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔

"شٹ اپ۔ بولو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے عبدالحکیم طرطرابی کا نام سنا ہے کبھی"...... عمران نے کہا۔

"عبدالحکیم طرطرابی۔ یہ کیسا نام ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تم اوپر آ جاؤ۔ پھر میں بتاتا ہوں کہ یہ کیسا نام ہے"۔ عمران نے کہا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور سائیڈ پر لگی ہوئی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئی۔

"کیا تمہارا نام عبدالحکیم طرطرابی ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا میرے چہرے کو دیکھ کر لگتا ہے کہ میرا نام عبدالحکیم طرطرابی ہو سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ شکل و صورت سے تو تم ایکریمین لگ رہے ہو"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر تم نے کیسے سوچ لیا کہ میرا نام عبدالحکیم طرطرابی ہے"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"تم نے ابھی تو کہا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے یہ نام سنا ہے کبھی"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے نہیں سنا"۔ جولیا نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

"میں نے بھی کبھی نہیں سنا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو جولیا حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگی۔

"تو کیا ہے تمہارا نام"...... جولیا نے کہا۔

"کون سا نام بتاؤں۔ جو میری اماں بی نے رکھا تھا یا ڈیڈی نے یا پھر جس نام سے مجھے میری بہن پکارتی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک بار پھر چونک پڑی۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے حیرت سے کہا۔

"مطلب یہ کہ میرے تین نام ہیں۔ ایک میری اماں بی نے میرے پیدا ہونے پر رکھا تھا۔ دوسرا نام بلکہ خطاب میرے ڈیڈی نے مجھے دیا تھا اور تیسرا نام میری بہن کا دیا ہوا ہے اور وہ مجھے اکثر

اسی نام سے پکارتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کنٹرول روم میں آ گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے کنٹرول روم میں پہنچ گئی۔ موٹر بوٹ کا انجن سٹارٹ تھا عمران نے سٹیئرنگ گھما کر موٹر بوٹ موڑی اور اسے ساحل سے ہٹاتا لے گیا۔

"کیا نام ہیں تمہارے"...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کا رکھا ہوا نام تو میں نہیں بتاؤں گا البتہ ڈیڈی اور بہن والے نام بتا دیتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"ڈیڈی مجھے غصے سے احمق کہتے ہیں اور بہن بڑے پیار سے مجھے میاں مٹھو کہتی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

"اور اماں بی نے تمہارا نام الو رکھا تھا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا تم علم نجوم جانتی ہو"۔ عمران نے مصنوعی حیرت سے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں نے تمہیں پہچان لیا ہے نانسنس"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تمہیں یہ نام بھی معلوم ہے۔ نانسنس۔ یہ نام تو مجھے میرے ہونے والے بچوں کی اماں نے دیا ہے"...... عمران نے کہا

تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے اور میں حیران بھی ہو رہی ہوں کہ تم جیسا شیطان یہاں کیسے پہنچ گیا۔ کیا تمہیں معلوم تھا کہ میں یہاں ہوں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کو دیکھ کر اس کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا تھا اور اس کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

"پہلی بات یہ ہے کہ میں شیطان نہیں ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں کوئی جوتشی یا اس کا خالہ جاد نہیں ہوں کہ مجھے معلوم ہو گا کہ ایک بے چاری، کنواری اور حسین بلکہ دنیا کی سب سے پیاری لڑکی یہاں اس ویران اور سنسان جزیرے پر پھنسی ہوئی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"سب سے پیاری۔ یہ تم نے مجھ سے کہا ہے"...... جولیا نے کہا۔ عمران کی اس بات نے جیسے اس کے چہرے پر لاکھوں گلاب سے کھلا دیئے تھے۔

"میں نے قافیے کو ردیف سے ملانے کی کوشش کی ہے۔ ویسے بھی سمندر اور ریت سے بھرے اس صحرا میں تم اور میں اکیلے ہی ہیں۔ ہم لاکھ بدصورت سہی لیکن ایک دوسرے کو دیکھ کر یہی کہہ سکتے ہیں کہ تم میرے لئے سب سے پیاری ہو اور میں تمہارے لئے۔ وہ کیا کہتے ہیں گل کے رنگ کھلتے ہیں بادِ صبا میں یا پھر کالے صحراؤں میں"...... عمران نے کہا۔

"یہ کیا منطق ہے"...... جولیا نے کہا۔

"منطق نہیں اسے شاعرانہ مزاج کہتے ہیں۔ حسین ساتھی کا ساتھ ہو تو طبیعت میں شاعرانہ پن آ ہی جاتا ہے چاہے شعر بے قافیہ اور بے ردیف ہی کیوں نہ بولا گیا ہو"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے واقعی حیرت ہو رہی ہے۔ میں بھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتی تھی کہ اس ویران اور سنسان جزیرے پر تم میری مدد کے لئے پہنچ جاؤ گے"...... جولیا نے کہا۔

"میں اپنی مرضی سے یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ مجھے بھیجا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بھیجا گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کس نے بھیجا ہے تمہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے بھیجا ہے مجھے جس نے بنایا ہے تمہیں"...... عمران نے قدرے گنگناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ میں کچھ سمجھی نہیں"...... جولیا نے عمران کا چہرہ تکتے ہوئے کہا۔

"میرے کہنے کا مقصد تھا کہ مجھے یہاں قدرت نے بھیجا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تم اور میں ایک دوسرے سے جدا اور دور دور رہیں۔ ایک نہ ایک دن ہم نے ایک ہونا ہی ہے۔ کاش کہ یہ بات رقیب روسفید کو بھی سمجھ آ جائے"...... عمران نے کہا۔

"اچھا فضول باتیں چھوڑو اور مجھے کچھ کھانے پینے کو کچھ دو۔ میں بے حد بھوکی پیاسی ہوں"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"کیوں۔ تفریح کرنے کے لئے آئی تھی تو ساتھ کھانے پینے کا سامان نہیں لائی تھی"...... عمران نے کہا۔

"میں یہاں تفریح کرنے نہیں آئی تھی"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"تم نے خود ہی کہا تھا"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"میں نے پہلے تمہیں پہچانا نہیں تھا۔ اس لئے میرے پاس بھلا اور کیا بہانہ ہو سکتا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر بتاؤ کہ تم یہاں پہنچی کیسے اور وہ بھی بینڈ باجا اور باراتیوں کے بغیر"...... عمران نے کہا۔

"پہلے مجھے پانی پلاؤ۔ اس جزیرے پر تو مجھے ہر طرف موت کے سائے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ تو میری قسمت اچھی ہے کہ میں کسی اور طرف جانے کی بجائے جزیرے کے کنارے پر ہی رکی رہی کہ شاید اس طرف کوئی جہاز یا موٹر بوٹ آ جائے اور میں اسے مدد کے لئے پکار سکوں"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے سوال گندم پوچھا ہے اور تم جواب چنا دے رہی ہو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"گندم۔ چنا۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ تم یہاں کیسے پہنچ گئی۔ یہ جزیرہ تو غیر آباد ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم بھی میری طرح ظالم سماج سے اکتا کر اس ویران اور سنسان جزیرے پر پہنچ گئی تھی کہ اگر وہاں ظالم سماج ہمیں نہ ملنے دے تو ہم یہاں اس ویران جزیرے پر اپنی دنیا بسا لیں اور امید بہاراں رکھیں کہ یہاں ہماری اپنی سلطنت، اپنی ریاست ہو گی جہاں رہنے والے ہمارے بچے ہمارے بچوں کے بچے اور ان کے بچے ہوں گے اور پھر وہ سب مل کر اس جزیرے کو آباد کر کے نئی ریاست بنائیں گے جہاں کی تم ملکہ عالیہ اور میں بادشاہ سلامت بن جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی۔ وہ عمران کے اس طرح ملنے پر انتہائی خوش دکھائی دے رہی تھی اس لئے شدید پیاس اور بھوک لگنے کے باوجود اسے عمران کی باتیں بری نہ لگ رہی تھیں۔

"اگر تمہارا ایسا ارادہ اور ایسی سوچ ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے"...... جولیا نے شوخ لہجے میں جواب دیا تو عمران بوکھلا گیا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یعنی کہ۔ وہ وہ......" عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو تم اس طرح بوکھلا رہے ہو"...... جولیا نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک کک۔ کچھ نہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ صفدر نے خطبہ

نکاح یاد کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن اس سمیت سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کو ایک عدد مولوی کے ہمراہ یہاں ضرور بلا لینا چاہئے“...... عمران نے کہا۔

”کیوں۔ انہیں یہاں بلانے کی کیا ضرورت ہے“...... جولیا نے کہا۔

”اور کوئی آئے نہ آئے میں رقیب رو سفید کو تو ہر حال میں یہاں بلاؤں گا۔ جب تک وہ میری اور تمہاری شادی کا گواہ بننے کے لئے راضی نہ ہو جائے اس وقت تک مجھے شادی کا لطف ہی نہیں آئے گا“...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”پھر تو تم انتظار ہی کرتے رہ جاؤ گے۔ وہ کبھی بھی ہماری شادی کا گواہ نہیں بنے گا“...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس کے تو بڑے بھی بنیں گے گواہ۔ میرا مطلب ہے میں چیف کو مجبور کروں گا کہ وہ تنویر کو یہاں آنے کا حکم دیں اور جب وہ یہاں آ جائے تو میں اسے گن پوائنٹ پر شادی کا گواہ بننے پر مجبور کر دوں گا“...... عمران نے کہا۔

”اچھا۔ چھوڑو ان باتوں کو اور مجھے پانی پلاؤ۔ بھوک اور پیاس سے میرا برا حال ہو رہا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”کیوں۔ تمہیں بھوکی پیاسی رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ تمہارے سامنے پانی کا سمندر اور ریت ہی ریت تھی۔ ریت پھانک کر اوپر

سے کھارا پانی پی لیتی۔ ریت سے تمہاری بھوک ختم ہو جاتی اور پیٹ میں ریت ہونے کی وجہ سے سمندر کا کھارا پانی بھی فلٹر ہو کر تمہارے معدے میں پہنچ جاتا“...... عمران نے اپنی ہانکتے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

”ہونہہ۔ میں خود ہی دیکھ لیتی ہوں“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور تیزی سے عرشے سے ہوتی ہوئی ڈیک کی طرف بڑھی اور ایک کیبن میں گھستی چلی گئی۔

”ارے ارے رکو۔ میری بات......“ عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن اب جولیا بھلا اس کی کہاں سننے والی تھی وہ تیزی سے کیبن میں داخل ہو گئی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور دوبارہ کنٹرول روم میں آ گیا۔ موٹر بوٹ کا انجن چل رہا تھا۔ اس نے وہیل سنبھالا اور موٹر بوٹ کو موڑنے لگا۔ جولیا جس کمرے میں گئی تھی وہاں منرل واٹر کی بوتلیں بھی موجود تھیں اور خشک کھانے کے ڈبے بھی تھے اس لئے عمران کو یقین تھا کہ جولیا کھانے پینے سے فارغ ہو کر جلد ہی اس کے پاس پہنچ جائے گی۔ وہ ابھی تک اس بات پر حیران تھا کہ جولیا اس ویران اور غیر آباد جزیرے پر کیا کر رہی تھی وہ بھی ایک غیر ملکی لڑکی کے میک اپ میں۔ اس نے لانچ کو ایک بار پھر تیز رفتاری سے سمندر میں دوڑانا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں جولیا واپس آ گیا۔ اب وہ بے حد فریش دکھائی دے رہی تھی۔ خشک کھانے کھا کر اور منرل واٹر پی کر اس کے

چہرے پر چھائی ہوئی تھکاوٹ اور سستی ختم ہو گئی تھی۔

"ہاں۔ اب پوچھو کیا پوچھ رہے تھے تم"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہی کہ آخر وہ دن کب آئے گا جب تم میری کچھ تو ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"کچھ کیا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں"...... عمران نے سر جھٹک کر کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم بتاؤ۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"لوگ محبوباؤں کی تلاش میں خاک چھانتے ہیں میں سمندر چھان رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا تم بلیک ماما کو تلاش کر رہے ہو"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"بلیک ماما۔ کیا مطلب۔ بلیک ماما یہاں کہاں سے آ گیا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ یہیں ہے۔ اسی سمندر میں"۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اسی سمندر میں۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر کہا تو جولیا نے اسے ساری تفصیل بتا دی جسے سن کر عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"ایکریمین انٹرنیشنل اسمتھ شپنگ کمپنی کا مالک اسمتھ ہی بلیک

ماما ہے"...... عمران نے تحیر بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ بات مجھے سی شارک شپ میں ملنے والی سارکا نامی لڑکی نے بتائی تھی جو بلیک ماما کے ایک سیکشن کے لئے کام کرتی تھی"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے عمران کو یہ بھی بتا دیا کہ وہ اس شپ میں کیسے پہنچی تھی اور کس طرح سے اسمتھ یعنی بلیک ماما نے اسے پہچان کر اسے مفلوج کر کے سمندر میں پھینک دیا تھا۔

"تو تم بے ہوشی کی حالت تیرتی ہوئی اس جزیرے پر پہنچی تھی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے یاد نہیں کہ میں کب اس جزیرے پر پہنچی تھی"۔ جولیا نے کہا۔

"تم نے کیا نام بتایا اس شپ کا۔ سی شارک"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہی نام ہے اس شپ کا"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اس شپ کی کوئی خاص نشانی یاد ہے تمہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ جب مجھے سمندر میں پھینکا گیا تھا تو میرا جسم مفلوج ہونے کی وجہ سے پانی میں گول گول گھوم رہا تھا۔ تب میری دور جاتے ہوئے اس شپ کے عقب میں نظر پڑی تھی۔ اس شپ کے عقبی حصے میں ایک بڑی سی سی شارک بنی ہوئی تھی"...... جولیا نے جواب دیا۔

"اس سی شارک کا رنگ کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"بلیو رنگ کی سی شارک تھی وہ"...... جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ شپ ابھی سمندر میں ہی ہو گا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں شاید"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر ہمیں جلد سے جلد اس شپ کو ڈھونڈنا ہو گا۔ اگر بلیک ماما اسی شپ میں ہے تو پھر اسے پکڑنے کا ہمیں اس سے اچھا موقع نہیں مل سکے گا"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم راڈار پر نظر رکھو۔ میں دور بین لے کر باہر جاتی ہوں اور اس شپ کو تلاش کرتی ہوں۔ راڈار میں تمہیں جس طرف کوئی شپ دکھائی دے موٹر بوٹ اسی طرف لے جانا"۔ جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے راڈار پر نظر ڈالی تو اسے جنوب مشرق کی طرف ایک شپ کا کاشن ملا۔ عمران نے راڈار ایڈجسٹ کیا اور اس شپ کا موٹر بوٹ سے فاصلہ دیکھ کر اس نے موٹر بوٹ کو تیزی سے اس شپ کی طرف دوڑانا شروع کر دیا۔ جولیا وہیں تھی۔

"تم یہ موٹر بوٹ سنبھالو میں باہر جا کر اس شپ کو چیک کرتا ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جولیا سے دور بین لی اور اسے لے کر کنٹرول روم سے باہر نکلتا چلا گیا اور پھر عرشے سے ہوتا ہوا ریلنگ کے پاس آ کر وہ دور بین

سے سمندر کے اس حصے کی طرف دیکھنا شروع ہو گیا جس طرف سے اسے راڈار پر شپ کا کاشن مل رہا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اسے دور سے ایک شپ دکھائی دیا جو تیز رفتاری سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔

"جولیا۔ موٹر بوٹ کو آٹو پائلٹ کر کے باہر آؤ"...... عمران نے کنٹرول روم کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے کہا تو چند ہی لمحوں میں جولیا باہر آ گئی۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے اس کے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"ایک شپ دکھائی دیا ہے۔ اس پر نیلے رنگ کی سی شارک بھی بنی ہوئی ہے۔ عرشے پر ریلنگ کے پاس ایک ادھیڑ آدمی موجود ہے۔ اسے دیکھو اور دیکھ کر بتاؤ کہ کیا یہی ہے بلیک ماما"۔ عمران نے کہا اور دور بین اسے دے دی۔ جولیا نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور دور نقطے جیسے نظر آنے والے بحری جہاز کو دیکھنے لگی۔ دور بین انتہائی طاقتور تھی جس سے شپ آسانی سے دکھائی دے رہا تھا۔

"ہاں ہاں۔ یہی ہے وہ۔ یہی بلیک ماما ہے"...... جولیا نے ریلنگ کے پاس کھڑے آدمی کو دیکھ کر تیز لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس نے بھی ہمیں دور بین سے دیکھ لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اب"...... جولیا نے کہا۔

"اب کیا۔ ہمیں ہر حال میں اس شپ تک پہنچنا ہے پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بلیک مامبا جیسے زہریلے ناگ کو اس کے انجام تک پہنچانے کا اس سے اچھا موقع پھر شاید ہی ہمیں مل سکے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں نے کیبن میں اسلحہ دیکھا ہے۔ کہو تو اٹھا لاؤں"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ جاؤ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے کیبن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ عمران واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے خود کار نظام کو آف کیا اور پھر وہ موٹر بوٹ کی رفتار کم کرتا چلا گیا اور پھر اس نے آہستہ آہستہ موٹر بوٹ روکنی شروع کر دی۔ چند ہی لمحوں میں موٹر بوٹ رک گئی۔ اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر عمران چونک پڑا۔ اس کی نظریں بے اختیار آسمان کی طرف اٹھ گئیں۔ ایک گن شپ ہیلی کاپٹر تیزی سے اس کی سمت آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا انداز انتہائی جارحانہ تھا پھر چند ہی لمحوں میں ہیلی کاپٹر موٹر بوٹ کے سر پر تھا۔ عمران نے جونہی ہیلی کاپٹر کو دیکھا۔ ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے میں لگے ہوئے لانچر سے سرخ رنگ کا ایک میزائل چنگاریاں اڑاتا ہوا نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے موٹر بوٹ کی طرف لپکا اور پھر ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔

بلیک مامبا ریلنگ کے پاس کھڑا آنکھوں پر بدستور دوربین لگائے اس لانچ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے شپ سے گن شپ ہیلی کاپٹر کو موٹر بوٹ کی طرف جاتے دیکھ لیا تھا۔ ہیلی کاپٹر بلندی پر جا کر ایک لمبا چکر کاٹتا ہوا موٹر بوٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ موٹر بوٹ ابھی شپ سے کافی فاصلے پر تھی اور پھر یہ دیکھ کر بلیک مامبا بے اختیار چونک پڑا کہ موٹر بوٹ کی رفتار اچانک کم ہونی شروع ہو گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں اس نے موٹر بوٹ کو ایک جگہ رکتے دیکھا۔

"یہ عمران نے موٹر بوٹ کیوں روک لی ہے"...... بلیک مامبا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس نے گن شپ ہیلی کاپٹر کو ٹھیک موٹر بوٹ کے اوپر آتے دیکھا۔

"ویل ڈن ہڈسن۔ اب اس موٹر بوٹ کے پرخچے اڑا دو"۔ بلیک مامبا نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا اسی لمحے اس نے ہیلی

کاپٹر کے لانچر سے سرخ میزائل کو نکل کر تیزی سے موٹر بوٹ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ ریڈ میزائل لانچ سے ٹکراتا اور اس کے ٹکڑے اُڑتے۔ بلیک ماما نے اچانک موٹر بوٹ کو تیزی سے حرکت کرتے اور آگے بڑھتے دیکھا۔ موٹر بوٹ کے اچانک اور تیزی سے آگے بڑھنے کی وجہ سے ریڈ میزائل ٹھیک اس جگہ پانی میں گرا جہاں چند لمحے قبل موٹر بوٹ موجود تھی۔ دوسرے لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور بلیک ماما نے موٹر بوٹ کو پانی پر اچھلتے دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑتا چلا گیا کیونکہ موٹر بوٹ پوری قوت سے اچھلی تھی اور پھر دوبارہ پانی پر آ گئی تھی اور رکے بغیر تیزی سے موڑ کاٹتی ہوئی دوسری طرف چلی گئی تھی۔ یہ دیکھ کر ہیلی کاپٹر بھی گھوما اور اس نے دوڑتی ہوئی موٹر بوٹ پر ایک اور ریڈ میزائل فائر کر دیا۔ موٹر بوٹ چونکہ نہایت تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی اس لئے اس بار جیسے ہی ہیلی کاپٹر سے میزائل فائر ہوا موٹر بوٹ تیزی سے دوسری سمت گھوم گئی اور ریڈ میزائل ٹھیک موٹر بوٹ کے پاس سے گزرتا ہوا سمندر میں جا گرا۔ موٹر بوٹ ابھی تھوڑا ہی آگے گئی تھی کہ زور دار دھماکہ ہوا اور سمندر کا پانی جوار بھاٹا کی طرح اچھلا۔ پانی میں تیز لہریں سی پیدا ہو گئیں۔ موٹر بوٹ لہرائی لیکن موٹر بوٹ میں موجود عمران نے موٹر بوٹ کو نہایت مہارت سے سنبھال لیا اور موٹر بوٹ اچھلتی ہوئی لہروں پر ترچھے انداز میں گزرتی ہوئی سطح پر آ گئی اور تیزی سے دوڑنا شروع

ہو گئی۔

ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے جو موٹر بوٹ کو یوں بچتے دیکھا تو اس نے رخ موڑا اور پھر وہ تیزی سے موٹر بوٹ کے پیچھے لپکا۔ اس بار ہیلی کاپٹر نے میزائل فائر کرنے کی بجائے ہیلی کاپٹر کے نیچے لگی ہوئی ہیوی مشین گن کا منہ کھول دیا تھا۔ ماحول مشین گن کے گرجنے کی آوازوں سے گونج اٹھا اور آگ کے شعلے بجلی کی سی تیزی سے موٹر بوٹ پر لپکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

بلیک ماما نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا اور اس کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس بلیک ماما۔ ہڈسن بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ہیلی کاپٹر کے پائلٹ ہڈسن کی آواز سنائی دی۔

"ہڈسن۔ یاد رکھو کہ اگر یہ بچ گیا تو تم میرے قہر سے نہیں بچ سکو گے۔ ان کے جسموں کے پرخچے نہ اڑے تو تمہارے وجود کو ہمیشہ کے لئے مٹا دوں گا"...... بلیک ماما نے غرا کر کہا۔

"آپ فکر نہ کریں جناب۔ یہ معمولی سی موٹر بوٹ ہے۔ میں ابھی اس کے پرخچے اُڑا دوں گا"...... ہڈسن نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ اب عمران موٹر بوٹ کو انتہائی تیز رفتاری سے چلاتا ہوا زگ زیگ کے انداز میں بھگانے لگا۔ اس بار ہیلی کاپٹر سے یکے بعد دیگرے دو مزید ریڈ میزائل موٹر بوٹ کی طرف بڑھے لیکن عمران نے پہلے کی طرح اچانک موٹر بوٹ لہرا دی اور دونوں میزائل

موٹر بوٹ کے عین اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ ایک اور حملہ ناکام ہوتے دیکھ کر بلیک ماما نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ تم سے ایک موٹر بوٹ نہیں سنبھالی جا رہی ہے"...... بلیک ماما نے سیل فون پر گرجتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کوشش کر رہا ہوں بلیک ماما"...... ہڈسن نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کوشش نہیں۔ اس موٹر بوٹ کو یقینی طور پر تباہ ہونا چاہئے۔ ہر حال میں اور ہر قیمت پر سمجھے تم"...... بلیک ماما نے گرجتے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ میں اب اس موٹر بوٹ پر کلسٹر بم گراؤں گا"...... ہڈسن کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے بلیک ماما نے ہیلی کاپٹر عین موٹر بوٹ کے اوپر سے گزرتے دیکھا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر سے بے شمار بم موٹر بوٹ پر ایک لائن کی شکل میں گرتے دکھائی دیئے۔ لیکن عمران کی موٹر بوٹ کی رفتار اتنی تیز تھی کہ موٹر بوٹ لمحوں میں اس ایریئے سے نکل گئی جہاں بم گرائے گئے تھے۔ بم یکے بعد دیگرے پانی میں گرے اور پانی میں جیسے بھونچال سا آ گیا۔ لہریں سینکڑوں فٹ بلند ہوئیں ان کا سرکل اس تیزی سے پھیلا کہ ایک لمحے کے لئے شپ بھی لہرا گیا۔ شپ کو جس طرح سے زور دار جھٹکا لگا تھا بلیک ماما نے فوراً ریلنگ کو پکڑ لیا تھا ورنہ

جھٹکے سے وہ یقینی طور پر سمندر میں جا گرتا۔

جب سمندر کی لہریں، دھویں اور آگ کا طوفان تھما تو بلیک ماما نے موٹر بوٹ کو دور جاتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر بدستور اس کے پیچھے لگا ہوا تھا اور اس پر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ موٹر بوٹ کو اس طرح بچ کر نکلتے دیکھ کر بلیک ماما کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں نانسنس۔ اس موٹر بوٹ کو کسی بھی قیمت پر نہیں بچنا چاہئے۔ آگے بڑھو اور موٹر بوٹ پر کلسٹر بموں کے ساتھ میزائل اور فائرنگ بھی تیز کر دو"...... بلیک ماما نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماما"...... ہڈسن نے جواب دیا۔ اسی لمحے ایک میزائل ہیلی کاپٹر سے نکل کر لانچ کی طرف بڑھا۔ ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور ہڈسن نے پانی کی بڑی لہر بلند ہوتے دیکھی۔ اس لہر کے ساتھ اس نے یکلخت موٹر بوٹ کو بھی اوپر اٹھتے دیکھا۔ جیسے ہی موٹر بوٹ فضا میں بلند ہوئی اسی لمحے بلیک ماما نے ایک ریڈ میزائل بجلی کی سی تیزی سے موٹر بوٹ کی طرف لپکتے دیکھا۔ دوسرے لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور بلیک ماما کو ہر طرف سرخ آگ پھیلتی ہوئی دکھائی دی۔ اسے یوں لگا جیسے ریڈ میزائل نے موٹر بوٹ کو ہٹ کر دیا ہو۔ آگ کے سرخ طوفان میں موٹر بوٹ کا نشان تک غائب ہو گیا تھا۔

عمران بڑی مہارت سے موٹر بوٹ کنٹرول کر رہا تھا۔ وہ موٹر
بوٹ کو دائیں بائیں موڑتا ہوا اسے زگ زیگ انداز میں دوڑا رہا
تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر سے میزائلوں کے ساتھ ساتھ مسلسل فائرنگ بھی
کی جا رہی تھی اور ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا جیسے ہی اس کی موٹر بوٹ
کے اوپر سے گزرتا کلسٹر بموں کی ایک لائن سی نیچے آتی۔ عمران
کلسٹر بموں کی لائن دیکھ کر فوراً موٹر بوٹ کا رخ موڑ لیتا اور کلسٹر
بم جیسے ہی سمندر میں گرتے یکے بعد دیگرے ہونے والے زور دار
دھماکوں کے ساتھ سمندر میں جیسے طوفان سا آ جاتا۔ دھماکوں سے
سمندر کی لہریں اس قدر بلند ہو رہی تھیں کہ عمران کو موٹر بوٹ
سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ بمشکل موٹر بوٹ کنٹرول کر رہا تھا ورنہ
تیز اور بڑی بڑی لہروں کی زد میں آ کر اس کی موٹر بوٹ یقیناً
الٹ جاتی۔

عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ ہر ممکن

طریقے سے موٹر بوٹ کو ہیلی کاپٹر کی زد میں آنے سے بچا رہا تھا
لیکن ہیلی کاپٹر کسی طرح اس کا پیچھا چھوڑنے کا نام ہی نہ لے رہا
تھا۔ وہ بار بار اس کی موٹر بوٹ کی طرف لپک رہا تھا جیسے اس ہیلی
کاپٹر کے پائلٹ نے ہر حال میں اس کی موٹر بوٹ تباہ کرنے کا
فیصلہ کر لیا ہو۔

تیزی سے موڑ کاٹتے ہوئے جیسے ہی عمران نے موٹر بوٹ آگے
بڑھائی اس نے ایک بار پھر ایک ریڈ میزائل کو اپنی طرف آتے
دیکھا۔ میزائل اس کی موٹر بوٹ کے عقب میں کچھ فاصلے پر گرا۔
زور دار دھماکہ ہوا اور پانی اچھل پڑا۔ اس بار پانی کے اچھلنے کی
شدت اتنی زیادہ تھی کہ عمران کی موٹر بوٹ بھی یکلخت کسی طیارے
کی طرح ہوا میں بلند ہوتی چلی گئی۔ عمران کے اوسان خطا ہو گئے۔
اس کی موٹر بوٹ جس انداز میں ہوا میں بلند ہوئی تھی اگر عقب میں
موجود ہیلی کاپٹر اس پر ایک اور میزائل فائر کر دیتا تو اس بار عمران
کسی بھی صورت میں دفاع نہ کر سکتا تھا اور ہوا میں بلند موٹر بوٹ
سے میزائل ٹکراتا تو ظاہر ہے اس کا نتیجہ اظہر من الشمس تھا۔ پھر یہی
ہوا اچانک عمران نے ہیلی کاپٹر کو عقب میں عین موٹر بوٹ کے
پیچھے آتے دیکھا اسی لمحے ہیلی کاپٹر سے ایک ریڈ میزائل فائر ہوا اور
تیزی سے موٹر بوٹ کی طرف بڑھا۔ عمران ساکت سا ہو کر رہ گیا۔
اس بار ہیلی کاپٹر سے جو ریڈ میزائل فائر ہوا تھا اس میزائل سے بچنا
اس کے لئے ناممکن تھا کیونکہ اس کی موٹر بوٹ ہوا میں اٹھی ہوئی

تھی اور وہ اسے کسی بھی صورت میں نہ موڑ سکتا تھا نہ اسے روک سکتا تھا۔

میزائل تیزی سے اس کی موٹر بوٹ کے قریب آیا ہی تھا کہ اسی لمحے موٹر بوٹ کے عقب سے ایک اور میزائل نکلا اور دوسرے لمحے دو دھماکے ایک ساتھ ہوئے۔ تیز گرج کے ساتھ آگ کا طوفان سا فضاء میں پھیلا اور عمران کی موٹر بوٹ جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیر کی طرح اڑتی ہوئی سمندر میں دور جا گری۔ موٹر بوٹ کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ عمران نے فوراً دیواروں کا سہارا لے لیا ورنہ اس زور دار جھٹکے سے یقیناً وہ گر جاتا اور اس کی ہڈی پسلی ایک ہو جاتی۔ چونکہ موٹر بوٹ کا انجن اسٹارٹ تھا اور موٹر بوٹ بیلنس کے ساتھ پانی میں گری تھی اس لئے پانی میں گرتے ہی تیزی سے آگے کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ موٹر بوٹ کا بیلنس خراب ہوتا اور موٹر بوٹ آؤٹ آف کنٹرول ہو کر دائیں یا بائیں پلٹ جاتی۔ عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے فوراً موٹر بوٹ کا کنٹرول سنبھالا اور اسے فوراً سیدھے رخ پر دوڑانا شروع کر دیا۔ اسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونک کر دیکھا تو جولیا اندر آ رہی تھی اس کے ہاتھ میں میزائل لانچر تھا۔

''تم ٹھیک ہو''...... جولیا نے اس کی جانب متوحش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم ساتھ ہو تو پھر بھلا مجھے کیا ہو سکتا ہے''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک گاڈ۔ میں تو ڈر گئی تھی کہ جس بری طرح سے موٹر بوٹ سمندر میں گری تھی اس کے زور دار جھٹکے سے تم زخمی نہ ہو گئے ہو''۔ جولیا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو تم نے موٹر بوٹ کی طرف آتے ہوئے ریڈ میزائل کو تباہ کیا تھا''...... عمران نے اس کے ہاتھ میں موجود میزائل لانچر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس سے ابھی تک ہلکا ہلکا دھواں نکل رہا تھا۔

''ہاں۔ میں عقب میں تھی۔ میں ہیلی کاپٹر کا نشانہ لینے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اسی لمحے ہیلی کاپٹر سے نکلنے والے میزائل نے موٹر بوٹ کو ہوا میں اچھال دیا۔ میں عقب کی دیوار سے چپکی ہوئی تھی۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے ہوا میں اٹھی ہوئی موٹر بوٹ پر دوسرا ریڈ میزائل فائر کیا تو میں نے فوراً خود کو سنبھالا اور ریڈ میزائل فائر کر دیا جس کے نتیجے میں دونوں میزائل راستے میں ٹکرا گئے۔ اگر مجھے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو ریڈ میزائل اس موٹر بوٹ سمیت تجھے اڑا دیتا''...... جولیا نے کہا۔

''ویل ڈن۔ تم نے اس بار خود کو اور مجھے حقیقت میں یقینی موت سے بچایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں جلد سے جلد اس ہیلی کاپٹر سے پیچھا چھڑانا ہوگا ورنہ یہ اس وقت تک ہماری جان نہیں چھوڑے گا جب تک موٹر بوٹ ہٹ

نہ کر دے"...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک بار پھر گڑگڑاتا ہوا موٹر بوٹ کے عین اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ عمران نے فوراً موٹر بوٹ دائیں طرف گھمائی لیکن اس بار ہیلی کاپٹر کی مشین گن سے نکلتی ہوئی گولیاں موٹر بوٹ کے عرشے پر سوراخ بناتی چلی گئیں۔

"تم موٹر بوٹ کو سنبھالو۔ میں اس ہیلی کاپٹر کا کچھ کرتا ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ آئی۔ عمران نے اس سے میزائل لانچر لے لیا۔ جولیا کے کاندھے پر مشین گن بھی لٹک رہی تھی۔ عمران کے کہنے پر اس نے مشین گن بھی اتار کر اسے دے دی اور موٹر بوٹ کا کنٹرول سنبھال لیا۔ عمران مشین گن اور میزائل لانچر لے کر تیزی سے باہر آ گیا اور عرشے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر گولیاں برسا کر آگے نکل گیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ پلٹا اور اس نے مشین گن سے آگ اگلنی شروع کر دی اور موٹر بوٹ پر مسلسل فائرنگ کرتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ جولیا نے بھی ہیلی کاپٹر کو فائرنگ کرتے دیکھ لیا تھا اس نے تیزی سے موٹر بوٹ لہرانی شروع کر دی۔ ہیلی کاپٹر سے نکلنے والی گولیاں موٹر بوٹ کی باڈی پر پڑنے کی بجائے سائیڈ میں پانی میں گرنے لگیں۔ پھر جونہی دوبارہ ہیلی کاپٹر موٹر بوٹ کے نزدیک آیا عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز فضا میں گونجی۔ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر کی

باڈی کو چھلنی کرتی چلی گئیں۔ اسی وقت ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ موٹر بوٹ کے قریب ہی ایک بم گرا۔ پانی میں شعلے برآمد ہوئے اور اسی تیزی سے بجھ گئے۔

ہیلی کاپٹر جونہی موٹر بوٹ کے قریب پہنچا عمران نے ایک بار پھر مشین گن کا ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ مشین گن سے تڑتڑاہٹ ہوئی لیکن اس بار ہیلی کاپٹر مشین گن کی رینج سے باہر تھا۔ ہیلی کاپٹر سے ایک بار پھر موٹر بوٹ پر کلسٹر بم پھینکے گئے۔ جولیا نے تیزی سے لانچ گھما دی۔ بم پانی میں گرے اور پھر پانی میں بھونچال آ گیا۔ موٹر بوٹ بری طرح سے ڈگمگائی لیکن کنٹرول روم میں موجود جولیا نے بروقت موٹر بوٹ سنبھال لی۔ وہ پہلے موٹر بوٹ زگ زیگ انداز میں لہرا رہی تھی پھر اس نے موٹر بوٹ متوازی کی اور تیزی سے آگے نکلتی چلی گئی۔

عمران ریلنگ کے پاس کھڑا ہیلی کاپٹر پر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ مشین گن سے نکلنے والی گولیوں کی متوازی لکیر اوپر جاتی اور پھر قوس کی صورت میں سمندر میں گرتی دکھائی دے رہی تھی۔ اسی لمحے عمران نے شپ کی طرف سے چار موٹر بوٹس کو تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا۔ چاروں موٹر بوٹس نیم دائرے کی شکل میں گھومتی ہوئی آ رہی تھیں۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان کی لانچ کے گرد چاروں سمتوں سے گھیرا ڈالنا چاہتی ہوں۔ موٹر بوٹس پر مشین گنیں لگی ہوئی تھیں اور اس پر موجود افراد کے ہاتھوں میں میزائل لانچر

بھی دکھائی دے رہے تھے۔

عمران مڑ کر سائیڈ ریلنگ کی طرف بڑھا تو اس نے دائیں طرف سے ہیلی کاپٹر کو مڑ کر اپنی طرف آتے دیکھا۔ عمران نے مشین گن ایک طرف پھینکی اور پھر اس نے نیچے رکھا ہوا میزائل لانچر اٹھا لیا۔ جیسے ہی اس نے میزائل لانچر اٹھایا ہیلی کاپٹر یکلخت مڑا اور تیزی سے دور ہٹتا چلا گیا۔ شاید ہیلی کاپٹر والوں نے اسے لانچر اٹھاتے دیکھ لیا تھا۔

جولیا نے موٹر بوٹ کو سامنے سے آنے والی موٹر بوٹس کی طرف دوڑانا شروع کر دیا تھا۔ عمران نے کیبن کی طرف دیکھا تو اسے جولیا کا چہرہ دکھائی دیا۔ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اسے موٹر بوٹ اسی طرف لے جانے کا اشارہ کیا تو جولیا نے اس کا اشارہ سمجھ کر اثبات میں سر ہلا دیا اور اس نے موٹر بوٹ کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔ دور جاتے ہی ہیلی کاپٹر ایک بار پھر پلٹا اور اس بار وہ ان کی موٹر بوٹ کے عقب کی طرف سے آگے بڑھا۔ اب عمران کے لئے صورتحال مخدوش ہو گئی تھی۔ پیچھے سے ہیلی کاپٹر آ رہا تھا اور سامنے سے چار جنگی موٹر بوٹس آ رہی تھیں۔ اگر عمران عقب میں جا کر ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنانے کی کوشش کرتا تو سامنے سے آنے والی موٹر بوٹس قریب پہنچ جاتیں اور وہ ان کی موٹر بوٹ پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ لانچروں سے میزائل بھی فائر کرنا شروع کر دیتے خطرہ چونکہ بڑھ گیا تھا اس لئے عمران نے فوراً میزائل لانچر

اٹھایا اور دور سے آنے والے ہیلی کاپٹر پر ایک میزائل فائر کر دیا۔ میزائل بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا لیکن دوسرے لمحے راستے میں بلاسٹ ہو گیا۔ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد نے میزائل دیکھتے ہی اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی تھی جس کے نتیجے میں میزائل راستے میں ہی تباہ ہو گیا۔ عمران نے ایک اور میزائل فائر کیا۔ اس بار ہیلی کاپٹر سے اس میزائل پر فائرنگ کرنے کی بجائے یکلخت پائلٹ نے ہیلی کاپٹر موڑ لیا۔ میزائل تیزی سے ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزر کر دور سمندر میں گر کر بلاسٹ ہو گیا۔

عمران کے ان دو میزائل فائر کرنے کا یہ فائدہ ہوا تھا کہ اب ہیلی کاپٹر موٹر بوٹ سے دور ہٹتا جا رہا تھا اور شاید ہیلی کاپٹر کے لانچروں میں میزائل ختم ہو گئے تھے اس لئے ہیلی کاپٹر کی طرف سے کوئی میزائل فائر نہ کیا جا رہا تھا لیکن سامنے سے بکھر کر آنے والی موٹر بوٹس سے ضرور میزائل برسنا شروع ہو گئے تھے جو ان کی موٹر بوٹ کے دائیں بائیں اور اوپر سے گزر رہے تھے۔

عمران نے فوراً اپنا رخ ان موٹر بوٹس کی طرف کیا جو تیزی سے قریب آتی جا رہی تھیں۔ عمران نے ایک موٹر بوٹ کا نشانہ لیا اور لانچر کا بٹن پریس کر دیا۔ لانچر سے میزائل نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے موٹر بوٹ کی طرف بڑھا۔ عمران نے ایک بار پھر بٹن پریس کیا۔ لانچر سے دوسرا میزائل نکلا اور پہلے میزائل کے پیچھے لپکتا چلا گیا۔ عمران نے جو پہلا میزائل فائر کیا تھا دوسرا میزائل اس سے

قدرے فاصلہ رکھ کر فائر کیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلا میزائل دیکھ کر موٹر بوٹ نے فوراً اپنا رخ پلٹنا چاہا لیکن وہ جس طرف پلٹی اس طرف سے دوسرا میزائل آ رہا تھا۔ میزائل موٹر بوٹ کی سائیڈ سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور موٹر بوٹ کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔

عمران نے پہلی موٹر بوٹ کو تباہ ہوتے دیکھ کر دوسری موٹر بوٹ کا نشانہ لیا اور میزائل فائر کر دیا۔ اس سے پہلے کہ موٹر بوٹ کا رخ مڑتا میزائل ٹھیک موٹر بوٹ کے سنٹر سے ٹکرایا۔ فضا میں تیز روشنی کے ساتھ ہی ہولناک دھماکہ ہوا اور دوسری موٹر بوٹ کے بھی پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ اسی لمحے ایک موٹر بوٹ جو قریب پہنچ چکی تھی بجلی کی سی تیزی سے ان کی موٹر بوٹ کے قریب سے گزری اور موٹر بوٹ پر موجود افراد نے ان کی موٹر بوٹ پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی۔

گولیاں عمران کے ارد گرد پڑیں تو عمران فوراً نیچے جھک گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران سیدھا ہوتا دوسری موٹر بوٹ اس کی موٹر بوٹ کی دوسری سائیڈ سے گزری۔ تڑتڑاہٹوں کی آوازوں کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی اور عمران کو اپنے سر سے سینکڑوں گولیاں گزر کر سائیڈ کیبن کی دیوار میں گھستی دکھائی دیں۔ دونوں موٹر بوٹس ان کی موٹر بوٹ کے دائیں بائیں سے گزر کر تیزی سے پیچھے چلی گئی تھیں۔

عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے ایک بار پھر میزائل لانچر سنبھال لیا۔ اس سے پہلے کہ دونوں موٹر بوٹس مڑ کر واپس ان کی موٹر بوٹ کی طرف آتیں، کنٹرول روم میں موجود جولیا نے بجائے موٹر بوٹ سیدھی لے جانے کے اسے تیزی سے گھما دیا۔ دوسرے لمحے ان کی موٹر بوٹ کا رخ پیچھے سے آنے والی موٹر بوٹس کی طرف ہو گیا۔ عمران، جولیا کی اس ذہانت پر مسکرا دیا۔ مڑ کر آنے والی موٹر بوٹس سے ایک بار پھر فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ عمران جھکے جھکے انداز میں سائیڈ ریلنگ کی طرف بڑھا۔ اس کی نظریں آسمان پر اس ہیلی کاپٹر کو تلاش کر رہی تھیں جو ان کے لئے زیادہ خطرے کا باعث بن سکتا تھا۔ یہ دیکھ کر عمران کے چہرے پر سکون آ گیا کہ ہیلی کاپٹر ابھی فاصلے پر تھا البتہ وہ بلندی سے بدستور ان کی موٹر بوٹ کے گرد ہی چکرا رہا تھا۔

جولیا نے جیسے ہی موٹر بوٹ کا رخ گھما کر پیچھے سے آنے والی موٹر بوٹس کی طرف کیا۔ موٹر بوٹس والے بوکھلا گئے۔ انہوں نے فوراً موٹر بوٹس کو دائیں بائیں گھمایا لیکن اس سے پہلے کہ وہ دور جاتے عمران ان میں سے ایک موٹر بوٹ کا نشانہ لے کر میزائل فائر کر چکا تھا۔ میزائل کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر موٹر بوٹس میں موجود افراد کو اور کچھ نہ سوجھا تو موٹر بوٹس سے ہی کودنا شروع ہو گئے۔ ابھی اس موٹر بوٹ سے دو تین افراد ہی کودے ہوں گے کہ میزائل موٹر بوٹ کے عین اوپر گرا۔ زور دار دھماکے کے ساتھ گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی

دی اور موٹر بوٹ کے پرخچے اڑ کر فضاء میں پھیلتے چلے گئے۔

میزائل فائر کرتے ہی عمران نے ایک اور حرکت کی۔ وہ تیزی سے اچھلا پھر دوسرے ہی لمحے وہ کیبن اور کنٹرول روم کی چھت پر تھا۔ چھت پر لیٹے لیٹے عمران نے آخری موٹر بوٹ کے قریب آنے کا انتظار کیا اور پھر جونہی وہ قریب پہنچی۔ عمران نے یکے بعد دیگرے اس پر دو میزائل فائر کر دیئے۔ فضا میں دھماکوں کے ساتھ شعلے اٹھے اور آخری موٹر بوٹ کے بھی پرخچے اڑتے چلے گئے۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر نے تیزی سے غوطہ لگایا اور بجلی کی سی تیزی سے ان کی موٹر بوٹ پر جھپٹا۔ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے شاید عمران کو کنٹرول روم کی چھت پر دیکھ لیا تھا اس لئے وہ اسے نشانہ بنانے کے لئے تیزی سے نیچے آیا تھا۔ دوسرے لمحے مشین گن گرجی اور گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی۔ عمران نے تیزی سے پلٹا کھایا اور دوسرے ہی لمحے اگر وہ اپنے آپ کو نہ سنبھالتا تو سیدھا چھت پر سے پھسل کر سمندر میں جا گرتا۔ ہیلی کاپٹر سے برسائی ہوئی گولیاں ایک لائن بناتی ہوئیں چھت میں سوراخ کرتی ہوئیں عمران سے تقریباً ایک فٹ کے فاصلے سے گزر گئیں البتہ عمران کے ہاتھوں سے میزائل لانچر نکل کر نیچے جا گرا تھا۔ عمران نے فوراً کیبن کی چھت کا کنارہ پکڑا اور اس سے لٹک کر کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور اس کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ ہوئی لیکن ہیلی کاپٹر اس اثناء میں دور جا چکا تھا۔ عمران نے سر گھمایا تو یہ

دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ شپ کی طرف سے مزید دو گن شپ موٹر بوٹس ان کی طرف بھیج دی گئی تھیں جو پہلے والی موٹر بوٹس سے کہیں زیادہ تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھ رہی تھیں اور ان موٹر بوٹس پر موجود افراد مسلسل ان کی موٹر بوٹ پر فائرنگ کر رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک موٹر بوٹ قریب آئی اور پھر زائیں کی تیز آواز کے ساتھ ان کی موٹر بوٹ کے بالکل نزدیک سے گزرتی چلی گئی۔ گزرتے گزرتے موٹر بوٹ پر موجود ایک آدمی نے ہینڈ گرنیڈ موٹر بوٹ پر اچھال دیا۔ ایک ساعت شکن دھماکہ ہوا اور عرشے کا دائیں حصہ تباہ ہو گیا۔ موٹر بوٹ نے ہچکولے لینے شروع کر دیئے۔ جولیا نے پھرتی سے موٹر بوٹ کو سنبھالا اور اسے گھماتی چلی گئی۔

"جولیا تیزی سے موٹر بوٹ کو موڑ کر کسی نہ کسی موٹر بوٹ سے ٹکرا کر زمین پر لیٹ جاؤ"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ جولیا نے پھرتی سے اسٹیرنگ گھمایا۔ دونوں موٹر بوٹس پیچھے جا کر مڑیں تو جولیا نے ایک بار پھر اپنی موٹر بوٹ کو موڑ کر ان کی طرف کر دیا۔ دونوں موٹر بوٹس گھوم کر ایک دوسرے کے قریب آ گئیں اور پھر وہ ساتھ مل کر ایک جیسی رفتار سے ان کی موٹر بوٹ کی طرف بڑھنے لگیں۔ جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دائیں جانب سے آنے والی موٹر بوٹ کی طرف اپنی موٹر بوٹ کا

رخ کر کے سپیڈ میں اضافہ کر دیا جیسے ہی وہ اس موٹر بوٹ کے نزدیک پہنچی اس نے فوراً فرش پر چھلانگ لگا دی اور سائیڈ پر لگا ہوا ایک راڈ مضبوطی سے پکڑ لیا۔

عمران نے موٹر بوٹ کی رفتار اور رخ کا جائزہ لیا پھر جونہی گولی کی رفتار سے ان کی موٹر بوٹ اُن کی طرف بڑھی دونوں موٹر بوٹس ایک دوسرے سے الگ ہوئیں اور پھر زناٹے دار آواز کے ساتھ ان کی موٹر بوٹ کے ارد گرد سے گزرتی چلی گئیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہینڈ گرنیڈ کا سیفٹی پن دانتوں سے کھینچا اور اسے پوری قوت سے دائیں طرف سے گزرنے والی موٹر بوٹ کی طرف اچھال کر خود بائیں طرف گزرنے والی دوسری موٹر بوٹ کی طرف پوری قوت سے چھلانگ لگا دی۔

عمران نے خطرناک رسک لیا تھا۔ دونوں جانب موت تھی لیکن عمران کو بھلا اس کی کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔ جونہی عمران کے پاؤں دوسری موٹر بوٹ کے عرشے پر لگے اسی وقت دو دھماکے ہوئے ایک موٹر بوٹ ٹکرانے کا اور دوسرا دوسری موٹر بوٹ پر عمران کے پھینکے ہوئے ہینڈ گرنیڈ کا جس نے اس بوٹ کے ٹکڑے اُڑا دیئے تھے۔ چونکہ جولیا نے موٹر بوٹ کا کنٹرول چھوڑ دیا تھا اس لئے اس کی موٹر بوٹ تیز لہروں پر قدرے ترچھی ہو گئی تھی اور ترچھی ہوتے ہی اس طرف والی موٹر بوٹ کے کنارے سے ٹکرا گئی جس پر عمران

نے چھلانگ لگائی تھی۔

عمران نے چھلانگ لگاتے ہوئے مشین گن ہاتھ سے نہ چھوڑی تھی۔ وہ عرشے پر آیا اور ساتھ ہی اس نے خود کو نیچے گرا لیا۔ اس کا جسم لڑھکتا ہوا سائیڈ کی طرف بڑھا۔ جولیا کی موٹر بوٹ کے ٹکرانے کی وجہ سے اس موٹر بوٹ میں موجود افراد سنبھل نہ سکے تھے اور وہ اچھل اچھل کر گر گئے تھے اور پھر جیسے ہی وہ سنبھلے عمران ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا۔ عمران نے مشین گن سے اس موٹر بوٹ میں موجود افراد پر مسلسل اور تیز فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی جس کے نتیجے میں موٹر بوٹ پر موجود افراد لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے اور چیختے ہوئے اچھل اچھل کر گر رہے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا کنٹرول روم میں داخل ہوا۔ وہاں صرف ایک ہی آدمی تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو دیکھ کر اس پر فائرنگ کرتا عمران نے اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے اسے جہنم واصل کر دیا۔ جیسے ہی وہ آدمی ہلاک ہو کر گرا موٹر بوٹ بری طرح سے ڈگمگائی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے کنٹرول پینل کی طرف جھپٹا اور اس نے فوراً موٹر بوٹ کا کنٹرول سنبھال لیا۔ اسی لمحے عمران کو تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس نے کنٹرول روم کی کھڑکی سے باہر جھانکا تو اسے ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا ٹھیک جولیا کی موٹر بوٹ کے اوپر آتا دکھائی دیا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی کھلی اور اس میں سے ایک ہاتھ باہر آیا اور اس ہاتھ سے ایک ہینڈ

گرینیڈ نکل کر بوٹ پر گرتا نظر آیا۔ ہینڈ گرنیڈ سیدھا جولیا کی موٹر بوٹ پر گرا۔ فضا میں ایک ساعت شکن دھماکہ ہوا اور موٹر بوٹ کے پرخچے اڑ گئے۔ موٹر بوٹ کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھر کر پانی پر تیرنے لگے۔ عمران کی بے چین نظروں نے ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ لیکن دھوئیں کے بادل اور جلتے ہوئے تختوں کے علاوہ اسے کچھ نظر نہ آیا۔

"جولیا۔ جولیا"...... عمران بے اختیار آوازیں دینے لگا لیکن اب بھلا اسے جولیا کا جواب کیسے سنائی دے سکتا تھا۔ وہ تو کنٹرول روم میں تھی اور موٹر بوٹ بم سے بلاسٹ ہو کر بکھر چکی تھی پھر بھلا جولیا کے بچ نکلنے کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا تھا۔

عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کا چہرہ غیظ و غضب سے بگڑ گیا اور اس کے چہرے پر یکلخت درندگی سی چھا گئی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آنکھیں خون اگلنے لگیں۔ اس نے موٹر بوٹ کو اس انداز میں آٹو پائلٹ پر لگایا کہ وہ دوبارہ وہیں چکراتی رہے اور دور نہ جائے اور وہ خود تیزی سے کنٹرول روم سے نکل کر باہر گیا۔ وہ کیبن کی دیوار کے ساتھ لگ کر موٹر بوٹ کے عقب کی طرف جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد جولیا کی موٹر بوٹ تباہ کر کے یہ سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے موٹر بوٹ کے ساتھ عمران اور جولیا کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ شاید انہوں نے عمران کو دوسری موٹر بوٹ میں چھلانگ لگاتے نہ دیکھا تھا۔ اس کی وجہ عمران کو سمجھ آ

گئی تھی۔ اس نے جب دوسری موٹر بوٹ میں چھلانگ لگائی تھی تو اس وقت ہیلی کاپٹر ایک تو فاصلے پر تھا اور پھر لمبا چکر کاٹ رہا تھا۔ ایسی صورت میں بھلا وہ عمران کو دوسری بوٹ میں کودتے کیسے دیکھ سکتے تھے۔

عمران کیبن کی دیوار کے ساتھ ہوتا ہوا عقبی حصے میں آیا اور کیبن کی دیوار کے ساتھ کمر لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔ ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا موٹر بوٹ کے اوپر پہنچا اور پھر اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر نے دوسرا چکر لگایا اور پھر تیسرا۔ چوتھے چکر پر اس کی رفتار آہستہ تھی اور اس کی اونچائی بھی کم تھی پھر جونہی وہ موٹر بوٹ کے اوپر پہنچا۔ عمران زخمی درندے کی طرح غرایا اس نے مشین گن کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا پھر تو ایسا لگا جیسے عمران کی انگلیاں ٹریگر پر جم گئی ہوں۔ مشین گن سے تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ شعلے نکل نکل کر ہیلی کاپٹر پر پڑنے لگے۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کے فیول ٹینک پر گولیاں برسائی تھیں۔ دوسرے ہی لمحے ہیلی کاپٹر ایک زور دار دھماکے کے ساتھ فضا میں پھٹ گیا۔

دھوئیں اور شعلوں میں ڈوبی ہوئی فضا میں ننھے ننھے سینکڑوں ٹکڑے دکھائی دیئے۔ جو ادھر ادھر گرتے چلے گئے۔ عمران چند لمحے تو ٹکٹکی باندھے فضا میں دیکھتا رہا جہاں اب سکون تھا پھر اس کی نظر اپنے قریب موجود موجوں پر گئی جہاں جولیا ہمیشہ کے لئے اس سے

جدا ہو گئی تھی۔ اسی وقت عمران کو ایک آواز سنائی دی۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہو۔ وہ بے اختیار گھوما۔ سامنے جولیا کھڑی تھی۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ جسم پانی سے شرابور تھا اور وہ اپنے قدموں کے نشانوں پر اپنے ہی کپڑوں سے بہنے والے پانی کی لکیریں بناتی ہوئی عمران کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی۔

"جولیا تم"...... عمران نے کہا اور اس کی طرف بڑھا۔

"ہاں میں۔ تم نے تو مجھے موت کے منہ میں چھوڑ جانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ میں نے ہیلی کاپٹر کو آتے دیکھ لیا تھا۔ بم سے کنٹرول روم کی سائیڈ کی ایک دیوار اڑ گئی تھی۔ میں نے اس رخ سے فوراً سمندر میں چھلانگ لگا دی تھی"...... جولیا نے شکایتی لہجے میں کہا۔

"کیا تم مجھ سے یہ توقع رکھ سکتی ہو"...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر عجیب سے لہجے میں کہا۔ جواب میں جولیا نے عمران کی طرف دیکھا۔ ہونٹ لب کشائی سے محروم رہے لیکن آنکھوں نے نفی میں جواب دے ہی دیا۔

"اچھا اب باتوں کو چھوڑو اور موٹر بوٹ سنبھالو"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ تم سنبھالو موٹر بوٹ۔ اب ہم اس سی شارک تک جائیں گے اور وہاں موجود بلیک مامبا کا حال احوال پوچھیں گے"۔

عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے کنٹرول پینل سنبھال لیا۔ عمران تیزی سے کنٹرول روم سے باہر نکلا اور اس طرف دیکھنے لگا جہاں سی شارک موجود تھا لیکن یہ دیکھ کر اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا کہ وہاں سی شارک شپ موجود نہ تھا۔

"کیا مطلب۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو سی شارک شپ یہاں موجود تھا پھر یہ اچانک کہاں غائب ہو گیا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا لیکن سی شارک شپ یوں غائب ہو چکا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ عمران دوڑ کر واپس کنٹرول روم میں آ گیا۔

"کیا ہوا"...... اسے دیکھ کر جولیا نے کہا۔

"سی شارک غائب ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہا"...... جولیا نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے فوراً کنٹرول روم میں لگا ہوا راڈار ایڈجسٹ کیا اور اس راڈار کی مدد سے سی شارک شپ کو تلاش کرنے لگا لیکن یہ دیکھ کر اس کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی کہ راڈار سی شارک شپ تو کیا دور نزدیک کسی بھی شپ، لانچ یا موٹر بوٹ کا کوئی کاشن نہ دے رہا تھا۔

"شاید یہ راڈار خراب ہے"...... جولیا نے راڈار دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ راڈار ٹھیک کام کر رہا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے

ہوئے کہا۔

"تو پھر سی شارک کہاں ہے۔ اتنی جلدی وہ اتنی دور تو نہیں جا سکتا کہ راڈار بھی اسے چیک نہ کر سکے"...... جولیا نے کہا۔

"یہی تو سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ اتنی جلدی سی شارک غائب کیسے ہو گیا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کریں۔ اس شپ کو کیسے تلاش کیا جائے"...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس شپ کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے جولیا۔ سر داور کا فارمولا مجھے ڈینجر پرنس سے مل گیا ہے لیکن بری خبر یہ ہے کہ اس فارمولے کی کاپی بنا لی گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ کاپی بلیک مامبا کے پاس ہو گی۔ ہمیں ہر حال میں اس تک پہنچنا ہے اور اس سے فارمولے کی کاپی حاصل کرنی ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن وہ نجانے اب کہاں ہو گا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ ہم سے زیادہ دور نہیں ہے۔ راڈار پر سی شارک کا کاشن نہیں مل رہا ہے اس کا مطلب ہے کہ بلیک مامبا نے سی شارک کے گرد ایسی ریز پھیلا دی ہیں کہ اسے کوئی راڈار چیک نہ کر سکے یا کسی بھی سیٹلائٹ سے اسے ٹریس نہ کیا جا سکے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تب تو وہ ابھی اسی سمندر میں ہی ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اسے تلاش کرنے کے لئے ہمیں پورا سمندر بھی کیوں نہ کھنگالنا پڑے ہم کھنگالیں گے"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو جولیا جواب میں اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔ عمران کے چہرے پر اس وقت چٹانوں جیسی سختی اور سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

بلیک مامبا کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے مسلسل حملوں کے باوجود عمران کی موٹر بوٹ کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا اور وہ سمندر میں بھاگتے پھر رہے تھے۔ بلیک مامبا نے فوراً شپ سے چار گن شپ موٹر بوٹس اتارنے کا حکم دیا اور انہیں بھی عمران کی موٹر بوٹ تباہ کرنے کے لئے بھیج دیا لیکن جلد ہی اس نے اپنی موٹر بوٹس کو تباہ ہوتے دیکھ لیا۔

اپنی موٹر بوٹس کو تباہ ہوتے دیکھ کر اس نے مزید دو گن شپ موٹر بوٹس عمران کی موٹر بوٹ پر حملے کرنے کے لئے بھیجیں اور پھر وہ تیزی سے واپس اپنے کیبن میں آ گیا۔ اس نے کرسی سنبھالی اور ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے دوسری طرف کال دینے لگا۔

''لیں۔ ماسٹر کنٹرول روم سے مینڈی بول رہا ہوں۔ اوور''۔ دوسری جانب سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''بلیک مامبا بول رہا ہوں۔ اوور''...... بلیک مامبا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''لیں بلیک مامبا۔ حکم۔ اوور''...... بلیک مامبا کی آواز سن کر دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہم خطرے میں ہیں مینڈی۔ تم فوراً ہی شارک کے گرد وائٹل الیس ہنڈرڈ ریز پھیلا دو تاکہ اس شپ کو نہ تو کوئی راڈار چیک کر سکے اور نہ ہی اسے کسی سیٹلائٹ سے دیکھا جا سکے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے سرد لہجے میں کہا۔

''لیں بلیک مامبا۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور''...... مینڈی نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور سنو۔ جہاز کا رخ واپس گلسٹن جزیرے کی طرف موڑ لو۔ اب ہم واپس جائیں گے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے کہا۔

''واپس۔ لیکن بلیک مامبا ہم تو کافرستان جا رہے تھے۔ اوور''۔ مینڈی نے چونک کر کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ میں تم سے واپس جانے کا کہہ رہا ہوں تو مطلب ہم واپس جائیں گے۔ کافرستان مشن ختم ہو گیا ہے۔ گریٹ گابلر کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ اب ہم نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ اس لئے جلد سے جلد شپ کا رخ موڑ کر واپس چلو اور جہاز کو فل سپیڈ پر چلاؤ تاکہ کوئی موٹر بوٹ، تیز رفتار لانچ یا شپ ہمارے پیچھے نہ آ سکے۔ اوور''...... بلیک مامبا نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس بلیک مامبا۔ اوور"...... بلیک مامبا کا غضبناک لہجہ سن کر مینڈی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور بلیک مامبا نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"نانسنس۔ نجانے خود کو کیا سمجھتے ہیں۔ بلیک مامبا کے حکم فوراً ماننے کی بجائے الٹا سوال جواب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ نانسنس"...... بلیک مامبا نے غراتے ہوئے کہا اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی تو بلیک مامبا چونک پڑا۔ اس نے فوراً ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ڈریگن۔ چیف آف بلیک سیکشن کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو بلیک مامبا چونک پڑا۔

"یس۔ بلیک مامبا اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... بلیک مامبا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بلیک مامبا۔ ڈریگن بول رہا ہوں۔ اوور"...... بلیک مامبا کی آواز سن کر ڈریگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بولو۔ کیوں کال کیا ہے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے اسی انداز میں کہا۔

"بلیک مامبا۔ آپ کے حکم پر ڈینجر پرنس نے ماسٹر لیبارٹری میں ہاٹ واٹر فارمولے کی جو کاپی بھیجی تھی۔ اس پر کام کرنا شروع کر دیا گیا ہے۔ لیکن ماسٹر لیبارٹری کے سائنس دان ڈاکٹر جوزف کا کہنا

ہے کہ فارمولا خاصے پیچیدہ کوڈز میں ہے جسے ڈی کوڈ کرنا اس کے لئے مشکل ثابت ہو رہا ہے۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"کیوں۔ مشکل کیوں ثابت ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر جوزف تو کوڈز کو ڈی کوڈ کرنے کا ایکسپرٹ ہے۔ اسے کیا ہوا کہ وہ ایک فارمولے کو ڈی کوڈ نہیں کر پا رہا ہے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ اپنی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے بلیک مامبا لیکن یہ کوڈ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے ہیں۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"اگر اسے کوڈز سمجھ نہیں آ رہے ہیں تو پھر کسے سمجھ آئیں گے۔ بولو۔ اوور"...... بلیک مامبا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جوزف کا کہنا ہے کہ وہ ایک ایسے آدمی کو جانتا ہے جو کوڈ ایکسپرٹ ہے۔ اگر اسے کسی طرح سے یہاں بلا لیا جائے تو وہ ان کوڈز کو آسانی سے ڈی کوڈ کر لے گا۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"اوہ۔ کون ہے وہ آدمی۔ اوور"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"اس آدمی کا نام ڈاکٹر چنگیزی ہے اور وہ پاکیشیائی سائنس دان ہے۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"ہونہہ۔ اب یہ ڈاکٹر چنگیزی کہاں ملے گا ہمیں نانسنس۔ اگر وہ نہ ملا تو کیا ہم اس فارمولے کے کوڈز حل نہیں کر سکیں گے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

''یس بلیک ماما۔ ڈاکٹر جوزف کا کہنا ہے کہ وہ ان کوڈز کے اسٹائل کو بخوبی جانتا ہے۔ یہ کوڈز اسی ڈاکٹر چنگیزی کے بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ شاید ہی اس دنیا میں کوئی اور ہو جو ان کوڈز کو حل کر سکے۔ اوور''...... ڈریگن نے کہا۔

''ہونہہ۔ نجانے اب ڈاکٹر چنگیزی کہاں ہو گا اور ہم اس تک کیسے پہنچ سکیں گے۔ اوور''...... بلیک ماما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر چنگیزی کے بارے میں، میں نے ماسٹر کمپیوٹر سے تمام ڈیٹا نکال لیا ہے بلیک ماما۔ اس کے علاوہ میں نے کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے بھی اس کے بارے میں خصوصی طور پر معلومات حاصل کی ہیں۔ ان معلومات سے مجھے ڈاکٹر چنگیزی کی رہائش گاہ اور اس لیبارٹری کا بھی علم ہو گیا ہے جہاں ڈاکٹر چنگیزی کام کرتا ہے۔ اطلاعات کے مطابق ڈاکٹر چنگیزی ہر ویک اینڈ پر اپنی رہائش گاہ ضرور آتا ہے۔ میں نے پاکیشیا میں موجود اپنے کارکنوں کے ذریعے اس کی رہائش گاہ کے بارے میں مزید معلومات بھی حاصل کر لی ہیں۔ ہمارے کارکن مسلسل ان راستوں کی چیکنگ کئے ہوئے ہیں جہاں سے ڈاکٹر چنگیزی لیبارٹری سے اپنی رہائش گاہ پہنچتا ہے اور پھر اگلے روز وہ انہی راستوں سے گزر کر واپس لیبارٹری جاتا ہے۔ اوور''...... ڈریگن نے کہا۔

''تو تمہارے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ ڈاکٹر چنگیزی کو آسانی سے اغوا کیا جا سکتا ہے۔ اوور''...... بلیک ماما نے پوچھا۔

''یس بلیک ماما۔ میں نے اس سلسلے میں تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی۔ آپ اگر اجازت دیں تو میرے ساتھی آج ہی ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کر سکتے ہیں اور اغوا ہوتے ہی اسے جلد سے جلد ماسٹر لیبارٹری میں بھی لانے کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اوور''...... ڈریگن نے کہا۔

''اس میں میری اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے نانسنس۔ ضرورت کے تحت جو کام کرنے ہوتے ہیں وہ تم اپنی عقل و فہم سے بھی انجام دے سکتے ہو۔ اوور''...... بلیک ماما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس بلیک ماما۔ چونکہ یہ معاملہ حساس نوعیت کا ہے اور پاکیشیا میں پہلے ہی ڈینجر پرنس اور اس کا سپیشل سیکشن موجود ہے اس لئے وہاں ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کرنے کے لئے مجھے آپ سے اجازت لینی بہت ضروری تھی کیونکہ آپ جس ملک میں ایک سیکشن بھیجتے ہیں وہاں دوسرے سیکشن کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اوور''۔ ڈریگن نے کہا۔

''ڈینجر پرنس اور اس کا سپیشل سیکشن ختم ہو گیا ہے۔ ڈینجر پرنس اپنی کسی غلطی کی وجہ سے علی عمران کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے اس لئے پاکیشیا میں عملاً ڈینجر پرنس کے سیکشن کا کام ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ تم پاکیشیا میں اپنا کام مکمل کر سکتے ہو۔ مجھے جلد سے جلد اور ہر حال میں مکمل فارمولا

چاہئے۔ میں اس فارمولے کو تیار کر کے جلد سے جلد ایسی مشین تیار کرانا چاہتا ہوں جسے پاکیشیا پر آزمایا جا سکے۔ مجھے ہر حال میں ہاٹ واٹر یا ہاٹ رین فارمولا مکمل چاہئے سمجھے تم۔ اوور“...... بلیک ماما نے کہا۔

”یس بلیک ماما۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہم پہلے ہی ہاٹ واٹر فائر کرنے والی مشین مکمل کر چکے ہیں اب ہمیں صرف اس فارمولے کی ضرورت ہے تاکہ جلد سے جلد اس فارمولے پر کام کر کے ایسی گیس تیار کی جا سکے جسے مشین کے ذریعے کنٹرول کر کے دنیا کے کسی بھی حصے میں اس کے ذریعے ہاٹ رین برسا کر اسے تباہ و برباد کیا جا سکے۔ ہاٹ واٹر فارمولے کا کوڈ حل ہو جائے تو ہمیں گیس تیار کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا اور جلد ہی بلیک ماما تنظیم کے پاس دنیا کا سب سے بڑا اور خطرناک ترین ہتھیار ہو گا جس سے ہم کسی بھی ملک کو ایک لمحے میں ہاٹ رین برسا کر تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ اوور“...... ڈریگن نے کہا۔

”ہونہہ۔ میں ہاٹ رین بنا کر پاکیشیا کو سب سے پہلے تباہ و برباد کرنا چاہتا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے بلیک ماما تنظیم کو جو نقصان پہنچایا ہے میں اس کا پورے پاکیشیا سے انتقام لینا چاہتا ہوں اور وہ بھی جلد سے جلد۔ اوور“...... بلیک ماما نے اسی طرح انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس بلیک ماما۔ جلد ہی آپ کی یہ خواہش پوری کر دی جائے

”یس بلیک ماما۔ جلد ہی آپ کی یہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔ اوور“...... ڈریگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تو تم آج ہی بلکہ ابھی پاکیشیا روانہ ہو جاؤ اور وہاں جا کر اپنی نگرانی میں ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کرو۔ اسے پاکیشیا سے نکال کر لے جانے کی ذمہ داری تمہاری ہو گی اور اس سے ہاٹ واٹر فارمولے کا کوڈ کیسے ڈی کوڈ کرنا ہے اس کی ذمہ داری بھی میں تمہیں دیتا ہوں۔ اوور“...... بلیک ماما نے کہا۔

”تھینک یو بلیک ماما۔ میں ابھی چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاکیشیا کے لئے روانہ ہو جاتا ہوں اور وہاں جا کر ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کر کے اسے اسی چارٹرڈ طیارے سے ایکریمیا لے آؤں گا اور پھر ایکریمیا سے اسے جزیرہ کلنس کی ماسٹر لیبارٹری پر لے جانے میں ہمیں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ اوور“...... ڈریگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ میں بھی واپس جزیرہ کلنس پہنچ رہا ہوں۔ اوور“۔ بلیک ماما نے کہا۔

”لیکن آپ تو کافرستان جا رہے تھے۔ کیا کافرستان مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اوور“...... ڈریگن نے چونک کر کہا۔

”نہیں۔ ہمارا کافرستان مشن ناکام ہو گیا ہے۔ اوور“...... بلیک ماما نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ لیکن......“ ڈریگن نے کہنا چاہا۔

"یہ سب ڈینجر پرنس کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔ بہرحال جو بھی ہوا ہے ٹھیک ہوا ہے۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ ایکریمیا سے کافرستان جو ہائیڈروجن پاور کا ری ایکٹر پہنچایا جا رہا ہے اس ری ایکٹر کے ذریعے میں کافرستان اور پاکیشیا دونوں کو آسانی سے کنٹرول کر لوں گا۔ ری ایکٹر کافرستان کی جس لیبارٹری میں بھی لے جایا جائے گا وہاں ڈینجر پرنس اپنے آدمیوں کے ساتھ پہنچ جائے گا اور پھر ڈینجر پرنس اور اس کے ساتھی اس لیبارٹری پر قبضہ کر لیں گے۔

لیبارٹری میں انتہائی تیز رفتاری سے ہائیڈروجن پاور تیار کیا جائے گا اور پھر اسی لیبارٹری سے کافرستان اور پاکیشیا کو ڈرا دھمکا کر ہم دونوں ممالک پر کنٹرول حاصل کر لیں گے لیکن وہ ہائیڈروجن پاور ری ایکٹر راستے میں ہی تباہ کر دیا گیا۔ نہ کافرستان ری ایکٹر پہنچ سکا ہے اور نہ ڈینجر پرنس اور اس کے آدمی۔ ایب ری ایکٹر کی تباہی کے بعد ایکریمیا کسی بھی صورت میں اب کافرستان کو ہائیڈروجن پاور کا دوسرا ری ایکٹر فراہم نہیں کرے گا۔ اس لئے یہ مشن ختم ہی سمجھو۔ اب ہمیں اپنی ماسٹر لیبارٹری پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا۔ ماسٹر لیبارٹری میں اگر ہم ہاٹ رین بنانے میں کامیاب ہو گئے تو ہاٹ رین کی طاقت سے ہی ہم دنیا پر آسانی سے قبضہ کر سکتے ہیں۔ دنیا پر قبضہ کرنے کا اب ہمارے پاس یہی ایک آپشن باقی بچا ہے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ آپ فکر نہ کریں۔ ہمارا یہ پراجیکٹ بہت جلد مکمل ہونے والا ہے۔ بہت جلد ساری دنیا کو بلیک مامبا تنظیم کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"اوکے۔ اب تم وقت ضائع مت کرو اور جلد سے جلد پاکیشیا پہنچو۔ سرداور کی طرح اگر ڈاکٹر چنگیزی بھی ہمارے ہاتھ نہ لگا تو ہمارے لئے ہاٹ رین بنانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہو جائے گا۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"ایسا نہیں ہوگا بلیک مامبا۔ ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کرنے اور اسے کلفس جزیرے پر پہنچانے کے میرے تمام انتظامات مکمل ہیں۔ وہ جلد ہی ہمارے درمیان ہوگا اور پھر ہم بہت ہی کم عرصے میں ویدر کنٹرولر بن کر پوری دنیا پر حکمرانی کریں گے۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا تو بلیک مامبا نے اس چند مزید ہدایات دیں اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

ڈریگن سے رابطہ ختم کرنے کے بعد بلیک مامبا نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی تبدیل کی اور سی شارک کے کنٹرول روم میں موجود مینڈی کو کال کرنے لگا۔

"یس مینڈی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی مینڈی کی آواز سنائی دی۔

"بلیک مامبا بول رہا ہوں۔ اوور"...... بلیک مامبا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس بلیک ماما۔ میں نے شپ کے گرد وائٹل ایس ہنڈرڈ ریز کا جال پھیلا دیا ہے۔ اب اس شپ کو نہ تو کوئی سیٹلائٹ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی راڈار چیک کر سکتا ہے۔ میں نے اس ریز کے ساتھ ڈبل تھری ریز کا بھی جال پھیلا دیا ہے۔ اس سے یہ شپ اور زیادہ محفوظ ہو گیا ہے۔ اب جب تک کوئی شپ، لانچ یا موٹر بوٹ ہمارے شپ کے سو میٹر کی رینج کے اندر نہ پہنچ جائے اس وقت تک ہمارے شپ کو نہ تو کسی دوربین یا کیمرے سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ اوور''..... مینڈی نے جواب دیا۔

''ویل ڈن۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور جولیا موٹر بوٹ لے کر جب تک شپ کے سو میٹر کے دائرے میں نہیں آئیں گے انہیں ہمارا شپ دکھائی نہ دے گا۔ اوور''..... بلیک ماما نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس بلیک ماما۔ اوور''..... مینڈی نے بھی جواباً مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''اوکے۔ اب تم شپ کی رفتار دو گنا بڑھا دو۔ میں آج رات تک واپس کلنس جزیرے پر پہنچنا چاہتا ہوں۔ اوور''..... بلیک ماما نے کہا۔

''میں نے رفتار میں اضافہ کر دیا ہے بلیک ماما۔ ہم رات تک جزیرے پر پہنچ جائیں گے۔ اوور''..... مینڈی نے جواب دیا تو

بلیک ماما نے مطمئن ہو کر اثبات میں سر ہلایا اور اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے جیسے شپ کو عمران کی نظروں سے پوشیدہ کر کے اس نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہو اور اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ عمران لاکھ کوششیں کرنے کے باوجود بھی اس کے شپ کو سمندر میں تلاش نہ کر سکے گا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل میں داخل ہوا اسے دیکھ کر بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تو آخر کار آپ نے ڈینجر پرنس اور اس کے سیکشن کو ان کے انجام تک پہنچا ہی دیا ہے"...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ڈینجر پرنس اور اس کا سیکشن تو اپنے انجام تک پہنچ گیا ہے لیکن اس کے ساتھ کافرستان کے عزائم بھی میں نے خاک میں ملا دیئے ہیں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کافرستان کے عزائم۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"کافرستان نے ایکریمیا کے ساتھ ایک خفیہ ڈیل کی تھی اور اس نے خفیہ طور پر ایکریمیا سے ہائیڈروجن پاور ری ایکٹر منگوایا تھا

جسے ایکریمیا نے کافرستان روانہ بھی کر دیا تھا۔ اگر یہ ری ایکٹر کافرستان پہنچ جاتا تو کافرستان بہت جلد ہائیڈروجن بم بنانے میں خود کفیل ہو جاتا اور پاکیشیا کے مقابلے میں اس کی جنگی قوت ہزاروں گنا بڑھ جاتی۔ کافرستان ہائیڈروجن بم بنا کر پاکیشیا کے خلاف فوجی کارروائی بھی کر سکتا تھا۔

یہ تو اتفاق ہی تھا کہ ڈینجر پرنس کی بدولت مجھے اس ری ایکٹر کا علم ہو گیا اور میں ڈینجر پرنس کے روپ میں اس شپ میں پہنچ گیا جس کے ذریعے ایکریمیا، کافرستان میں ری ایکٹر منتقل کر رہا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ نے اس ری ایکٹر کو تباہ کر دیا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو اور کیا تمہارے خیال میں مجھے ری ایکٹر لے جا کر کافرستان کے حوالے کرنا چاہئے تھا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"نہیں۔ میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو آپ سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر آپ نے اس شپ پر قبضہ کر لیا تھا تو اس شپ کو تباہ کرنے کی بجائے پاکیشیا لے آتے اس طرح ہائیڈروجن پاور ری ایکٹر پاکیشیا کے قبضے میں آ جاتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"پہلے میں نے ایسا ہی سوچا تھا لیکن اس شپ کو پاکیشیا لانا بہت مشکل تھا۔ شپ انٹرنیشنل سمندری حدود میں تھا۔ جس پر کافرستان کی نظر تھی۔ اگر شپ کا رخ موڑ کر پاکیشیا کی طرف کر دیا

جاتا تو کافرستان کا اسکوارڈ فوراً لیک پڑتا اور اس شپ کو کسی بھی صورت میں پاکیشیا نہ پہنچنے دیتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی پھر تو اس شپ کو پاکیشیا لانا ناممکن تھا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے۔ ایک ری ایکٹر تباہ ہوا ہے اب ایکریمیا دوبارہ ایسی کوئی حماقت نہیں کرے گا کہ کافرستان کو دوسرا ری ایکٹر فراہم کرے۔ کافرستان اب ہائیڈروجن پاور بننے کا خواب ہی دیکھتا رہ جائے گا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے لیکن آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔ آپ نے بلیک ماما کا مشن بھی تو فلاپ کیا ہے اور اس تنظیم کے سب سے بڑے اور طاقتور سیکشن، سپیشل سیکشن اور اس کے سربراہ ڈینجر پرنس کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے باوجود آپ خوش دکھائی نہیں دے رہے ہیں"۔ بلیک زیرو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے ہاٹ واٹر فارمولے کی فکر ہے بلیک زیرو"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ آپ نے فون پر بتایا تھا کہ آپ نے ڈینجر پرنس سے فارمولا حاصل کر لیا ہے پھر کس بات کی فکر ہے آپ کو"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس فارمولے کی کاپی بنائی گئی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک

زیرو اچھل پڑا۔

"کاپی"...... بلیک زیرو کے منہ سے نکلا۔ اس کے چہرے پر یکلخت تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ سرداور نے جن کاغذات پر فارمولا ڈاکٹر چنگیزی سے کوڈ میں تحریر کرایا تھا وہ ایسے کاغذات تھے جن کی اگر کاپی کی جاتی یا ان کی فلم بنائی جاتی تو کاغذات کا رنگ بدل جاتا ہے اور پتہ چل جاتا ہے کہ ان کاغذات کی فلم بنائی گئی ہے یا اس کی کاپی کی گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ کاپی یقیناً ڈینجر پرنس نے ہی بنوائی ہو گی"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے اس کے آفس سے کچھ دستاویزات اور اس کی ایک ڈائری ملی تھی۔ اس ڈائری میں اس نے تحریر کیا ہے کہ اس نے فارمولے کی کاپی بنا کر ماسٹر لیبارٹری میں بھجوا دی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر لیبارٹری۔ کہاں ہے یہ ماسٹر لیبارٹری"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ دستاویزات اور ڈائری میں ماسٹر لیبارٹری کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اس ڈائری اور دستاویزات سے اس بات کا بھی پتہ

نہیں چل سکا ہے کہ بلیک مامبا کون ہے اور اس کا تعلق کس ملک سے ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کاغذات میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا ہوا البتہ جولیا کے ذریعے پتہ چلا ہے کہ بلیک مامبا ایکریمیا کی ایک شپنگ کمپنی کا مالک اسمتھ ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔ عمران نے اسے جولیا کی بتائی ہوئی تمام باتیں بتا دیں۔

"تو پھر اسمتھ ایکریمیا میں ہی کہیں ہو گا۔ کیا آپ اسے ایکریمیا جا کر تلاش کریں گے تاکہ اس سے فارمولے کی کاپی حاصل کی جا سکے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے اس شپنگ کمپنی کے بارے میں کراس ورلڈ آرگنائزیشن سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اسمتھ اس شپنگ کمپنی کا مکمل طور پر مالک نہیں ہے۔ وہ اس شپنگ کمپنی کا شیئرز ہولڈر ہے اور اب جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق اس نے شپنگ کمپنی سے تمام معاہدے ختم کر دیئے ہیں اور اپنے شیئرز فروخت کر دیئے ہیں۔ اب وہ کسی اور روپ میں ہو گا اس لئے یہ بات اب پھر اندھیرے میں چلی گئی ہے کہ بلیک مامبا کون ہے"۔ عمران نے کہا۔

"پھر اب آپ کیا کریں گے۔ ہمارے لئے بلیک مامبا کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔ اس کے پاس ہاٹ واٹر فارمولے کی کاپی ہے۔ اگر اس نے یہ فارمولا کسی اور کو دے دیا تو پھر اس سے بھلا پاکیشیا کیا فائدہ اٹھا سکے گا۔ یہ فارمولا تو پوری دنیا میں عام ہو کر رہ

جائے گا"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈینجر پرنس کی ڈائری میں موجود تحریر کے مطابق فارمولے کی کاپی بلیک مامبا کی ماسٹر لیبارٹری میں بھیجی گئی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلیک مامبا اس فارمولے کو خود ہی تیار کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ یہ ایجاد کرنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر اسے یہ فارمولا کسی اور ملک کو فروخت کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ بلیک مامبا تنظیم اس طاقتور اور خطرناک ہتھیار کی بنا پر پوری دنیا پر اپنا ہولڈ قائم کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ہونٹ سکیڑ لئے۔

"یہ تو بہت خطرناک صورتحال ہے۔ اگر بلیک مامبا کو ہاٹ واٹر کی طاقت مل گئی تو کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہو گا تو وہی جو منظور خدا ہو گا لیکن ہمیں ہر حال میں بلیک مامبا سے اس فارمولے کی کاپی واپس حاصل کرنی ہو گی۔ وہ ایک مجرم تنظیم ہے اور اس فارمولے پر کسی ایسی تنظیم کو کسی بھی صورت میں کام نہیں کرنا چاہئے جو پوری دنیا پر پہلے سے ہی اپنا تسلط قائم کرنے کا خواب دیکھ رہی ہو"۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں۔ ورنہ بلیک مامبا پوری دنیا پر اپنے پنجے گاڑ سکتا ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہمیں پنجوں کے ساتھ ساتھ بلیک مامبا کا سر بھی کچلنا ہو گا اور وہ بھی بہت جلد"...... عمران نے کہا۔

"لیکن آپ اسے اب ڈھونڈیں گے کہاں"...... بلیک زیرو نے پھر اسی بات پر آتے ہوئے کہا۔

"ڈھونڈنے والوں کو تو خدا بھی مل جاتا ہے پھر یہ بلیک ماما کیا چیز ہے"...... عمران نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اسے مسکراتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ وہ عمران کی فطرت جانتا تھا۔ عمران واقعی کسی گرگٹ سے کم نہ تھا۔ وہ کب اور کس روپ میں آ جائے یہ کسی کے گمان میں بھی نہیں ہوتا تھا۔

"آپ کی مسکراہٹ بتا رہی ہے کہ آپ کے ذہن میں کوئی اہم کلیو آ گیا ہے جو آپ کو بلیک ماما تک رسائی دلا سکتا ہے"۔ جواب میں بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"کلیو تو واقعی میرے ذہن میں آیا ہے لیکن میں ابھی تمہیں بتاؤں گا نہیں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"کیوں۔ مجھے بتانے میں کیا حرج ہے"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"حرج تو کوئی نہیں ہے لیکن......" عمران کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن۔ لیکن کیا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں اندھیرے میں تیر چلانے والی بات سوچ رہا ہوں۔ اگر میرا تیر نشانے پر لگ گیا تو مجھے یقین ہے کہ میں بلیک ماما اور اس کی ماسٹر لیبارٹری تک پہنچ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"پھر بھی بتائیں تو سہی کہ آپ کے دماغ میں آخر ہے کیا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"بھس"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"بھس تو خیر نہیں ہے آپ کے دماغ میں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہے میرے دماغ میں تم ہی بتا دو"۔ عمران نے کہا۔

"جو آپ کے دماغ میں ہوتا ہے وہ کسی کے دماغ میں نہیں ہوتا اور جو کسی کے دماغ میں نہیں ہوتا وہ آپ کے دماغ میں ہوتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے اس خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اسے شاید حماقت کا نام دیا جا سکتا ہے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی ہنس پڑا۔

"جی ہاں۔ لیکن یہ حماقت ایسی ہے جو بڑے سے بڑے دشمن کے چھکے چھڑا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو فارمولے کی کاپی کی وجہ سے میرے چھکے چھوٹے ہوئے ہیں جب تک فارمولے کی کاپی مجھے مل نہیں جاتی یا اسے ضائع نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک میرے چھکے تو کیا ستے اور اٹھے بھی چھوٹے رہیں گے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر

ہنس پڑا۔

''اب آپ باتوں کو گول گول گھما رہے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کیا آیا ہے آپ کے ذہن میں ایسی کون سی پلاننگ ہے جسے آپ اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف قرار دے رہے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''پہلے تیر اور اس کی دھار۔ میرا مطلب ہے پہلے تیل اور تیل کی دھار تو دیکھنے دو پھر میں بتاؤں گا کہ وہ تیر کیا ہے اور اسے میں اندھیرے میں کہاں چلاؤں گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو سمجھ گیا کہ ابھی عمران کے ذہن میں اس بارے میں واضح پلاننگ نہیں ہے۔ وہ اس کے بارے میں سوچنا چاہتا ہے اور وہ ابھی اس بارے میں اسے کچھ بتانا نہیں چاہتا تو وہ خاموش ہو گیا۔

عمران کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے بلیک زیرو کو چند ہدایات دیں اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو اس سے کچھ کہتا وہ اسے ٹاٹا کرتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ بلیک زیرو نے اسے جاتا دیکھ کر ایک طویل سانس لی اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔

جولیا سے رابطہ ہوتے ہی اس نے بطور ایکسٹو، عمران کی دی ہوئی ہدایات کے بارے میں جولیا کو بتانا شروع کر دیا۔ ساری تفصیل بتا کر اس نے ایک اور طویل سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو فولاد کی دیواروں کا بنا ہوا تھا۔ کمرے کی چھت بھی فولادی تھی۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ کمرے میں کوئی کھڑکی یا روشن دان نہ تھا۔ کمرہ چاروں اطراف سے بند تھا۔

کمرے کے وسط میں ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی جس کے گرد کئی کرسیاں موجود تھی۔ دو کرسیوں کے سوا باقی سب کرسیاں خالی تھیں۔ ان کرسیوں پر دو ادھیڑ عمر آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے بڑا سا نوٹ پیڈ رکھا ہوا تھا اور وہ اس نوٹ پیڈ کے کاغذوں پر بار بار کچھ لکھ رہے تھے اور پھر انہیں پھاڑ کر یا توڑ مروڑ کر پھینک رہے تھے۔ کمرے کے فرش پر لاتعداد مڑے تڑے کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ میز پر ان کے سامنے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی رکھا ہوا تھا۔ اسی لمحے اچانک ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا اور اس سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔

"لگتا ہے یہ اسی منحوس صورت آدمی ڈریگن کی کال ہے"۔ ادھیڑ عمر آدمی نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی ناگوار لہجے میں کہا۔

"یس ڈاکٹر۔ اس کے سوا ہمیں یہاں اور کون کال کر سکتا ہے"...... دوسرے آدمی نے کہا۔

"اٹنڈ کرو اس کی کال۔ مجھے تو اس آدمی سے بات کرنا بھی گوارا نہیں ہے۔ جیسی اس کی شکل ویسی ہی اس کی منحوس آواز ہے جسے سن کر کانوں میں جلن سی شروع ہو جاتی ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا جسے دوسرے آدمی نے ڈاکٹر کہا تھا۔

"او کے۔ میں کر لیتا ہوں اس سے بات"...... دوسرے آدمی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ ڈاکٹر رمزے بول رہا ہوں"...... اس آدمی نے کہا۔ یہ چونکہ خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس میں مائیک اور اسپیکر ایک ساتھ لگے ہوئے تھے اس لئے اس میں بار بار اوور کہنے کی زحمت گوارا نہ کرنی پڑتی تھی۔ اس سیٹ پر سیل فون کی طرح ڈائریکٹ بات کی جاسکتی تھی۔

"ڈریگن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"کیوں کال کی ہے"...... ادھیڑ عمر، جس نے اپنا نام ڈاکٹر

رمزے بتایا تھا، منہ بنا کر کہا۔

"میری ڈاکٹر چنگیزی سے بات کراؤ"...... ڈریگن نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں مصروف ہوں۔ ابھی بات نہیں کر سکتا"...... دوسرے آدمی نے کہا جو ڈاکٹر چنگیزی تھا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ کڑواہٹ اور غصے کے ملے جلے تاثرات نمایاں تھے۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ تم جانتے ہو کہ تم سے بلیک مامبا تنظیم کے ریڈ سیکشن کا چیف ڈریگن بات کر رہا ہے۔ تمہاری اتنی جرأت کیسے ہوئی کہ تم ڈریگن سے بات کرنے سے انکار کرو"...... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں تقریباً چیختی ہوئی آواز میں کہا گیا تو وہ دونوں بری طرح سے بوکھلا گئے۔

"بولو۔ کیا بات ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے خود کو سنبھالتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں کہا لیکن اس کے چہرے پر بدستور ناگواری اور غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تمہیں دی ہوئی مہلت کے وقت میں صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے ہیں"...... ڈریگن نے اسی انداز میں کہا۔

"ہمارے پاس بھی ریسٹ واچ موجود ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ ہمیں دیئے ہوئے وقت میں سے کتنا وقت گزر چکا ہے اور کتنا وقت باقی ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو کیا ابھی تک تمہارا کام ختم نہیں ہوا ہے"...... ڈریگن

نے خشک لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ جب ہو جائے گا تو میں تمہیں بتا دوں گا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو ڈاکٹر چنگیزی۔ یہ تمہارا ہی بنایا ہوا کوڈ ہے اور تم ہی اس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنے میں ناکام ہو رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... ڈریگن نے غصے سے کہا۔

"یہ میرا بنایا ہوا کوڈ ضرور ہے اور میں کوڈ ایکسپرٹ بھی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ تم یہ مت بھولو کہ میں بوڑھا بھی ہو گیا ہوں اور بوڑھا ہونے کی وجہ سے میری یادداشت بھی کافی کمزور ہو چکی ہے۔ میں بہت سی باتیں بھول جاتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے اس کوڈ کو ڈی کوڈ کرنے میں مسئلہ پیش آ رہا ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ڈاکٹر چنگیزی۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم اس کوڈ کو باآسانی ڈی کوڈ کر سکتے ہو۔ یاد رکھو۔ بلیک ماما کے حکم سے میں نے تمہیں اس فائل کو ڈی کوڈ کرنے کے لئے پانچ گھنٹے دیئے تھے۔ جن میں سے تین گھنٹے گزر چکے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اور تمہارے اسسٹنٹ ڈاکٹر رمزے نے ابھی تک فائل کا ایک صفحہ بھی ڈی کوڈ نہیں کیا ہے۔ یہ سب تم جان بوجھ کر کر رہے ہو۔ اگر اگلے دو گھنٹوں میں تم نے اور تمہارے اسسٹنٹ نے پوری فائل ڈی کوڈ نہ کی تو اپنا اور اپنے اسسٹنٹ کا انجام یاد رکھنا۔ میں تم دونوں کو

ایسی بھیانک موت ماروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ سمجھے تم"...... ڈریگن نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ تمہیں بہرحال میری بات پر یقین کرنا چاہئے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا۔

"زیادہ چالاک مت بنو ڈاکٹر چنگیزی۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ تم جو کچھ کر رہے ہو وہ میں نہیں جانتا"...... ڈریگن نے غرا کر کہا تو ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رمزے چونک پڑے۔

"کیا مطلب"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا۔

"اس روم میں خفیہ کیمرے لگے ہوئے ہیں اور میں تمہیں اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے تم میرے سامنے بیٹھے ہو"...... ڈریگن نے کہا تو ڈاکٹر چنگیزی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"ادھر ادھر دیکھنے سے تمہیں کیمرے دکھائی نہیں دیں گے ڈاکٹر چنگیزی۔ میں تم دونوں کو نہ صرف مسلسل مانیٹر کر رہا ہوں بلکہ تمہاری باتیں بھی سن رہا ہوں۔ تم دونوں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ تم دونوں کسی بھی صورت میں فائل ڈی کوڈ نہیں کرو گے"...... ڈریگن نے کہا تو ڈاکٹر چنگیزی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا جبکہ اس کی بات سن کر ڈاکٹر رمزے کے چہرے پر خوف ابھر آیا تھا۔

"تمہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں اور ڈاکٹر رمزے مسلسل کوشش کر رہے ہیں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے تھکے تھکے سے

لہجے میں کہا۔

"دیکھ رہا ہوں تمہاری کوششیں۔ میرے ساتھ ساتھ تم بلیک ماما کی نظروں میں بھی ہو۔ وہ بھی تمہیں مانیٹر کر رہا ہے۔ اگر تم نے مقررہ وقت میں یہ فائل ڈی کوڈ نہ کی تو پھر تم کسی بھی صورت میں بلیک ماما کے قہر سے نہ بچ سکو گے۔ بلیک ماما تم دونوں کے ساتھ انتہائی خوفناک سلوک کرے گا"...... ڈریگن کی بھیانک آواز سنائی دی۔ جواب میں ڈاکٹر چنگیزی خاموش رہا۔

"ڈاکٹر سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ تم دونوں کو دو گھنٹوں کے اندر اندر اس فارمولے کو ڈی کوڈ کر کے ہمارے حوالے کرنا ہے۔ دو گھنٹوں کے بعد کیا ہونے والا ہے یہ تم سوچ بھی نہیں سکتے"۔ ڈریگن نے کہا۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی بلیک ماما اور تم ہمیں مانیٹر کر رہے ہو"...... ڈاکٹر رمزے نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ تمہارے دائیں ہاتھ میں نیلے رنگ کا قلم ہے جو تم بے خیالی میں میز کی سطح پر رگڑ رہے ہو"...... ڈریگن نے کہا تو ڈاکٹر رمزے اور ڈاکٹر چنگیزی نے چونک کر دیکھا تو واقعی ڈاکٹر رمزے ہاتھ میں موجود قلم کی ٹپ میز کی سطح پر رگڑ رہا تھا۔

"میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کون سی بات"...... ڈریگن نے پوچھا۔

"تم نے کہا ہے کہ تم بلیک ماما کے خاص آدمی ہو کیا یہ درست ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں بلیک ماما کا خاص آدمی ہوں۔ میرا نام ڈریگن ہے سمجھے تم"...... ڈریگن نے کہا۔

"تو پھر سنو۔ جب تک تم میری بلیک ماما سے بات نہیں کراؤ گے اس وقت تک میں اس فارمولے کو ڈی کوڈ نہیں کروں گا"۔ ڈاکٹر چنگیزی نے کہا تو ڈاکٹر رمزے چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے"...... ڈریگن کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"وہی جو تم نے سنا ہے۔ اگر تمہارے کان خراب ہیں تو دوبارہ سن لو۔ میں اس وقت تک اس فائل کو ڈی کوڈ نہیں کروں گا جب تک بلیک ماما خود مجھ سے بات نہ کر لے۔ اگر مجھ سے یہ فائل ڈی کوڈ کرانی ہے تو بلیک ماما سے کہو کہ وہ خود مجھ سے بات کرے۔ اور وہ بھی میرے سامنے آ کر"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اٹل فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

"کیا تم پاگل ہو گئے ہو یا بند کمرے میں رہ کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ بولو"...... ڈریگن نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا

"تم جو چاہے سمجھو لیکن میں نے تمہیں اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ اب اس پر عمل کرنا نہ کرنا تمہاری مرضی پر منحصر ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ تم چاہتے کیا ہو"...... ڈریگن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں جو چاہتا ہوں وہ تمہارے بس میں نہیں۔ اب میں صرف بلیک مامبا سے ہی بات کروں گا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا۔

"کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے"...... ڈریگن نے غرا کر پوچھا۔

"قطعی اور آخری"...... ڈاکٹر چنگیزی نے حتمی لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے تمہیں اپنی زندگی سے پیار نہیں ہے۔ تمہاری اس بات پر میں تمہیں اذیت ناک موت سے بھی دوچار کر سکتا ہوں"...... ڈریگن نے کہا۔

"تم جو دل چاہے کر لو۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں صرف بلیک مامبا سے بات کروں گا ورنہ میں کچھ نہیں کروں گا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اسی لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں بلیک مامبا سے بات کرتا ہوں۔ اگر اس نے حامی بھر لی تو وہ خود تمہیں کال کر لے گا ورنہ......" ڈریگن نے غرا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں ڈاکٹر چنگیزی۔ آپ جانتے ہیں نا ہمیں کس طرح سے اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ اگر ہم ان کا کام نہیں کریں گے تو یہ ہمیں شدید اذیتیں دیں گے اور پھر یہ ہمیں ہلاک کر دیں گے"...... ٹرانسمیٹر بند ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر رمزے نے پریشانی کے عالم میں ڈاکٹر چنگیزی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جب تک ہم ان کا کام نہیں کریں گے یہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے تم بے فکر رہو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اطمینان

بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن......" ڈاکٹر رمزے نے کچھ کہنا چاہا۔

"کہا ہے نا کہ کچھ نہیں ہو گا۔ اب خاموش رہو اور مجھے کچھ سوچنے دو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا تو ڈاکٹر رمزے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو ڈاکٹر چنگیزی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک انتہائی کرخت اور سرد آواز سنائی دی جسے سن کر ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رمزے کانپ اٹھے۔

"بلیک مامبا بول رہا ہوں"...... دوسری جانب سے کہا گیا آواز میں درندگی کا عنصر بدرجہ اتم موجود تھا۔

"میں ڈاکٹر چنگیزی بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"تم مجھ سے بات کرنا چاہتے ہو"...... بلیک مامبا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بلیک مامبا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا۔

"بولو کیا کہنا چاہتے ہو"...... بلیک مامبا نے اسی انداز میں کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم واقعی ہمیں دیکھ رہے ہو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے پوچھا۔

"ہاں تم اور تمہارے ساتھ موجود ڈاکٹر رمزے میری نظروں میں

ہیں"...... بلیک ماما نے کہا۔

"تو پھر فارمولے کی یہ فائل دیکھو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے سامنے رکھی ہوئی فائل اوپر اٹھا دی۔

"ہاں۔ دیکھ رہا ہوں"...... بلیک ماما کی آواز سنائی دی۔

"بلیک ماما۔ میں اس فارمولے کو ڈی کوڈ کر سکتا ہوں لیکن......" ڈاکٹر چنگیزی نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن۔ لیکن کیا"...... بلیک ماما نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"میں اسے کسی بھی صورت میں ڈی کوڈ نہیں کروں گا"۔ ڈاکٹر چنگیزی نے جواب دیا۔

"کیا مطلب"...... بلیک ماما نے تقریباً چیخ کر کہا۔

"میں اس فارمولے کو جلا رہا ہوں۔ نہ یہ ہوگا اور نہ ہی اسے کوئی ڈی کوڈ کر سکے گا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا اور جیب سے لائٹر نکال کر اس نے اسے یکلخت روشن کر لیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو ڈاکٹر چنگیزی"...... اسے لائٹر روشن کرتے دیکھ کر بلیک ماما نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل کے نچلے حصے کو آگ لگا دی۔ فائل نے یکلخت آگ پکڑی اور دھڑا دھڑ جلنے لگی۔ یہ دیکھ کر دوسری طرف بلیک ماما جیسے گنگ سا ہو کر رہ گیا۔ ڈاکٹر چنگیزی چند لمحے فائل پکڑے رہا جب

آگ فائل کے اوپر والے حصے پر پہنچی تو ڈاکٹر چنگیزی نے فائل بڑے اطمینان سے سامنے میز پر ڈال دی اور دیکھتے ہی دیکھتے فائل جل کر راکھ بن گئی۔

"فائل مکمل طور پر جل کر راکھ بن چکی ہے بلیک ماما۔ اب تم کیا کرو گے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے مسکراتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا جواب میں ٹرانسمیٹر سے زخمی بھیڑیے جیسی غراہٹ کی آواز سنائی دی۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا ہے ڈاکٹر چنگیزی۔ میں تمہیں اس جرم کی سزا ضرور دوں گا۔ انتہائی بھیانک اور خوفناک سزا"...... چند لمحوں کے بعد بلیک ماما کی دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں جانتا ہوں۔ اس فائل کو جلانے کے بعد تم مجھے بھی اس فائل کی طرح جلا کر راکھ کر سکتے ہو لیکن کچھ بھی ہو میں یہ فارمولا کسی بھی صورت میں تمہارے حوالے نہیں کر سکتا تھا۔ یہ فارمولا پاکیشیا کی امانت ہے جسے پاکیشیا کے مایہ ناز سائنس دان سرداور نے ایجاد کیا تھا۔ میں نے اس فارمولے کو محض کوڈ میں تحریر کیا تھا لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر یہ فارمولا تم جیسے شیطان کے ہاتھ لگ جائے تو تم اس سے کیا کچھ کر سکتے ہو۔ میں مر تو سکتا ہوں لیکن پاکیشیا سے غداری نہیں کر سکتا۔ کسی بھی صورت اور کسی بھی حال میں نہیں کر سکتا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے جذباتی لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ فارمولا جلا کر تم نے خود اپنی موت کے

پروانے پر دستخط کر دیے ہیں۔ تمہارے پاس اب بھی دو گھنٹے باقی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم ایک ذہین انسان ہو ایک بار جو پڑھ لو زندگی بھر نہیں بھولتے۔ تم نے اس فائل کو کوڈ میں تحریر کیا تھا۔ تم چاہو تو اپنے ذہن سے اس فارمولے کو ڈی کوڈ کر کے لکھ سکتے ہو۔ اس لئے میں تمہیں اور تمہارے ساتھی کو زندگی بچانے کا ایک موقع اور دے رہا ہوں۔ دو گھنٹے پورے ہونے سے پہلے ڈی کوڈ فارمولا دوبارہ تحریر کر دو۔ ورنہ......" بلیک مامبا نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر چنگیزی بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر میں نے فارمولا تحریر کرنا ہوتا تو میں اسے تمہارے سامنے جلاتا ہی کیوں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم بلیک مامبا کو نہیں جانتے ڈاکٹر چنگیزی۔ بلیک مامبا ایسا زہریلا سانپ ہے جو اپنے شکار کو ایک لمحے میں سالم نگل سکتا ہے اور اس کے زہر میں اتنی طاقت ہے کہ اگر کسی کو ڈس لے تو وہ پانی بھی نہیں مانگتا۔ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ تم خود ہی فارمولا لکھنے پر مجبور ہو جاؤ گے"...... بلیک مامبا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"دیوانے کے خواب پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"میں ایسا دیوانہ ہوں جو اپنے خوابوں کو حقیقت کا روپ دینا

جانتا ہے۔ تمہارے پاس صرف دو گھنٹے ہیں۔ اس کے بعد تم اور تمہارا ساتھی ڈاکٹر رمزے بھیانک انجام کے لئے تیار رہنا"۔ بلیک مامبا کی غضیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے آواز آنی بند ہو گئی۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں سر۔ ہم اس وقت ان کی قید میں ہیں۔ انہوں نے ہمیں نجانے کہاں قید کر رکھا ہے۔ اگر ہم نے ان کا کام نہ کیا تو یہ واقعی ہم دونوں کو ہلاک کر دیں گے"...... ڈاکٹر رمزے نے ڈاکٹر چنگیزی کی طرف دیکھ کر پریشانی کے عالم میں کہا۔

"کیا تم موت سے ڈرتے ہو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اس کی طرف دیکھ کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"موت سے کسے ڈر نہیں لگتا سر"...... ڈاکٹر رمزے نے اسی انداز میں کہا۔ بلیک مامبا کی دھمکیاں سن کر وہ بے حد ہراساں دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا۔

"میں نے تم سے کہا ہے کہ تم فکر نہ کرو۔ کچھ نہیں ہو گا ہمیں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا لیکن ڈاکٹر رمزے کا خوف کم نہ ہوا۔ وہ بدستور ڈاکٹر چنگیزی کی طرف متوحش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

فارمولا جل کر راکھ ہوتے دیکھ کر بلیک مامبا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں اور وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔

"ڈاکٹر چنگیزی نے فارمولا جلا کر اچھا نہیں کیا ہے۔ میں اس کے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ اس کا خون پی جاؤں گا"...... بلیک مامبا نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے غصے سے اپنے آفس میں ادھر ادھر ٹہلتا رہا پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ بلیک مامبا کالنگ فرام مامبا ہیڈ کوارٹر۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... اس نے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ڈریگن اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے بلیک مامبا کے ریڈ سیکشن کے سربراہ ڈریگن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو ڈریگن۔ اوور"...... بلیک مامبا نے غراہٹ بھرے

لہجے میں کہا۔

"میں ریڈ سیکشن ہیڈ کوارٹر میں موجود ہوں بلیک مامبا۔ حکم۔ اوور"...... ڈریگن نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے ڈاکٹر چنگیزی اور اس کے اسسٹنٹ ڈاکٹر رمزے کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہی رکھا ہوا ہے اوور"...... بلیک مامبا نے پوچھا۔

"یس بلیک ڈریگن۔ وہ دونوں ہیڈ کوارٹر کے خفیہ ہارڈ روم میں موجود ہیں۔ اوور"...... ڈریگن نے جواب دیا۔

"تم نے دیکھا اس نانسنس ڈاکٹر چنگیزی نے کیا کیا ہے۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔ اس کا لہجہ غصے سے بھرا ہوا تھا۔

"یس بلیک مامبا۔ اس نے فارمولے کی کاپی جلا کر راکھ بنا دی ہے لیکن آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے ڈاکٹر چنگیزی کو فارمولے کی وہ کاپی فراہم نہیں کی تھی جو ہمیں ڈینجر پرنس نے بھیجی تھی بلکہ یہ اس فائل کی دوسری کاپی تھی۔ ڈینجر پرنس کی بھیجی ہوئی فائل کی کاپی بدستور میرے پاس محفوظ ہے۔ اوور"...... ڈریگن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو بلیک مامبا کے چہرے پر سکون آ گیا اور وہ چند لمحے پہلے غصے سے بری طرح کھول رہا تھا لیکن اب وہ نارمل اور پرسکون ہو گیا تھا۔

"ویل ڈن۔ یہ تم نے اچھا کام کیا ہے کہ ڈاکٹر چنگیزی کو اصل فائل ڈی کوڈ کرنے کے لئے نہیں دی تھی۔ اسے فائل جلاتے دیکھ کر میں پریشان ہو گیا تھا۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"پریشانی کی بات نہیں ہے بلیک ماما۔ اگر میرے پاس فائل کی کاپی نہ ہوتی تب بھی ڈاکٹر چنگیزی کے فائل جلانے سے ہمیں کوئی نقصان نہ ہوتا۔ ہم فائل دوبارہ بنا سکتے ہیں وہ بھی ڈی کوڈ شدہ فائل۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"وہ کیسے۔ اوور"...... بلیک ماما نے چونک کر کہا۔

"سرداور کے فائل کی کوڈ تحریر اسی ڈاکٹر نے کی تھی۔ اسے سارا فارمولا زبانی یاد ہے۔ میں نے اسے فائل ڈی کوڈ کرنے کے لئے پانچ گھنٹے دیئے تھے جو اس نے ضائع کر دیئے ہیں۔ اگر وہ ہمیں فائل ڈی کوڈ کر کے دے دیتا تو ہم اسے فائل سمیت ماسٹر لیبارٹری میں پہنچا دیتے جہاں وہ زندگی بھر ہمارے لئے کام کرتا لیکن اس نے فائل جلا کر خود اپنے پیروں پر کلہاڑی مار لی ہے۔ اب میں اس کا مائنڈ کنٹرول کروں گا اور اسے اس بات پر مجبور کروں گا کہ وہ فارمولا دوبارہ تحریر کرے اور وہ بھی ڈی کوڈ شدہ۔ مائنڈ کنٹرول ہونے کی وجہ سے وہ ہمارا کام آسانی سے کر دے گا۔ اوور"۔ ڈریگن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ اگر اس کا مائنڈ آسانی سے کنٹرول ہو سکتا تھا تو یہ کام تم نے پہلے کیوں نہیں کیا۔ اوور"...... بلیک ماما نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ بوڑھا آدمی ہے بلیک ماما۔ اگر میں پہلے اس کا مائنڈ کنٹرول کرتا تو اس کا دماغ اور زیادہ کمزور ہو جاتا اور چونکہ اسے

فائل ڈی کوڈ کرنے کے لئے دماغ کا پورا زور لگانا پڑتا اس لئے اسے برین ہیمبرج ہونے کا خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ چونکہ وہ ذہین اور انتہائی قابل ڈاکٹر ہے اس لئے میں نے سوچا تھا کہ اسے وقت دیا جائے اور اس کا مائنڈ کنٹرول کئے بغیر اس سے فائل ڈی کوڈ کرائی جائے تاکہ بعد میں اسے ہم بلیک ماما کی ماسٹر لیبارٹری میں پہنچا دیں اور پھر وہ صرف ہمارے لئے کام کر سکے۔ اوور"۔ ڈریگن نے کہا۔

"نہیں۔ ایسے لوگ بے حد محب وطن ہوتے ہیں جن کے لئے اپنے ملک کے مفاد کے سوا کچھ اہم نہیں ہوتا۔ یہ مرنا قبول کر لیتے ہیں لیکن ملک سے غداری کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ اس لئے ایسے لوگ ہمارے کسی کام کے نہیں ہوتے۔ تم جلد سے جلد اس کا مائنڈ کنٹرول کرو اور اس سے فائل ڈی کوڈ کراؤ۔ اس کے بعد اسے برین ہیمبرج ہو یا تم خود اسے گولی مار کر ہلاک کرو یہ تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ اوور"...... بلیک ماما نے کہا۔

"ٹھیک ہے بلیک ماما۔ اب میں یہی کروں گا لیکن اس کا مائنڈ کنٹرول کرنے کے لئے مجھے اسے لے کر ماما ہیڈ کوارٹر آنا پڑے گا۔ مائنڈ کنٹرول کرنے والی ایچ ایچ مشین بلیک ماما کی ماسٹر لیبارٹری میں موجود ہے۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"جو کرنا ہے کرو۔ اسے ماسٹر لیبارٹری میں لے جاؤ یا کہیں اور مجھے فارمولا چاہئے۔ اور بس۔ سمجھے تم۔ اوور"...... بلیک ماما نے

غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما۔ ایسا ہی ہو گا۔ اگلے دو گھنٹوں بعد میں اس کا مائنڈ کنٹرول کر کے ڈی کوڈ شدہ فارمولا آپ کے سامنے لا کر رکھ دوں گا۔ اوور"...... ڈریگن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے لے کر جب تم ماسٹر لیبارٹری میں پہنچو تو مجھے مطلع کر دینا۔ ایک بار میں اس سے خود بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔ اوور"۔ بلیک ماما نے کہا۔

"اوکے بلیک ماما۔ میں اسے لے کر جلد ہی ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا۔

"اس کے ساتھ اس کے اسسٹنٹ ڈاکٹر رحرے کو بھی لے آنا۔ اوور"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما۔ اوور"...... ڈریگن نے کہا اور بلیک ماما نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم کر کے بلیک ماما نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا لیکن پھر نمبر پورے ہونے سے پہلے اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری تو سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔ وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے اندر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا پھر دس منٹ بعد دروازہ دوبارہ کھلا تو بلیک ماما باہر آ گیا۔ اس بار اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا اور اس کے چہرے پر نقاب تھا۔

یہ وہی نقاب تھا جس پر بلیک ماما ناگ کی مخصوص تصویر بنی ہوئی تھی۔ آنکھوں پر سیاہ شیشوں والی عینک لگا کر اس کی شخصیت مکمل طور پر چھپ گئی تھی۔ وہ میز کی طرف بڑھا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر مڑا اور آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کے پاس پہنچا سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ سامنے ایک راہداری تھی وہ باہر آیا اور تیز تیز چلتا ہوا راہداری میں آگے بڑھنے لگا۔

راہداری کا خاتمہ ایک ہال میں ہوا۔ ہال ایک ہزار فٹ مربع کا ضرور ہو گا ہال میں بے شمار مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ جن پر سائنس دان، ڈاکٹرز اور انجینئرز بیٹھے اپنے اپنے کاموں میں مگن تھے۔ یہ تمام سائنس دان، ڈاکٹرز اور انجینئرز دنیا کے مختلف حصوں سے ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحرے کی طرح اغوا کر کے لائے گئے تھے۔ بلیک ماما نے ان کے مائنڈ کنٹرول کر کے انہیں اپنا وفادار بنا لیا تھا اور اب وہ اسی کے لئے کام کرتے تھے۔ بلیک ماما جونہی ہال میں داخل ہوا وہاں تیز آواز میں سائرن بج اٹھا۔

مشینوں پر کام کرنے والے افراد سائرن کی آواز سن کر چونک پڑے اور پھر بلیک ماما کو دیکھ کر وہ سب اس کے احترام میں فوراً اٹھ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ بلیک ماما نے شاہانہ انداز میں اشارے سے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود مختلف مشینوں اور ان پر لگی ہوئی سکرینیں دیکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ہال کے انتہائی

سرے پر ایک کمرے کا دروازہ دکھائی دے رہا تھا۔ بلیک ماما جونہی اس میں داخل ہوا دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ کمرے کی ایک دیوار پر بڑی سی سکرین نصب تھی۔ بلیک ماما اس مشین کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ مشین آف تھی اور سکرین کے نیچے ایک بڑی سی میز پر بٹنوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ بلیک ماما آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے مشین کے چند بٹن پریس کئے تو مشین میں جیسے زندگی کی لہریں سی دوڑ گئیں۔ چند ہی لمحوں میں سکرین ورکنگ پوزیشن پر آ گئی اور اس پر لگی ہوئی بڑی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر پہلے تو بجلیاں سی کوندیں اور پھر اس پر ایک آدمی کا چہرہ دکھائی دیا۔ آدمی کا چہرہ جونہی سکرین پر نمودار ہوا وہ مؤدبانہ انداز میں جھک گیا۔

"کوبرا حاضر ہے بلیک ماما"...... اس آدمی نے مؤدبانہ انداز میں بلیک ماما کے سامنے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"کیا ماسٹر آپریٹنگ سسٹم تیار ہے"...... بلیک ماما نے پوچھا۔

"یس بلیک ماما۔ میں نے سارا سسٹم تیار کر لیا ہے اور میزائل لانچر بھی ایکٹیو ہو چکا ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا جس نے خود کو برا کہا تھا۔

"مشین آن کرو اور اسے میری سکرین سے لنک کر دو۔ فوراً"...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

"جو حکم بلیک ماما"...... کوبرا نے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے سامنے موجود بڑی سی مشین کے کئی بٹن یکے بعد دیگرے دبا

دیئے۔ بٹنوں کے دبتے ہی سکرین صاف ہوئی سکرین پر دوبارہ بجلیاں کوندیں اور منظر جب واضح ہوا تو ایک شاہراہ دکھائی دے رہی تھی۔ سڑک پر ٹریفک کا ہجوم تھا جو تیزی سے ایک دوسرے کے آگے پیچھے اپنی منزل کی طرف گامزن تھا۔

"سر۔ یہ پاکیشیا کا دارالحکومت ہے آپ کے حکم کے مطابق ہم پوزیشن لے چکے ہیں اور سیلائٹ سسٹم کو اس شہر کے عین اوپر پہنچا دیا گیا ہے کچھ ہی دیر میں سیریز لائٹ اس شہر میں داخل ہو جائے گی اور جیسے ہی سیریز لائٹ شہر پر پھیلے گی ہم یہاں سے میزائل فائر کر دیں گے۔ میزائل اگلے ایک گھنٹے میں پاکیشیا پہنچ جائے گا اور سیریز لائٹ کی رینج میں آتے ہی ٹھیک ٹارگٹ پر گرے گا اور اگلے ہی لمحے پاکیشیا سے اس کے دارالحکومت کا نام و نشان تک مٹ جائے گا"...... بلیک ماما ابھی اس منظر کو دیکھ ہی رہا تھا کہ کمرے میں کوبرا کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ جب سیریز لائٹ مکمل طور پر پاکیشیا کے دارالحکومت پر پھیل جائے تو مجھے اطلاع کر دی جائے"...... بلیک ماما نے مائیک کو منہ کے آگے کرتے ہوئے کہا۔

"جو حکم بلیک ماما"...... کوبرا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"علی عمران کا کچھ پتہ چلا"...... بلیک ماما نے پوچھا۔

"نو بلیک ماما۔ اس کی تلاش جاری ہے لیکن وہ دارالحکومت سے

یوں غائب ہو گیا ہے جیسے اسے زمین نگل گئی ہو یا آسمان نے اٹھا لیا ہو۔ البتہ اس کے چند ساتھی نظروں میں آ گئے ہیں"...... کوبرا نے کہا۔

"اسے ڈھونڈو۔ نانسنس۔ سرچ سیلائٹ سے پاکیشیا کے ایک ایک حصے کو چیک کرو۔ اگر وہ پاکیشیا میں ہوا تو سرچ مشین سیلائٹ کے ذریعے ضرور اس کا پتہ لگا لے گی۔ سیلائٹ کے ساتھ یلو لائٹ بھی ایڈجسٹ کر دو تاکہ اگر عمران کسی بھی میک اپ میں ہو تو سیلائٹ کے کیمرے کی آنکھ سے نہ بچ سکے۔ میں جلد سے جلد اسے تلاش کر کے اس کے انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ اس نے مجھے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے جب تک میں اسے ہلاک نہیں کر دیتا اس وقت تک مجھے سکون نہیں ملے گا"...... بلیک ماما نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ سب کر لیا ہے بلیک ماما لیکن"...... کوبرا نے کہنا چاہا۔

"لیکن وہ نہیں ملا۔ یاد رکھو اگر وہ نہ ملا تو میں تم سب کو بھوکے شیروں کے آگے ڈال دوں گا جو تمہارے ٹکڑے اڑا کر تمہیں ہڈیوں سمیت چبا جائیں گے۔ نانسنس"...... بلیک ماما نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔

"مم مم۔ میں اسے جلد ہی تلاش کر لوں گا بلیک ماما"...... کوبرا نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کے افراد کو بھی تلاش کرو۔ وہ جہاں بھی ہوں سیلائٹ کی یلو ریز سے انہیں کور کر لینا تاکہ وہ ایک لمحے کے لئے ہماری آنکھوں سے اوجھل نہ ہو سکیں۔ جب یہ سب ہو جائے تو ہاٹ لائٹ فائر کا لنک براہ راست میرے ماسٹر کمپیوٹر سے کر دینا تاکہ میں انہیں دیکھتے ہی ان پر ہاٹ لائٹ فائر کر کے انہیں فوری طور پر جلا کر بھسم کر سکوں"...... بلیک ماما نے کہا۔

"اوکے بلیک ماما۔ میں ابھی سرچ مشین آن کرتا ہوں اور انہیں ٹریس کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ سرچ مشین سیلائٹ کی یلو لائٹ کی وجہ سے جلد ہی ان سب کو ٹریس کر لے گی کیونکہ میں نے ان سب کا ڈیٹا سرچ مشین میں پہلے سے ہی فیڈ کر دیا ہے"...... کوبرا نے کہا اس کی آواز اب لرز رہی تھی۔

"اوکے"...... بلیک ماما بھیڑیئے کی طرح غرایا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک اور بٹن دبا کر میز کے نیچے سے ایک پلیٹ باہر نکالی۔ اس پلیٹ پر ایک پینل لگا ہوا تھا۔ اس پینل پر مختلف لیور اور بٹن لگے ہوئے تھے۔ بلیک ماما نے جیب سے ایک کی بک نکالی اور اس میں کی نمبر دیکھ کر مختلف لیوروں کو دبانے لگا۔ اس کام میں اس کا کافی وقت گزر گیا اس عرصے میں اس نے چند کالیں سنیں اور متعدد حکم جاری کئے۔ تقریباً دو گھنٹوں کے بعد اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔

اس نے فوراً جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آن کر دیا۔

"بلیک ماما۔ اوور"...... بلیک ماما نے بارعب لہجے میں کہا۔

"ڈریگن بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے بلیک ماما ہیڈکوارٹر میں پہنچ چکے ہیں بلیک ماما۔ اوور"...... دوسری جانب سے ڈریگن کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے۔ انہیں لیبارٹری میں لے جانے سے پہلے کانفرنس ہال میں لے آؤ۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ اوور"...... بلیک ماما نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اٹھ کر دائیں جانب دیوار کی طرف بڑھا۔ اس کے دیوار کے پاس پہنچتے ہی دیوار میں خلاء پیدا ہو گیا۔ بلیک ماما اس خلاء میں سے گزر کر ایک راہداری میں پہنچا جس میں ریلوے لائن جیسی پٹڑی پر ایک کرسی پڑی ہوئی تھی بلیک ماما اس کرسی پر بیٹھ گیا اور اس کے بائیں بازو پر لگا ہوا لیور کھینچا تو کرسی ٹرالی کی مانند لائن پر دوڑنے لگی۔ جلد ہی وہ چند راہداریاں عبور کر کے ایک ہال میں رک گئی۔ ہال میں تقریباً بیس کے قریب مسلح افراد کھڑے تھے انہوں نے جونہی بلیک ماما کو دیکھا تو انہوں نے بیک وقت بلیک ماما کو سلیوٹ مارا۔

بلیک ماما نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اسی وقت ہال کا دوسرا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر

رحزے نظر آئے جنہوں نے ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کے عقب میں چھ مشین گن بردار تھے۔

"نوجوان نے بلیک ماما کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

"ڈریگن"...... بلیک ماما نے اس نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس بلیک ماما"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جو بلیک ماما کے ریڈ سیکشن کا سربراہ ڈریگن تھا۔

"ان دونوں کو میرے سامنے لا کر کھڑا کرو"...... بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا تو ڈریگن نے اثبات میں سر ہلایا اور آگے بڑھ کر اس نے ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے کو پکڑ کر بلیک ماما کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ ڈاکٹر چنگیزی کے چہرے پر اطمینان تھا لیکن ڈاکٹر رحزے بے حد ڈرا اور سہما ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا چہرہ موت کے خوف سے زرد ہو رہا تھا۔

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا"...... بلیک ماما نے زہر خندہ لہجے میں گرج کر کہا۔

"بلیک ماما اس کو تم اپنی کامیابی نہ سمجھو۔ تم ہم سے کچھ نہیں اگلوا سکو گے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے بلیک ماما کی نقاب سے جھانکتی ہوئی سرخ آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈال کر سرد لہجے میں کہا۔

"سب سے بڑا کام تمہیں یہاں لانا تھا۔ اگلوانا تو کوئی کام ہی

نہیں"...... بلیک ماما نے کہا۔

"پھر کوشش کر دیکھو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں پتھروں کو بولنے پر مجبور کر دیتا ہوں لیکن میں پلاننگ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا"...... بلیک ماما نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں اور تمہارے عزائم جانتا ہوں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈاکٹر میں ایسی زبان کا قائل نہیں۔ اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔ میں اب تک تم سے نرمی برت رہا ہوں اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تمہاری گستاخیاں بھی برداشت کروں اگر میرا حکم سنے بغیر تمہارا سر نہیں میں ہلنا چاہتا ہے تو پھر ٹھیک ہے تم اپنی ہمت دکھاؤ اور میں اپنی قوت کا مظاہرہ کرتا ہوں جلد ہی تمہاری زبان پر لگے قفل کھل جائیں گے اور تم رٹے ہوئے طوطے کی مانند بولنے پر مجبور ہو جاؤ گے"...... بلیک ماما نے تحکم سے بھرپور لہجے میں کہا اس کے لہجے میں سفاکی کا عنصر نمایا تھا۔

"میں......" ڈاکٹر چنگیزی نے کہنا چاہا۔

"سر۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ ان کی بات مان لیں۔ ہم بے موت مرنے سے بچ جائیں گے"...... ڈاکٹر رمزے نے ڈاکٹر چنگیزی کی بات کاٹ کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن ڈاکٹر رمزے۔ تم کافی ذہین دکھائی دیتے ہو۔ اس

سے کچھ سیکھو ڈاکٹر چنگیزی"...... بلیک ماما نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر چنگیزی، ڈاکٹر رمزے کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا۔

"تمہارے پاس اب بھی وقت ہے ڈاکٹر چنگیزی۔ مجھے اس بات کے لئے مجبور نہ کرو کہ میں تم سے زبردستی فارمولا ڈی کوڈ کراؤں"...... بلیک ماما نے سخت لہجے میں کہا۔

"جب مجھے فارمولا یاد ہی نہیں تو پھر تم مجھ سے زبردستی اسے کیسے ڈی کوڈ کرا سکتے ہو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے غرا کر کہا۔

"اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ تم نے فارمولا جلا کر مجھے نقصان پہنچایا ہے تو یہ تمہاری بھول ہے ڈاکٹر چنگیزی"...... بلیک ماما نے کہا تو اس کی بات سن کر ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رمزے بری طرح سے چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... ڈاکٹر چنگیزی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم بخوبی سمجھ رہے ہو"...... بلیک ماما نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر چنگیزی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ فارمولے کی تمہارے پاس اور کاپی بھی موجود ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایک نہیں میرے پاس فارمولے کی سینکڑوں کاپیاں ہیں لیکن ساری کاپیاں اس وقت تک بے کار ہیں جب تک فارمولا

ڈی کوڈ نہیں ہو جاتا"...... بلیک ماما نے کہا۔

"اور وہ فارمولا سوائے میرے اور کوئی ڈی کوڈ نہیں کر سکتا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے یکلخت ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات درست ہے۔ یہ کوڈ تمہارا ایجاد کردہ ہے۔ جس کے بارے میں تم اور سرداور کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ سرداور تو یہاں نہیں ہے اس لئے یہ کوڈز تمہیں ہی ڈی کوڈ کرنے ہیں۔ اب یہ کام تم خوشی سے کرو یا پھر مجبوری سے۔ یہ تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"میں مرنا قبول کر لوں گا لیکن فارمولا ڈی کوڈ نہیں کروں گا"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب دیکھو میں تم سے کیسے یہ کام کراتا ہوں"۔ بلیک ماما نے کرخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ڈریگن"...... بلیک ماما نے ڈریگن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس بلیک ماما"...... ڈریگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم ویپن روم میں جاؤ۔ ہمارے بلیک سیکشن نے کارمن کا ایک شپ اغوا کیا تھا جس میں ایکریمین اسلحہ بھرا ہوا تھا۔ یہ اسلحہ کارمن نے ایکریمیا سے خریدا تھا اور اس شپ میں اسے ایکریمیا سے کارمن ڈلیور کیا جا رہا تھا۔ بلیک سیکشن نے اس شپ کو ہی اغوا کر لیا

تھا اور سارا اسلحہ لا کر یہاں شفٹ کر دیا ہے۔ تم اپنی نگرانی میں جا کر اس اسلحے کو چیک کرو اور پھر مجھے بتاؤ کہ اس اسلحے کی عالمی منڈی میں کیا قیمت ہو سکتی ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"یس بلیک ماما"...... ڈریگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحمزے کو گھورتے ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"ان دونوں کو لاؤ۔ میں انہیں اب کچھ کمالات دکھانا چاہتا ہوں"...... بلیک ماما نے ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحمزے کے عقب میں کھڑے مشین گن برداروں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال سے نکلتا چلا گیا۔ اب اس کا رخ اس راہداری کی طرف تھا جہاں سینکڑوں کی تعداد میں مرکری بلب نصب تھے جن کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ بلیک ماما کے پیچھے ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحمزے بھی چل پڑے۔ مشین گن بردار بدستور ان کے عقب میں تھے۔ دو راہداریاں عبور کرنے کے بعد وہ ایک ہال میں پہنچے جس میں بیسوں مشینیں لگیں ہوئی تھیں اور ان کو سفید ایپران پہنے افراد آپریٹ کر رہے تھے۔ بلیک ماما انہیں لے کر ایک بڑی مشین کے پاس آ کر رک گیا۔ اس مشین پر بڑی سی سکرین نصب تھی۔ سکرین تاریک تھی۔

بلیک ماما نے سفید ایپرن پہنے ایک آدمی کو بلایا اور اسے مشین آن کر کے اسے آپریٹ کرنے کا حکم دیا تو وہ آدمی فوراً مشین پر

جھک گیا اور اسے آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں مشین پر لگی ہوئی سکرین روشن ہوئی اور اس پر روشنی سی چمکنے لگی۔ ابھی اس سکرین پر کوئی منظر نمودار نہ ہوا تھا۔

"ڈاکٹر چنگیزی۔ اس مشین کو دیکھو اور بتاؤ کہ یہ کیا ہے"۔ بلیک ماما نے کہا۔

"مجھے تو یہ سیلائٹ کنٹرول کرنے والی مشین دکھائی دیتی ہے"...... ڈاکٹر رمزے نے کہا۔

"تم ٹھیک سمجھے ہو۔ اس مشین سے سیلائٹ ہی کنٹرول ہوتا ہے لیکن تمہیں سن کر حیرت ہو گی کہ میں نے اپنا کوئی سیلائٹ خلاء میں نہیں چھوڑا ہوا ہے"...... بلیک ماما نے کہا۔

"تو پھر اس مشین کی کیا ضرورت ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے اس بار تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں دوسروں کی محنت سے فائدہ اٹھانے کا قائل ہوں۔ دوسرے ملکوں کے سیلائٹ ان کی لاعلمی میں میرے کام آ رہے ہیں"...... بلیک ماما نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر چنگیزی نے بڑبڑا کر کہا۔

"سمجھ جاؤ گے۔ جب تم میرے پاس رہو گے تو سمجھ جاؤ گے۔ ابھی تم نے میری طاقت نہیں دیکھی ابھی میں نے تمہیں اسلحہ فیکٹری نہیں دکھائی۔ ایٹم بم بنتے نہیں دکھائے۔ میں دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کے لئے کیا کیا پلان بنائے ہیں ابھی تم

نے وہ دیکھے ہی نہیں۔ میرے ساتھ رہو گے تو دنیا تمہارے قدموں میں ہو گی۔ ہر عیش، ہر خوشی اور ہر مسرت تمہارے پاس ہو گی۔ میں بہترین دماغ اپنے پاس دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں اس دنیا میں سائنسی انقلاب برپا کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس دنیا کو صرف ایک بٹن پر مقید دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام دنیا بارود کے ڈھیر پر بیٹھی ہو اور بارود کو بلاسٹ کرنے کا بٹن میری انگلی کے نیچے ہو۔ ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رمزے میں نے پلان کے مطابق دنیا کے بہترین دماغوں کو یہاں اکٹھا کیا ہے جو میرے تابع ہیں۔ ان میں بہترین سائنس دان، انجینئرز، ڈاکٹر اور سائنس کی دنیا میں انقلاب لانے والے بے شمار افراد ہیں۔ میں نے ان سب کی مدد سے یہاں بہت بڑی لیبارٹری بنائی ہے۔ اس لیبارٹری سے ہی دنیا کے تمام سیلائٹس کو نہ صرف کنٹرول کیا جا سکتا ہے بلکہ میں چاہوں تو یہاں بیٹھے بیٹھے میں کسی بھی ملک پر ایٹمی میزائل فائر کر کے اسے صفحہ ہستی سے ختم کر سکتا ہوں۔ مجھے سرداور کے جدید اور نئے فارمولے کی ضرورت تھی۔ اگر وہ مجھے مل جائے تو اس سے میری طاقت میں ہزاروں گنا اضافہ ہو جائے گا۔ اس فارمولے کے بغیر بھی میں بے پناہ طاقتوں کا مالک ہوں۔ میں نے پاکیشیا سمیت دنیا کے تمام بڑے ممالک پر میزائل ایڈجسٹ کر رکھے ہیں جنہیں ایک بٹن پریس کر کے میں ختم کر سکتا ہوں۔ پاکیشیا کے علی عمران کی وجہ سے میرا بہت نقصان ہوا ہے۔ میں اس سے بدلہ لینا چاہتا ہوں

اور اس سے بدلہ لینے کے لئے میں نے پاکیشیا پر فرسٹ وار کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ میں نے یہاں سسٹم کو آن کر دیا ہے۔ اس سسٹم کے تحت پاکیشیا کے دارالحکومت کو ٹارگٹ پر لے لیا گیا ہے۔ جلد ہی یہاں سے ایک میزائل فائر کیا جائے گا جو کسی اینٹی میزائل سسٹم سے تباہ نہ کیا جا سکے گا اور ایک گھنٹے کے بعد دنیا سے پاکیشیا کے دارالحکومت کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ یہ میری طرف سے اس نقصان کا انتقام ہو گا جو عمران نے مجھے پہنچایا ہے۔ بلیک ماما کے نقصان کا ازالہ اب پاکیشیا کے دارالحکومت کی تباہی سے ہو گا"...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر دھڑے کے چہروں پر خوف لہرانے لگا۔ وہ دونوں متوحش نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"ان سب باتوں کو چھوڑو۔ میں تمہیں خاص طور پر کچھ اور دکھانے کے لئے یہاں لایا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی آنکھوں سے یہ سب دیکھو اور پھر فیصلہ کرو کہ تم میرا کام کرنا چاہتے ہو یا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ منظر دیکھ کر تم اپنا ارادہ بدل دو گے اور مجھے ہاٹ واٹر کا ڈی کوڈ شدہ فارمولا تحریر کر کے دے دو گے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم دونوں زندہ بھی رہو گے اور میں تمہیں اپنے ساتھ رکھ کر وہ سب کچھ دوں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے"۔ بلیک ماما نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ایسا کون سا منظر ہو سکتا ہے جسے دیکھ کر ہم تمہارے

سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے۔ یہ سب بھول جاؤ بلیک ماما۔ ڈاکٹر چنگیزی مر تو سکتا ہے لیکن کسی کے سامنے جھک نہیں سکتا"۔ ڈاکٹر چنگیزی نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس کا فیصلہ اس منظر کو دیکھنے کے بعد کرنا۔ ریگن"...... بلیک ماما نے پہلے ڈاکٹر چنگیزی سے اور پھر مشین پر کام کرنے والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس بلیک ماما"...... مشین آپریٹ کرنے والے آدمی ریگن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس نے فوراً مشین کے چند بٹن پریس کر دیئے۔ سکرین پر ایک منظر نمودار ہوا۔ اس منظر میں ایک بڑا ہال دکھائی دے رہا تھا۔ ہال کا منظر دیکھ کر ڈاکٹر چنگیزی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ ڈاکٹر دھڑے کے چہرے پر خوف کے تاثرات اور زیادہ بڑھ گئے تھے۔ ہال کا فرش اور دیواریں خون سے رنگی ہوئی تھیں وہاں جگہ جگہ ادھ کھائی ہوئی ہڈیاں اور کھوپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ خون جم کر سیاہ ہو چکا تھا اور انسانی ہڈیوں کا حشر دیکھ کر صاف اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ انہیں کسی خونخوار درندے کے چبایا ہے۔

"مائیک دو مجھے"...... بلیک ماما نے ریگن سے مخاطب ہو کر کہا تو ریگن نے اثبات میں سر ہلایا اور مشین کے ایک حصے سے ایک مائیک نکال کر بلیک ماما کو دے دیا۔

"شیگی"...... بلیک ماما نے مائیک میں کرخت لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما"...... مشین میں لگے ہوئے اسپیکر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیکولیس اور اس کے ساتھیوں کو لاؤ اور انہیں لا کر ڈیتھ ہال میں چھوڑ دو"...... بلیک ماما نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما"...... شنگی کی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحے وہاں خاموشی چھائی رہی پھر اسپیکر سے چند انسانوں کی تیز چیخیں سنائی دیں۔ اسی لمحے سکرین پر دکھائی دینے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک دیو قامت سیاہ فام آدمی چار افراد کو دھکیلتا ہوا اندر آ گیا۔ چیخیں ان چار افراد کے منہ سے نکل رہی تھیں۔

"شنگی"...... بلیک ماما نے سکرین کی طرف دیکھ کر مائیک میں ایک بار پھر کرخت لہجے میں کہا۔

"یس بلیک ماما"...... سکرین پر نظر آنے والے مشین گن بردار سیاہ فام نے چونک کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان چاروں کو یہاں چھوڑ کر واپس جاؤ"...... بلیک ماما نے کہا۔

"اوکے۔ بلیک ماما"...... شنگی نے جواب دیا۔ اس نے ان چاروں افراد کو باری باری ہال کی طرف دھکیلا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے ہال سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی ہال کا دروازہ بند ہو گیا۔

"ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے۔ انہیں غور سے دیکھو۔ یہ ساڈان کا انجینئر جیکولس اور اس کے ساتھی ہیں۔ یہ چاروں بہترین دماغ رکھتے ہیں۔ انہیں میں نے اغوا کرایا ہے اور میں نے انہیں بڑی بڑی آفرز دی تھیں کہ یہ اپنی خدمات میرے حوالے کر دیں لیکن جیکولس اور اس کے ساتھی تمہاری طرح ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ ہر ممکن کوشش کے باوجود انہوں نے میرے ساتھ کام کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ چونکہ اب یہ میرے کسی کام کے نہیں ہیں اس لئے میں نے انہیں موت کی سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور اب انہیں موت کے ہال میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اب یہاں ان کی موت کا جو تماشہ ہو گا وہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔ مجھے یقین ہے کہ ان کی موت کا تماشہ دیکھ کر تمہاری روحیں تک لرز جائیں گی اور تم یقیناً اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو جاؤ گے"...... بلیک ماما نے ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر چنگیزی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی اور ڈاکٹر رحزے کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں جہاں وہ چاروں افراد خون اور انسانی ہڈیاں دیکھ کر بری طرح سے سہمے ہوئے تھے اور ان کے جسم خوف کی وجہ سے بری طرح سے کانپ رہے تھے۔

"ریگن۔ بلیک ٹائیگرز کو ان پر چھوڑ دو"...... بلیک ماما نے مشین آپریٹ کرانے والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو بلیک ٹائیگرز کا سن کر ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے کانپ کر رہ گئے۔

"یس بلیک ماسٹر"...... ریگن نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلا کر کہا اور ایک بار پھر مشین آپریٹ کرنے لگا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک ہال کی ایک دیوار کے نچلے حصے میں ایک خلاء سا نمودار ہوا۔ دوسرے لمحے مشین سے تیز اور انتہائی خونخوار غراہٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ان غراہٹوں کی آوازیں ہال میں موجود ان چاروں افراد نے بھی سن لی تھیں۔ وہ بوکھلا کر اس خلاء کی طرف دیکھ رہے تھے اور ایک دیوار سے لگ کر سکڑ سمٹ رہے تھے۔ اسی لمحے اچانک خلاء سے سیاہ رنگ کا ایک ٹائیگر اچھل کر باہر آ گیا۔ اس ٹائیگر کو باہر آتے دیکھ کر وہ چاروں خوف سے بری طرح سے چیختے ہوئے پیچھے ہٹ گئے۔ بلیک ٹائیگر انتہائی طاقتور اور خونخوار تھا۔ وہ خلاء کے سامنے آ کر رک گیا تھا اور خونی آنکھوں سے ان چاروں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے ایک بار پھر غراہٹ ابھری اور ایک اور بلیک ٹائیگر خلاء سے نکل کر باہر آ گیا۔ اب وہاں دو بلیک ٹائیگرز موجود تھے جنہیں دیکھ کر نہ صرف ہال میں موجود چاروں افراد کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا تھا بلکہ ڈاکٹر رمزے کی ریڑھ کی ہڈی میں بھی سردی کی لہریں سی دوڑ گئی تھیں اور ڈاکٹر چنگیزی بھی متوحش دکھائی دینے لگا تھا۔

بلیک ٹائیگرز نے تیز نظروں سے ان سامنے کھڑے سکڑے اور سمٹے ہوئے چار انسانوں کو دیکھا تو ان کی غراہٹوں میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ اور پھر وہ اچانک ان چاروں افراد کی طرف قدم

بڑھانے لگے۔ انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر جیکولس اور اس کے ساتھیوں کی خوفزدہ چیخوں سے ہال تھرتھرا اٹھا۔ ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رمزے یہ بربریت کا منظر دیکھ کر کانپ اٹھے۔ بلیک ٹائیگرز نے اچانک ان پر چھلانگیں لگائیں اور پھر ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رمزے نے بلیک ٹائیگرز کو بجلی کی سی تیزی سے ان چاروں افراد کو خونی پنجوں اور لمبے اور نوکیلے دانتوں سے ادھیڑتے اور ان کے ٹکڑے اڑاتے دیکھا۔

بلیک ٹائیگرز نے آناً فاناً جیکولس اور اس کے ساتھیوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ گوشت، ہڈیوں اور خون سے ہال کی فضا رنگ بدلنے لگی۔ بلیک ٹائیگرز کو شاید انسانوں کو نوچ نوچ کر کھانے کے لئے خصوصی طور پر ٹرینڈ کیا گیا تھا۔ جیکولس اور اس کے ساتھی بلیک ٹائیگرز کے سامنے ایک منٹ بھی نہ ٹھہر سکے تھے اور ان ٹائیگرز نے ان چاروں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان کی بوٹیاں ادھیڑنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

یہ بھیانک اور روح کو لرزا دینے والا منظر دیکھ کر ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رمزے کے جسموں میں بھی لرزا طاری ہو گیا تھا۔ بلیک ٹائیگرز ان چاروں کو ہلاک کرنے کے بعد اطمینان بھرے انداز میں زمین پر بکھرا ہوا ان انسانوں کا خون چاٹتے رہے پھر وہ انسانی لاشوں کے ٹکڑوں پر لپک پڑے اور بڑی رغبت سے انسانی گوشت کھانے لگے۔

اسی لمحے بلیک مامبا کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو وہاں موجود سکوت یکلخت ختم ہو گیا اور سب کے بے جان جسموں میں جیسے جان سی دوڑتی چلی گئی۔ بلیک مامبا نے فوراً جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر لیا۔

"یس۔ بلیک مامبا اسپیکنگ۔ اوور"...... بلیک مامبا نے غراتے ہوئے کہا۔

"کوبرا بول رہا ہوں بلیک مامبا۔ تمام انتظامات مکمل ہیں۔ پاکیشیا کے دارالحکومت پر ہر طرف سیریز لائٹ پھیل گئی ہے۔ اب ہم یہاں سے میزائل فائر کر سکتے ہیں جو ٹھیک ایک گھنٹے بعد پاکیشیا دارالحکومت پہنچ جائے گا اور سیریز لائٹ میں داخل ہو کر پاکیشیا کے دارالحکومت کو ٹارگٹ کر دے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے آپریشن روم کے انچارج کوبرا کی آواز سنائی دی۔

"گڈ۔ کوئی اور خوشخبری۔ اوور"...... بلیک مامبا نے دوبارہ غرا کر کہا۔

"یس بلیک مامبا۔ سرچ مشین سے پاکیشیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تین ممبران کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ بلیو لائٹ کی زد میں ہیں۔ آپ ہاٹ لائٹ ان پر فائر کر کے انہیں جلا کر بھسم کر سکتے ہیں۔ اوور"...... کوبرا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن۔ میں اس وقت سکرین روم میں ہوں۔ تم تمام لنک اس مشین سے کر دو۔ اوور"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"اوکے بلیک مامبا۔ اوور"...... کوبرا کی آواز سنائی دی اور پھر ٹرانسمیٹر پر چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ اسی لمحے سکرین تاریک ہوئی اور اس پر سے ہولناک مناظر والا ہال غائب ہو گیا۔ سکرین دوبارہ روشن ہوئی تو اس پر ایک اور منظر ابھر آیا۔ ساتھ ہی مشین کے نیچے سے بٹنوں کی ایک اور پلیٹ باہر نکل آئی جس پر ہر رنگ کے بٹن لگے ہوئے تھے۔

"تم دونوں کی قسمت اچھی ہے۔ آج میں تمہارے سامنے پاکیشیا کے دارالحکومت کو تباہ کر کے عمران سے اپنے نقصان کا انتقام لوں گا۔ دیکھو۔ سکرین کی طرف غور سے دیکھو۔ یہ پاکیشیا کا دارالحکومت ہے جہاں اس وقت زندگی اپنی بھرپور جولانیوں پر ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد یہاں کوئی سلامت نہ رہے گا۔ ایک گھنٹے بعد پاکیشیا کے دارالحکومت میں ہمارا بنایا ہوا پاور میزائل گرے گا اور دنیا کے نقشے سے پاکیشیا کے دارالحکومت کا نام و نشان تک غائب ہو جائے گا"...... بلیک مامبا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اس کی بات سن کر ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے کے چہرے تاریک ہو گئے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سکرین پر نظر آنے والے پاکیشیا کے دارالحکومت کو دیکھنے لگے جہاں ایک مصروف شاہراہ اور وہاں سینکڑوں افراد کا ہجوم دکھائی دے رہا تھا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ ظلم ہے۔ سراسر ظلم"۔ ڈاکٹر رحزے نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ ظلم نہیں۔ یہ اس ملک کے ایک انسان علی عمران سے میرا انتقام ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے اپنا اہم ترین سیکشن کھویا ہے اور اس نے مجھے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے"...... بلیک مامبا نے کہا اور مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پلیٹ پر لگا ہوا ایک کیپ ہٹایا۔ اس کیپ کے نیچے سرخ رنگ کا ایک بٹن تھا۔ اسی لمحے سکرین پر ایک ونڈو سی بنی اور دوسرے لمحے اس ونڈو میں ایک پچاس فٹ لمبا اور کئی فٹ چوڑا میزائل دکھائی دیا۔ یہ میزائل لانچر پہ نصب تھا اور اسے سیفٹی کلپس سے باندھا گیا تھا۔

"یہ ہے وہ پاور میزائل جو اب سے ایک گھنٹے بعد پاکیشیا میں پہنچ کر تباہی مچا دے گا"...... بلیک مامبا نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے سرخ بٹن کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

اس سے پہلے کہ بلیک مامبا میزائل ایکٹیو کرنے کے لئے سرخ بٹن پریس کرتا اسی لمحے ہال میں ایک گرجتی ہوئی آواز سنائی دی اور بلیک مامبا بری طرح سے چونک پڑا۔

"بس مسٹر جوکر۔ اب تمہاری سرکس کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ اپنا ہاتھ جہاں ہے وہیں روک لو ورنہ......" یہ آواز سن کر بلیک مامبا تیزی سے پلٹا اور پھر یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے اچھل پڑا کہ ڈاکٹر چنگیزی کے ہاتھ میں ایک ریوالور دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ ریوالور۔ تم یہاں ریوالور لانے میں کیسے کامیاب ہو گئے۔ یہاں تو اسلحہ لانے پر پابندی ہے۔ کیا یہاں سرچنگ مشینوں نے تمہیں اسکین نہیں کیا تھا"...... بلیک مامبا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا لایا ہوا ریوالور ہے جسے سرچ مشینیں تو کیا ایکسرے اور الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے بھی مجھ سے برآمد نہیں کیا جا سکتا تھا"۔

ڈاکٹر چنگیزی نے کہا اور اس کا بدلا ہوا لہجہ سن کر بلیک مامبا ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ آواز۔ یہ آواز تو......" بلیک مامبا نے چیختے ہوئے کہا تو ڈاکٹر چنگیزی بے اختیار مسکرا دیا۔ اس کے چہرے پر پہلے ہی اطمینان تھا جو اب اور زیادہ گہرا ہو گیا تھا اور وہ چمکتی ہوئی آنکھوں سے بلیک مامبا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"تم ٹھیک سمجھے ہو بلیک جوکر۔ میں ڈاکٹر چنگیزی نہیں ہوں".... ڈاکٹر چنگیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ اگر تم ڈاکٹر چنگیزی نہیں ہو تو پھر کون ہو تم"...... بلیک مامبا نے چیخنے والے انداز میں کہا۔

"خاکسار کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں"...... ڈاکٹر چنگیزی نے کہا تو اس کے منہ سے علی عمران کا نام سن کر بلیک مامبا یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں پر یکلخت طاقتور بم پھٹ پڑا ہو۔

"عم عم۔ عمران۔ تم"...... بلیک مامبا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیوں میری آواز سن کر تم ہو گئے نا پریشان"...... عمران نے مسکرا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور ڈاکٹر چنگیزی کہاں ہے"...... بلیک مامبا نے خود کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میں یہ تو نہیں بتاؤں گا کہ ڈاکٹر چنگیزی کہاں ہے البتہ یہ

ضرور بتا دیتا ہوں کہ میں بلکہ میں اور میرے ساتھی یہاں کیسے پہنچے ہیں۔ ہاں تو دل تھام کر سنو۔ تمہارا ڈینجر پرنس، سرداور تک تو نہیں پہنچ سکا تھا لیکن تمہارے آدمی سرداور کے ہاٹ واٹر فارمولے کو حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو گئے تھے۔ میں نے ڈینجر پرنس سے اصل فارمولا حاصل کر لیا تھا لیکن اس فارمولے کو دیکھتے ہی مجھے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ڈینجر پرنس نے اس فارمولے کی کاپی بنائی ہے اور مجھے اس بات کا بھی یقین تھا کہ ڈینجر پرنس نے فارمولے کی کاپی تمہیں ہی دی ہو گی۔ تم سے فارمولے کی کاپی حاصل کرنی ضروری تھی اس لئے میں اسی سوچ و بچار میں پڑا ہوا تھا کہ تم تک کیسے پہنچوں۔

پھر اچانک میرے بھس بھرے دماغ میں ایک خیال آیا کہ فارمولا تو کوڈ میں ہے جسے ڈاکٹر چنگیزی نے خصوصی کوڈ میں تحریر کیا تھا۔ یہ کوڈ ان کی اپنی ایجاد تھی اس لئے سوائے ان کے میرے اور سرداور کے یہ کوڈ کوئی نہ سمجھ سکتا تھا لیکن چونکہ میں کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا اس لئے تم سے فارمولے کی کاپی حاصل کرنا ضروری تھا۔ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ تم اس فارمولے کو ڈی کوڈ کرانے کے لئے یقینی طور پر ڈاکٹر چنگیزی کے پیچھے آؤ گے اور یہی ہوا۔ تم خود تو نہ آئے لیکن تم نے ڈاکٹر چنگیزی اور ان کے اسسٹنٹ ڈاکٹر رمزے کو اغوا کرنے کے لئے اپنا ایک سیکشن پاکیشیا بھیج دیا۔ تمہارے سیکشن نے انتہائی شاطرانہ انداز میں ڈاکٹر چنگیزی کی

رہائش گاہ پر حملہ کیا تھا اور پھر انہوں نے ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے کو اغوا کر لیا اور انہیں یہاں تمہارے ہیڈ کوارٹر۔ میرا مطلب ہے کہ جزیرہ کلفس کے ماما ہیڈ کوارٹر میں لے آئے۔ یہ الگ بات ہے کہ یہاں پہنچنے والے ڈاکٹر چنگیزی اور ڈاکٹر رحزے اصل نہیں ہیں بلکہ ان کی جگہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں اور ہاں میں ڈاکٹر رحزے کا بھی تعارف کرا دیتا ہوں۔

یہ میرا شاگرد ٹائیگر ہے جو بہترین انداز میں ڈاکٹر رحزے کی طرح خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتا رہا ہے۔ اب تم بتاؤ کہ تمہیں میری اور اس کی اداکاری کیسی لگی۔ اس مرتبہ ہمیں اس اداکاری پر تم نوبل پرائز دو گے یا نہیں"...... عمران نے رکے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر بلیک ماما کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"تم یہاں تک تو پہنچ گئے ہو عمران لیکن اب تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے"...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیوں یہاں سے زندہ واپس جانے کے لئے کیا تم سے ہمیں اپنا ویزہ بنوانا پڑے گا"...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ یہ میرا ہیڈ کوارٹر ہے اور یہاں صرف میرا حکم چلتا ہے۔ سمجھے تم"...... بلیک ماما نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔ اسے اچانک عمران کے سامنے آ جانے سے جو شاک لگا تھا اس سے وہ نکل گیا تھا۔

"نہیں سمجھا۔ تمہیں بتایا تو ہے کہ میرے دماغ میں بھس بھرا ہوا

ہے اور جس کے دماغ میں بھس بھرا ہو اسے بھلا آسانی سے کسی بات کی کیسے سمجھ آ سکتی ہے۔ کیوں ٹائیگر"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ اب تم یہاں آ ہی گئے ہو تو اپنی موت کے ساتھ ہی اپنے ملک کی تباہی کا منظر بھی دیکھو"...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر سرخ بٹن کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس سے پہلے کہ وہ بٹن پریس کرتا عمران کے ریوالور سے دھماکے کے ساتھ گولی نکلی اور بلیک ماما کے کان کے قریب سے زائیں کی آواز کے ساتھ گزرتی چلی گئی۔ بلیک ماما کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

"میرا نشانہ کمزور ہے۔ ایسا نہ ہو کہ غلطی سے کوئی گولی تمہاری کھوپڑی میں راستہ بنا لے اس لئے کوئی حرکت مت کرنا"۔ عمران نے کہا تو بلیک ماما غرا کر رہ گیا۔

"تم مجھے میرا مشن مکمل کرنے سے نہیں روک سکتے عمران"۔ بلیک ماما نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم نہ رکے تو تمہیں روکنے کے لئے مجھے مجبوراً گولی چلانی پڑے گی اور اس بار گولی تمہارے سر میں لگے گی یا تمہارے دل میں۔ اس بات کی میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا اور نہ ہی میں دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"تم کیا سمجھ رہے ہو کہ میں تمہاری ان گیدڑ بھبکیوں سے ڈر

جاؤں گا"...... بلیک مامبا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"یہ ریوالور ہے گیڈر نہیں اور اس کی نال سے نکلنے والی گولی ہوتی ہے پھلکی نہیں"...... عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔ میں ان کھلونوں سے نہیں ڈرتا"...... بلیک مامبا نے چیخ کر کہا۔

"تو کن کھلونوں سے ڈرتے ہو۔ ان کے بارے میں بھی بتا دو۔ اگر کہو تو میں تمہیں ڈرانے کے لئے کہیں سے توپ لے آؤں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک مامبا غرا کر رہ گیا۔

"تم یہاں کچھ نہیں کر سکتے عمران۔ تمہارے لئے بہتر ہوگا کہ یہ ریوالور پھینک دو اور خود کو میرے حوالے کر دو"...... بلیک مامبا نے سرد لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ ایک گولی تمہارے سر کے قریب سے گزری ہے اس کے باوجود تم ذرا بھی نہیں ڈر رہے۔ کیا تم ڈر پروف ہو"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک مامبا نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"میں بلیک مامبا ہوں اور بلیک مامبا کسی سے نہیں ڈرتا"۔ بلیک مامبا نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ میں تو سمجھ رہا تھا میں نے یہاں پہنچ کر اور تمہیں ریوالور سے کور کر کے میدان مار لیا ہے لیکن تم تو ضرورت سے

زیادہ نڈر معلوم ہو رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میک اپ کے ذریعے دھوکہ دے کر تم نے میدان نہیں مارا ہے۔ چال اور چال اب بھی میرے ہاتھ میں ہیں۔ میں جب چاہوں تمہیں بے کار کر دوں میں صرف تمہارے شایان شان موت کے بارے میں سوچ رہا ہوں"...... بلیک مامبا نے بھیانک لہجے میں کہا۔

"سوچو ضرور سوچو۔ میں بھی تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کسی خاص چیز کا منتظر ہوں"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا پھر ابھی عمران کی بات پوری ہوئی ہی تھی کہ کمرے میں سیٹی کی آواز گونجی عمران نے ریوالور ٹائیگر کے حوالے کیا اور فوراً اپنی ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بنا میدان مارے اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے بغیر بول رہا ہوں۔ اوور"۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی تو بلیک مامبا بے اختیار چونک پڑا۔

"یس جولیا ڈیئر۔ کیا تم بھی میری طرح سے میدان مارنے میں ناکام ہو گئی ہو۔ اوور"...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"نہیں۔ میں نے یہاں ہر طرف بلاسٹر بچھا دیئے ہیں۔ ان بلاسٹرز کا لنک تمہاری ریسٹ واچ سے کر دیا گیا ہے۔ اب تم جب

چاہو ریسٹ واچ کا مخصوص بٹن پریس کر کے بلیک ماما ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکتے ہو۔ اوور"...... جولیا نے جواب دیا تو بلیک ماما ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"ویل ڈن۔ لنک میری ریسٹ واچ تک محدود نہ کرو بلکہ سب کی ریسٹ واچ پر لنک تھرو کر دو تاکہ میرے ساتھ ساتھ تم میں سے کوئی بھی بٹن پریس کر کے بلیک ماما ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر سکے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ اوور"...... جولیا نے پوچھا۔

"منتظر رہو میں تمہیں دوبارہ کال کروں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا اور اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

"کیوں نقاب پوش بھائی صاحب۔ یہ سب سن کر بھی آپ کو ڈر نہیں لگا کیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے بلیک ماما کی طرف دیکھتے ہوئے شوخی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"میں نے تم سے کہا ہے کہ بلیک ماما کسی سے نہیں ڈرتا"۔ بلیک ماما نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہاں کہا تو تھا لیکن..... خیر چھوڑو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں یہاں اکیلا نہیں ہوں۔ میرے ساتھ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ہیں اور انہوں نے میرے کہنے پر تمہارے ہیڈ کوارٹر کے ایک ایک حصے میں ایسے بلاسٹرز لگا دیئے ہیں جو ایک بار پھٹ گئے تو نہ تمہارا یہ ہیڈ کوارٹر بچے گا اور نہ یہ جزیرہ۔ ان بلاسٹرز میں اتنی طاقت ہے

کہ یہ بلاسٹ ہو کر اس جزیرے کو بھی سمندر برد کر سکتے ہیں اور یہ سب اسی طرح ایک بٹن پریس کرنے سے ہو سکتا ہے جس طرح تم بٹن پریس کر کے پاکیشیا کے دارالحکومت کو ٹارگٹ کرنا چاہتے تھے۔ اب تمہارا کھیل تو ختم ہو گیا ہے۔ اب تم کچھ نہیں کر سکتے ہو اس لئے اپنے اندر تھوڑا بہت ڈر پیدا کر لو۔ کڑوی گولی کی طرح ڈرنا انسان کی صحت کے لئے برا نہیں ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک ماما غرا کر رہ گیا۔

"ڈرنا تمہیں چاہئے علی عمران۔ تم اس وقت بلیک ماما کے سامنے ہو اور بلیک ماما دنیا کی ایسی طاقت ہے جس کا نام سنتے ہی سپر پاورز بھی لرزہ براندام ہو جاتی ہیں"...... بلیک ماما نے غراتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے اچانک عمران کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس نے ٹائیگر کے ہاتھ میں موجود ریوالور کی بھی کوئی پرواہ نہ کی تھی۔

اسے حملہ کرتے دیکھ کر عمران نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی لیکن بلیک ماما بے حد تیز تھا۔ اس کا عمران کی طرف بڑھتا ہوا جسم یکلخت مڑا اور دوسرے لمحے اس کی ایک لات عمران کے سینے اور دوسری لات قریب کھڑے ٹائیگر کے ہاتھ پر پڑی جس میں اس نے ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ حملہ چونکہ قطعی غیر متوقع تھا اس لئے ٹائیگر کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر دور جا گرا۔ خود بلیک ماما لات مار کر عمران کو دھکیلتا ہوا دور جا کھڑا ہوا۔

''انہیں گولیوں سے اڑا دو''..... کھڑے ہوتے ہی وہ زور سے چلایا۔ بلیک مامبا نے یہ حکم اپنے مشین گن بردار ساتھیوں کو دیا اور پھر وہ جیسے ہوش آ گئے۔ جو بلیک مامبا کی طرف تنے ہوئے ریوالور کی وجہ سے بے بسی سے مشین گنیں نیچے کئے ہوئے حیرت سے یہ سارا کھیل دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے فوراً مشین گنیں سیدھی کیں اور دوسرے لمحے انہوں نے عمران اور ٹائیگر پر فائرنگ کرنے کی بجائے اچانک بلیک مامبا کے ساتھیوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی جو حیرت اور خوف کا پیکر بنے مشین روم میں موجود تھے۔ ایک آدمی نے بلیک مامبا کے پیروں پر فائرنگ کی تھی اور بلیک مامبا اپنے پیروں کی طرف فائرنگ ہوتے دیکھ کر بری طرح اچھل اچھل کر ناچنا شروع ہو گیا اور پھر وہ لمبی چھلانگ لگا کر سائیڈ کی دیوار سے جا کر لگ گیا اور حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مشین گن بردار افراد کی طرف دیکھنے لگا۔

''ہونہہ۔ تو تم سب غدار ہو گئے اور میرے دشمن کا ساتھ دے رہے ہو''..... بلیک مامبا نے غرا کر کہا۔

''یہ غدار تمہارے ساتھی نہیں ہیں۔ یہ میرے ساتھی ہیں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک مامبا غرا کر رہ گیا۔ اسی لمحے بلیک مامبا ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس نے ایک بار پھر مشین گنوں کی پرواہ کئے بغیر عمران کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اس بار عمران چوکنا تھا۔ عمران فوراً سائیڈ میں ہٹا تو بلیک مامبا اپنے ہی زور

پر زمین پر گرا۔ اسی لمحے عمران کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا۔ اس کی ٹانگیں بلیک مامبا کی پسلیوں پر پڑیں اور بلیک مامبا ڈکرا کر اچھل کر قریبی مشین پر گرا۔ گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے تیزی سے مشین کے عقب میں چھلانگ لگائی اور اس مشین کی طرف بڑھا جس کا وہ سرخ بٹن پریس کر کے پاکیشیا کے دارالحکومت کو میزائل سے تباہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ مشین کی طرف بڑھا ہی تھا کہ عمران اچھلا اور اس کی فلائنگ کک پوری قوت سے بلیک مامبا کے پہلو پر پڑی۔ بلیک مامبا کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں اچھل گیا۔ جیسے ہی اس کا جسم ہوا میں اچھلا عمران نے فوراً الٹی قلابازی کھائی اور اس کی گھومتی ہوئی ٹانگیں ایک بار پھر بلیک مامبا کے جسم پر پڑیں۔ بلیک مامبا اڑتا ہوا دوسری مشین کے عقب میں گرا۔

عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھا جس کے پیچھے بلیک مامبا گرا تھا۔ جیسے ہی عمران مشین کے قریب پہنچا وہ یکلخت ٹھٹھک گیا۔ مشین کے پیچھے دیوار میں ایک خلاء سا بنا ہوا تھا اور بلیک مامبا اس خلاء سے باہر جا رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کرتا یا اسے روکتا وہ بجلی کی سی تیزی سے خلاء سے نکل گیا اور اس کے خلاء کے دوسری طرف جاتے ہی دیوار برابر ہو گئی۔

''وہ نکل گیا ہے باس''..... ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس دیوار میں یقیناً کوئی خفیہ بٹن ہے جسے پریس کر کے اس نے خلاء بنایا تھا اور یہاں سے نکلا ہے۔ جلدی کرو ڈھونڈو اس بٹن کو“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر تیزی سے اس مشین کے پیچھے آیا اور دیوار پر زور زور سے ہاتھ مارنے لگا۔ اسی لمحے اچانک ہال کے دروازے خود بخود بند ہونے لگے۔

”اوہ اوہ۔ وہ ہال کے دروازے بند کر کے ہمیں یہاں قید کر رہا ہے۔ جلدی کرو نکلو یہاں سے ورنہ ہم سب یہاں قید ہو کر رہ جائیں گے“...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور چھلانگ مار کر ایک بند ہوتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھا لیکن اس کے دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی دروازہ بند ہو چکا تھا۔ دروازہ بند ہوتے دیکھ کر عمران غرا کر رہ گیا۔

”یہاں دو دروازے ہیں دونوں بند ہو چکے ہیں۔ کھڑکیاں بھی باہر سے آٹو میٹک انداز میں لاکڈ ہو گئی ہیں“...... ایک مسلح آدمی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو صدیقی تھا۔

”یہاں سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈو جلدی۔ ورنہ ہم سب بے موت مارے جائیں گے“...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیوار پر زور زور سے ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔ ہال میں یکلخت نیلے رنگ کا دھواں پھیلنے لگا۔

”سانس روک لو“...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور خود بھی سانس روک لیا۔ سانس روک کر وہ سب وہاں موجود مشینیں چیک کرنے لگے۔ دیواروں کو ٹھونک بجا کر چیک کرنے لگے لیکن لا حاصل۔ ہال سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے مشین گنوں سے فائرنگ کر کے وہاں موجود مشینیں تباہ کرنی شروع کر دیں۔ انہوں نے ہال کی دیواروں، شیشے کی دیواروں اور دروازوں پر بھی برسٹ مارے لیکن دروازے مضبوط تھے۔ ان پر گولیوں کے نشان ہی پڑے تھے وہ ٹوٹے نہیں تھے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے کافی دیر تک سانس روکے رکھا لیکن پھر اچانک ہال میں تیز روشنی سی چمکی۔ اس روشنی کے چمکتے ہی عمران کو یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے اس کے روشن دماغ پر اندھیرا غالب آ گیا ہو اسے سر جھٹکنے کی بھی مہلت نہ مل سکی۔ دوسرے لمحے وہ لہرایا اور پھر الٹ کر گرتا چلا گیا۔

جس طرح دور اندھیرے میں روشنی کا نقطہ سا چمکتا ہے بالکل
اسی طرح روشنی کا ایک جگنو جیسا نقطہ عمران کے دماغ میں چمکا اور
تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے عمران کے جسم میں حرکت
پیدا ہوئی اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔

آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن
دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا
ہے۔ چند ہی لمحوں میں اس کا شعور پوری طرح بیدار ہوا تو اس نے
دیکھا کہ وہ ایک ہال نما کمرے میں موجود ہے جہاں قطاروں کی
شکل میں راڈز والی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان کرسیوں پر اس کے
پانچ ساتھی جکڑے ہوئے تھے۔ ان میں ٹائیگر اور فور سٹارز شامل
تھے جو عمران کو بطور ڈاکٹر چنگیزی کور کر کے لائے تھے۔ کمرے میں
بیس مسلح افراد ان کے گرد مشین گنیں لئے چوکنے کھڑے تھے۔
عمران ابھی ان سب کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک ایک کر کے اس کے

ساتھیوں کو ہوش آ گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد ان سب کی حالت
بھی عمران سے مختلف نہیں ہوئی تھی۔ خود کو راڈز والی کرسیوں پر
جکڑے اور مسلح افراد کے نرغے میں دیکھ کر وہ ساکت ہو کر رہ
گئے۔

اسی لمحے سامنے موجود دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے دروازے
سے سیاہ پوش اندر داخل ہوا جس کے چہرے پر نقاب تھا اور اس
کے نقاب پر سنہرے رنگ کا مامبا ناگ بنا ہوا تھا۔ یہ بلیک مامبا تھا۔
وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے آیا اور عمران کے سامنے آ کر کھڑا ہو
گیا۔

"کیسے ہو عمران"...... بلیک مامبا نے عمران کی طرف دیکھتے
ہوئے انتہائی سرد اور تلخ لہجے میں پوچھا۔

"میں تو ٹھیک ہوں۔ تم اپنی سناؤ"...... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اس مختصر سے عرصے میں اس نے اپنے آپ کو سنبھال
لیا تھا اب وہ مکمل طور پر ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا اور
دشمنوں کے نرغے اور راڈز والی کرسیوں پر بندھا ہونے کے باوجود
اس کی پیشانی پر شکن تک دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"میں بھی ٹھیک ہوں اور ہمیشہ ٹھیک ہی رہوں گا لیکن تمہارے
اور تمہارے ساتھیوں کے لئے برا وقت ضرور آ گیا ہے۔ بہت برا
وقت"...... بلیک مامبا نے کہا۔

"اچھا وہ کیسے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تم اور تمہارے تمام ساتھی میری قید میں ہیں۔ یہ سن کر تمہیں یقیناً افسوس ہو گا کہ تمہارے باقی ساتھیوں نے میرے ہیڈ کوارٹر، لیبارٹری اور اسلحہ کے ڈپوؤں میں جو بلاسٹر لگائے تھے وہ سب ہٹا لئے گئے ہیں۔ تمہارے سارے ساتھیوں کو بھی زندہ پکڑ لیا گیا ہے اور وہ تمہاری طرح دوسرے کمرے میں قید ہیں"...... بلیک ماما نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"بڑی اچھی خبر ہے"...... عمران نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس سے اچھی خبر یہ ہے کہ میں نے تمہارے ان ساتھیوں کو جس کمرے میں بند کیا ہے اس کمرے میں ایک ٹائم بم لگا دیا ہے۔ ٹھیک دس منٹ بعد ایک زور دار دھماکہ ہو گا اور کمرے کے پرزے اڑ جائیں گے اس کمرے کے ساتھ تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر ہو گا اس کا تم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو"...... بلیک ماما نے کہا۔

"اگر انہیں تم بم سے اڑا کر ہلاک کرنا چاہتے ہو تو مجھے اور میرے ان ساتھیوں کو یہاں کیوں رکھا ہے۔ ہمیں بھی ان کے ساتھ بم سے اڑانے کے لئے اس کمرے میں پہنچا دیتے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں اور تمہارے ان ساتھیوں کو شایان شان طریقے سے ہلاک کروں گا۔ تم میرے خاص مہمان ہو جو مجھ تک

پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے اس لئے میں نے تمہیں ان سے الگ رکھا ہے تاکہ میں تمہیں اور تمہارے ان ساتھیوں کو ایک دوسرے کے سامنے الگ الگ اور نئے نئے طریقوں سے ہلاک کروں اور تم ایک دوسرے کی ہلاکتیں دیکھ کر کانپ اٹھو"...... بلیک ماما نے کہا اور وہ آگے بڑھا اور اس نے اپنے ایک ہاتھ کی دو انگلیاں پھیلا کر عمران کی آنکھوں پر رکھیں اور انگلیوں کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو عمران کے منہ سے سسکی سی نکل گئی۔

"ہونہہ۔ نہیں۔ میں تمہیں اندھا نہیں کروں گا۔ لیکن میں تمہیں آسان موت بھی نہیں ماروں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ موت تمہارے سامنے ہو اور موت کا چہرہ دیکھ کر تم دہشت سے چیخنا چلانا شروع کر دو۔ موت لمحہ بہ لمحہ تمہارے نزدیک آئے اور تم کوئی مزاحمت بھی نہ کر سکو"...... بلیک ماما نے کہا۔

"تو تم ہمیں موت کے خوف سے ڈرانا چاہتے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے جس طرح میرے ساتھی ڈینجر پرنس کو ہلاک کیا تھا میں تمہیں اس سے زیادہ بھیانک موت مارنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہاں بلیک ٹائیگرز بھی پال رکھے ہیں۔ جیکولس اور اس کے ساتھیوں کی دردناک موت تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ پہلے میں نے یہی سوچا تھا کہ میں تمہیں بلیک ٹائیگرز کے آگے ڈال دوں تاکہ وہ تمہاری بوٹیاں اڑا دیں لیکن بلیک ٹائیگرز ضرورت سے

زیادہ تیز اور خطرناک ہیں وہ یکلخت حملہ کرتے ہیں اور کسی انسان کو تڑپنے کا موقع بھی نہیں دیتے۔ وہ انسانوں کو ایک لمحے میں ہلاک کر دیتے ہیں اور میں کم از کم تمہیں اتنی آسان موت نہیں مارنا چاہتا“...... بلیک مامبا نے کہا۔

”تو کیا چاہتے ہو تم“...... عمران نے اس کی طرف دلچسپی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یہی کہ موت قدم قدم تمہاری طرف بڑھے۔ ہر لمحہ موت کو تم اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھو۔ تم بچنے کی کوشش کرو لیکن تمہاری کوئی کوشش کامیاب نہ ہو اور پھر موت یکلخت تم پر جھپٹ پڑے اور تمہارا وجود تک اس دنیا سے غائب ہو جائے“...... بلیک مامبا نے سفاکی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”یہ سب تم میری موت کے بارے میں بتا رہے ہو یا اپنی موت کے بارے میں“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک مامبا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

”بلیک مامبا دنیا پر حکمرانی کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ تم جیسے ایجنٹوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے لئے نہیں سمجھے تم“...... بلیک مامبا نے غرا کر کہا۔

”دیوانے کو خواب دیکھنے سے کون روک سکتا ہے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک مامبا چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم“...... بلیک مامبا نے

اسے ترچھی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں۔ تم نے جو کرنا ہے کر لو۔ وقت کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ کب بدل جائے۔ ایسا نہ ہو کہ جس طرح تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کرنا چاہتے ہو وہی موت الٹا تم پر جھپٹ پڑے اور تم دوسرا سانس لینے کے بھی قابل نہ رہو“...... عمران نے کہا تو بلیک مامبا غرا کر رہ گیا۔

”شگی“...... بلیک مامبا نے چیختے ہوئے کہا۔

”یس بلیک مامبا“...... ایک سیاہ فام آدمی نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سکرین آن کرو۔ اسے دکھاؤ کہ اس کے ساتھی کس حال میں ہیں اور موت کس طرح ان کی طرف قدم بڑھا رہی ہے“...... بلیک مامبا نے کہا۔

”یس بلیک مامبا“...... شگی نے کہا اور تیزی سے سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک بڑی سی مشین موجود تھی اور اس مشین پر ایک سکرین نصب تھی۔ شگی نے مشین آن کی۔ دوسرے لمحے مشین پر لگی ہوئی سکرین بھی آن ہو گئی۔ سکرین پر پہلے تو روشنی کی لہریں تڑپتی رہیں پھر اچانک اس پر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ اس منظر کو دیکھ کر عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کمرے میں جولیا اور اس کے باقی ساتھی اسی طرح راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ وہ سب ہوش میں تھے۔ ان کے سروں پر

ہیلمٹ چڑھے ہوئے تھے جن کے آگے ٹائمر لگے ہوئے تھے۔ اور ان ٹائمرز سے تاریں سی نکل کر ہیلمٹ کے اندر جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے ان ساتھیوں میں جولیا، تنویر، کیپٹن شکیل، اور صالحہ تھے جبکہ صفدر ان میں موجود نہ تھا۔ عمران ان سب کو ہی اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ وہ سب خود کو راڈز والی کرسیوں سے آزاد کرانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

"دیکھ رہے ہو اپنے ساتھیوں کو۔ ان کے سروں پر موجود ہیلمٹوں میں بم لگے ہوئے ہیں۔ ہر بم پر ایک ہی وقت فکس ہے۔ صرف پانچ منٹ کا وقت رہ گیا ہے۔ پانچ منٹوں کے بعد یہ ہیلمٹ ایک ساتھ بلاسٹ ہوں گے اور پھر......" بلیک ماما نے بھیانک لہجے میں کہا اور پھر وہ انتہائی مغرورانہ انداز میں زور زور سے ہنسنا شروع ہو گیا۔

"ہنس لو بلیک ماما۔ جس قدر ہنس سکتے ہو ہنس لو کیونکہ اس کے بعد تمہیں کبھی ہنسنے کا موقع نہیں ملے گا ویسے بھی لاش کے لئے ہنسنا تو کیا مسکرانا بھی ناممکن ہوتا ہے"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"لگتا ہے اپنے ساتھیوں کو موت کے دہانے پر بیٹھا دیکھ کر تم اپنے ہوش کھو بیٹھے ہو"...... بلیک ماما نے زور دار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"میرے ہوش تو اپنی جگہ قائم ہیں لیکن ابھی تھوڑی ہی دیر میں

تمہارے ہوش ضرور گم ہو جائیں گے"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو بلیک ماما چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب ہے تمہارا"...... بلیک ماما نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وقت آنے پر تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک ماما غرا کر رہ گیا۔

"میں تمہیں ایک شرط پر زندگی بخش سکتا ہوں عمران"...... بلیک ماما نے کہا۔

"کس شرط پر"...... عمران نے تمسخرانہ لہجے میں کہا۔

"اگر تم میرے سامنے زندگی کی بھیک مانگو اور میرے پیروں پر سر رکھ کر گڑگڑانا شروع کر دو تو ہو سکتا ہے کہ مجھے تم پر ترس آ جائے اور میں تمہاری جان بخش دوں لیکن ایسی صورت میں تمہیں زندگی بھر میرا غلام بن کر رہنا پڑے گا۔ بولو منظور ہے"...... بلیک ماما نے کہا اور ایک بار پھر قہقہے لگانے لگا اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی تذلیل پر اتر آیا ہو۔

"اس صورت میں مجھے موت کے سوا کچھ منظور نہیں ہے"۔ اس بار عمران نے غرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ تمہارے ساتھی تو مرنے ہی والے ہیں۔ میں تمہاری اور تمہارے ان ساتھیوں کی موت کا بھی بندوبست کر دیتا ہوں تاکہ آسمان پر جا کر تمہاری روحیں آپس میں

مل جائیں اور تم آفاقی سیکرٹ سروس بنا سکو‘‘...... بلیک مامبا نے زہر انگیز لہجے میں کہا۔

’’آفاقی سیکرٹ سروس نے اگر کام کرنا شروع کر دیا تو نہ تم زندہ رہو گے اور نہ تمہارا یہ قلعہ جسے تم نے مامبا ہیڈ کوارٹر کا نام دے رکھا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’مجھے کسی آفاقی سیکرٹ سروس سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اب تم چپ رہو۔ مجھے سوچنے دو۔ میں تمہاری موت کا انوکھا بندوبست کرنا چاہتا ہوں‘‘...... بلیک مامبا نے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے زور سے چٹکی بجائی۔

’’گڈ۔ میرے تیز دماغ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا ایک انوکھا طریقہ آ گیا ہے‘‘...... بلیک مامبا نے کہا۔

’’کون سا طریقہ‘‘...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں پوچھا۔

’’آج تک تم نے بڑے بڑے تماشے دیکھے ہوں گے آج میں تمہیں ایک عظیم الشان تماشا دکھاتا ہوں‘‘...... بلیک مامبا نے کہا۔

’’کیسا تماشہ‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

’’ایک منٹ۔ ابھی بتاتا ہوں۔ شگی یہاں آؤ میرے پاس‘‘۔ بلیک مامبا نے پہلے عمران سے اور پھر اپنے سیاہ فام ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا جو بدستور مشین کے پاس کھڑا تھا۔ اس کی بات سن کر وہ تیزی سے اس کے پاس آ گیا۔

’’یس بلیک مامبا‘‘...... شگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ بلیک مامبا نے اس کے کان میں کچھ کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایسے ہی ہیلمٹ تھے جیسے جولیا اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر رکھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ ان ہیلمٹوں پر بھی ٹائمر لگے ہوئے تھے جن کے تار ہیلمٹ کے اندر جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

’’گڈ۔ اب یہ ہیلمٹ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر چڑھا دو‘‘...... بلیک مامبا نے کہا تو شگی آگے بڑھا اور اس نے ہیلمٹ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر چڑھانے شروع کر دیئے۔

’’یہ مت سمجھنا کہ ان ہیلمٹوں کے ٹائمر کام کریں گے اور جیسے ہی وقت ختم ہو گا ہیلمٹوں میں موجود بم بلاسٹ ہو جائیں گے۔ میں تمہارے دوسرے ساتھیوں کے ہیلمٹوں میں لگے ہوئے بموں کے ٹائمر آف کرا رہا ہوں۔ اب میں تم سب کو ایک نئے طریقے سے ہلاک کروں گا۔ یہ سب تمہارے ساتھ بلکہ تمہاری وجہ سے ہلاک ہوں گے‘‘...... بلیک مامبا نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ شگی نے جب ان کے سروں پر ہیلمٹ چڑھا دیئے تو وہ ٹائمروں میں لگے ہوئے تار نکال کر ایک دوسرے کے ہیلمٹوں کے ٹائمروں سے جوڑنے لگا۔ اب ان سب کے سروں

پر ہیلمٹ تھے اور سب کی تاریں ایک دوسرے کے ہیلموں کی تاروں سے جڑی ہوئی تھیں۔ پھر شگی نے بلیک ماما کے کہنے پر ایک لمبا تار کھینچا اور اسے اس مشین کی طرف لے گیا جس پر سکرین لگی ہوئی تھی۔ شگی نے تار اس مشین میں ایڈجسٹ کیا اور پھر وہ مشین آپریٹ کرنے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم دوسرے کمرے میں جاؤ اور ان سب کے ٹائمر آف کر کے ان کے بموں کے تار بھی ایک دوسرے سے جوڑ کر ان کا لنک اس مشین سے کر دو''...... بلیک ماما نے شگی سے مخاطب ہو کر کہا تو شگی سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سکرین پر اس کمرے میں دکھائی دیا جہاں جولیا اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ شگی ان کے سروں پر موجود ہیلموں کے تار اتار کر انہیں ایک دوسرے سے جوڑنے لگا۔

''عمران تم یہ سب دیکھ کر یقیناً حیران ہو رہے ہو گے۔ کوئی بات نہیں۔ میں ابھی تمہاری ساری حیرت دور کر دیتا ہوں۔ تمہارے اور تمہارے تمام ساتھیوں کے بموں کو ایک ساتھ لنک کر دیا گیا ہے اور ان تاروں کو اس مشین سے جوڑ دیا گیا ہے۔ تار مشین کے ایک لیور کو کنٹرول کرے گا۔ جیسے ہی لیور پش ہو گا اسی لمحے تمہارے اور تمہارے تمام ساتھیوں کے سروں پر موجود ہیلمٹ بم بلاسٹ ہو جائیں۔ اب اس سارے کھیل کا ٹوئسٹ یہ ہے کہ جو لیور مشین کے ساتھ ہے اور جس کو دبانے سے تمام بم بلاسٹ ہوں

گے اس سے ایک رسی باندھ دی جائے گی۔ اس رسی کو مشین کی مختلف پلیوں سے گزار کر ایک پھندا سا بنا کر تمہاری گردن میں ڈال دیا جائے گا اور پھر تمہاری گردن میں ایک اور پھندا ڈالا جائے گا۔ اس پھندے کے ساتھ ایک وزنی پتھر باندھا جائے گا۔ پتھر کے وزن سے جیسے جیسے تمہاری گردن جھکے گی مشین کا لیور کھنچتا چلا جائے گا اور پھر تمہاری گردن تھک کر جیسے ہی جھکے گی اور پتھر زمین سے لگے گا تو مشین کا لیور کھنچ جائے گا اور اس لیور کے کھنچتے ہی بم بلاسٹ ہونا شروع ہو جائیں گے''...... بلیک ماما نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے ساتھی بھی خاموش تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں شگی واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں رسیوں کے دو بنڈل تھے۔ اس نے وہ بنڈل کھولے اور بلیک ماما کے حکم کے مطابق کام کرنا شروع کر دیا۔ ایک رسی کا بنڈل کھول کر اس کا پھندا بنا کر مشین کے ایک لیور میں پھنسایا گیا اور پھر رسی کو کھینچ کر مشین اور دیواروں کی پلیوں میں پھنسایا گیا اور رسی کا ایک سرا چھت پر پنکھے کے پوائنٹ کے ہول میں ڈال کر اسے نیچے لٹکا دیا گیا۔ نیچے لٹکے ہوئے رسی کے سرے سے ایک اور پھندا بنایا گیا اور پھر اسے عمران کی گردن میں ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد شگی نے دوسرا بنڈل کھولا۔ اس نے رسی کا پھندہ بنایا اور تھوڑی سی رسی لمبائی میں رکھ کر اسے کاٹا اور پھر اس نے یہ پھندا بھی لا کر عمران کی گردن میں ڈال دیا۔ اب رسی کا ایک سرا عمران کے پیروں کے

پاس لٹک رہا تھا۔

''بھاری پتھر لایا جائے''...... بلیک مامبا نے کہا تو اس کے دو ساتھی باہر گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے تو انہوں نے ایک گول اور بھاری پتھر اٹھا رکھا تھا۔ پتھر کا حجم دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ پتھر کسی بھی طرح من ڈیڑھ من سے کم کا نہ تھا۔ دونوں افراد نے بمشکل پتھر سنبھال رکھا تھا۔ انہیں پتھر لاتے دیکھ کر شنگی نے فوراً عمران کے سامنے ایک چھوٹی سی میز رکھ دی۔ وہ دونوں آگے بڑھے اور انہوں نے اس ٹیبل پر بھاری پتھر رکھ دیا۔ تب شنگی نے عمران کے پیروں میں لگی ہوئی رسی کا سرا اٹھایا اور اسے پتھر کے گرد لپیٹنے لگا۔ پتھر عمران کے سینے کے قریب تھا۔ شنگی نے پتھر باندھ کر آہستہ آہستہ پتھر کو اٹھایا تو اس کے دوسرے ساتھیوں نے نیچے پڑی ہوئی ٹیبل نکال لی۔

''دھیان سے عمران۔ اب شنگی یہ پتھر چھوڑ رہا ہے۔ اب تم نے ہی پتھر کا وزن سنبھالنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایک ہی جھٹکے میں پتھر کے وزن سے تمہاری گردن جھک جائے۔ ایسا ہوا تو اسی لمحے مشین کا لیور کھنچ جائے گا اور پھر......'' بلیک مامبا نے عمران کو متنبہ کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہوا تو ہمارے ساتھ ساتھ تم اور تمہارے تمام ساتھی بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ کیوں یہی کہنا چاہتے ہو نا''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو بلیک مامبا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ ان بموں کے بلاسٹ ہونے سے تم اور تمہارے ساتھی ہی ہلاک ہوں گے۔ ہم تمہارے قریب بھی آ کر کھڑے ہو جائیں تب بھی ان بموں سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ بم ہیلمٹوں کے اندر لگے ہوئے ہیں اور یہ چھوٹے چھوٹے بم ہیں جن کے بلاسٹ ہونے سے تمہاری کھوپڑیاں چٹخیں گی لیکن تمہارے جسم سلامت رہیں گے۔ بے سر کے دھڑ۔ ہاہاہاہا۔ ہاہاہاہا''...... بلیک مامبا نے کہا اور ایک بار پھر زور زور سے قہقہے لگانے لگا۔

اسی لمحے شنگی نے پتھر کے نیچے سے ہاتھ نکال لیا۔ عمران کا سر جھکا لیکن اس نے پوری قوت صرف کرتے ہوئے پتھر کو نیچے جھکنے سے بچا لیا۔ پتھر واقعی بے حد بھاری تھا اور عمران کی گردن یکلخت اکڑ سی گئی تھی۔ لیکن زیادہ وزن ہونے کی وجہ سے جلد ہی اس کی گردن کی رگیں پھولنے لگیں۔ ریڑھ کی ہڈی پر دباؤ پڑا تو اسے جسم میں عجیب سی اینٹھن ہوتی ہوئی محسوس ہونا شروع ہو گئیں۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''ویل ڈن۔ اسی طرح سے یہ وزن سنبھالے رکھنا۔ جب تک تم اس وزن کو اٹھانے کے قابل رہو گے تم سب زندہ رہو گے اور جیسے ہی تمہاری قوت مدافعت کمزور ہوئی۔ پتھر نیچے آیا تو مشین کا لیور کھنچ جائے گا اس کے بعد دھوم دھڑکا اور سب ختم۔ ہاہاہاہا۔ ہاہاہاہا''۔ بلیک مامبا نے زور زور سے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ عمران کا چہرہ

سرخ ہو رہا تھا اور اس کی حالت دیکھ کر ٹائیگر اور فور سٹارز کے رنگ زرد ہو رہے تھے۔ انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے ان کا آخری وقت آ گیا ہوں۔ عمران زیادہ دیر تک پتھر کا وزن نہ سنبھال سکے گا اور پتھر کے وزن سے جیسے ہی اس کا سر نیچے جائے گا اوپر سے آنے والی رسی کھنچ جائے گی اور اس رسی کے کھنچتے ہی مشین کا لیور نیچے آ جائے گا جس کا مطلب ان سب کی موت تھا۔ بھیانک اور یقینی موت۔

پتھر کے وزن سے عمران کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ وہ مسلسل اپنے جسم اور خاص طور پر گردن کو اکڑائے ہوئے تھا۔ اگر وہ ہمت چھوڑ دیتا تو پتھر کا وزن یکلخت اس کی گردن نیچے لے آتا اور مشین کا لیور کھنچتے ہی ان کے سروں پر موجود ہیلمٹوں کے اندر لگے ہوئے بم بلاسٹ ہو جاتے اور بلیک مامبا کے کہنے کے مطابق ان بموں سے ان سب کے سروں کے ایک ہی وقت میں اور ایک ساتھ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جاتے۔

"ویل ڈن عمران۔ ویل ڈن۔ تم واقعی انتہائی باہمت ہو۔ میں سمجھتا تھا کہ تم صرف چند منٹ ہی یہ وزن اٹھا سکو گے لیکن یہ وزن اٹھائے تمہیں پندرہ منٹ سے بھی زیادہ وقت ہو چکا ہے اور اس کے باوجود تم ابھی تک ٹکے ہوئے ہو۔ تمہاری ہمت کی واقعی داد دینی پڑے گی"...... بلیک مامبا نے کہا۔

عمران خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر اور فور سٹارز

نے بھی ہونٹ سی رکھے تھے البتہ وہ عمران کی مخدوش ہوتی ہوئی
حالت سے کافی پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے کئی بار
کچھ کہنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے اشارے سے انہیں بولنے
سے منع کر دیا تھا۔

"بس بہت ہوا۔ اب مجھ سے اور انتظار نہیں ہو گا۔ میں تم سب
کو اپنی آنکھوں کے سامنے مرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں۔ تمہاری گردن
ختم کرنے کے لئے اب مجھے ہی کچھ کرنا ہو گا۔ شگی"...... بلیک مامبا
نے پہلے عمران سے مخاطب ہو کر پھر شگی کی طرف دیکھ کر چیختے
ہوئے کہا۔

"یس بلیک مامبا"...... شگی نے بلیک مامبا کے قریب آ کر کہا۔

"اپنا ریوالور دو مجھے"...... بلیک مامبا نے کہا تو شگی نے اثبات
میں سر ہلایا اور اس نے جیب سے ایک ریوالور نکال کر بلیک مامبا کو
دے دیا۔

"اب میں تمہاری دونوں ٹانگوں اور بازوؤں پر گولیاں مار کر
تمہیں زخمی کروں گا عمران۔ تمہارے زخموں سے جیسے جیسے خون بہے
گا تمہاری قوت مدافعت ختم ہوتی جائے گی اور تمہاری گردن میں
اتنی طاقت نہیں رہے گی کہ تم زیادہ دیر اس بھاری پتھر کا وزن
سنبھال سکو"...... بلیک مامبا نے ریوالور کا رخ عمران کی جانب
کرتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ بلیک مامبا۔ تم ایسا نہیں کر سکتے"...... اچانک صدیقی

نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے
ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا ہو اور وہ بولنے پر مجبور ہو گیا ہو۔

"ارے۔ تم بولنا بھی جانتے ہو۔ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ
سوائے عمران کے کسی کے منہ میں زبان نہیں ہے"...... بلیک مامبا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم عمران صاحب
کی گردن سے یہ پتھر نکال دو"...... چوہان نے چیختے ہوئے کہا۔

"اگر میں ایسا نہ کروں تو"...... بلیک مامبا نے طنزیہ لہجے میں
کہا۔

"تو پھر تمہاری موت ہمارے ہاتھوں اس موت سے بھی زیادہ
بھیانک ہو گی جو تم ہمیں دینا چاہتے ہو"...... چوہان نے گرج کر
کہا۔

"تم اور مجھے ہلاک کرو گے۔ بلیک مامبا کو۔ لگتا ہے موت کو
سامنے دیکھ کر تم سب کے دماغ خراب ہو گئے ہیں"...... بلیک مامبا
نے زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

"دماغ ہمارے نہیں تمہارا خراب ہوا ہے بلیک مامبا جو تم
ہمارے ساتھ ایسی بچگانہ حرکتیں کر رہے ہو۔ تمہارے لئے ہماری
طرف سے لاسٹ وارننگ ہے اپنی ان احمقانہ حرکتوں سے باز آ
جاؤ۔ ورنہ......" نعمانی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ورنہ۔ ورنہ کیا کر لو گے تم"...... بلیک مامبا نے مضحکہ خیز لہجے

میں کہا۔

”تم نے جس طرح ان چار افراد کو بھوکے بلیک ٹائیگرز کے سامنے ڈالا تھا ہم بھی تمہیں اٹھا کر ان بلیک ٹائیگرز کے سامنے ڈال دیں گے اور جب بلیک ٹائیگرز موت بن کر تم پر جھپٹیں گے تب تمہیں پتہ چلے گا کہ موت کیا ہوتی ہے اور موت کا خوف کسے کہتے ہیں“..... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

”فی الحال تو مجھے تم سب کے چہروں پر موت کا خوف دکھائی دے رہا ہے۔ میں ابھی یہ خوف اور گہرا کر دیتا ہوں۔ یہ دیکھو۔ میں عمران کو گولیاں مارنے لگا ہوں۔ بچا سکتے ہو اسے مجھ سے تو بچا لو“..... بلیک ماما نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ ایک بار پھر عمران کی طرف کر دیا۔ اس کی انگلی ریوالور کے ٹریگر پر جمی ہوئی تھی اس نے جیسے ہی ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالا اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے کمرہ یکلخت مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔

گولیوں کی بوچھاڑ کے ساتھ ہی وہاں موجود تمام مسلح افراد اپنے ہی خون میں نہاتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ دروازے کے پاس کھڑے آدمی نے مشین گن سے برسٹ اس قدر تیزی سے مارا تھا کہ کسی آدمی کو اپنی جگہ سے ہلنے تک کا موقع نہ ملا تھا۔

مشین گن مسلسل گرج رہی تھی اور مسلح افراد اچھل اچھل کر اور

چیختے ہوئے گر رہے تھے۔ فائرنگ شروع ہوتے ہی بلیک ماما نے فوراً ایک طرف چھلانگ لگا دی۔ اس نے کروٹ بدل کر دروازے پر کھڑے مشین گن بردار پر فائرنگ کرنے کے لئے ریوالور والا ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ اس کے اردگرد گولیوں کی بارش ہوئی اور بلیک ماما کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا گرا۔ بلیک ماما اچھل کر دیوار کی جڑ سے جا لگا اور اس نے غور سے دروازے کی طرف دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہوتا چلا گیا کہ دروازے پر ریڈ سیکشن کا سربراہ ڈریگن کھڑا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی اور وہی فائرنگ کر رہا تھا۔ اس نے دیکھتے ہی دیکھتے وہاں موجود تمام افراد کو چھلنی کر کے رکھ دیا تھا۔ ڈریگن نے اس انداز میں فائرنگ کی تھی کہ ہال میں کھڑے صرف مسلح افراد ہی اس کی گولیوں کا نشانہ بنے تھے جبکہ کرسیوں پر جکڑے ہوئے افراد میں سے کسی ایک کی طرف گولی گزری بھی نہ تھی۔

”تم۔ غدار ڈریگن میں تمہیں۔ میں تمہیں.....“ بلیک ماما نے کہنا چاہا لیکن غصے کی شدت کی وجہ سے وہ اپنا فقرہ مکمل نہ کر سکا۔ ڈریگن تیز تیز چلتا ہوا آگے آ گیا اور اس نے مشین گن کا رخ بلیک ماما کی طرف کر دیا۔

”ڈریگن نہیں۔ میں عمران ہوں بلیک ماما“..... ڈریگن نے سخت لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر بلیک ماما بری طرح سے اچھل پڑا۔

"عمران۔ تم عمران ہو"...... بلیک مامبا کے منہ سے نکلا۔ وہ حیرت سے کبھی راڈز والی کرسی پر جکڑے ہوئے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا اور کبھی سامنے مشین گن لئے ڈریگن کو۔ اس کی حیرت کی بنا پر آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"ہاں میں ہی عمران ہوں۔ کیوں یہاں دو دو عمران کو دیکھ کر تمہیں شاک لگا ہے نا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم عمران ہو تو پھر یہ کون ہے"...... بلیک مامبا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس بے چارے کا نام صفدر ہے۔ پورا نام صفدر سعید۔ یہ چونکہ پہلے ہی زخمی تھا اس لئے میں نے اسے اپنا میک اپ کر دیا تھا اور اس میک پر میں نے ڈاکٹر چنگیزی کا میک اپ کر دیا تھا۔ تم نے اس کا میک اپ صاف نہیں کرایا، اگر کرا دیتے تو اس کا اصل چہرہ تمہارے سامنے آ جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک مامبا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو تم نے مجھے دھوکے میں رکھا تھا"...... بلیک مامبا نے غراتے ہوئے کہا۔

"رکھا تھا نہیں۔ رکھا ہے۔ میرے ساتھی نے تمہیں بتایا تو تھا کہ جب تم نے ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کرنے کے لئے اپنے آدمی بھیجے تھے تو ہم نے ان پر قابو پا لیا تھا۔ جب تمہارے سارے ساتھی ہمارے قابو میں آ گئے تھے تو یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم ڈریگن کو

چھوڑ دیتے۔ چنانچہ میں نے ڈریگن کا میک اپ کر لیا اور بس اتنی سی کہانی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر تم ڈریگن نہیں ہو تو تمہیں یہاں تک آنے کے راستے اور مختلف سیکشنوں میں جانے کے کوڈ ورڈز کا علم کیسے ہو گیا"...... بلیک مامبا نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا تمہارے ہی ساتھی لوگوں کو ٹرانس میں لے کر ان سے سب کچھ اگلوا سکتے ہیں۔ میں نہیں"...... عمران نے کہا تو بلیک مامبا غرا کر رہ گیا۔

"تو تم نے ڈریگن کو ٹرانس میں لیا تھا"...... بلیک مامبا نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو مجھے یہاں تک رسائی مل گئی تھی اور میں اطمینان سے اپنے سارے ساتھیوں کو یہاں لے آیا تھا۔ اس کے بعد مجھے تمہارے ہیڈ کوارٹر کے ہر حصے میں پہنچنے کا اختیار مل گیا اور جب میں اس ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا تو میں نے وہی سب کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا۔

"تم بہت چالاک ہو عمران۔ بہت زیادہ چالاک"...... بلیک مامبا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چالاک شیطان ہوتا ہے اور اس خطاب کے اصل حقدار تم ہو۔ یہ لقب تم اپنے لئے ہی استعمال کرو تو زیادہ بہتر ہو گا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تم مجھے شکست نہیں دے سکتے عمران۔ میں تمہارے اور تمہارے تمام ساتھیوں کے ٹکڑے اڑا دوں گا"...... بلیک ماما نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مشین کی طرف جھپٹا جیسے وہ مشین کا لیور کھینچنا چاہتا ہو لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے گر گیا۔ عمران نے یکلخت اس کی ٹانگوں پر ٹانگ مار دی تھی۔ بلیک ماما نے فوراً اپنے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے ورنہ اس کے چہرے کا بھرتہ بن جاتا۔

"اب تمہارا کھیل ختم ہو گیا ہے بلیک ماما۔ میں نے تمہارے ہیڈ کوارٹر میں ہر جگہ طاقتور بلاسٹر لگا دیئے ہیں۔ ان بلاسٹرز کا لنک میری کلائی میں موجود ریسٹ واچ سے ہے۔ مجھے بس اس بٹن کو کھینچ کر سوئی گھمانے کی دیر ہے۔ سوئی گھومتے ہی یہاں قیامت ٹوٹ پڑے گی اور تم سمیت یہاں سب کچھ ختم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔ اس کی بات سن کر بلیک ماما کے حلق سے ماما ناگ کی سی پھنکار نکلی اور اس نے اچانک اٹھ کر عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران تیزی سے ہٹ گیا۔ بلیک ماما اپنے زور سے مشین سے ٹکرایا اور پھرتی سے عمران کی طرف پلٹا۔ اس نے اچھل کر عمران کے سینے پر لات ماری۔ عمران کو اس سے اس قدر پھرتی کی امید نہیں تھی۔ وہ اچھل کر دور گرا۔

بلیک ماما نے ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران نے اسے ہاتھوں پر روکا جھٹکا دے کر سامنے کیا اور پھر دوسرے ہی لمحے

وہ اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا قلابازی کھا کر دور جا گرا۔ عمران کھڑا ہوا اور عقاب کی مانند اچھل کر اس پر چھلانگ لگائی بلیک ماما نے بھی تیزی سے زقند لگائی اور دونوں فضا میں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور دونوں مخالف سمت میں گرے۔ اس سے پہلے کہ بلیک ماما اٹھتا۔ عمران نے کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی مانند اچھل کر اس پر چھلانگ لگائی اور پوری قوت سے بلیک ماما سے ٹکرا گیا۔ اس کا بھرپور مکا بلیک ماما کے منہ پر پڑا تو بلیک ماما بلبلا اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ عمران اچھلا اور لڑکھڑاتے ہوئے بلیک ماما کے سینے پر اس کی فلائنگ کک لگی تو بلیک ماما اچھلا اور پوری قوت سے پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا۔ دیوار سے ٹکراتے ہی اسے نیچے گرنا چاہئے تھا لیکن ایسا نہ ہوا۔ وہ دیوار سے ٹکرا کر اچانک اس تیزی سے پلٹا جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر پلٹتی ہے۔ تیزی سے عمران کی طرف آتے ہوئے اس نے ٹانگیں جوڑ کر عمران کو مارنے کی کوشش کی لیکن عمران فوراً ایک قدم پیچھے ہٹا اور اس کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور بلیک ماما اس کے ہاتھوں میں پنکھے کی طرح گردش کرتا ہوا دور جا گرا۔

"عمران تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے بلیک ماما بھڑک کر اٹھا اور اس نے اچانک عمران کی ٹانگوں پر ٹانگ مار کر اسے نیچے گرا دیا۔ اس سے پہلے کہ عمران اٹھتا۔ بلیک ماما تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے زمین پر گھومتے ہوئے اچانک اپنی

دونوں ٹانگیں عمران کی گردن میں قینچی کی طرح ڈال دیں۔ عمران نے اس کی ٹانگوں سے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کی لیکن بلیک مامبا نے جھٹکا دے کر اسے الٹ دیا۔

"میں رسی کی مانند بل دے کر تمہاری گردن اکھاڑ کر پھینک دوں گا عمران"...... بلیک مامبا نے پلٹا دیتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس نے عمران کی گردن پر ایسا حلقہ بنا لیا تھا کہ عمران کو واقعی ایک لمحے کے لئے ایسا لگا تھا جیسے بلیک مامبا نے اگر ٹانگوں کو جھٹکا دیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔

بلیک مامبا کی گرفت بڑی مضبوط تھی اس نے اپنے جسم کا زور سینے کے بل لیٹے ہوئے عمران کی کمر پر ڈال رکھا تھا۔ بلیک مامبا اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح عمران کی ریڑھ کی ہڈی توڑ ڈالے۔ عمران اپنا پورا زور لگا کر اس کی ٹانگوں کے شکنجے کو کھولنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن گردن پر گرفت انتہائی سخت تھی۔ عمران کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اب عمران کے لئے سانس لینا دوبھر ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک عمران نے اپنے دونوں ہاتھوں کو سیدھا کیا اور پھر اس کی کہنیاں حرکت میں آ گئیں۔ عمران نے پوری قوت کے ساتھ اپنی کہنیاں بلیک مامبا کی پسلیوں میں ماریں۔ پہلی ضرب پر تو کچھ نہ ہوا دوسری ضرب پر بلیک مامبا بوکھلایا اور پھر اس کی گرفت کمزور ہوئی عمران نے پھرتی سے تیسرا وار کیا اور ساتھ ہی لیٹے لیٹے الٹی لات اس کی ریڑھ کی ہڈی پر ماری۔ درد کی شدت سے بلیک مامبا کی چیخ نکلی۔

دوسرے ہی لمحے عمران اس کی گرفت سے باہر تھا۔ عمران تیزی سے کھڑا ہوا اور اس نے بے اختیار اپنی گردن پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔

"بڑے سخت جان ہو تم"...... عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ بلاشبہ بلیک مامبا میں گینڈے کی سی قوت تھی اگر عمران چند لمحے مزید اس کی گرفت میں رہتا تو پہلے ریڑھ کی ہڈی ٹوٹتی اور پھر سانس کی نالی دب جاتی۔

"اس مرتبہ میرے وار سے بچ گئے ہو۔ اب نہ بچ سکو گے"...... بلیک مامبا نے گرجتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگائی عمران نے فوراً گھٹنا آگے کر دیا۔ بلیک مامبا اچھل کر اس کے گھٹنے سے ٹکرایا۔ دوسرے لمحے عمران نے جھپٹا مارا اور اچانک بلیک مامبا کی گردن پکڑ لی اور پھر عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر دور اچھال دیا۔ بلیک مامبا نے شعوری اور لاشعوری طور پر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی لیکن بے کار وہ سیدھا دیوار سے ٹکرایا اور پھر وہ کسی لٹو کی طرح گھوم کر رہ گیا۔

عمران نے بلیک مامبا کو پشت کی طرف نقاب سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اس کا نقاب پھٹ گیا اور وہ اندھوں کی طرح الٹے قدم چلتا ہوا نیچے گرا۔ عمران کی لات حرکت میں آئی اور بلیک مامبا کے چہرے پر زور سے ٹھوکر لگی اسی وقت ہال کی فضا ہولناک دھماکوں سے گونجنے لگی دھماکوں کی آواز دور سے آتی ہوئی سنائی

دے رہی تھی۔

عمران کے اندازے کے مطابق ٹائم بم پھٹنے شروع ہو چکے تھے۔ دھماکے اس شدت کے ساتھ اور تواتر سے ہو رہے تھے کہ کمرے کی دیواریں لرزتی ہوئیں اور زمین کانپتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ پھر ایک اور ایسا دھماکہ ہوا جیسے ان کے قدموں کے نیچے بم پھٹا ہو کمرے میں رکھی ہوئی چھوٹی چھوٹی چیزیں تقریباً اچھلنے لگی ایسا لگتا تھا جیسے جوار بھاٹا پھٹ پڑا ہو۔ کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے زیادہ گرج دار آوازیں یہاں نہیں پہنچ رہی تھیں ورنہ وہاں تو ایسے دھماکے ہو رہے ہوں گے کہ سماعت گنگ ہو جائے۔

بلیک ماما کے چہرے کی کھال پھٹ گئی۔ چہرے پر خون نمودار ہوا لیکن یہ وقت سوچ و وچار کا نہیں تھا۔ بلیک ماما نے دوسری لات پڑنے سے پہلے پلٹا کھایا اور ساتھ پڑی ہوئی مشین پر سے لوہے کا تختہ سا اٹھایا اور عمران پر دے مارا۔ عمران نے بچنے کی کوشش کی لیکن پھر بھی وہ عمران کے کندھے پر لگا عمران کو اپنا بازو ٹوٹتا ہوتا محسوس ہوا درد سے عمران کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

اسی وقت بلیک ماما نے پھر عمران کو چھاپ لیا اور آکٹوپس کی طرح عمران سے لپٹ گیا۔ اپنے بازوؤں کے حلقوں میں لے کر وہ عمران کی ہڈیاں توڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ عمران نے اس کا سر پکڑ کر پوری قوت سے زمین پر مارا تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور عمران اسے دھکیل کر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ عمران سے

الگ ہوا اور تیزی سے دوبارہ لوہے کی وزنی نوک دار پلیٹ اٹھائی۔ اس بار وہ اسے دونوں ہاتھوں سے ہلاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا عمران نے جوڈو کے وار سے اس کی سینے پر لات ماری اور پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ بلیک ماما پھر اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرا لوہے کی پلیٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر خود اس کی ناک پر لگی اور وہ اونٹ کی مانند بلبلانے لگا۔ عمران نے اپنے فولادی ایڑھی والے بوٹ کی ٹھوکر اس کے منہ پر ماری تو وہ حلق کے بل چیخا اور فرش پر گر گیا۔

عمران آگے بڑھا دوسرے لمحے وہ کئی فٹ اوپر اچھلا اور پھر تیزی سے سیدھا بلیک ماما کے سینے کی طرف آیا۔ نیچے گرتے ہوئے اس نے دونوں گھٹنے جوڑ لئے تھے۔ اس کے گھٹنے بلیک ماما کے سینے پر پڑے اور کمرہ بلیک ماما کی فلک شگاف چیخ اور اس کی پسلیاں ٹوٹنے کی آواز سے گونج اٹھا۔

"چیخو۔ اور زور سے چیخو۔ ابھی تو تم نے ان چیخوں کا بھی حساب دینا ہے جن کی آہ و پکار پر تم خوشی سے قہقہے لگاتے تھے"...... عمران نے کہا اس کے لہجے میں قہر اور انداز میں سانپ کی پھنکار شامل تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر بلیک ماما کے گریبان پر ہاتھ ڈال کر اس کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس نے عمران کو اپنی دونوں لاتیں ماریں اس حالت میں بھی وہ حرکت سے باز نہ آیا تھا عمران بلیک ماما کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دور جا گرا۔

''بچھو اپنی فطرت سے باز نہیں آتا۔ اس لئے اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے''...... صدیقی نے کہا۔ عمران نے چھلانگ لگا کر بلیک مامبا کو چھاپ لیا اور پھر اس نے پوری قوت سے بلیک مامبا کے سر پر ٹھوکریں مارنی شروع کر دیں۔ بلیک مامبا کچھ دیر بری طرح تڑپتا رہا پھر وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔

اسے ساکت ہوتے دیکھ کر عمران رک گیا۔ چند لمحے وہ اسے غصیلی نظروں سے دیکھتا رہا پھر وہ بلیک مامبا پر جھکا اور اس کی نبض دیکھنے لگا۔ بلیک مامبا کی نبض چل رہی تھی۔ وہ زندہ تھا لیکن بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسے بے ہوش دیکھ کر عمران نے لمبا سانس لیا اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سب سے پہلے صفدر کے گلے سے بھاری پتھر نکالا اور پھر اس نے صفدر کی گردن سے پھندے بھی نکال کر ایک طرف اچھال دیے۔ اس کے بعد وہ صفدر کی راڈز والی کرسی کی طرف آیا اور اس نے کرسی کے پیچھے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ کرسی کے راڈز کھلتے چلے گئے اور صفدر آزاد ہو گیا۔ اس کے بعد عمران نے باقی ساتھیوں کے بھی راڈز کھول دیے۔

''ٹائیگر۔ تم جا کر دوسرے کمرے سے جولیا اور باقی ساتھیوں کو بھی لے آؤ''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے سر سے ہیلمٹ اتار کر ایک طرف رکھا اور دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ اس کے باقی ساتھیوں نے بھی سروں سے ہیلمٹ اتار دیے تھے۔

اسی لمحے انہیں بلیک مامبا کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑے۔ عمران نے پلٹ کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کہ بلیک مامبا کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔

''بڑی جان ہے اس میں۔ اتنی جلدی اسے ہوش بھی آ گیا''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید آپ کی طرح ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہے''...... صدیقی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''کوئی بات نہیں۔ ابھی اس کی ساری مٹی جھاڑ دیتا ہوں''۔ عمران نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا بلیک مامبا کی طرف آ گیا جو ہوش میں آ چکا تھا اور ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اچانک اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ اس نے بوٹ کی نوک بلیک مامبا کی گردن پر رکھ کر موڑی تو اس کے ساتھ ہی اس کی گردن کی رگ بھی مڑتی چلی گئی۔ بلیک مامبا کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ عمران کے پیروں کے نیچے بری طرح تڑپنے لگا۔

''بلیک مامبا تم نے آج تک ہمیشہ دوسروں کے لئے موت کے طریقے سوچے ہیں۔ آج میں تمہیں جہنم کے راستے کی سیر کراؤں

گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں"...... بلیک مامبا زور سے چلایا۔ پہلی بار اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرے تھے۔

"کیوں نہیں۔ دوسروں کے لئے آتش ڈھونڈتے ہو اور اپنے لئے گلزار مانگتے ہو"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ جواب میں بلیک مامبا زخمی اونٹ کی مانند بلبلانے لگا۔

"تم نے جس طرح سے جیکولس اور اس کے تین ساتھیوں کو اپنے بھوکے بلیک ٹائیگرز کے سامنے ڈالا تھا اسی طرح میں تمہیں بھی لے جا کر ان کے سامنے ڈال دیتا ہوں۔ وہ تم پر حملہ کریں گے اور تمہاری بوٹیاں اڑا کر کھا جائیں گے۔ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ بھیانک موت کیسی ہوتی ہے"...... عمران نے اپنے لہجے میں سفاکی لاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے عمران"...... بلیک مامبا بدحواس ہو کر زور زور سے چیخنے لگا۔۔ کمرہ اس کی درد ناک آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے صدیقی کو اشارہ کیا تو صدیقی نے آگے بڑھ کر رسی کا باقی بچا ہوا بنڈل اٹھایا اور اس سے بلیک مامبا کو باندھنا شروع کر دیا۔

"چوہان تم اسے اٹھاؤ اور میرے ساتھ ڈیتھ ہال چلو میں اس ظالم اور سفاک انسان کو بھیانک موت مارنا چاہتا ہوں جس نے چار بے گناہ بلکہ اب تک نجانے کتنے افراد کو بھوکے بلیک ٹائیگرز کی

خوراک بنایا ہے۔ اب یہ بھی اپنے پالے ہوئے جانوروں کی خوراک بنے گا"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے بندھے ہوئے بلیک مامبا کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ بلیک مامبا حلق کے بل چیخ رہا تھا۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے کان جیسے بند تھے اور وہ اس کی چیخیں سن ہی نہ رہے تھے۔

کمرے سے نکل کر وہ باہر آئے اور پھر مختلف راستوں اور راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ ڈیتھ ہال سے منسلک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جہاں چار بے گناہ اور معصوم افراد کو بلیک ٹائیگرز نے شکار کیا تھا۔

کمرے میں ایک مشین لگی ہوئی تھی جس سے کمرے کا دروازہ کھولا اور بند کیا جاتا تھا۔ عمران نے مشین آن کر کے ڈیتھ ہال کا دروازہ کھولا اور پھر اس کے اشارے پر چوہان نے بندھے ہوئے بلیک مامبا کو لے جا کر اس ہال میں چھوڑ دیا۔ چوہان جیسے ہی بلیک مامبا کو ڈیتھ ہال میں چھوڑ کر باہر آیا۔ عمران نے مشین سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ اس کمرے میں شیشے کی ایک دیوار تھی جس سے ڈیتھ ہال کا منظر صاف طور پر دیکھا جا سکتا تھا۔ عمران نے چند بٹن پریس کئے تو اچانک سامنے دیوار میں خلاء سا پیدا ہوا اور دوسرے لمحے خلاء سے دونوں بلیک ٹائیگرز اچھل کر باہر آ گئے۔

بلیک ٹائیگرز کو دیکھ کر ہال میں بندھے ہوئے بلیک مامبا نے

بری طرح سے چیخنا اور تڑپنا شروع کر دیا۔ وہ بار بار بغیر پانی کے مچھلی کی مانند تڑپ تڑپ کر ادھر ادھر لڑھک کر کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش میں مصروف تھا وہ کسی طرح بھی بلیک ٹائیگرز کا شکار نہیں بننا چاہتا تھا۔

دانش منزل کی میٹنگ روم میں تمام ممبران موجود تھے۔ عمران بھی وہاں موجود تھا اور عادت کے مطابق وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے زور زور سے خراٹے نشر کر رہا تھا۔

اسے سوتے اور خراٹے نشر کرتے دیکھ کر جولیا اور باقی سب مسکرا رہے تھے۔ جولیا کے سامنے ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا جو آف تھا۔ وہ سب بلیک ماما مشن مکمل کرنے کے بعد ایکسٹو کے حکم سے یہاں اکٹھے ہوئے تھے تاکہ ایکسٹو انہیں کیس کی تفصیلات بتا سکے۔ اچانک ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو وہ سب چونک پڑے۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”یس چیف“...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس ٹرانسمیٹر میں چونکہ مائیک اور اسپیکر ایک ساتھ لگے ہوئے تھے اس لئے اس میں بار بار انہیں اوور کہنے کی زحمت گوارا نہ کرنی پڑتی تھی۔

”جولیا۔ تم اور باقی ممبران اس کیس کی تفصیلات سننے کے لئے

بے چین ہو گئے۔ اس مرتبہ ہمارا مقابلہ ایک انتہائی عیار، ظالم اور سفاک انسان سے ہوا ہے۔ جو بلیک ماما کہلاتا تھا۔ لیکن میں اسے اس صدی کا چنگیز خان کہوں گا۔ تم لوگوں کو سن کر حیرت ہو گی کہ اس کے ہیڈ کوارٹر سے دستیاب ہونے والی فائل سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے تیرہ ہزار انسانوں کو مختلف اذیتیں دے دے کر ہلاک کرایا ہے اور ایسا صرف اذیتوں کے نت نئے طریقے ایجاد کرنے کے لئے کیا گیا تھا اور وہ اسی طرح انتہائی سفاکی اور درندگی سے اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتا تھا۔

بلیک ماما خود بھی ایک سائنس دان تھا۔ اس نے دوسرے سائنس دانوں کے ساتھ مل کر چند فارمولے ایجاد کئے۔ اس نے ایک گروہ ترتیب دیا اور پھر وہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر ایک بڑا سینڈیکیٹ بناتا چلا گیا تاکہ دنیا پر قبضہ کیا جا سکے اس کے لئے وسائل اور دولت حاصل کرنے کے لئے اس کا گروہ دس سال تک انڈر گراؤنڈ کام کرتا رہا پھر اس نے کھلم کھلا اپنا کام شروع کر دیا۔ مختلف ملکوں کے ساتھ مل کر اس نے دوسرے ملکوں میں بغاوتیں کرائیں۔ خفیہ راز اڑانے اور ملکوں کے تختے الٹنے کے ساتھ ساتھ اس نے ہر طرف اپنی دہشت اور بربریت کی داستانیں رقم کیں اور پھر پھیلتے پھیلتے یہ سینڈیکیٹ مضبوط اور اس قدر وسیع، فعال اور طاقتور ہو گیا کہ اس سے بڑی بڑی حکومتیں کانپنے لگیں۔

اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر ناروے کے قریب ساحلی دلدلی علاقے

میں قائم کیا ہوا تھا جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس نے دنیا پر قبضہ کرنے کے لئے سائنسی میدان میں تیزی سے کام کیا اور پوری دنیا کو میزائلوں کے نشانے پر لے لیا۔ وہ ہر صورت میں سر داور کا فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اس یونیک اور نئے طرز کے فارمولے کی بدولت وہ پوری دنیا پر حاوی ہو سکے اور کوئی ملک اس کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ عمران نے جو کچھ کیا وہ تمہارے سامنے ہے۔ بلیک ماما نے کافرستان کی ایما پر عمران کو پکڑ کر ان کے حوالے کرنے کی حامی بھر لی اور اس کوشش میں وہ کامیاب رہا۔ فارمولا بھی پاکیشیا سے نکل گیا اور عمران کو بھی اغوا کر لیا گیا۔

اغوا ہی کی حالت میں عمران نے بلیک ماما کے نائب ڈینجر پرنس کو بے ہوش کر کے اس پر اپنا میک اپ کیا اور خود ڈینجر پرنس بن کر سامنے آ گیا۔ بلیک ماما نے عمران کو زندہ حالت میں بھاری زنجیروں اور بھاری پتھر سے باندھ کر سمندر میں پھنکوا دیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے جس عمران کو سمندر برد کیا ہے وہ عمران نہیں بلکہ اس کا اپنا ساتھی ڈینجر پرنس ہے پھر جب اسے پتہ چلا کہ عمران زندہ ہے تو وہ اور زیادہ مشتعل ہو گیا اور اس نے ٹھان لی کہ وہ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے ساتھ بھی عمران جیسا ہی سلوک کرے گا۔ ادھر عمران نے کافرستان کے اسلحے کے جہاز کو اپنے کنٹرول میں کرنے کے بعد کافرستان کی ایجنسی ماکار کے عملے

کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ادھر پاکیشیا میں ایکشن مکمل ہو جانے
کے بعد بلیک مامبا نے اپنے عملے کو واپس ناروے بلایا تو مجھے علم ہو
گیا اور میں نے جولیا کو بلیک مامبا سینڈیکیٹ کی ممبر آہانا کے میک
اپ میں وہاں روانہ کر دیا تاکہ کسی طرح بلیک مامبا کے ٹھکانے کا
علم ہو جائے۔ لیکن جولیا کی اصلیت کا بلیک مامبا کو علم ہو گیا اس
نے ڈینجر پرنس کی موت کا بدلہ جولیا سے لیا اور اسے بے حس کر
کے سمندر میں پھینک دیا اور جولیا بے ہوشی کی حالت میں ایک
ویران جزیرے پر پہنچ گئی۔ عمران جس نے گریٹ گابلر شپ کو تباہ
کیا تھا وہ موٹر بوٹ میں پاکیشیا آ رہا تھا تو اسے جزیرے کے
قریب سے گزرتے ہوئے جزیرے پر موجود جولیا کا پتہ چلا۔ یہ
موٹر بوٹ جزیرے پر لے گیا اور جولیا کو وہاں سے نکال لایا تو
بلیک مامبا نے موٹر بوٹس اور ہیلی کاپٹر سے عمران اور جولیا پر حملہ
کرایا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اور موٹر بوٹس تباہ کر دیں اور خود کو اور
جولیا کو اس کی زد سے بچا لیا۔

بلیک مامبا فوراً اپنے جہاز کو الٹو ویسل ریز کے جال میں چھپا کر
وہاں سے بھگا کر لے گیا جس کے نتیجے میں عمران کو سمندر میں
انتہائی تلاش کے باوجود اس جہاز کا کوئی سراغ نہ ملا جس میں بلیک
مامبا موجود تھا۔ عمران جولیا کے ساتھ واپس پاکیشیا پہنچ گیا۔ اس کی
مجھ سے بات ہوئی تو میں نے اسے فوری طور پر ڈاکٹر چنگیزی کی
طرف روانہ کر دیا۔ میری معلومات کے مطابق بلیک مامبا کے پاس

ہاٹ واٹر کے فارمولے کی کاپی پہنچ چکی تھی لیکن وہ فارمولا اس
وقت تک اس کے کام نہ آ سکتا تھا جب تک اسے ڈی کوڈ نہ کر لیا
جاتا۔ فارمولا جس کوڈ میں لکھا گیا تھا اس کوڈ کا بانی ڈاکٹر چنگیزی
تھا۔ مجھے یقین تھا کہ بلیک مامبا فارمولے کو ڈی کوڈ کرانے کے
لئے ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کرنے کی کوشش کرے گا اس لئے میرے
حکم پر عمران نے ڈاکٹر چنگیزی کو غائب کیا اور اس کی جگہ خود ڈاکٹر
چنگیزی بن گیا۔ میرا خیال درست ثابت ہوا اور پھر وہی سب کچھ
ہوا جس کی مجھے توقع تھی۔

عمران اور آپ سب نے مل کر بلیک مامبا کے ان ساتھیوں کو
قابو کر لیا جو ڈاکٹر چنگیزی کو اغوا کرنے کے لئے آئے تھے۔ ان
افراد کا سربراہ ڈریگن تھا۔ عمران نے اسے ٹرانس میں لے کر اس
سے بلیک مامبا اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں سب کچھ اگلوا
لیا۔ اس کے بعد کی تفصیل آپ کو معلوم ہے۔ یہ تھی اس کیس کی
تفصیل۔ بلیک مامبا ہلاک ہو چکا ہے اور گلنس جزیرے پر جو بلاسٹر
لگائے گئے تھے انہیں بلاسٹ کر کے سارے جزیرے کو تباہ کر کے
سمندر برد کیا جا چکا ہے جس کے ساتھ بلیک مامبا اور اس کے
سارے سیٹ اپ کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ آپ سب نے جس کوشش
اور لگن سے اس سینڈیکیٹ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے آپ سب کی
یہ جدوجہد قابل ستائش ہے جس کے لئے میں آپ کو داد دیتا ہوں۔
اللہ حافظ"...... ایکسٹو نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر

رابطہ ختم ہو گیا۔

"ارے ارے۔ چیف کہاں بھاگ رہے ہو۔ ارے۔ میری بات تو سنو۔ ارے وہ چیک۔ مجھے میری محنت کا صلہ تو دے دو۔ میں نے جولیا سے وعدہ کیا تھا کہ اگر مجھے چیف نے بڑا چیک دیا تو میں جلد ہی شادی کر لوں گا۔ چیف۔ چیف"...... اچانک عمران نے آنکھیں کھول کر چیختے ہوئے کہا لیکن چیف ٹرانسمیٹر آف کر چکا تھا۔ اس نے عمران کی کوئی بات نہ سنی تھی اور عمران کی اس حرکت پر وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے اور عمران انہیں ہنستا دیکھ کر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یوں دیکھنے لگا جیسے کسی الو کو پکڑ کر دھوپ میں بٹھا دیا گیا ہو۔

ختم شد

عمران سیریز میں اب تک لکھا گیا سب سے طویل ترین ناول

ایک ایسا ناول جو دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے

ڈائمنڈ جوبلی نمبر

ڈائمنڈ مشن

مصنف ظہیر احمد

بلیک ڈائمنڈ —— دنیا کا قدیم ترین اور انتہائی نایاب ڈائمنڈ۔

بلیک ڈائمنڈ —— ایک ایسا ڈائمنڈ جس کی پہلے کوئی اہمیت نہ تھی اور اسے ایک میوزیم میں رکھ دیا گیا تھا لیکن پھر اچانک اس ڈائمنڈ کی اہمیت کا علم ہوا تو پوری دنیا کے ایجنٹ اسے حاصل کرنے کے لئے میدان میں اتر آئے۔

بلیک ڈائمنڈ —— جسے بلگارنیہ کے میوزیم سے چوری کیا گیا تھا۔

بلیک ڈائمنڈ —— جو پاکیشیا میں موجود تھا۔

عمران —— جو بلیک ڈائمنڈ تک پہنچ گیا۔ لیکن —— ؟

میجر پرمود —— جسے کرنل ڈی نے ہر صورت میں بلیک ڈائمنڈ بلگارنیہ لانے کا حکم دے دیا۔

عمران اور میجر پرمود —— جن کا مشن بلیک ڈائمنڈ حاصل کرنا تھا۔

عمران —— جو بلیک ڈائمنڈ کی اہمیت جان کر اسے ہر قیمت پر پاکیشیا کے لئے حاصل کرنا چاہتا تھا۔

میجر پرمود —— جس کے لئے بلیک ڈائمنڈ حاصل کرنا بلگارنیہ کی بقاء کا مسئلہ بن گیا تھا۔

بلیک ڈائمنڈ —— جس کی تلاش میں عمران اور میجر پرمود اپنے اپنے راستوں پر چلتے ہوئے ایکریمیا پہنچ گئے۔

بلیک ڈائمنڈ —— جس کی تلاش عمران اور میجر پرمود کو ایک نئی دنیا میں لے گئی۔ وہ کون سی دنیا تھی ——؟

سی ورلڈ —— مجرموں کی ایک ایسی دنیا جو کرہ ارض پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی۔

سی ورلڈ —— دنیا کے کس سمندر میں تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔

فور کنگز —— جو سی ورلڈ کے کرتا دھرتا تھے۔ کون تھے وہ ——؟

ای کنگ —— سی ورلڈ کا ایک کنگ جو ارتھ کو کنٹرول کر رہا تھا۔

ڈی کنگ —— جس کا کنٹرول دنیا کے صحراؤں پر تھا۔

ایس کنگ —— جو آسمانی آہنی طاقتوں کو کنٹرول کر رہا تھا۔ جن میں طیارے اور اسپیش شپس شامل تھے۔

سی کنگ —— جو فور کنگز کا سربراہ تھا اور سی ورلڈ میں ان سب کا کنٹرولر تھا۔

سی ورلڈ —— جہاں ماسٹر کمپیوٹروں کی حکومت تھی۔

وہ لمحہ —— جب سی ورلڈ کے روبوٹس نے دنیا پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ کیسے؟

(ایک حیرت انگیز سچویشن)

روبوٹس —— جن پر دنیا کا کوئی اسلحہ اثر نہ کرتا تھا اور نہ انہیں کسی طرح تباہ کیا جا سکتا تھا۔

وہ لمحہ —— جب عمران اور میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس ناممکن کو بھی ممکن کر دکھایا اور ناقابل تسخیر روبوٹس ان کے ہاتھوں تباہ ہوتے چلے گئے۔

دنیا کے کئی ممالک جہاں روبوٹس کا قبضہ ہو چکا تھا اور ان ممالک کے اعلیٰ حکام نے ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے تھے۔ کیوں؟

بلیک ڈائمنڈ —— جس کے بارے میں عمران اور میجر پرمود کو پتہ چل چکا تھا کہ وہ سی ورلڈ پہنچ چکا ہے۔

کیا —— عمران اور میجر پرمود یہ ساری جنگ محض بلیک ڈائمنڈ کے لئے لڑ رہے تھے۔ یا ——؟

وہ لمحات —— جب عمران اور میجر پرمود اور ان کے ساتھی روبوٹس کے مدمقابل آ گئے اور پھر ایک نہ رکنے والی جان لیوا جنگ کا آغاز ہو گیا۔

کیا —— عمران اور میجر پرمود روبوٹس سے جنگ جیت سکے۔

عمران اور میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت ایک ایسے جزیرے میں پہنچنا چاہتے تھے جہاں صرف موت کی حکمرانی تھی۔

عمران —— جس نے فور کنگز کے ڈی کنگ کا مقابلہ کیا۔

میجر پرمود —— جو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ای کنگ کی تلاش میں ایک خطرناک اور بھیانک جنگل میں پہنچ گیا۔

کیا —— عمران اور میجر پرمود اس جنگ میں ایک ساتھ تھے یا ایک دوسرے

عمران سیریز میں چونکا دینے والا انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

بلیک اسپارک

مصنف
ظہیر احمد

بلیک اسپارک ---- صامالیہ کی ایک کرمنل تنظیم جو اغوا برائے تاوان اور ہر قسم کے غیر قانونی دھندے کرتی تھی۔

بلیک اسپارک ---- ایک ایسی تنظیم جس کے پنجے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔

بلیک اسپارک ---- جس نے پوری دنیا میں اپنے سیکشن قائم کر رکھے تھے۔

بلیک اسپارک ---- جس نے ساڈان سے پاکیشیا کے وزیر خارجہ کو اغوا کر لیا۔

کیوں ---- ؟

بلیک اسپارک ---- جس کا ایک بھی ممبر آج تک کسی کے ہاتھ نہ آیا تھا۔

عمران ---- جو ٹائیگر کے ہمراہ پاکیشیائی وزیر خارجہ سر ابراہیم کو تلاش کرنے اور بازیاب کرانے ساڈان جا رہا تھا اس پر بلیک سپارک کے پاکیشیائی گروپ نے جان لیوا حملے کرنے شروع کر دیئے۔

عمران ---- جو ٹائیگر کے ساتھ ساڈان پہنچا تو بلیک اسپارک تنظیم کا سیکشن فائیو حرکت میں آ گیا اور ساڈان میں بھی عمران کے خلاف بھرپور اور خوفناک ایکشن شروع ہو گیا۔

کے مخالف ---- ؟

وہ لمحہ ---- جب میجر پرمود اور عمران بلیک ڈائمنڈ کے لئے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے اور پھر ---- ؟

وہ لمحہ ---- جب عمران اور میجر پرمود کو سی ورلڈ کے روبوٹس نے دبوچ لیا۔

وہ لمحہ ---- جب عمران اور میجر پرمود کو سی ورلڈ کے ماسٹر کمپیوٹر کا مقابلہ کرنا پڑا۔

ماسٹر کمپیوٹر ---- جو ایک انسان کے سر میں فٹ تھا۔

ماسٹر کمپیوٹر ---- جو عمران اور میجر پرمود سے طاقت، ذہانت اور تیز رفتاری میں ہزاروں گنا تیز تھا۔ عمران اور میجر پرمود ماسٹر کمپیوٹر کے سامنے بے بس ہو گئے۔ اور پھر ---- ؟

اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ ایک ایسا طویل ناول ہے جسے اس قدر طوالت کے باوجود آپ دریا کو کوزے میں بند کرنے والی مثال دینے پر مجبور ہو جائیں گے اور بلاشبہ کہہ اٹھیں گے کہ یہ ناول پانچ ہزار صفحات پر محیط ہونا چاہئے تھا۔ یہ دعویٰ ہے بھرپور یقین کے ساتھ کہ ایسا منفرد، اعلیٰ معیار اور اپنی تمام تر خوبیوں کا حامل ناول آپ نے آج تک نہ پڑھا ہوگا۔ اس لئے پہلی فرصت میں اپنا آرڈر بک کرائیں اور نہ ملنے کی صورت میں ادارہ سے رابطہ کریں ورنہ آپ یقیناً ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com